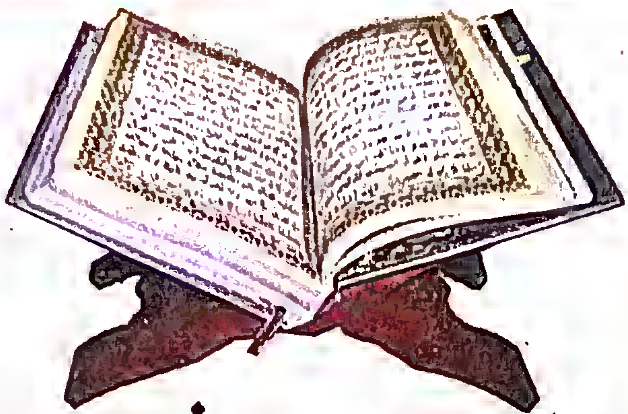

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر

آسان تفسیر

پارہ ۲۱

ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

فاضل دارالعلوم دیوبند

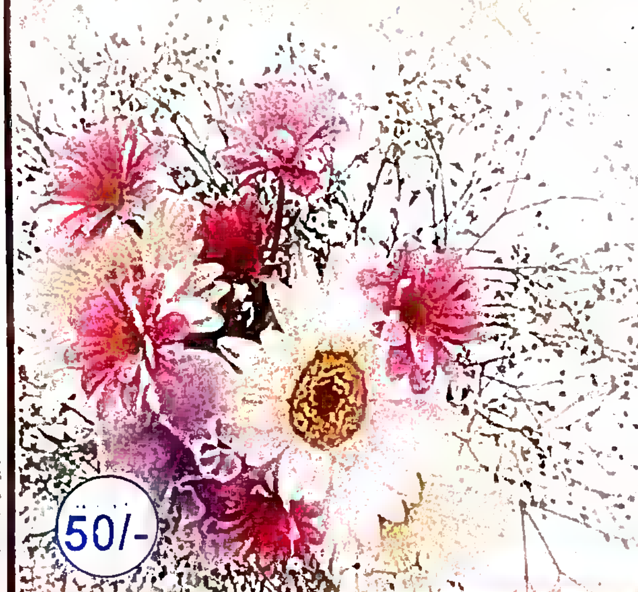

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی نمبر ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی

موبائل: 9837375773

50/-

اس دور کی سب سے آسان و عام فہم اور مستند تفسیر کلام پاک
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

آسان تفسیر
اردو

ترجمہ قرآن شریف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ

مرتب

محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

پارہ ۲۱ اتل ما اوحی

شائع کردہ

۲۴۷۰۰۱
ادارہ دعوت و تبلیغ زکریا آباد، گلی نمبر ۲ آلی جنگی سہارنپور (یو۔پی)

ہدیہ:

فہرست مضامین آسان تفسیر اردو پارہ ۲۱

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
ایک شبہ کا جواب	۳	تفسیر سورۂ لقمٰن	۳۱	شرک سے باز رہنے کی تاکید	۵۰
ایک انصاری جوان کا واقعہ	۳	واقعہ شان نزول	۳۲	کافرین کے ایک شبہ کا جواب	۵۲
اہل کتاب سے مناظرہ کا طریقہ	۴	لہو ولعب کے مختلف درجات	۳۳	مومن وکافر برابر نہیں ہو سکتے	۵۴
ایک اعتراض کا جواب	۶	جائز کھیل	۳۳	واقعۂ شان نزول	۵۸
ہجرت کا حکم	۸	کھیلوں کے سامان کی خرید و فروخت	۳۳	زمانہ جاہلیت کے باطل خیالات کی تردید	۵۹
مشرکین مکہ سے سوال	۹	گانا بجانا حرام ہے	۳۳	نبی کریمؐ سب سے زیادہ تعظیم واطاعت کے مستحق ہیں	۶۰
اہل مکہ کے ایمان نہ لانیکی وجہ	۱۰	لہو الحدیث سے مراد ٹی وی ہے	۳۴	ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں	۶۱
روم اور فارس کی جنگ	۱۲	اللہ کی قدرت کا منظر	۳۶	انبیاء سے عہد	۶۲
قرآن کی پیشین گوئی	۱۲	حضرت لقمان کون اور کیا تھے	۳۷	واقعہ جنگ احزاب	۶۳
فتح وغلبہ اللہ کے قبضہ میں ہے	۱۳	حضرت لقمان نبی تھے یا ولی؟	۳۷	خندق کی تیاری	۶۳
آسمان وزمین کے پیدا کرنیکا مقصد	۱۴	حضرت لقمان کی نصیحت اپنے بیٹے کو	۳۸	منافقین کا الزام	۶۵
تمام مخلوق کو دوبارہ پیدا کیا جائیگا	۱۶	توحید کی دعوت	۴۲	منافقین عہد شکن ہیں	۶۵
اللہ کی قدرت کی چھ نشانیاں	۱۸	واقعہ شان نزول	۴۳	موت کا وقت مقرر ہے	۶۷
شرک کا رد ایک مثال سے ہے	۲۰	قدرت الٰہی کے چند نمونے	۴۴	منافقین کی حالت	۶۷
ہر انسان سخت مصیبت میں اللہ ہی کو پکارتا	۲۱	واقعہ شان نزول	۴۷	منافقین کی بزدلی	۶۸
رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ	۲۳	ایک سوال کا جواب	۴۷	سیرت رسول نمونہ ہے	۶۹
حالات کا پس منظر	۲۴	ملک الموت کا ایک واقعہ	۴۸	کافرین کا ناکام ہو کر ہٹ جانا	۷۰
مصیبت سے بچنے کا طریقہ	۲۵	خلیفۂ منصور کا ایک خواب	۴۸	غزوۂ بنو قریظہ	۷۰
انعام خداوندی	۲۷	امام ابوحنیفہ رح کی تعبیر	۴۸	واقعۂ شان نزول	۷۲
اے انسان اپنی حالت پر غور کر	۲۸	قرآن اللہ کی کتاب ہے	۴۹	تمت	

خط وکتابت کیلئے پتہ } ادارہ دعوت وتبلیغ آلی کی چنگی گلی ۲ سہارنپور یوپی ۲۴۷۰۰۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ

جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے آپ اس کو پڑھا کیجئے - اور نماز کی پابندی رکھیئے -

تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ

بے شک نماز (اپنی وضع کے اعتبار سے) بے حیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے - اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے

مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

اور اللہ تعالٰے تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے -

تفسیر

اس آیت میں اللہ تعالی نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو کتاب (یعنی قرآن کریم) ہم نے بذریعہ وحی آپ پر نازل فرمائی ہے، آپ تبلیغ کی غرض سے اس کو لوگوں کے سامنے پڑھا کیجئے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں کو دین کے احکامات معلوم ہوں اور عمل تبلیغ بھی کیا کیجئے وہ اس طرح کہ نماز کی پابندی رکھئے تاکہ آپ کا عمل دیکھ کر لوگ بھی نماز کی پابندی کریں - اور نماز کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے

ایک شبہ کا جواب

بعض لوگ یہاں یہ شبہ کرتے ہیں کہ بہت سے لوگ پابندی سے نماز پڑھتے ہیں مگر پھر بھی بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہتے ہیں، مفسرین علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حقیقت تو یہی ہے کہ نماز پڑھنے والے کو گناہوں سے بچ جانے کی توفیق ہو جاتی ہے اور جس کو توفیق نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی نماز میں کچھ کوتاہی اور کمی ہے کیونکہ اصل نماز وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق پڑھی جائے اور مکمل خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ کے دربار میں کھڑا ہوا جائے - غرضیکہ ظاہری باطنی دونوں طرح کا مکمل خیال کر کے جو نماز پڑھی جائے گی وہی اصل نماز ہوگی اور ایسی ہی نماز کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ وہ بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے -

ایک انصاری جوان کا واقعہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پانچوں وقت کی نمازیں پڑھتا تھا اور بڑے بڑے گناہ بھی کرتا تھا اس کی یہ حالت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی آپ نے فرمایا ایک دن اس کی نماز اس کو ان گناہوں سے روک دے گی، چنانچہ کچھ عرصہ بعد ایسا ہی ہوا کہ اس سے تمام گناہ کے کام چھوٹ گئے -

اس آیت کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ جتنے بھی نیک کام ہیں ان سبھی کی پابندی کی جائے کیونکہ وہ اللہ کا ذکر اور اللہ کی یاد ہیں اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے لہذا اس سے غفلت نہ کی جائے - اور سن لو اللہ تمہارے سب

کاموں سے واقف ہے اس لئے جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ
اور تم اہل کتاب کے ساتھ بجز مہذب طریقہ کے مباحثہ

اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ
مت کرو۔ ہاں جو ان میں زیادتی کریں اور یوں کہو کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں

اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿٤٦﴾
جو ہم پر نازل ہوئی، اور ان کتابوں پر بھی جو تم پر نازل ہوئیں۔ اور (یہ تم بھی تسلیم کرتے ہو) کہ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم تو اسی کی اطاعت

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ
کرتے ہیں۔ اور اسی طرح ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب (کی نافع سمجھ) دی ہے وہ اس (آپ والی)

يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ
کتاب پر ایمان لے آتے ہیں اور ان (اہل عرب مشرک) لوگوں میں بھی بعض ایسے (منصف) ہیں کہ اس کتاب پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور ہماری آیتوں

بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿٤٧﴾
سے بجز (ضدی) کافروں کے اور کوئی منکر نہیں ہوتا۔

اہل کتاب سے مناظرہ کا طریقہ

ان آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ جب اہل کتاب یہود و نصاریٰ وغیرہ جن کا دین اصل کے اعتبار سے صحیح اور سچا تھا مگر انہوں نے اس میں رد و بدل کر کے اس کو غلط کر دیا ہے۔ بہر حال جب ان اہل کتاب سے دین کے معاملہ میں بات چیت ہو، مناظرہ ہو تو انہیں نرم لہجہ، خوش اخلاقی، صبر و تحمل، خیر خواہی و ہمدردی سے سمجھایا جائے مثلاً ان سے یوں کہا جائے جس طرح ہمارا قرآن پر ایمان ہے اسی طرح توریت و انجیل وغیرہ دوسری آسمانی کتابوں پر بھی ہمارا ایمان ہے کہ وہ اللہ کا کلام ہے، اور جس طرح ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول مانتے ہیں اسی طرح حضرت موسیٰؑ و عیسیٰؑ وغیرہ تمام نبیوں کو بھی اللہ کا رسول مانتے ہیں۔

اصل تمہارا معبود بھی اللہ ہے اور ہمارا بھی اللہ ہی ہے بس اس میں تم سے کچھ فرق ہو گیا ہے تم نے اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بھی شریک کر لئے ہیں جیسے حضرت مسیح حضرت عزیر علیہما السلام وغیرہ۔ ہم نے اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر کے ہر ہر حکم کو مانا اور تم نے کچھ حکموں کو مانا کچھ کو نہیں۔

بس اے اہل کتاب جس طرح پہلے نبیوں پر آسمانی کتابیں اور صحیفے اترتے رہے اور اس وقت کے لوگ اس کو مانتے رہے بالکل اسی طرح اس وقت قرآن کریم نازل کیا گیا ہے اس کو ماننا چاہیئے، آخر اس کو ماننے سے تمہیں انکار کیوں؟ جب کہ اس کتاب میں بھی پہلی کتابوں کی طرح اللہ کے احکامات ہیں بلکہ پہلی کتابوں کے مقابلہ میں اس آخری کتاب میں احکامات زیادہ واضح اور جامع ہیں۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں جن لوگوں نے اپنی کتاب کو صحیح صحیح سمجھا ہے اور وہ منصف مزاج بھی ہیں وہ قرآن کریم کو بھی مانیں گے اور عرب کے وہ مشرک لوگ جنہوں نے سابقہ آسمانی کتابوں کو کچھ سمجھا ہے وہ بھی قرآن پر ایمان لا رہے ہیں۔ ہاں جو بہت ہی شدت پسند اور سخت مزاج ہیں وہ قرآن کی حقانیت سامنے آنے کے بعد بھی اس کو نہیں مانتے

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ

اور آپ اس کتاب سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے تھے۔

كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾ بَلْ

اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے تھے کہ ایسی حالت میں یہ حق ناشناس لوگ کچھ شبہ نکالتے۔ بلکہ

هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ

یہ کتاب خود بہت سی واضح دلیلیں ہیں اُن لوگوں کے ذہن میں جن کو علم عطا ہوا ہے اور ہماری آیتوں سے

بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالُوْا لَوْلَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ

بس ضدی لوگ انکار کئے جاتے ہیں۔ اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اُن پر اُن کے رب کے پاس سے نشانیاں کیوں

رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾

نہیں نازل ہوئیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ وہ نشانیاں تو خدا کے قبضہ میں ہیں اور میں تو صرف ایک صاف صاف ڈرانے والا ہوں

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ

کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی جو ان کو سنائی جاتی رہتی ہے بلاشبہ

فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ

اس کتاب میں ایمان لانے والے لوگوں کے لئے بڑی رحمت اور نصیحت ہے۔ آپ یہ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ

بَيۡنِیۡ وَبَيۡنَكُمۡ شَهِيۡدًا ۚ يَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ

میرے اور تمہارے درمیان گواہ بس ہے - اس کو سب چیز کی خبر ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡبَاطِلِ وَكَفَرُوۡا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۵۲﴾

اور جو لوگ جھوٹی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں تو وہ لوگ بڑے زیاں کار ہیں

وَيَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَلَوۡلَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ

اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں - اور اگر (علم الٰہی میں عذاب آنے کی) میعاد معین نہ ہوتی، تو ان پر

الۡعَذَابُ ؕ وَلَيَاۡتِيَنَّهُمۡ بَغۡتَةً وَّهُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۳﴾ يَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ

عذاب آچکا ہوتا، اور وہ عذاب ان پر دفعتہً آپہنچے گا، اور ان کو خبر بھی نہ ہوگی - یہ لوگ آپ سے عذاب کا

بِالۡعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌ ۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۵۴﴾ يَوۡمَ يَغۡشٰهُمُ

تقاضا کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جہنم ان کافروں کو گھیر لے گا جس دن کہ ان پر عذاب

الۡعَذَابُ مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَمِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ وَيَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا

ان کے اوپر سے اور ان کے نیچے سے گھیر لے گا اور حق تعالیٰ فرما دے گا

مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾

کہ جو کچھ کرتے رہے ہو (اب اس کا مزہ) چکھو

تفسیر

قرآن کریم کے نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ والوں میں چالیس سال رہے تمام مکہ والے جانتے تھے کہ آپ لکھنا پڑھنا بالکل نہیں جانتے امیؐ ہیں - اس حقیقت کے سامنے ہوتے ہوئے ان کے لئے کوئی گنجائش نہ تھی کہ یہ کہدیں کہ قرآن اللہ کی کتاب نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنائی ہے سابقہ آسمانی کتابیں توریت انجیل وغیرہ سے کچھ مضامین یاد کرکے لوگوں کے سامنے سنا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے - بس آپ کے امیؐ ہونے سے یہ شبہ کرنے کی گنجائش نہ رہی، اور پھر قرآن مقدس کی آیات اس قدر واضح اور مستحکم ہیں کہ خود اپنی سچائی پر دلالت کرتی ہیں مگر افسوس اس کے باوجود بھی جو لوگ ضدی ہیں وہ اس واضح حقیقت کو جھٹلاتے ہیں -

ایک اعتراض کا جواب

مشرکین ایک اعتراض یہ کیا کرتے تھے اگر آپ واقع ہی اللہ کے رسول ہیں تو پھر ہماری فرمائشی نشانیاں کیوں نہیں دکھائی جاتیں - جس معجزہ

کا ہم مطالبہ کرتے ہیں وہ اللہ کی طرف سے کیوں نازل نہیں کیا جاتا ؟ ان آیات میں ان کو یہ جواب دیا گیا ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان سے فرما دیجئے کہ کوئی بھی نشانی اور معجزہ دکھانا یہ میرے قبضۂ قدرت میں نہیں ۔ میرا کام تو یہ ہے کہ تم کو برے کاموں کے انجام سے واقف کرتا رہوں ۔ اللہ تعالیٰ میری رسالت کو ثابت کرنے کے لئے کیا نشانی اور معجزہ دکھائے یہ اس کی اپنی حکمت و مصلحت ہے اور پھر قرآن کریم سے بڑی نشانی اور معجزہ کیا ہو سکتا ہے جس میں اعلیٰ قسم کے تمام علوم کو جمع کر دیا گیا ہے اور یہ قرآن تم کو وہ واقعات بالکل صحیح صحیح سناتا ہے جو صدیوں پہلے ہوئے ہیں ۔ بس یہ معجزہ اتنا قوی ہے کہ اس کے بعد کسی معجزہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی اب اگر یہ اس عظیم معجزہ کو دیکھ کر بھی آپ کی نبوت کو نہ مانیں تو ان سے فرما دیجئے کہ میری نبوت پر اللہ شاہد ہے جو آسمان و زمین کی ہر چیز سے خوب واقف ہے اور آپ ان سے یہ بھی فرما دیجئے کہ جو لوگ باطل پرست ہیں اللہ کا انکار کرتے ہیں وہ بڑے خسارہ والے ہیں کہ جنت جیسی عظیم نعمت کو چھوڑ کر دوزخ کے خریدار بن رہے ہیں ۔

ان کافرین و مشرکین کو جب عذاب الٰہی سے ڈرایا گیا تو انہوں نے عذاب کا مطالبہ شروع کر دیا اور کہنے لگے اگر ہم باطل پر ہوتے اور آپ واقع میں سچے نبی ہوتے تو ہم پر عذاب آجاتا ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس شبہ کا جواب ان آیات میں یہ دیا ہے کہ اگر ہمارے عذاب کا وقت مقرر نہ ہوتا تو اب تک ان پر عذاب آچکا ہوتا اور جب عذاب کا مقررہ وقت آجائے گا تو دفعتہً وہ عذاب ان کو چاروں طرف سے آگھیرے گا اور ان کو مزید تکلیف پہونچانے کے لئے کہا جائے گا جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو ۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ

اے میرے ایمان دار بندو میری زمین

وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ﴿۵۶﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ قف

فراخ ہے سو خالص میری ہی عبادت کرو ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے ۔

ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

پھر تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ہم اُن کو جنت کے بالاخانوں میں جگہ دینگے جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ قلے الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى

وہ اُن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (نیک کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے ۔ جنہوں نے صبر کیا اور وہ اپنے رب پر

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ

توکل کیا کرتے تھے ۔ اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے

اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

اللہ ہی ان کو (مقدر) روزی پہنچاتا ہے ۔ اور تم کو بھی اور وہ سب کچھ سنتا سب کچھ جانتا ہے

ہجرت کا حکم

جب کافروں نے مکہ میں مسلمانوں کو بہت زیادہ ستایا تو انہیں ہجرت کا حکم ہوا کہ اگر کافر تمہیں تنگ کرتے ہیں اللہ کی بندگی نہیں کرنے دیتے تو کسی دوسری اطمینان کی جگہ جا کر اللہ کی اطاعت و بندگی کرو اللہ کی زمین تنگ نہیں بلکہ بڑی وسیع ہے جہاں آسانی ہو وہاں ہجرت کر جاؤ چنانچہ اس حکم پر اسّی یا تراسّی گھروں نے ملک حبشہ ہجرت کی ۔

ہجرت کرتے وقت کئی مشکلات انسان کے سامنے آتی ہیں ۔ اول یہ کہ وطن گھر بار اور عزیز واقارب کو چھوڑنا پڑتا ہے جو بڑا مشکل کام ہے اور پھر ہجرت کے وقت کافرین کے ظلم وستم اور جان کا خطرہ نیز راستہ میں بھی دوسرے کافرین کی مار دھاڑ کا ڈر ۔ اس الجھن کو قرآن کریم کی اس آیت ،، كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ،، نے دور کردیا ہے اس طور پر کہ یہ وطن گھر بار اور عزیز واقارب آج نہیں تو کل چھوڑنا ہی پڑیں گے جب موت آئیگی اور اسی طرح اگر کافر مار ڈالیں تو کیا ایک دن تو مرنا ہی ہے اور اہل ایمان کا یہ پختہ عقیدہ ہے کہ موت وقت سے پہلے ہرگز نہیں آئے گی ۔ اگر یہ سب اللہ کی رضا کے لئے ہو جائے تو اس پر بڑا انعام ہے کہ ایسی جنت عطا کی جائیگی جس کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ۔

ہجرت کے وقت انسان کو ایک الجھن یہ بھی گھیرتی ہے کہ میری روزی کا کیا ہو گا یہاں تو کچھ نہ کچھ ذرائع بنے ہوئے ہیں جن کے ذریعہ مجھے روزی پہونچ رہی ہے وہاں تو کوئی ذریعہ نہیں تو روزی کیسے ملے گی اس الجھن کو اللہ نے اس آیت ،، وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ ،، سے دور کردیا اس طور پر کہ اے انسان ذرا غور تو کر ہزاروں قسم کے ایسے جانور ہیں جو صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس ہوتے ہیں تو جو ذات ان جانوروں کو روزی پہونچاتی ہے وہ اپنے مخلص عبادت گذار بندوں کو بھی ضرور روزی پہونچائے گی ۔ اصل روزی پہونچانے والی ذات اللہ ہی کی ہے اسی پر مکمل بھروسہ کرنا چاہیئے ۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

اور اگر آپ اُن سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ؟ اور جس نے سورج اور چاند کو کام

وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ

میں لگا رکھا ہے تو وہ لوگ یہی کہیں گے کہ وہ اللہ ہے پھر کدھر الٹے چلے جا رہے ہیں اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کے لئے چاہے روزی

يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿٦٢﴾

فراخ کر دیتا ہے۔ اور جس کے لئے چاہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہی سب چیز کے حال سے واقف ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ

اور اگر آپ اُن سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو بعد اسکے

مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ

کہ خشک پڑی تھی تروتازہ کر دیا۔ تو وہ لوگ یہی کہیں گے کہ وہ بھی اللہ ہے آپ کہیئے کہ الحمد للہ بلکہ ان میں اکثر

ع ۶/۲

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَ

سمجھتے بھی نہیں اور یہ دنیوی زندگی (فی نفسہٖ) بجز لہو ولعب کے اور کچھ بھی نہیں اور

اِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا

اصل زندگی عالم آخرت ہے، اگر ان کو اس کا علم ہوتا تو ایسا نہ کرتے پھر جب

رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰهُمْ

یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں۔ تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔ پھر جب اُن کو نجات دے کر

اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا

خشکی کی طرف لے آتا ہے تو وہ فوراً ہی شرک کرنے لگتے ہیں۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو نعمت انکو دی ہے اسکی ناقدری کرتے ہیں،

فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

اور یہ لوگ چندے اور حظ حاصل کر لیں، پھر قریب ہی انکو سب خبر ہوئی جاتی ہے۔

مشرکینِ مکہ سے سوال

ان آیات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکین مکہ سے یہ سوال کریں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے اور آسمان سے پانی برسا کر اس زمین کو ہرا بھرا کس نے بنایا ہے اور چاند و سورج کو صحیح نظام سے کون چلا رہا ہے تو وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ کی قادر ذات، مگر افسوس یہ سب کچھ سمجھنے کے باوجود مشرکین اتنا نہیں سمجھتے کہ بندگی کے لائق بھی صرف اسی کی ذات

ہے اور اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ان مشرکین نے دنیا کو اصل اور کھیل کود کی جگہ سمجھ رکھا ہے حالانکہ دنیا چند روزہ ہے اصل آخرت کی زندگی ہے وہاں کی تیاری ہونی چاہیئے ۔

اور ان کافرین و مشرکین کی یہ حالت ہے کہ جب یہ کشتی میں سفر کرتے ہیں اور کشتی دریا میں ڈوبنے لگتی ہے تو اس وقت یہ پوری عقیدت کے ساتھ اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور جب اللہ انہیں ڈوبنے سے بچا لیتا ہے تو پھر شرک کرنے لگتے ہیں اللہ کو بھول جاتے ہیں ۔ چنانچہ حضرت عکرمہؓ کا بیان ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں جب یہ کافرین و مشرکین سمندر میں سفر کرتے تھے تو اپنے بتوں کو ساتھ رکھا کرتے تھے اور جب سمندر میں طوفان آتا اور یہ ڈوبنے لگتے تو اس وقت اپنے ان بتوں کو سمندر میں پھینک کر پورے اعتقاد کے ساتھ اللہ سے مدد مانگتے تھے اور جب اللہ انہیں طوفان سے بچا دیتا تھا تو پھر خشکی پر آجانے کے بعد بتوں کی پوجا شروع کر دیتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں آج بھلے سے یہ ہمارے اس احسان کی ناقدری کر لیں کل مرنے کے بعد انہیں اس کا انجام بھگتنا پڑے گا ۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ

کیا اُن لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم نے امن والا حرم

النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

بنایا ہے۔ اور اُنکے گرد و پیش میں لوگوں کو نکالا جا رہا ہے، پھر کیا یہ لوگ جھوٹے معبود پر تو ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی

يَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ

ناشکری کرتے ہیں؟ اور اس شخص سے زیادہ کون نا انصاف ہوگا جو اللہ پر جھوٹ افترا کرے اور

كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۚ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

جب سچی بات اسکے پاس پہنچے وہ اس کو جھٹلادے کیا ایسے کافروں کا جہنم میں ٹھکانا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۶۸﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ

نہ ہوگا اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں، ہم اُنکو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) رستے

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۶۹﴾

ضرور دکھادیں گے اور بیشک اللہ تم (کی رضا و رحمت) ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے

اہل مکہ کے ایمان نہ لانے کی وجہ

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ مشرکین مکہ سے جب یہ سوال کیا جاتا کہ تم ہر چیز کا خالق اللہ کو مانتے ہو اور سخت مصیبت میں

بھی اللہ ہی سے مدد مانگتے ہو، تو پھر اس کی بندگی کیوں نہیں کرتے؟ اہل مکہ اس کے جواب میں کہتے کہ پورا عرب اسلام کا دشمن ہے اگر ہم مسلمان ہو گئے تو عرب ہمیں قتل کر ڈالیں گے اس خوف سے ہم ایمان نہیں لاتے۔

ان آیات میں ان کے اس عذر کا رد فرمایا گیا ہے کہ تمہارے ایمان نہ لانے کی یہ وجہ بالکل بے بنیاد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مکہ میں رہنے والوں کو بیت اللہ کی وجہ سے وہ بزرگی عطا فرما رکھی ہے کہ شہر مکہ کے حدود میں نہ کوئی مارتا ہے نہ لوٹتا ہے۔ بس تم لوگ بڑے ہی ظالم ہو کہ اللہ کے اس عظیم احسان کے باوجود اس کے ساتھ شرک کرتے ہو بس یاد رکھو ایسے ظالموں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور جو لوگ اللہ کے واسطے طرح طرح کی مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہجرت کر کے اپنے راحت و آرام کو خیر آباد کرتے ہیں تو ان کا ٹھکانا جنت ہے۔

الحمدللہ سورہ عنکبوت کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَةُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ سِتُّوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ روم مکہ میں نازل ہوئی اس میں ساٹھ آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿۲﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ

الم اہل روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہو گئے۔ اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد

غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ

عنقریب تین سال سے لے کر نو سال کے اندر اندر غالب آجاویں گے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا

وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ

اور پیچھے بھی اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہوں گے وہ جس کو چاہے

مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ

غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے، اور رحیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا وعدہ فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو

وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾ يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا

خلاف نہیں فرماتا۔ ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے یہ لوگ صرف دنیوی زندگی کے

مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ⑦

ظاہر کو جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں۔

رُوم اور فارس کی جنگ

اس سورۂ روم میں سنہ ۶۱۴ء کی دو بڑی حکومتوں کی جنگ کا قصہ مذکور ہے۔ فارس[1] یعنی ملک ایران والے آتش پرست تھے اور روم[2] یعنی نصرانی اہل کتاب تھے ایرانیوں کو مشرکین مکہ اپنا ہم مذہب بھائی سمجھتے تھے کیونکہ دونوں مشرک تھے اور نصرانی بوجہ اہل کتاب ہونے کے مسلمانوں کے مذہباً قریب تھے کیونکہ دونوں اہل کتاب تھے لہٰذا مشرکین مکہ کو ایرانیوں کی فتح کی خواہش تھی اور مسلمانوں کو رومیوں کی فتح کی خواہش تھی۔

آخر سنہ ۶۱۴ء میں ملک شام کے مقام اَذْرُعَات اور بُصریٰ کے درمیانی مقام پر خسرو پرویز کے دورِ حکومت میں دونوں عظیم سلطنتوں میں زبردست جنگ ہوئی اور اس میں ایرانیوں کو نمایاں کامیابی ہوئی، شام، مصر وغیرہ پر ایرانیوں نے قبضہ کرلیا اور رومیوں (عیسائیوں) کے بڑے بڑے پادری قتل یا قید ہوگئے اور بیت المقدس کی سب سے مقدس صلیب بھی ایرانیوں کے قبضہ میں آگئی۔ غرض کہ اس آر پار کی جنگ میں رومیوں کا اقتدار بالکل ہی ختم ہوگیا اور انکے آئندہ ابھرنے کی کوئی امید نہ رہی۔

ایرانیوں کی اس نمایاں فتح پر مشرکین مکہ کے حوصلے بڑھ گئے اور انہوں نے خوب خوشیاں منائیں اور مکہ کے مسلمانوں کو کہنا شروع کیا کہ جس طرح آج ایرانی رومیوں پر غالب آگئے اسی طرح کل ہم بھی اے مسلمانو تم پر غالب آجائیں گے، اس سے مسلمانوں کو صدمہ پہونچا۔

قرآن کی پیشین گوئی

اس موقع پر قرآن کریم کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو بطور پیشین گوئی کے خوش خبری سنائی ہے کہ ریخ مت کرو چند سال بعد رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب یہ خوش خبری سنی تو مشرکین مکہ سے کہنا شروع کیا کہ تمہارا خوش ہونا بیکار ہے کیونکہ عنقریب ہی رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے، اور تم مغلوب کے مغلوب ہی رہو گے، مشرکین مکہ میں سے اُبی بن خلف نے کہا صدیق[رض] تو جھوٹ بولتا ہے حضرت صدیق[رض] نے فرمایا اللہ کے دشمن تو ہی جھوٹا ہے اور میں تو اس پر شرط لگانے کو تیار ہوں اگر تین سال کے اندر رومی غالب نہ آئے تو میں تجھے دس اونٹنیاں دوں گا اور اگر رومی غالب آگئے تو تو مجھے دس اونٹنیاں دینا۔ اس طرح شرط لگانا اگرچہ حرام ہے کیونکہ یہ بھی جوا ہی ہے مگر اسوقت یہ حرام نہ تھا ہجرت مدینہ کے بعد جب شراب حرام ہوئی اس وقت جوا بھی حرام ہوا۔

بہرحال یہ پورا قصہ حضرت صدیق نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کیا آپ نے فرمایا

میں نے تو تین سال کی مدت متعین نہیں کی تھی قرآن نے بضع سنین ،، فرمایا ہے جس کا اطلاق تین سال سے نو سال تک کی مدت پر ہوتا ہے لہٰذا تم جاکر اپنی شرط میں تبدیلی کر دو کہ میں دس اونٹنیوں کے بجائے سو اونٹنیوں کی شرط رکھتا ہوں اور وقت تین سال کے بجائے نو سال کا مقرر کرتا ہوں بہر حال اس شرط پر دونوں کا معاہدہ ہوا۔

قرآنی اس پیشین گوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ٹھیک نو سال بعد عین بدر کے دن جب کہ مسلمان مشرکین پر جنگ بدر میں نمایاں فتح و کامیابی پاکر خوشیاں منا رہے تھے رومیوں کو ایرانیوں پر غالب کر دیا یہ خبر سن کر مسلمانوں کو مزید خوشی ہوئی۔ مشرکین مکہ ایک دم دو شکست دیکھ کر زبردست ذلیل و خوار اور رنجیدہ ہوئے۔ حالات کے خلاف یہ فتح و کامیابی اور غلبہ دیکھ کر بے شمار لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ اور شرط کے مطابق حضرت صدیق اکبرؓ نے سو اونٹنیاں وصول کی اور حضور علیہ السلام کے حکم کے مطابق انہیں صدقہ کر دیا۔

فتح و غلبہ اللہ کے قبضہ میں ہے

قرآن کریم اعلان کر رہا ہے کہ غالب یا مغلوب کرنا یہ درحقیقت اللہ کے قبضۂ و قدرت میں ہے مگر کفار و مشرکین ظاہری اسباب کو دیکھ کر اندازہ لگاتے ہیں اور دنیوی زندگی میں بھی ان کی نظر ظاہر پر ہی رہتی ہے اسی لئے وہ اس دنیوی زندگی کو کامیاب بنانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں کہ کسی طرح یہاں عیش و عشرت اور شان و شوکت نصیب ہو جائے۔ انہیں اس کی خبر نہیں کہ اس زندگی کی تہہ میں ایک دوسری زندگی کا راز بھی چھپا ہوا ہے جہاں پہونچ کر اس دنیوی زندگی کے اچھے برے اعمال کے نتائج سامنے آئیں گے۔

اے غافل انسان تیرا اصل وطن آخرت ہے لہٰذا وہاں کے راحت و آرام کے لئے یہاں سے سامان یعنی اعمال صالحہ بھیج تاکہ وہاں تیرے کام آئیں اور وہاں کی تیری اصل زندگی راحت و آرام سے بسر ہو۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
کیا انہوں نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین کو

وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ
اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور ایک میعاد معین کے لئے پیدا کیا ہے اور بہت سے

النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝۸ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
آدمی اپنے رب کے ملنے کے منکر ہیں کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں

فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ

جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا وہ اُن سے قوت میں

مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا

بھی بڑھے ہوئے تھے، اور انہوں نے زمین کو بویا جوتا تھا، اور جتنا انہوں نے اسکو آباد کر رکھا ہے اس سے زیادہ انہوں نے

وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ

اسکو آباد کیا تھا اور ان کے پاس بھی اُن کے پیغمبر معجزے لیکر آئے تھے سو خدا ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرتا ولیکن

كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۹ۭ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَاۗءُوا

وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے پھر ایسے لوگوں کا انجام جنہوں نے برا کام کیا تھا

السُّوْٓاٰۗى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۱۰ۧ

برا ہی ہوا اس وجہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا اور اُن کی ہنسی اڑاتے تھے۔

آسمان و زمین کے پیدا کرنے کا مقصد

جو لوگ دنیا کی چمک دمک میں کھو گئے اور اس پر غور نہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور اس کی تمام چیزوں کو بے کار پیدا نہیں کیا بلکہ ان کو پیدا کرنے میں ایک خاص مقصد ہے وہ یہ کہ لوگ ان چیزوں کے ذریعہ ان کے پیدا کرنے والے "اللہ" کو پہچانیں اس کی رضاء کے کام کریں۔ ناراضگی کے کاموں سے بچیں۔

چنانچہ ان آیات میں اہل مکہ کو مخاطب کر کے فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور اس کی تمام چیزوں کو ایک وقت مقررہ یعنی قیامت تک کے لئے پیدا فرمایا ہے اس کے بعد دوسرا عالم (آخرت) قائم کیا جائے گا اور ہر شخص کو اس کے کئے کی جزاء و سزا دی جائے گی۔ اگر آدمی غور کرے تو یہ بات اس کی سمجھ میں آجائے مگر افسوس بہت سے لوگ بلا غور کئے ہی اپنے رب سے ملنے کا انکار کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ عالم آخرت قائم نہیں ہوگا اور مرنے کے بعد اللہ کے سامنے حاضری نہیں ہوگی اور نہ ہی اچھے برے کاموں پر کوئی انعام یا سزا دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے اہل مکہ جب تم ملک شام اور یمن کا تجارتی سفر کرتے ہو تو راستہ میں قوم عاد و ثمود وغیرہ کا انجام نہیں دیکھتے کہ ان کی نافرمانی کی وجہ سے ان کو مع انکی بستیوں کے کس طرح ہلاک کر ڈالا۔ حالانکہ یہ لوگ طاقت و قوت اور دنیوی ترقی میں تم سے بہت بڑھے ہوئے تھے قد بھی تم سے لمبے تھے عمریں بھی تم سے زیادہ تھیں زمین کھود کر کانیں، چشمے نکالتے اور اس سے زمین کو سیراب کر کے خوب کھیتی اور باغات اگاتے پہاڑوں کو تراش، تراش کر بلند و بالا اور خوبصورت مکان بناتے تھے

بہر حال ایسی طاقتور اور ترقی یافتہ قومیں بھی اللہ کی نافرمانی کرنے پر ہلاک کر دی گئی ہیں - اے اہل مکہ تم
تو ان قوموں کے مقابلہ میں بہت کمزور ہو اگر نافرمانی کرو گے تو تم کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔
یاد رکھو! انہیں ہلاک کر کے اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ خود انہوں نے ہی اپنے اوپر ظلم کیا ہے
کہ اللہ اور اس کے رسول کا انکار کر کے ، مذاق اڑا کے سزا کے مستحق ہوئے۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ
اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا ہے، پھر وہی دوبارہ بھی اسکو پیدا کریگا پھر اسکے پاس لائے جاوگے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی

يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا
اس روز مجرم لوگ حیرت زدہ رہ جائیں گے اور ان کے شریکوں میں سے ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا اور یہ لوگ

بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾
اپنے شریکوں سے منکر ہو جاوینگے اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز سب آدمی جدا جدا ہو جاوینگے

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾
یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کئے تھے۔ وہ تو باغ میں مسرور ہوں گے

وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي
اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا وہ لوگ

الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾
عذاب میں گرفتار ہوں گے سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت اور صبح کے وقت

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾
اور تمام آسمان وزمین میں اسی کی حمد ہوتی ہے اور بعد زوال اور ظہر کے وقت

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ
وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے اور بے جان کو جاندار سے باہر لاتا ہے۔ اور زمین کو

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾
اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے

تمام مخلوق کو دوبارہ پیدا کیا جائے گا

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے تمام مخلوق کو پہلی بار پیدا فرمایا ہے وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور پھر قیامت کے دن میدان محشر میں حساب وکتاب کے لئے جمع فرمائے گا اس دن منکرین وکافرین سے جب باز پرس ہوگی تو وہ حیرت زدہ رہ جائیں گے کوئی معقول جواب نہیں دے پائیں گے اور جن کی یہ دنیا میں عبادت کرتے تھے جن کو خدا کا شریک ٹھہراتے تھے وہ بھی آج ان کی کوئی مدد ونصرت نہیں کر سکیں گے۔

قیامت کے دن حساب وکتاب کے بعد مومن وکافر اور نیک وبد لوگوں کو الگ الگ کر کے ان کے ٹھکانوں یعنی جنت ودوزخ میں پہونچا دیا جائے گا۔

بس اے لوگو جب تمہیں ایمان اور اعمال صالحہ کی فضیلت معلوم ہوگئی کہ عزت واکرام کے ساتھ جنت کے باغات میں داخل کر دیا جائے گا تو اپنے رب کی صبح وشام تسبیح کیا کیجئے اور واقعتاً اللہ کی ذات ایسی ہی ہے کہ اس کی تسبیح وحمد کی جائے آسمان وزمین کی ہر چیز اس کی تسبیح وتحمید کرتی ہے۔ اور یاد رکھو اللہ کی ذات وہ زبردست قدرت والی ہے کہ زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتی ہے یعنی انسان اور جانور جو جاندار ہیں انسے بے جان چیز نطفہ اور انڈا نکالتی ہے اور ان بے جان چیزوں سے جاندار چیز بچہ پیدا کرتی ہے۔ اور اسی طرح زمین جب خشک ہو کر مر جاتی ہے تو اس کو رحمت کے پانی سے زندہ کر کے سرسبز وشاداب کرتی ہے۔ بس اے لوگو اسی طرح اللہ تعالیٰ تم کو ایک بار موت دیکر دوبارہ قبروں سے زندہ کر کے ضرور اٹھائے گا اور میدان محشر میں جمع کر کے حساب وکتاب لے گا بس آج ہی سے اپنا ایمان اور اعمال درست کر لو تاکہ کل قیامت کے دن لاتعداد انسانوں کے سامنے رسوائی اور عذاب الٰہی سے بچ سکو۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿٢٠﴾

اور اسی کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تھوڑے ہی روز ول بعد تم آدمی بن کر پھیلے ہوئے پھرتے ہو۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ

اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی

مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾ وَمِنْ

میں محبت اور ہمدردی پیدا کی اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔ اور اسی کی

اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ۭ

نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے۔ اور تمہارے لب ولہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّلْعٰلِمِينَ ﴿٢٢﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ

اسمیں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں ۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات میں

وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ

اور دن میں اور اس کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے ۔ اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو

يَّسْمَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ

سنتے ہیں ۔ اور اُسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور اُمید بھی

مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ إِنَّ فِي ذٰلِكَ

ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے، پھر اُسی سے زمین کو اُس کے مُردہ ہو جانیکے بعد زندہ کردیتاہے، اس میں ان لوگوں

لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُونَ ﴿٢٤﴾ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ أَنْ تَقُومَ السَّمَآءُ وَالْأَرْضُ

کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں ۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اُسکے حکم سے

بِأَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْأَرْضِ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ﴿٢٥﴾

قائم ہیں پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلاوے گا تو تم یک بارگی نکل پڑوگے

وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُونَ ﴿٢٦﴾ وَهُوَ الَّذِي

اور جتنے آسمان اور زمین موجود ہیں سب اُسی کے تابع ہیں ۔ اور وہی ہے جو

يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهٗ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ

اوّل بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین

الْأَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٢٧﴾ ع

میں اُسی کی شان اعلیٰ ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے ۔

الربع

تفسیر پچھلی آیات میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور پھر قیامت قائم ہوگی اور ہر ایک سے حساب دکتاب لیا جائیگا اور یہ کام وہی ذات کر سکتی ہے جو زبردست قدرت والی ہو۔ پچھلی آیات میں اللہ کی عظیم قدرت کو بھی بیان کیا گیا، اب ان آیات میں حق تعالیٰ کے غلبۂ وقدرت کو واضح کرنے کے لئے چھ چیزیں بیان کی گئی ہیں ۔

اللہ کی قدرت کی چھ نشانیاں

اولؔ یہ کہ اے انسانو اللہ نے تم کو بذریعہ آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا فرمایا ہے اور پھر اللہ نے اولاد آدمؑ کو اس قدر بڑھایا کہ ساری دنیا میں پھیل گئی۔ دیکھئے اللہ کی قدرت کہ بے حس اور بے جان مٹی سے انسان بنا دیا جس کو بڑی سے بڑی چیز پر قدرت حاصل ہے۔

دومؔ یہ کہ حضرت آدمؑ کو مٹی سے پیدا فرما کر پھر انہی کے اندر سے ان کا جوڑا حضرت حوّا کو پیدا فرمایا۔ یعنی انسان ہی کی جنس سے اللہ نے عورتیں پیدا فرمائیں جو مردوں کی بیویاں بنیں اور مردوں کو عورتوں سے راحت وسکون ملے اور اپنی رحمت سے اللہ نے میاں بیوی کے درمیان محبت وہمدردی بھی پیدا فرما دی ہے۔ اللہ کی قدرت دیکھئے ایک ہی مادہ سے ایک ہی جگہ سے ایک ہی غذا سے پیدا ہونے والے بچوں میں دو قسمیں (مرد وعورت) پیدا فرما دی ہیں جو بہت سے اعتبار سے جداگانہ ہیں۔

سومؔ یہ کہ اللہ نے اپنی عظیم قدرت سے یہ عظیم آسمان وزمین بنا دیئے ہیں اور تمام انسان ایک ہی ماں باپ (حضرت آدم وحوّا) کی اولاد ہوتے ہوئے رنگ وروپ میں الگ الگ ہیں اتنی بڑی تعداد انسانوں کی دنیا میں پھیلی ہوئی ہے مگر سب الگ الگ ہیں ایک دوسرے کے جیسا نہیں بالکل ایک ہی طرح کے دو انسان نہیں مل سکتے کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہوتا ہے اور پھر زبانیں سب کی الگ الگ کوئی عربی بولتا ہے کوئی فارسی کوئی انگریزی کوئی ہندی کوئی اردو وغیرہ حالانکہ منہ سب کے ایک ہی جیسے ہیں مگر ان میں سے آوازیں مختلف نکلتی ہیں جو ایک کی دوسرا نہیں سمجھ سکتا، آسمان وزمین اور انسان کے وجو ہی پر اگر غور کیا جائے تو ان ہی میں اللہ کی قدرت کی بے شمار نشانیاں نظر آئیں گی۔

چہارمؔ یہ کہ انسان کا سونا اور روزی کمانا رات کو اور دن کو اللہ کی قدرت دیکھئے ایک ہی انسان سو جائے تو بالکل بے جان مثل پتھر کے ہو جائے اور روزی کمانے کے وقت چست وچالاک اور ہوشیار ہو جائے۔

پنجمؔ یہ کہ اللہ تعالیٰ بجلی کی چمک وگرج دکھاتا ہے جس سے خوف بھی ہوتا ہے کہیں گر کر ہمیں اور ہمارے مال واسباب کو تباہ نہ کر دے اور امید بھی ہوتی ہے کہ بارش ہوگی جس سے زمین سیراب ہو کر سبزی پھل، پھول اگائے گی۔ دیکھئے وہی چیز امید دلا رہی ہے اور وہی خوف وڈر پیدا کر رہی ہے۔ اللہ کی قدرت دیکھئے مردہ زمین کو بارش کے ذریعہ کس طرح زندہ کر دیتا ہے کہ اس سے بے شمار پھل، پھول، سبزی اور درخت وپودے اُگ آتے ہیں۔

ششمؔ یہ کہ آسمان وزمین اللہ ہی کے حکم سے قائم ہیں جب اللہ کا حکم یہ ہوگا کہ اس نظام کو توڑ پھوڑ دیا جائے تو یہ مضبوط ومستحکم چیزیں ہزاروں سال کے بعد بھی جن میں کوئی معمولی سی کمی نہیں آئی حکم پاتے ہی ایک دم ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو جائیں گی اور پھر اللہ کے حکم سے تمام مردے زندہ ہو کر میدان

محشر میں جمع ہو جائیں گے اس سے بھی اللہ کی قدرت ظاہر ہے۔

ان چھ قسم کی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اس کے حکم کے تابع ہیں وہ جب جس کو چاہے گا موت دیدے گا اور پھر دوبارہ زندہ کر کے اپنے سامنے حاضر کرلے گا اور حساب وکتاب لے گا، اس لئے ہر انسان کو اللہ ہی کی بندگی کرنی چاہیئے اور اسی کی مرضی کے کام کرنے چاہئیں تاکہ کل قیامت کے دن اس کے حضور میں سرخروئی سے حاضری ہو سکے۔

ضَرَبَ لَكُم مَّثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۖ هَل لَّكُم مِّن مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُم

اللہ تعالیٰ تم سے ایک مضمون عجیب تمہارے ہی حالات میں سے بیان فرماتے ہیں۔ کیا تمہارے غلاموں میں کوئی شخص تمہارا اس مال میں جو ہم نے تم کو دیا ہے

مِّن شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ

شریک ہے کہ تم اور وہ اس میں برابر ہوں جن کا تم ایسا خیال کرتے ہو

كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾

جیسا اپنے آپس کا خیال کیا کرتے ہو ہم اسی طرح سمجھداروں کے لئے دلائل صاف صاف بیان کرتے رہتے ہیں۔

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ فَمَن يَهْدِي

بلکہ ان ظالموں نے بلا دلیل اپنے خیالات کا اتباع کر رکھا ہے سو جس کو خدا گمراہ کرے،

مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ

اس کو کون راہ پر لاوے اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہو گا۔ سو تم یکسو ہو کر اپنا رخ اس دین کی

حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ

طرف رکھو اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس

اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾

پیدا کی ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہیئے پس سیدھا دین یہی ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾

تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت اللہ کا اتباع کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی کرو اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝۳۲

جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرلیا اور بہت سے گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو انکے پاس ہے۔

شرک کا رد ایک مثال سے

ان آیات میں شرک کا باطل اور غلط ہونا ایک ایسی مثال سے سمجھایا گیا ہے جس کا واسطہ لوگوں کو اپنی زندگی میں پڑتا رہتا ہے۔ فرمایا کیا تمہارا غلام اور نوکر جو ہر طرح سے تمہارے جیسا ایک انسان ہے بس فرق ایک چیز میں ہے کہ تم مال و دولت کے مالک ہو وہ نہیں۔ اگر یہ غلام تمہاری دولت میں مالکانہ تصرف کرنا چاہے یا اس میں شریک بننا چاہے تو کیا تم اس کو برداشت کرسکو گے ہرگز نہیں۔ بس جب تم کو اپنے نوکر، غلام کا اپنی جائداد وغیرہ میں شریک ہونا کسی بھی طرح گوارہ نہیں تو خالق کائنات اللہ جل شانہ کے ساتھ ایسی چیز کو جو کسی بھی اعتبار سے اللہ کے مشابہ اور برابر نہیں اس کو کس طرح اللہ کا شریک ٹھہرانا پسند کرتے ہو اور کیا تمہاری عقل اس کو تسلیم کرتی ہے کہ ایک بے جان یا کمزور چیز قادر مطلق کے کسی بھی طرح برابر اور شریک ہوسکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ مگر افسوس اتنی واضح اور صاف بات سامنے آنے کے بعد بھی بد دین لوگ ماننے کے لئے تیار نہیں، بس اپنی خواہشات نفس اور اوہام پرستی پر جمے ہوئے ہیں۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرماکر آپ کے امتیوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ آپ مکمل طور پر اپنے رب کی طرف متوجہ رہیئے یعنی ہر طرف سے توجہ ہٹاکر صرف ایک خدا کی بندگی میں لگ جائیے اور دین اسلام پر پابندی سے جم جائیے، اور نماز پابندی سے ادا کرتے رہیئے اللہ سے ڈرتے رہئے اور شرک کرنے والوں میں سے نہ ہوئیے اور شرک کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین حق چھوڑ کر اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق عقیدے اور طریقے بنالئے ہیں اور ہر ایک فرقہ اپنے بنائے ہوئے مذہب اور طریقے میں خوش اور مگن ہے، چاہے وہ طریقہ کتنا ہی مہمل اور غلط ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ترمذی شریف میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک فرقہ کے علاوہ باقی سب فرقے دوزخی ہوں گے۔ صحابہؓ نے سوال کیا یارسول اللہ وہ کون سا فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس طریقے پر میں اور میرے صحابہؓ ہیں جو اللہ کے رسول اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے طریقے کے مطابق زندگی گذارے گا وہ نجات پانے والا ہوگا اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والا بنائے (آمین)

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے

إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ

لگتے ہیں ف ۳ پھر جب اللہ تعالیٰ اُن کو اپنی طرف سے کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس اُن میں سے بعضے لوگ اپنے رب کے

يُشْرِكُونَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿٣٤﴾ أَمْ

ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔ جسکا حاصل یہ ہے کہ ہمنے جو انکو دیا ہے اسکی ناشکری کرتے ہیں سو چند روز اور حظ حاصل کر لو پھر جلدی تم

أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ﴿٣٥﴾ وَإِذَا

معلوم کرلوگے۔ کیا ہم نے اُن پر کوئی سند نازل کی ہے کہ وہ انکو خدا کے ساتھ شرک کرنے کو کہہ رہی ہے اور ہم

أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ

جب لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کے اعمال کے بدلہ میں جو پہلے اپنے

أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ﴿٣٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

ہاتھوں کر چکے ہیں اُن پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو بس وہ لوگ نا اُمید ہو جاتے ہیں کیا اُن کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہے

لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٣٧﴾ فَآتِ

زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے کم دیتا ہے اسمیں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں۔ پھر

ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ

قرابت دار کو اس کا حق دیا کرو اور مسکین اور مسافر کو بھی یہ اُن لوگوں کے لئے بہتر ہے

يُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٣٨﴾

جو اللہ کی رضا کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں

ہر انسان سخت مصیبت میں اللہ ہی کو پکارتا ہے۔

کافرین و مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب وہ کسی مصیبت میں پھنستے ہیں تو ان کی توجہ اور نظر اپنے معبودانِ باطل کی طرف سے ہٹ کر صرف مالک حقیقی اللہ جل شانہ کی طرف ہو جاتی ہے، اسی کو پکارتے ہیں کہ ہمیں اس

مصیبت سے نجات عطا فرما بس جب اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے انہیں نجات دیدیتے ہیں تو یہ اس حالت پر زیادہ دیر قائم نہیں رہتے پھر کفر و شرک میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بہرحال ان کے دل کی آواز انہیں جھنجھوڑ کر کہتی ہے کہ بندگی کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اس کا کوئی شریک نہیں، مگر یہ اس آواز کو دباکر اپنے بڑوں کے طریقہ پر جمے رہتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ ان کی یہ حالت ہے کہ جب خوش حال ہوتے ہیں تو اس میں مست ہو کر کفر و شرک کرتے ہیں اور جب بداعمالیوں کی وجہ سے انہیں پریشانی گھیر لیتی ہے تو یہ ناامید ہو کر بیٹھ جاتے ہیں اس کے برخلاف مومنوں کا یہ حال ہے کہ جب خوش حالی آتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور جب پریشانی آتی ہے تو صبر کرتے ہیں اور اپنے رب سے خوش حالی طلب کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ خوش حالی و بدحالی اور روزی کا گھٹانا، بڑھانا اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ بہرحال جب یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ دنیا کی تمام نعمتیں اللہ ہی کی عطا کی ہوئی ہیں تو انسان کو چاہیئے کہ ان نعمتوں میں جو حقوق اللہ نے دوسروں کے بتلائے ہیں انہیں ادا کرے۔ مثلاً غریبوں، محتاجوں، ضرورت مندوں، مسافروں اور رشتہ داروں وغیرہ کے۔ بس جو لوگ اللہ کے اور بندوں کے حقوق ادا کرتے ہیں ان کو دونوں جہاں کی بھلائی نصیب ہوگی۔

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاْ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

اور جو چیز تم اس غرض سے دوگے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچ کر زیادہ ہو جاوے تو یہ خدا کے نزدیک نہیں بڑھتا اور

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿٣٩﴾

جو زکوٰۃ دوگے جس سے اللہ کی رضا طلب کرتے ہوگے تو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ

اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو موت دیتا ہے پھر تم کو جلائے گا کیا تمہارے شریکوں میں

شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٠﴾ ع ۴

بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے ۲ وہ اُن کے شرک سے پاک اور برتر ہے

رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی کا طریقہ

پچھلی آیت میں رشتہ داروں وغیرہ کے حقوق ادا کرنے کو فرمایا گیا تھا، اس آیت میں فرمایا گیا کہ ان کو یہ حق اس طرح دیا جائے کہ نہ تو احسان جتلائے اور نہ ہی اس کے بدلے پر نظر رکھے کہ آج میں جو دے رہا ہوں کل مجھے بھی ملے گا بلکہ بڑھ کر ملے گا جیسا کہ عام طور پر شادی بیاہ کے موقع پر دیا جاتا ہے، سو یاد رکھو اس طرح کے دینے کا اللہ کے یہاں نہ کوئی درجہ ہے نہ ثواب۔

جو آدمی کسی کو کچھ دے تو اس کی غرض ونیت یہ نہ ہونی چاہیئے کہ مجھے اس کی طرف سے اس کا بدلہ ملے گا۔ لیکن جس کو دیا جارہا ہے اس کو چاہیئے کہ یہ بھی اس کو کچھ پیش کردے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ یہی تھی کہ جو شخص آپ کو کچھ ہدیہ پیش کرتا تو آپ بھی کسی موقع پر اس کو ہدیہ دیدیتے تھے۔

تنبیہ: دینے کا انداز ایسا نہ ہو کہ دوسرا آدمی یہ محسوس کرے کہ یہ میرے ہدیہ کا بدلہ دیا جارہا ہے۔

اَللّٰہُ الَّذِیْ الخ اس آیت میں پھر اللہ کی قدرت وتوحید کا ذکر ہے کہ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا پھر روزی دی پھر موت دیتا ہے اور پھر قیامت کے دن سب کو زندہ کرے گا۔ اے مشرکین وکافرین کیا تمہارے معبودانِ باطل میں بھی جن کو تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرسکے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا اس طرح کی قدرت والا کوئی بھی نہیں۔ بس ثابت ہوا اللہ ان کے شرک کرنے سے پاک وبرتر ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں

اقوال وتحقیق

مِنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا الخ اس کی تفسیر بعض مفسرین نے سود وبیاج سے کی ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ لوگوں کو مال بیاج پر دیتے ہیں تاکہ وہ بڑھتا رہے۔ مگر یہ حقیقت یہ ہے کہ بیاج سے بظاہر مال بڑھتا ہوا نظر آتا ہے مگر وہ واقعتاً گھٹتا ہے اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے کسی کا بدن ورم یا پھوڑے وغیرہ سے بڑھا ہوا نظر آئے مگر وہ درحقیقت بڑھا ہوا نہیں ہوتا بلکہ طاقت وقوت اور صحت کے اعتبار سے گھٹا ہوا ہوتا ہے۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ۔

النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤١﴾ قُلْ

تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھادے تاکہ وہ باز آجاویں۔ آپ فرما دیجئے

سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلُ ۚ

کہ ملک میں چلو پھرو پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گزرے ہیں ان کا اخیر کیسے ہوا

كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُشْرِكِينَ ﴿٤٢﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَيِّمِ مِنْ

ان میں اکثر مشرک ہی تھے ۔ سو تم اپنا رخ اس دین راست کی طرف رکھو۔ قبل

قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۖ يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُونَ ﴿٤٣﴾

اس کے کہ ایسا دن آجاوے جس کے واسطے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا جدا ہو جاوینگے

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ

جو شخص کفر کر رہا ہے اسپر تو اسکا کفر پڑے گا اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے لئے

يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۚ

سامان کر رہے ہیں جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو اپنے فضل سے جزا دے گا جو ایمان لائے اور انہوں

إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ ﴿٤٥﴾

نے اچھے عمل کئے ۔ واقعی اللہ تعالےٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا ہے۔

حالات کا پس منظر

لوگوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے خشکی و تری میں فساد پھیلنا گرچہ عام طور پر ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا مگر اس آیت میں جو حالات بیان فرمائے گئے ہیں وہ بقول حضرت قتادہؒ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے زمانۂ جاہلیت کے ہیں۔ اس وقت عام فساد مشرق سے مغرب تک شدت سے پھیلا ہوا تھا۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ لوگوں کے کفر و شرک اور ظلم و ستم کی وجہ سے دنیا میں فساد پھیل گیا۔ خشکی، سمندر، پہاڑ اور جزیرے وغیرہ میں کہیں بھی امن و سکون باقی نہ رہا۔

فساد سے مراد قحط، وبائی امراض، کثرت سے آگ لگنا اور پانی میں ڈوبنا، ہر چیز کی برکت ختم ہو جانا، چین و سکون نہ ملنا وغیرہ۔ اور یہ سب انسانوں کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے چاہا کہ لوگوں کو ان کی بد اعمالیوں کا تھوڑا سا مزہ چکھا دیں۔ دنیا کی

سزائیں اور آفتیں تو بطور تنبیہ کے ہوتی ہیں کہ وہ لوگ بداعمالیوں سے توبہ کر کے صحیح راستہ پر آجائیں اصل سزا تو بداعمالیوں کی آخرت میں دی جائے گی ۔

مصیبت سے بچنے کا علاج

اس کے بعد فرمایا گیا کہ ان سب آفتوں اور مصیبتوں سے بچنے کا صرف ایک ہی علاج ہے کہ ایمان قبول کر کے اسلامی تعلیمات پر مکمل طور پر عمل کیا جائے ۔

یاد رکھو قیامت کا دن اپنی جگہ پر اٹل ہے کوئی طاقت اس کو بدل نہیں سکتی اور نہ ہی خود اللہ تعالیٰ اس کو ملتوی کریں گے ۔ بس اس دن ایمان والے لوگ الگ ہوں گے اور کفر والے الگ ۔ اللہ تعالیٰ ایمان والوں پر اپنا فضل فرمائے گا کہ جنت میں بھیج دے گا اور کفر والوں پر فضل نہیں فرمائے گا ان کو جہنم میں بھیج دے گا ۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيٰحَ مُبَشِّرٰتٍ

اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ

وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ

وہ خوشخبری دیتی ہیں اور تاکہ تم کو اپنی رحمت کا مزہ چکھا دے اور تاکہ کشتیاں اسکے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کی روزی

فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا

تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو ۔ اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر ان کی قوموں

اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا

کے پاس بھیجے اور وہ اُن کے پاس دلائل لے کر آئے سو ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا جو مرتکب جرائم ہوئے تھے

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا

تفسیر

اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ بارش سے پہلے ہوائیں چلا کر تمہیں ۔ بارش کی خوشخبری دیتا ہے کہ اب بارش ہونے کو ہے جس سے تم بہت سے فائدے حاصل

کرسکو گے۔ اور اللہ تعالیٰ ہوائیں اس لئے بھی چلاتا ہے تاکہ تم اپنی کشتیاں اور جہاز سمندر میں چلاسکو کیونکہ کشتیاں ہوا ہی کی مدد سے چلتی ہیں اور پھر تم اپنی کشتیوں کے ذریعہ سمندری سفر کرکے روزی حاصل کرو اور اپنے خالق و مالک کا شکر ادا کرو۔

اللہ کی اس قدر مہربانیوں کے بعد بھی مشرکین ناشکری کرتے رہے کہ شرک کرتے اور اللہ کے رسول کا انکار کرتے ہیں آپ کے صحابہ کو تکلیفیں پہونچاتے ہیں۔ بس اے ہمارے نبی آپ غمگین نہ ہوں ہم جلد ہی ان مشرکین سے بدلہ لے لیں گے اور آپ کے ماننے والوں کو غالب کریں گے جیسا کہ ہم اس سے پہلے بھی ایسا کرچکے ہیں چنانچہ آپ سے پہلے ہم نے بہت سے پیغمبروں کو ان کی قوموں کے پاس بھیجا ان میں سے کچھ لوگوں نے ان کی دعوت کو مانا کچھ نے نہیں بس ہم نے ماننے والوں کو غالب کیا اور نہ ماننے والوں سے ان پر عذاب بھیج کر بدلہ لے لیا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ

اللہ ایسا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے

فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَیَجْعَلُهٗ كِسَفًا

پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں، پھر اللہ تعالیٰ اسکو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کردیتا

فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ

ہے۔ پھر تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ اسکے اندر سے نکلتا ہے، پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے

مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ

پہنچا دیتا ہے تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ اور وہ لوگ قبل اسکے کہ ان کے

اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰۤی اٰثٰرِ رَحْمَتِ

خوش ہونے سے پہلے ان پر برسے ناامید تھے۔ سو رحمت الٰہی کے آثار دیکھو کہ

اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰی ۚ

اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنیوالا ہے

وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۵۰﴾ وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا

اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور اگر ہم ان پر اور ہوا چلائیں پھر یہ لوگ کھیتی کو زرد ہوا

لَّظَلُّوْا مِنْ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾ فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ

دیکھیں تو یہ اسکے بعد ناشکری کرنے لگیں سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو

الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ

آواز نہیں سنا سکتے جب کہ پیٹھ پھیر کر چل دیں اور آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے

ع ۵ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ ۸

راہ پر نہیں لا سکتے ۔ آپ تو بس ان کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں کا یقین رکھتے ہیں پھر وہ مانتے ہیں ۔

انعام خداوندی

ان آیات میں پھر اللہ کی قدرت اور اس کے انعامات کا ذکر ہے ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوائیں بھیجتا ہے پھر ہوائیں بادلوں کو اٹھا کر لاتی ہیں کبھی ان ہواؤں سے پہلے بخارات اٹھ کر بادل بن چکتے ہیں اور کبھی وہ بخارات ان ہی ہواؤں سے بلند ہو کر بادل بن جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے ان ہواؤں کے ذریعہ ان بادلوں کو کبھی آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور کبھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اور پھر دونوں صورتوں میں ان بادلوں سے اللہ تعالیٰ جہاں چاہتا ہے بارش برسا دیتا ہے جس سے لوگ خوش اور فیض یاب ہوتے ہیں اللہ کی قدرت دیکھئے کہ وہ خطہ زمین جو خشک پڑا ہوا تھا جس میں ہر طرف خاک اڑ رہی تھی جو ایک طرح سے مردہ ہو چکا تھا اللہ نے اپنی رحمتِ باران نازل فرما کر اس کو زندہ کر دیا وہ لہلہانے لگا اور اپنی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکال دیا جس سے لوگوں کو سبزی، پھل، پھول وغیرہ ملنے لگے ۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا اسی طرح وہ اپنے نبیوں کے ذریعہ مردہ دلوں کو زندہ کرتا ہے اور اسی طرح وہ قیامت میں مردوں کو قبروں سے نکال کر زندہ کرے گا اس کی قدرت کاملہ کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں ۔

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا الخ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ یہ مشرکین وکافرین اس قدر ناشکرے ہیں کہ اگر ہم ایسی ہوائیں چلا دیں جس سے کھیتیاں زرد اور خشک ہو جائیں تو یہ ناشکری پر اتر آتے ہیں ۔ اور اس سے پہلی ہماری سب نعمتوں اور مہربانیوں کو بھول جاتے ہیں ۔ لہٰذا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ناشکروں کے ایمان نہ لانے پر آپ غمگین نہ ہوں ۔ ان کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں آپ مردوں کو تو اپنی بات نہیں سنا سکتے ۔ اور ایسے ہی ان اندھوں اور بہروں کو بھی نہیں

سنا سکتے جو پیٹھ پھیر کر چل دیں۔ مطلب یہ کہ جن میں دین کی طلب ذرا سی بھی نہ ہو بلکہ الٹی اس سے غفلت و نفرت ہو تو آپ انہیں دین اسلام پر نہیں لا سکتے، بس آپ کی بات وہی غور سے سنیں گے اور قبول کریں گے جن میں اللہ کی باتیں ماننے کی طلب اور تڑپ ہو۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ

اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا۔ پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی

قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ

پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے

وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾ وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ۬

اور وہ جاننے والا قوت رکھنے والا ہے۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھا بیٹھیں گے کہ وہ

مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا یُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِیْنَ

لوگ (یعنی ہم عالم برزخ میں) ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے ہیں اسی طرح یہ لوگ اُلٹے چلا کرتے تھے۔ اور جن لوگوں کو

اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ

علم اور ایمان عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ تم تو نوشتۂ خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو

فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ

سو قیامت کا دن یہی ہے ولیکن تم یقین نہ کرتے تھے۔ غرض اُس دن ظالموں کو اُن کا

الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ اُن سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا۔

اے انسان اپنی حالت پر غور کر

اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اپنی قدرت کی نشانیاں دکھا کر غافل انسان کو ہوش میں لانا چاہا ہے فرمایا اے انسان ذرا اپنے بچپن پر نظر ڈال کر غور کر تو کس قدر کمزور تھا، پھر اللہ نے اپنی قدرت سے تجھے طاقت و قوت عطا فرمائی یہاں تک تجھ میں بھرپور جوانی اور زور آ گیا اس وقت انسان اپنی جوانی اور

طاقت کے نشے میں اپنے بچپن کی کمزور حالت کو بھول جاتا ہے اور طرح طرح سے اللہ جل شانہ کی نافرمانی و سرکشی کرتا ہے مگر اس کو یہ معلوم نہیں کہ جوانی کے کچھ سالوں بعد پھر کمزوری اور بڑھاپا آنے والا ہے۔ اس طور پر اللہ تعالیٰ غافل انسانوں کو ہوشیار کر رہے ہیں کہ تیسرا شروع اور آخر کمزوری کا زمانہ ہے درمیان میں کچھ وقت طاقت و جوانی کا ہوتا ہے اس میں گھمنڈ نہ کر اور اطاعت خداوندی میں اپنی جوانی کو گذار دے۔

قیامت کے بعد کافرین و مشرکین قیامت کے ہولناک مناظر دیکھ کر گھبراہٹ کی حالت میں قسم کھا بیٹھیں گے کہ قیامت بہت جلد آگئی یعنی ان کو دنیا میں یا قبر (یعنی عالم برزخ) میں رہنا کم مدت معلوم ہوگا کہیں گے افسوس وہ وقت اتنی جلد ختم ہوگیا اگر قیامت کچھ اور عرصہ بعد آتی تو کچھ دنوں کے لئے اس مصیبت سے بچے رہتے، یا کہیں گے اگر ہمیں دنیا میں رہنے کی کچھ اور مہلت ملتی تو اس عذاب سے بچنے کے لئے کچھ اعمال کر لیتے مگر قیامت کو اپنے وقت مقررہ سے پہلے ہی مصیبت بنا کر ہمارے سر دل پر لا کھڑا کر دیا بس جس طرح قیامت کے بعد ان کا یہ سب کچھ کہنا غلط اور جھوٹ ہے اسی طرح دنیا میں بھی یہ غلط خیال اپنے دلوں میں جمائے ہوئے ہیں کہ مرنے کے بعد نہ ہم زندہ ہوں گے اور نہ ہی قیامت آئیگی بالآخر ان کے خیالات کی مومنین اور فرشتے تردید کریں گے کہ تم جھوٹ بکتے ہو یا دھوکے میں پڑے ہوئے ہو جو یہ کہتے ہو کہ قیامت جلد آگئی ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ قیامت اپنے متعین وقت پر آئی ہے ایک منٹ بھی پہلے نہیں آئی۔

قیامت کے بعد کافرین و مشرکین کا کوئی بھی عذر کرنا خواہ وہ صحیح ہو یا غلط فائدہ نہ دے گا اور نہ ان سے اس وقت یہ کہا جائے گا کہ توبہ و استغفار اور اطاعت و فرماں برداری کر کے اپنے پروردگار کو راضی کر لیں، کیونکہ توبہ اور عمل کا وقت ختم ہو چکا ہے اب تو بس سزا بھگتنے کا وقت ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا

اور ہم نے لوگوں کے واسطے

لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِآيَةٍ

اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ مضامین بیان کئے ہیں اور اگر آپ اُن کے پاس کوئی نشانی لے آویں

لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطِلُونَ ۝٥٨ كَذَٰلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ

تب بھی یہ لوگ جو کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب نرے اہل باطل ہو۔ جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ تعالیٰ

عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ

ان کے دلوں پر یونہی مہر کر دیا کرتا ہے سو آپ صبر کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور

لَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع ۶

یہ بدیقین لوگ آپ کو بے برداشت نہ کرنے پا دیں

تفسیر اس سورۂ روم کے آخر میں فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں عجیب عجیب مثالیں اور طرح طرح کی دلیلیں بیان فرما کر لوگوں کو سمجھاتے ہیں مگر افسوس ان کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی اور یہ مشرکین و کافرین بالآخر یہی کہتے ہیں کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ سب باتیں اپنی طرف سے گھڑ کر ہمیں سناتے ہیں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں جو آدمی ان صاف اور واضح باتوں کو سمجھنے کی کوشش نہ کرے ضد اور ہٹ دھرمی سے انکار ہی کرتا رہے تو آہستہ آہستہ اس کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور پھر وہ حق بات قبول نہیں کرتا۔

بس اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب یہ لوگ ایسے بدبخت ہیں تو آپ ان کی ایذا رسانی اور بدکلامی وغیرہ پر صبر و تحمل کیجئے اور اپنے مشن دعوت و تبلیغ میں لگے رہیئے انجام کار کامیابی اور غلبہ حق ہی کا ہوگا اور یہ بدعقیدہ اور بے یقین لوگ آپ کو ذرا بھی آپ کے مقام سے جنبش نہ دے سکیں گے آپ بے فکر اور مطمئن رہیں۔

الحمد للہ سورہ روم کی تفسیر بحسن و خوبی مکمل ہوئی

سُوْرَةُ لُقْمٰنَ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّثَلٰثُوْنَ اٰيَةً وَّاَرْبَعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ لقمان مکہ میں نازل ہوئی اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳﴾

الم یہ آیتیں ایک پر حکمت کتاب کی ہیں ف۱ جو کہ ہدایت اور رحمت ہے نیک کاروں کے لئے

الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ
جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ آخرت کا پورا

هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝٤ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ
یقین رکھتے ہیں ۔ یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے راستہ پر ہیں اور یہی لوگ فلاح

الْمُفْلِحُوْنَ ۝٥ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ
پانے والے ہیں اور بعضا آدمی ایسا (بھی) ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو (اللہ سے) غافل

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ
کرنے والی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑاوے ایسے لوگوں کے لئے

عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ
ذلت کا عذاب ہے ۔ اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا

لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٧
ہے ۔ جیسے اس نے سنا ہی نہیں جیسے اس کے کانوں میں ثقل ہے سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے ۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝٨ خٰلِدِيْنَ
البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے اُن کے لئے عیش کی جنتیں ہیں ۔ جن میں وہ ہمیشہ

فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩
رہیں گے یہ اللہ نے سچا وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے

تفسیر سورۂ لقمٰن

ارشاد ہے کہ یہ حکمت والی کتاب (یعنی قرآن کریم) ہدایت و رحمت ہے نیک لوگوں کے لئے کیونکہ یہی لوگ اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، نہیں تو قرآن کریم سبھی انسانوں اور جنوں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے۔ ان نیک لوگوں کی یہ صفات ہیں کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اور آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں، بس یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں کیونکہ ان کے عقائد بھی صحیح ہیں اور اعمال اچھے ہیں ۔

اس کے برخلاف بعض آدمی وہ بھی ہیں جو ایسی باتیں اور کام اختیار کرتے ہیں جو اللہ سے

غافل کرنے والے ہیں۔ یہ لوگ قرآن چھوڑ کر کھیل تماشے اور مختلف قسم کی واہیات و خرافات میں مشغول رہتے ہیں اور دوسروں کو بھی ان خرافات میں لگا کر اللہ کے دین اور اس کی یاد سے غافل کرتے ہیں اور قرآن کی آیتوں اور دین کی باتوں کا خوب مذاق اڑاتے ہیں۔ ان لوگوں کو ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔

لَهْوَ الْحَدِيْثِ ،، سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور یاد سے غافل کرنے والی ہے مثلاً فضول قصے کہانی اور افسانے بے ہودہ ہنسی مذاق اور تفریح کی باتیں، گانا، بجانا، وغیرہ۔

واقعہ شانِ نزول

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ ،، اس آیت کا شان نزول ایک خاص واقعہ ہے نضر بن حارث مشرکین مکہ میں سے ایک بڑا تاجر تھا تجارت کے لئے مختلف ملکوں کا سفر کیا کرتا تھا، وہ ملک فارس سے شاہان عجم کسریٰ وغیرہ کے تاریخی قصے خرید کر لایا اور مشرکین مکہ سے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم کو قوم عاد و ثمود وغیرہ کے واقعات سناتے ہیں میں تمہیں ان سے بہتر رستم اور اسفندیار اور دوسرے ملک فارس کے بادشاہوں کے قصے سناتا ہوں مشرکین مکہ اس کے قصے شوق سے سننے لگے کیونکہ ان میں احکام تو تھے نہیں جن پر عمل کرنے کی محنت اٹھانی پڑے صرف مزیدار کہانیاں تھیں، الغرض بہت سے وہ مشرکین جن کو قرآن سے کچھ رغبت ہوتی جارہی تھی اور وہ چوری چوری قرآن سنا بھی کرتے تھے۔ ان قصوں کی وجہ سے ان کی توجہ قرآن کریم کی طرف سے ہٹ گئی۔

اسی تاجر کے متعلق حضرت ابن عباسؓ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ یہ باہر سے ایک گانے والی کنیز (لونڈی) خرید کر لایا تھا اور اس کے ذریعہ اس نے لوگوں کو قرآن سننے سے روکنے کی یہ صورت نکالی کہ جو لوگ قرآن سننے کا ارادہ کرتے تو انہیں اپنی اس کنیز کے پاس لے جاتا اور کہتا کہ اسے کھلا، پلا اور گانا سنا۔ اور پھر اس شخص کو کہتا دیکھ یہ اس سے بہتر ہے جس کی طرف تجھے محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) بلاتے ہیں کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو اور جنگ و جہاد کرو اس میں تکلیف ہی تکلیف ہے اور ہمارے پاس مزے ہی مزے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

اقوال و تحقیق

یؤتون الزکوٰۃ ۔ اس آیت میں زکوٰۃ کا حکم ہے حالانکہ یہ آیت مکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ اصل زکوٰۃ کا حکم مکہ ہی میں ہجرت سے پہلے نازل ہو چکا تھا۔ اور جو یہ مشہور ہے کہ زکوٰۃ کا حکم ہجرت کے دوسرے سال نافذ ہوا، اس سے مراد نصاب اور مقدار کا تعین ہے اور یہ کہ حکومت اسلامی کی طرف سے اس کی وصول یابی اور اس کے مصرف میں خرچ کرنے کا انتظام ہے۔ حاصل یہ کہ نفس زکوٰۃ کا حکم تو ہجرت سے پہلے ہی آچکا تھا مگر اس کی تفصیلات اور انتظام کا نفاذ ہجرت کے دوسرے سال ہوا۔

لہو ولعب کے مختلف درجات

لہو ولعب کے مختلف درجات ہیں۔ اولؔ یہ کہ جو کھیل تماشہ دین سے گمراہ ہونے یا دوسروں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنے وہ حرام اور کفر ہے۔ دومؔ وہ کھیل جو اسلامی عقائد سے گمراہ تو نہیں کرتے مگر اپنے کھیلنے والے کو حرام میں مبتلا کرتے ہیں وہ کفر تو نہیں مگر حرام اور سخت گناہ ہیں جیسے ہر قسم کا جوا۔ اور اسی طرح وہ کھیل بھی حرام ہیں جو نماز روزہ وغیرہ فرائض میں رکاوٹ بنیں۔ سومؔ وہ کھیل جن میں نہ کفر ہے نہ کوئی کھلا گناہ وہ مکروہ ہیں کیونکہ یہ ایک بے فائدہ کام میں اپنی طاقت اور وقت ضائع کرنا ہے۔

جائز کھیل

بہرحال جن کھیلوں میں کوئی دینی یا دنیوی فائدہ نہیں وہ ممنوع ہیں اور جن کھیلوں میں بدن کی ورزش، صحت وتندرستی باقی رکھنے کے لئے یا اور کسی دینی دنیوی ضرورت کے لئے یا کم از کم اپنی طبیعت کا تکان دور کرنے کے لئے کھیلے جائیں تو یہ جائز ہے بشرطیکہ ان میں اس قدر انہماک نہ ہو کہ ضروری کاموں میں حرج ہونے لگے اور اگر یہ کھیل کسی دینی ضرورت کی نیت سے ہوں تو پھر ان کا کھیلنا ثواب کا کام ہے۔

کھیلوں کے سامان کی خرید وفروخت

جو سامان کفر وحرام کھیلوں ہی میں استعمال ہوتا ہے اس کا بیچنا اور خریدنا حرام ہے اور جو سامان مکروہ کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی خرید وفروخت بھی مکروہ ہے اور جو سامان جائز کھیلوں میں استعمال ہوتا ہے اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور جس سامان کو جائز وناجائز دونوں طرح کے کاموں میں استعمال کیا جاتا ہے اس کی تجارت بھی جائز ہے

گانا بجانا حرام ہے

لَهْوَ الْحَدِيث، کی ایک تفسیر گانے بجانے سے بھی گئی ہے جیسا کہ اس آیت کے واقعۂ شانِ نزول سے ظاہر ہے کہ ایک کنیز گانے بجانے کے مقصد سے خریدی گئی تھی۔ بہت سی صحیح احادیث میں گانے بجانے پر سخت وعیدات آئی ہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا کہ جب گانے بجانے کا رواج عام ہو جائے تو عذاب الٰہی کا انتظار کرو۔

یہ حدیث آج کے دور پر صادق آرہی ہے کہ گانے بجانے کا عام رواج ہے، جدھر دیکھو گانے بجانے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں گھر گھر میں ایک گانے بجانے والی عورت کے بجائے

دس دس عورتیں بیٹھی ہیں جو یکے بعد دیگرے گانا بجانا کرتی رہتی ہیں ٹی وی کی صورت میں اس طرح کی۔ احادیث کی روشنی میں علماء کرام نے گانے بجانے کو حرام فرمایا ہے۔

لہوالحدیث سے مراد ٹی وی ہے

حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی مدظلہ نے لہوالحدیث (یعنی باتوں کا کھیل) کے متعلق فرمایا کہ اس سے مراد ٹی وی اور ویڈیو ہے کہ اس میں بولتی ہوئی تصویریں سامنے آتی ہیں، جس کو انسان نے اپنے کھیل تماشے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

قرآن کریم کا اعجاز دیکھئے کہ اس نے اب سے چودہ سو سال پہلے ہی ٹی وی وغیرہ کا ذکر کر دیا ہے کہ اس کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کیا جائے گا، چنانچہ آج ٹی وی کے ذریعہ نسل انسانی کو گمراہ کیا جا رہا ہے اور ہم اس گمراہی کو خوشی خوشی قبول کر کے عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں۔

ترمذی شریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب میری امت پندرہ باتیں کرنے لگے گی تو اس وقت مصیبتیں نازل ہوں گی عرض کیا گیا یا رسول اللہ وہ باتیں کیا ہیں، حضور نے فرمایا۔

۱ جب مال غنیمت کو دولت سمجھ لیا جائے (یعنی مال حاصل کرنے کیلئے جہاد کیا جائے)۔

۲ جب امانت کے مال کو غنیمت کا مال سمجھا جائے (یعنی امانت میں خیانت کی جائے اور امانت کے مال کو اپنا ذاتی مال سمجھا جائے)

۳ جب زکوٰۃ کو ڈانڈ سمجھا جائے (یعنی بادل نخواستہ ادا کی جائے)

۴ جب مرد اپنی بیوی کا فرماں بردار بن جائے گا (یعنی ہر جائز و ناجائز بات میں اس کی ہاں میں ہاں ملائے)

۵ اپنے باپ پر ظلم کرنے لگے (یعنی والد کے حقوق ادا نہ کرے، اس کی نافرمانی کرے، اور اس کی شان میں طرح طرح سے گستاخی کرے)

۶ ماں کی نافرمانی کرے (یعنی حقوق ادا نہ کرے)

۷ دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے یعنی والدین جن کے اس پر بے شمار احسانات ہیں ان کے ساتھ تو بدسلوکی کرے اور دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

۸ مسجدوں میں شور وغل ہونے لگے (یعنی مسجدوں کا ادب واحترام باقی نہ رہے)

۹ جب قوم کا سردار سب سے بدترین انسان بنے یعنی باصلاحیت لوگوں کو موقع نہ دیکر بدمعاشوں

کو سردار بنایا جائے)
۱۰ جب شریر اور غنڈوں کی عزت ان کے شر کے خوف سے کی جائے ۔
۱۱ جب شراب پی جانے لگے (یعنی کھل کر شراب پینے کا رواج ہو جائے)
۱۲ جب ریشمی کپڑے پہنے جانے لگیں (یعنی مرد ریشمی کپڑا استعمال کرنے لگیں)
۱۳ جب گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے (یعنی اس عیب کو عیب نہ سمجھا جائے)
۱۴ باجے ، طبلے اور ڈھولک وغیرہ استعمال ہونے لگیں (یعنی ہر قسم کے باجے گاجے کا رواج پڑ جائے
۱۵ بعد میں آنے والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کرنے لگیں ۔ بس اس وقت سرخ آندھی (جو تباہی کی نشانی ہے) اور زمین میں دھنسائے جانے کا انتظار کرنا چاہیئے ۔

غور کیجیئے یہ مذکورہ گناہ آج لوگوں میں عام ہو رہے ہیں اور مسلمانوں میں بڑھتے جا رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے ہی اپنی امت کو باخبر کر دیا تھا کہ ایسے وقت سے ہوشیار رہنا اور ان گناہوں سے خود بچنے اور دوسروں کو بچانے کا پورا اہتمام رکھنا ورنہ جب یہ گناہ عام ہو جائیں گے تو پھر گناہ کرنے والوں پر مصیبتیں اور عذاب آئے گا ۔

وَاِذَا تُتْلٰی الخ اس آیت میں نضر بن حارث مشرک کی حالت بیان کی گئی ہے کہ اس کا یہ حال ہے کہ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ غرور و تکبر کرتا ہے اور بے توجہی سے ایسے منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے سنا ہی نہیں بہرا ہو ۔ بس آپ اس کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیجیئے ، اور جن لوگوں نے اس طرح منہ نہیں پھیرا بلکہ ایمان قبول کیا اور نیک اعمال کئے انہیں عیش و آرام والی جنت کی خوش خبری سنا دیجیئے کہ تم لوگ اب ہمیشہ جنت ہی میں مزے کرو گے ۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ
اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستون بنایا تم ان کو دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لیکر ڈانواں

تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا
ڈول نہ ہونے لگے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس زمین میں

فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ
ہر طرح کے عمدہ اقسام اُگائے ۔ یہ تو اللہ کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اب تم مجھ کو دکھاؤ کہ اسکے سوا

الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ؑ ⑪ ع ۱۰

جو ہیں انہوں نے کیا کیا چیزیں پیدا کیں بلکہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں ہیں ۔

اللہ کی قدرت کا منظر

ان آیات میں اللہ کی قدرت کاملہ کی منظر کشی کی گئی ہے فرمایا کہ اللہ کی ذات وہ قادر مطلق ہے جس نے اتنی عظیم و بلند چھت آسمانوں کو بلا ستونوں کے قائم کر رکھا ہے اور اس نے زمین میں بڑے بڑے پہاڑ پیدا فرمائے تاکہ زمین ڈگمگانے نہ لگے اور اس زمین پر اللہ نے طرح طرح کے جانور پیدا فرما کر پھیلا دیئے ہیں ، اور آسمان سے پانی برسا کر زمین سے ہر نوع کے درخت اور سبزہ و اناج پیدا فرما دیا ہے ۔

بس اے مشرکین یہ تمام چیزیں تو معبود برحق اللہ جل شانہٗ نے پیدا فرمائی ہیں بتاؤ تمہارے باطل معبودوں نے کیا پیدا کیا ہے ۔ حاصل یہ کہ جب انہوں نے کچھ پیدا نہیں کیا یہاں تک کہ اپنے وجود کو بھی نہیں بنایا تو پھر تم اے نادانوں کس بنیاد پر انہیں اپنا معبود بنا کر اللہ کی الوہیت میں شریک کرتے ہو ۔ بس اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ مشرکین کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں ۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ

اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالےٰ کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کریگا وہ اپنے ذاتی نفع کیلئے شکر کرتا

لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⑫ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ

ہے اور جو ناشکری کریگا تو اللہ تعالےٰ بے نیاز خوبیوں والا ہے ۔ اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت

وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ⑬

کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا بے شک شرک کرنا بڑا بھاری ظلم ہے

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّ

اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے اسکی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اسکو پیٹ میں رکھا

فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ⑭ وَ النصف

اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے اور

اِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھیرائے جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو ۔

وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ

تو اُن کا کہنا نہ ماننا اور دُنیا میں اُن کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا اور اُسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو

ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝۱۵

پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر میں تم کو جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

حضرت لقمان کون اور کیا تھے

حضرت لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ آپ کی عمر اچھی خاصی لمبی ہوئی۔ یہاں تک کہ آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا، حضرت داؤد علیہ السلام سے پہلے حضرت لقمان لوگوں کو فتوے دیا کرتے تھے جب حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت عطا کی گئی تو آپ نے فتوے دینا چھوڑ دیا کہ اب میری ضرورت نہیں رہی۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ حضرت لقمان ایک حبشی غلام تھے بڑھئی کا کام کیا کرتے تھے۔ ایک روایت میں آپ کا بکریاں چرانا بھی مذکور رہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت لقمان ایک بڑی مجلس میں لوگوں کو حکمت کی باتیں سنا رہے تھے کہ ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کیا تم وہی نہیں جو میرے ساتھ فلاں جنگل میں بکریاں چرایا کرتے تھے؟ حضرت لقمان نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں، اس شخص نے پوچھا پھر یہ مقام آپ کو کیسے حاصل ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کا سبب میرے دو کام ہیں ۱ ہمیشہ سچ بولنا ۲ فضول باتوں سے پرہیز کرنا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ جواب میں آپ نے یہ فرمایا کہ چند ایسے کام ہیں جنہوں نے مجھے اس مقام پر پہونچا دیا اگر تم بھی یہ کام اختیار کرلو تو تمہیں بھی یہ درجہ اور مقام حاصل ہو جائے۔ وہ کام یہ ہیں ۱ اپنی نظر کو نیچی رکھنا ۲ زبان کو بند رکھنا ۳ حلال روزی پر قناعت کرنا ۴ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرنا ۵ سچائی پر قائم رہنا ۶ عہد کو پورا کرنا ۷ فضول کام اور بات چھوڑ دینا۔

حضرت لقمان نبی تھے یا ولی؟

جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت لقمان نبی نہیں تھے بلکہ ایک بلند درجہ ولی اور حکیم تھے۔ گو بعض علماء نے آپ کو نبی بھی کہا ہے مگر صحیح یہی ہے کہ آپ نبی نہ تھے۔ حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کو اختیار دیا تھا چاہے نبوت لے لو چاہے حکمت، آپ نے حکمت کو اختیار کیا۔ حضرت قتادہ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرت لقمان سے کسی نے پوچھا آپ نے حکمت کو نبوت پر کیوں ترجیح

دی، آپ نے فرمایا نبوت بڑی ذمہ داری کا منصب ہے۔ اگر وہ مجھے بغیر میرے اختیار کے دیدیا جاتا تو اللہ تعالیٰ خود اس کی کفالت فرماتے کہ نبوت کے فرائض ادا کرنے میں اللہ تعالیٰ ہر طرح سے میری غیبی مدد فرماتے۔ اور اگر میں اپنے اختیار سے نبوت طلب کرتا تو ذمہ داری مجھ پر ہوتی۔

بہر حال حضرت لقمان کو اللہ تعالیٰ نے حکمت کی باتیں سکھائیں حکمت سے مراد دانش مندی کی وہ باتیں ہیں جو لوگوں کے دلوں پر اثر کریں۔ اور لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں

حضرت لقمان کو اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ درجہ کی حکمت و دانش مندی سے نوازا تھا آپ سے بے شمار حکمت و دانش مندی کی باتیں منقول ہیں۔ وہب بن منبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت لقمان کی دس ہزار سے زیادہ حکمت بھری باتیں پڑھی ہیں۔ ان کی حکمت آمیز نصیحتوں کا ایک حصہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی ان آیات میں ذکر فرماکر حضرت لقمان کے مقام کو اور بڑھا دیا ہے۔

حضرت لقمان کی نصیحتیں اپنے بیٹے کو

حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو آٹھ نصیحتیں فرمائیں جن کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے۔

حضرت لقمان کی پہلی نصیحت:- فرمایا اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت کرنا کیونکہ شرک کرنا بہت بڑا ظلم ہے، ظلم کی حقیقت علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ کسی چیز کو بے محل استعمال کرنا، اور یہ بات شرک میں سب سے زیادہ واضح ہے کہ پیدا کرنے والے کی جگہ بتوں کی پرستش کی جائے۔

حضرت لقمان کی اس نصیحت کے بعد اللہ تعالیٰ نے شرک کا جرم عظیم ہونا اور ہر حال میں اس سے بچنے کا حکم فرمایا چاہے والدین ہی اس کا حکم کیوں نہ کریں۔ فرمایا اے انسان اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کر اور ان کا شکر گذار رہ کیونکہ تیری ماں نے تیری وجہ سے ضعف پر ضعف اٹھایا ہے، نو ماہ پیٹ میں رکھا اس زمانہ کا ضعف، اس کے بعد وضع حمل کا ضعف اور پھر دو سال مسلسل دودھ پلانے کا ضعف بہر حال جب تک تجھ میں کچھ جان آئی اور تو کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہوا اس وقت تک تیری ماں ضعف و تکلیف اٹھاتی رہی۔ اسی لئے حدیث پاک میں ماں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم آیا ہے چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے (یعنی میں سب سے زیادہ حسن سلوک کس کے ساتھ کروں) آپ نے فرمایا تیری ماں پھر فرمایا تیری ماں اور پھر بھی فرمایا تیری ماں۔

(غرض کہ اس طرح تین مرتبہ فرمانے کے بعد فرمایا) پھر تیرا باپ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں کا درجہ باپ سے بڑھا ہوا ہے۔

اس کے بعد فرمایا میرا بھی شکر گذار بن کہ میری بندگی کر اور اپنے ماں باپ کا بھی شکر گذار بن کہ ان کی اطاعت و فرماں برداری کر ان کی جو ضرورتیں جسمانی و مالی تو پوری کرسکتا ہے وہ پوری کر اور یاد رکھ تجھے آخر کار میرے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے اس لئے غلط کاموں سے بچتے رہنا خاص طور پر شرک سے۔ اگر تیرے ماں باپ بھی جن کا تجھ پر بے پناہ احسان ہے جو تجھ کو ظاہری طور پر وجود میں لانے کا ذریعہ بنیں اور پھر تیری پرورش و تربیت کرنے میں طرح طرح کی مشقتیں اٹھائیں۔ جو اللہ کے بعد سب سے زیادہ تعظیم اور فرماں برداری کے مستحق ہیں۔ وہ بھی اگر تجھ پر زور دیں کہ شرک کر تو ان کے حکم کو بھی ٹھکرا دینا اور شرک کے قریب بھی مت جانا۔ بس پیغمبر اور صحابہ کے طریقہ پر چلنا دین کے خلاف والدین کی بات نہ ماننا۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ

بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا

فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ⑯

وہ آسمان کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تب بھی اسکو اللہ تعالیٰ حاضر کر دیگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین باخبر ہے

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ

بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت واقع ہو

عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ⑰ ۚ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ

اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔ اور لوگوں سے اپنا رخ مت

لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ

پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل بے شک اللہ تعالیٰ کسی تکبر کرنیوالے فخر کرنے والے کو

مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ⑱ ۚ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ

پسند نہیں کرتے۔ اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز کو پست کر۔

ع ۲ ۸ ۱۱ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ⑲

بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے۔

تفسیر ان آیات میں بھی حضرت لقمان کی نصیحتوں کو بیان فرمایا گیا ہے۔

حضرت لقمان کی دوسری نصیحت :۔ فرمایا اے بیٹے اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے کوئی عمل اچھا ہو یا برا خواہ کتنا ہی چھوٹا اور پوشیدہ ہو چاہے وہ پتھر (پہاڑ)، یا آسمان وزمین ہی کی تہ میں کیوں نہ چھپا ہوا ہو اللہ کو اس کا بھی پورا پورا علم ہوتا ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہیں۔

علامہ بغویؒ نے فرمایا یہ نصیحت حضرت لقمان کی آخری تھی اس جملہ کے زبان سے نکلتے ہی آپ پر حق تعالیٰ کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ آپ کا پتہ پھٹ گیا اور اللہ کو پیارے ہو گئے۔

تیسری نصیحت :۔ فرمایا بیٹا نماز قائم کر یعنی اس کے تمام حقوق کی رعایت کرکے پابندیٔ وقت وجماعت کے ساتھ نماز ادا کرتا رہ، ایمان قبول کر لینے اور عقائد درست کر لینے کے بعد مومن پر جو سب سے اہم فریضہ عائد ہوتا ہے وہ نماز ہے اسی لئے نماز کی خاص طور پر نصیحت فرمائی

چوتھی نصیحت :۔ پہلے اپنے نفس کی اصلاح کی نصیحت فرمائی کہ نماز قائم کر۔ اب دوسروں کی اصلاح کی نصیحت کی جارہی ہے کہ لوگوں کو اچھے کاموں کی دعوت دیتا رہ اور برے کاموں سے منع کرتا رہ۔ اس نصیحت کے ساتھ ایک بات یہ بھی فرمائی کہ اس دعوت کے کام میں تجھے جو دشواریاں پیش آئیں ان پر صبر کر (بلاشبہ اللہ صبر کرنے والوں کا مددگار ہے)

پانچویں نصیحت :۔ فرمایا بیٹا لوگوں سے بے توجہی اور بڑائی کے ساتھ پیش مت آنا۔ کیونکہ دعوت وتبلیغ کے کام میں یہ عادت بے پناہ مضر اور نقصان دہ ہے۔ دعوت کا کام کرنے والوں کو خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور نرم مزاجی سے پیش آنا چاہیئے۔

چھٹی نصیحت :۔ اے میرے بیٹے زمین پر اترا کر مت چل، یہ متکبرین کی عادت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

ساتویں نصیحت :۔ فرمایا بیٹا میانہ روی سے چل یعنی نہ تو بہت آہستہ آہستہ چل کہ یہ نخوت وغرور کی علامت ہے اور نہ ہی دوڑ دوڑ کر چل کہ یہ مومن کے وقار کے خلاف ہے بس درمیانہ طریقہ پر چل جو بناوٹ وتکلف سے پاک ہو۔

معلوم ہوا رفتار میں تیزی وسستی وہی ممنوع ہے جس میں بناوٹ وتکلف اور غرور وتکبر ہو، نہیں تو ضرورت کے مطابق جیسا موقع ہو چل سکتا ہے۔ چنانچہ ابن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تھے تو اتنی تیزی سے چلتے تھے کہ آپ کے پیچھے لپکنے والا آپ تک نہ پہونچ سکتا تھا۔

آٹھویں نصیحت:۔ اے میرے بیٹے بولنے میں اپنی آواز پست کر۔ آوازوں میں سب سے بری آواز گدھے کی ہے۔ مطلب یہ کہ آدمی ہو کر گدھوں کی طرح نہیں چلّانا چاہیئے۔ انسان کو چاہیئے کہ درمیانی آواز اختیار کرے نہ آواز اس قدر بلند کرے کہ دوسروں کو تکلیف ہو اور نہ ہی اتنی پست اور ہلکی کرے کہ دوسرا سمجھ نہ سکے اور پوچھنے پر مجبور ہو آپ نے کیا کہا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو بالکل صاف اور واضح ہوتی تھی چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گفتگو تم لوگوں کی طرح لگاتار جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف اور ہر مضمون دوسرے سے جدا ہوتا تھا پاس بیٹھنے والے اچھی طرح ذہن نشیں کر لیتے تھے۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ

کیا تم لوگوں کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی کہ اللہ تعالیٰ

مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَّ

نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہیں اور جو کچھ زمین میں ہیں اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی

بَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى

پوری کر رکھی ہیں۔ اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدون واقفیت اور بدون دلیل اور بدون کسی روشن کتاب

وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾ وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ

کے جھگڑا کرتے ہیں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے

مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ إِلٰى عَذَابِ

ہیں کہ نہیں ہم اسی کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے کیا اگر شیطان انکے بڑوں کو عذاب دوزخ کی طرف بلاتا رہا ہو

السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

تب بھی۔ اور جو شخص اپنا رُخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو۔ تو اس نے بڑا مضبوط حلقہ

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ

تھام لیا۔ اور اخیر سب کاموں کا اللہ ہی کی طرف پہنچے گا۔ اور جو شخص کفر کرے سو آپ کے لئے اس کا کفر باعث غم

كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ

نہ ہونا چاہیئے ۔ ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا ہے سو ہم ان سب کو جتلا دینگے جو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو

الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

دلوں کی باتیں خوب معلوم ہیں ۔ ہم ان کو چند روزہ عیش دیئے ہوئے ہیں پھر انکو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی طرف لے آوینگے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ

اور اگر آپ اُن سے پوچھیں کہ آسمانوں و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دینگے کہ اللہ نے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

آپ کہیئے کہ الحمد للہ بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے، سب اللہ ہی کا ہے

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِىُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

اور بیشک اللہ تعالیٰ بے نیاز سب خوبیوں والا ہے ۔

توحید کی دعوت

حضرت لقمان کی نصیحتوں کے بعد پھر اللہ کے انعامات و احسانات ذکر کر کے توحید کی دعوت دی گئی ہے ۔ ارشاد ہے کہ آسمان و زمین کی تمام چیزیں، چاند سورج، ستارے، پہاڑ، سمندر وغیرہ تمہارے لئے پیدا کئے گئے ہیں پھر تم اے لوگو اللہ کے کام یعنی بندگی میں کیوں نہیں لگتے ۔ جب کہ اللہ نے تم پر ظاہری و باطنی تمام نعمتیں پوری کر رکھی ہیں ۔ ظاہری نعمتیں وہ جو دیکھنے، سننے سے سمجھ میں آئیں، اور باطنی وہ جو عقل سے غور و فکر کر کے سمجھ میں آئیں۔

غرض کہ حق تعالیٰ نے انسان کو ہر طرح کی نعمتوں سے نواز رکھا ہے مگر پھر بھی بہت سے لوگ ایسے اندھے ہیں کہ اللہ کے اس قدر انعامات و احسانات کے باوجود اللہ کی ذات و صفات کے بارے میں بلا کسی دلیل کے جھگڑا کرتے ہیں اس کی توحید و الوہیت کو نہیں مانتے کفر و شرک کرتے ہیں۔

اور جب ان کافرین و مشرکین سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کی پیروی کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے یعنی قرآن کریم اور دین اسلام ۔ تو کہتے ہیں ہم اس کی پیروی نہیں کریں گے بلکہ جس دین پر ہم نے اپنے بڑوں کو پایا ہے اسی پر چلیں گے ۔ اللہ تعالیٰ ان کی بات رد کرتے ہوئے فرمارہے ہیں۔ چاہے شیطان تمہارے بڑوں کو گمراہ کر کے دوزخ کی آگ کی طرف ہی لے جارہا ہو پھر بھی تم اپنے بڑوں ہی کے دین پر چلو گے ۔ مطلب یہ کہ تمہارے دین کا باطل ہونا بہت سی دلیلوں سے ثابت ہو چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ شیطان گمراہ کر کے تمہیں دوزخ کی آگ کی طرف لے جارہا ہے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہ لوگ بے حد ضدی اور ہٹ دھرم ہیں لہٰذا ان کے ایمان قبول نہ

کرنے سے آپ غمگین و پریشان نہ ہوں جو آپ کا کام تھا ایمان کی دعوت دینا وہ آپ کر ہی چکے ہیں بس اب تو ہم ان سے نمٹیں گے آخر مرکر انہیں ہمارے ہی پاس آنا ہے، بس تھوڑے دن دنیا کی زندگی میں ہم نے انہیں ڈھیل دے رکھی ہے اس کے بعد ہم انہیں سخت عذاب دیں گے

اور اس کے بالمقابل وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین حق قبول کرلیا ہے تو وہ عذاب الٰہی سے محفوظ ہوگئے۔

اور اگر آپ ان مشرکین سے پوچھیں کہ یہ آسمان و زمین کس نے پیدا کیا ہے تو یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے مگر اس کے بعد اٹک جاتے ہیں یہ نہیں سمجھ پاتے کہ جس نے یہ عظیم آسمان و زمین پیدا کیا ہے وہی ذات مستحق عبادت و بندگی بھی ہے اور انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ جس ذات نے آسمان و زمین پیدا کیا ہے اسی طرح وہ تمام چیزیں جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں اسی نے پیدا کی ہیں سب اسی کی ملک ہیں وہ سب کا خالق و مالک ہے پھر اس عظیم ذات کو چھوڑ کر کسی اور کی پرستش کرنا کس قدر ظلم و ناانصافی کی بات ہے۔

ان ہی آیات میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ جو شخص اللہ کا مطیع و فرماں بردار ہو جائے اس کے بھیجے ہوئے دین اسلام کا پیرو کار ہو جائے تو اس نے اپنے کو عذاب الٰہی سے محفوظ کرلیا اس کی مثال بالکل اسی طرح ہے جیسے کوئی شخص کسی مضبوط رسّے کے کڑے کو خوب مضبوطی سے پکڑ کر اپنے آپ کو گرنے اور چوٹ لگنے سے محفوظ کرلے۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِی الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ یَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ

اور جتنے درخت زمین بھر میں ہیں اگر وہ سب قلم بن جائیں　اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر

سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۷﴾

اس میں اور شامل ہو جاویں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں　بیشک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے۔

واقعۂ شانِ نزول

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے تو یہ آیت ،، وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا ،، نازل ہوئی یعنی تمہیں تھوڑا سا علم دیا گیا ہے، پھر جب آپ مدینہ تشریف لائے تو کچھ علماء یہود نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا اس آیت میں کس کا حال بیان کیا گیا ہے آپ کی قوم کا یا ہمارا؟ آپ نے فرمایا میری قوم کا بھی تمہارا بھی اور نصاریٰ کا بھی سبھی کا حال بیان فرمایا گیا ہے اس پر علماء یہود کہنے لگے ہمیں تو اللہ

نے توریت عطا فرمائی ہے جس میں ہر چیز کا بیان ہے، آپ نے فرمایا اللہ کے علم کے مقابلہ میں وہ بھی قلیل ہے اور فرمایا کہ تمام آسمانی کتابوں اور تمام انبیاء علیہم السلام کے علوم کا مجموعہ بھی اللہ کے علم کے مقابلہ میں قلیل ہے۔ اس واقعہ کے پیش آنے پر یہ آیت "وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ الخ" نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے زمین میں جس قدر بھی درخت ہیں اگر ان تمام کے قلم بنالئے جائیں (ایک درخت کے ہزاروں قلم بن جائیں گے) اور تمام درختوں کے قلموں کا تو شمار ہی نہیں ہوسکتا۔ اور جو یہ سمندر رہے اس کے علاوہ اور اسی طرح کے سات سمندر اس میں شامل کرلئے جائیں اور ان سب کی روشنائی بنالی جائے اور پھر اس روشنائی اور قلموں سے اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کے کلمات لکھے جائیں تو روشنائی اور قلم ختم ہو جائیں گے مگر اللہ کے کلمات ختم نہیں ہوں گے اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ روشنائی و قلم محدود ہیں اور کلماتِ الٰہی غیر محدود ہیں تو یقیناً محدود چیز ہی کو ختم ہونا پڑے گا۔

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۗ اِنَّ

تم سب کا پیدا کرنا اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا - بیشک

اللّٰهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا سب کچھ دیکھتا ہے۔ اے مخاطب کیا تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر

فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّ

دیتا ہے اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقرر وقت تک چلتا رہے گا اور

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا

یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب عملوں کی پوری خبر رکھتا ہے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی

يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع ۱۲ ۳

اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں بالکل ہی لچر ہیں اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے

قدرتِ خداوندی کے چند نمونے

اس کے بعد اللہ کی قدرت کے کچھ نمونے ذکر فرماکر توحید کی دعوت دی گئی ہے۔ ارشاد ہے اللہ کی ذات وہ ہے کہ اس کو سارے عالم کا پیدا کرنا اور ایک شخص کا پیدا کرنا برابر ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے تمام انسانوں کا پیدا کرنا اور پھر ان کو قیامت کے دن زندہ کرکے اٹھانا ایسا ہی آسان ہے

جیسے ایک شخص کو پیدا کرنا اور پھر زندہ کر کے اٹھانا۔ کیونکہ اللہ کو کسی کام کے ارادہ کرنے کی دیر ہے ارادہ کرتے ہی وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

اور اللہ کی ذات وہ ہے جو رات کو دن میں داخل کرتی ہے اور دن کو رات میں، یعنی کبھی رات کے حصہ کو دن میں داخل کر کے دن بڑا کر دیتی ہے اور کبھی دن کے حصہ کو رات میں داخل کر کے رات کو بڑی کر دیتی ہے۔

اور اللہ کی ذات وہ ہے جس نے چاند، سورج جیسی عظیم چیزوں کو کام میں لگا رکھا ہے وہ اپنے مقررہ وقت پر طلوع و غروب ہوتے ہیں اور قیامت تک اسی طرح ان کا نظام چلتا رہے گا

قدرت خداوندی کے ان چند نمونوں سے یہ بات ظاہر ہے کہ اللہ ہی غالب اور عظیم قدرت والا ہے اور وہی مستحق الوہیت ہے اس کے علاوہ لوگوں نے جو معبود بنا رکھے ہیں وہ سب باطل ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِیُرِیَكُمْ مِّنْ اٰیٰتِهٖ اِنَّ فِیْ

اے مخاطب کیا تجھ کو یہ (دلیل توحید کی) معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل سے کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی نشانیاں

ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾ وَاِذَا غَشِیَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا

دکھلائے اس میں نشانیاں ہیں ہر ایسے شخص کے لئے جو صابر و شاکر ہو اور جب اُن لوگوں کو موجیں سائبانوں کی طرح گھیر لیتی

اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا

ہیں تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں۔ پھر جب انکو نجات دے کر خشکی کی طرف لے آتا ہے سو بعضے تو

یَجْحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا

ان میں اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بدعہد اور ناشکر ہیں اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور

یَوْمًا لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ

اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکے گا اور نہ کوئی بیٹا ہی ہے کہ وہ اپنے باپ کی طرف سے

شَیْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٙ وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ

ذرا بھی مطالبہ ادا کر دے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ سو تم کو دُنیوی زندگانی دھوکہ میں نہ ڈالے۔ اور نہ وہ دھوکہ باز

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَ

(شیطان) اللہ سے دھوکہ میں ڈالے ۔ بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور

يَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ

وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کریگا ۔ اور کوئی شخص

نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ﴿۳۴﴾ ع ۱۴

نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا ۔ بیشک اللہ سب باتوں کا جاننے والا باخبر ہے

تفسیر

ارشاد ہے کہ اللہ ہی کی قدرت اور فضل وکرم سے سمندر میں کشتی اور جہاز چلتے ہیں کہ اتنے بھاری سامان وغیرہ کو لے کر سمندر کی موجوں کو چیرتے اور پھاڑتے ہوئے کنارے پر پہونچ جاتے ہیں ۔ اور کبھی سمندر میں طوفان آجائے اور موجیں لوگوں کو بادلوں کی طرح گھیرلیں اتنی سخت موجیں آئیں کہ ان کے اوپر نیچے پانی ہی پانی ہو تو اس وقت یہ کافر و مشرک بھی خالص اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے انہیں نجات دیدیتے ہیں تو خشکی میں آنے کے بعد ان میں سے کچھ لوگ ایمان قبول کرلیتے ہیں اور زیادہ تر لوگ کفر پر ہی جمے رہتے ہیں ۔ اور کفر وہی لوگ کرتے ہیں جو بدعہد اور ناشکرے ہوں ۔ کہ طوفان کے وقت اللہ کی قدرت کا عہد کیا اور خشکی میں آکر اس کے پابند نہ رہے اور نجات ملنے کا شکر ادا نہ کیا ۔

شانِ نزول

یہ آیت (اَلَمْ تَرَ الخ) حضرت عکرمہؓ کے متعلق نازل ہوئی ۔ فتح مکہ کے وقت حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل مکہ سے بھاگ کر سمندر کے کنارے پہونچ گئے ۔ اور ایک کشتی میں سوار ہوگئے ۔ راستہ میں طوفان آگیا حضرت عکرمہؓ نے کہا اگر اللہ مجھے اس طوفان سے بچاکر کنارے پر پہونچا دے گا تو میں اپنا ہاتھ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ہاتھ میں جاکر دیدونگا حضرت عکرمہؓ کے اتنا کہنے سے طوفان رک گیا اور پھر اپنے عہد کے مطابق عکرمہ مکہ واپس آکر مسلمان ہوگئے ۔

اس کے بعد فرمایا اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور کفر و شرک اور گناہ کے کام چھوڑ دو ۔ اور اس دن سے ڈرو جس دن باپ بیٹے کو اور بیٹا باپ کو کچھ فائدہ نہ پہونچا سکے گا اس سے مراد کافر باپ اور بیٹا ہے ۔ یا ان دونوں میں سے ایک کافر ہو دوسرا مومن کیونکہ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن والدین اولاد کی اور اولاد والدین کی شفاعت کریں گے اور اس شفاعت کی وجہ سے

ان کو کامیابی بھی ہو گی اور یاد رکھو قیامت کا دن ضرور آئے گا اللہ کا وعدہ برحق ہے۔ بس دنیا کی چہل پہل اور رونق سے دھوکہ نہ کھاؤ کہ اسی طرح ہمیشہ رہے گی ایسا نہیں بلکہ اس کو ایک دن ضرور ختم ہو جانا ہے۔ اور اسی طرح شیطان کے مکروفریب سے بھی ہوشیار رہو وہ تم کو دنیا کی لذتوں میں مست کر کے آخرت سے غافل کرنا چاہتا ہے۔

واقعۂ شانِ نزول

ابن جریر سے مروی ہے کہ جنگل کے رہنے والے ایک شخص حارث بن عمرو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر چند سوالات کئے ۱۔ عرض کیا یارسول اللہ قیامت کب آئے گی ۲۔ میری بیوی حاملہ ہے اس کے کیا پیدا ہو گا (یعنی لڑکا یا لڑکی) ۳۔ ہمارا ملک خشک سالی میں مبتلا ہے بتلائیے بارش کب ہو گی۔ ۴۔ جس زمین پر میں پیدا ہوا ہوں وہ تو مجھے معلوم ہے کس زمین پر مروں گا یہ آپ بتلا دیجئے۔ اس کے جواب میں یہ آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ ،، نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کب آئے گی، بارش کب ہو گی، ماں کے پیٹ میں کیا ہے، انسان کل کیا کرے گا کس زمین پر مرے گا۔ ان باتوں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ غیب کی تمام باتوں کا علم اللہ ہی کو ہے وہی ہر چیز کے ظاہر و باطن سے پورے طور پر واقف ہے۔

ایک سوال کا جواب

یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیب کی باتوں کا بالخصوص ان پانچ باتوں کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں۔ حالانکہ بہت سی باتیں پیغمبر، ولی، نجومی، سائنسداں وغیرہ بھی بتلا دیتے ہیں۔ اور وہ صحیح بھی ہو جاتی ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ غیب کا مطلب یہ ہے کہ جو بات کسی کے بتلائے بنا یا کسی فن اور آلات کے استعمال کئے بغیر معلوم ہو جائے یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے پیغمبروں کو غیب کی خبر بذریعہ وحی دی جاتی ہے اور ولیوں کو الہام کے ذریعہ اور نجومیوں کو ستاروں کے فن کے ذریعہ اور سائنسدانوں کو ان کے فن اور آلات وحالات وغیرہ کے ذریعہ۔ پیغمبروں کی خبر کے علاوہ ولی، نجومی، سائنسداں وغیرہ کی خبر کا صحیح ہونا ضروری نہیں، یہی وجہ ہے کہ نجومیوں اور سائنسدانوں وغیرہ کی بہت سی خبریں صحیح نہیں ہوتیں۔ آج کل بارش، ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ اس کی جو اطلاع دی جاتی ہے یہ بھی سو فیصد یقینی نہیں ہوتی۔ اپنے فن اور آلات کی مدد سے ایک بات کہدی جاتی ہے جو صحیح بھی ہو جاتی ہے اور غلط بھی۔

بس غیب کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ اور جو غیب کی خبر پیغمبر کے ذریعہ دی جاتی ہے وہ یقینی طور پر صحیح ہوتی ہے اس کے علاوہ ولی، نجومی، سائنسداں وغیرہ کی خبروں میں دونوں امکان ہوتے ہیں صحیح ہونے کا بھی اور غلط ہونے کا بھی۔

ملک الموت کا ایک واقعہ

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ جس انسان کی موت زمین کے جس حصہ پر لکھدی گئی ہے کہ اس کی روح اس جگہ قبض ہوگی بعض دفعہ ایسے حالات بنا دیئے جاتے ہیں کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا، اسی قسم کا ایک واقعہ ابن ابی شیبہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئے، حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے ایک کو گھور کر دیکھنے لگے اس شخص نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا یہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا ملک الموت، اس شخص نے عرض کیا ایسا لگتا ہے یہ میری روح قبض کرنا چاہتا ہے لہٰذا آپ ہوا کو حکم دیں کہ وہ مجھے ہندوستان پہونچا دے آپ نے ہوا کو حکم دیا ہوا نے اس شخص کو ہندوستان پہونچا دیا۔ اس کے بعد ملک الموت نے حضرت سلیمانؑ سے کہا میں اس شخص کو تعجب سے دیکھ رہا تھا کہ یہ آپ کے پاس موجود ہے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ہندوستان میں اس کی روح قبض کروں۔ قربان جائیں اللہ کی قدرت کے اس نے ایسے حالات بنائے کہ وہ اپنی خوشی سے ہندوستان پہونچ گیا۔

خلیفہ منصور کا ایک خواب

ایک مرتبہ ملک الموت کو خلیفہ منصور نے خواب میں دیکھا تو اس سے اپنی عمر کی مدت معلوم کی کہ میں ابھی کتنی مدت زندہ رہوں گا۔ اس پر ملک الموت نے اپنی پانچ انگلیاں دکھا دی۔ بہر حال اس خواب کی تعبیر معلوم کی گئی تو کسی نے اس کی تعبیر پانچ سال دی کسی نے پانچ مہینے، اور کسی نے پانچ دن۔

امام ابو حنیفہؒ کی تعبیر

امام اعظم ابو حنیفہ سے جب اس خواب کی تعبیر معلوم کی گئی تو آپ نے فرمایا اس میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں پانچ چیزوں کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ ان کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ جو ابھی اوپر تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔

الحمد للہ سورۂ لقمٰن کی تفسیر بحسن وخوبی مکمل ہوگئی۔

سورۃ السجدۃ مکیۃ   بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ   ثلثون اٰیۃ وفیہا ثلث رکوعات

سورۂ سجدہ مکہ میں نازل ہوئی   شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں   اسمیں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ

الم   یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس میں کچھ شبہ نہیں یہ رب العالمین کی طرف سے ہے۔ کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ

افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ

پیغمبر نے یہ اپنے دل سے بنا لیا ہے بلکہ یہ سچی کتاب ہے آپ کے رب کی طرف سے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس

مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۳﴾

آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجاویں

قرآن اللہ کی کتاب ہے

یہاں قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ رب العلمین کی طرف سے نازل کی ہوئی ہے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں، یہ کتاب بالکل سچی اور حق ہے۔ ایسا نہیں جیساکہ مشرکین کہتے ہیں کہ اے محمد یہ کتاب آپ نے خود بنالی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اس کتاب کے ذریعہ ان لوگوں کو ہمارے عذاب سے ڈرائیے جن کے پاس اب تک کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ مشرکین مکہ کے پاس حضورؐ سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا تھا البتہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت ان کو پہونچ چکی تھی۔ بہرحال ان کو عذاب سے ڈرائیے تاکہ یہ ہدایت پر آجائیں کفر وشرک چھوڑ دیں اور توحید وایمان قبول کرلیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو   اور

الْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ

اس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان ہے چھ روز میں پیدا کیا،   پھر عرش پر   قائم ہوا

مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۴﴾ يُدَبِّرُ

بدون اس کے نہ تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ کوئی سفارش کرنے والا سو کیا تم سمجھتے نہیں ہو۔   وہ

الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ

آسمان سے لے کر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے، پھر ہر امر اسی کے حضور میں پہنچ جاوے گا ایک ایسے دن میں

مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝٥ ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
جسکی مقدار تمہاری شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا ۔

الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦ الَّذِیْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ
زبردست رحمت والا ۔ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی ۔ اور انسان کی پیدائش

الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨
مٹی سے شروع کی ۔ پھر اس کی نسل کو خلاصۂ اخلاط یعنی ایک بے قدر پانی سے بنایا ۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ
پھر اسکے اعضا درست کئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تم کو کان اور آنکھیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝٩
اور دل دیئے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو

شرک سے باز رہنے کی تاکید

ان آیات میں پھر اللہ کی قدرت کے نمونے ذکر فرماکر توحید پر قائم رہنے اور شرک سے باز رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے ۔

ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات وہ زبردست قدرت والی ہے جس نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب چھ دن میں بنایا ہے اتوار سے شروع فرماکر جمعہ کو مکمل کر دیا اور پھر عرش پر جو شاہی تخت کے مشابہ ہے اپنی شان کے لائق جلوہ افروز ہوا (اس کی پوری تفصیل سورۂ یونس سورہ اعراف پارہ ۸ کے اخیر میں گذر چکی) اللہ کی ذات اس قدر عظیم اور زبردست ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر نہ کوئی تمہاری کچھ مدد کر سکے گا نہ سفارش افسوس تم اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ اس عظیم ذات کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا مگر تم پھر بھی اس کا شریک ٹھہرا کر اپنے آپ کو دھوکہ اور مصیبت میں ڈالتے ہو ۔

اور اللہ کی ذات وہ زبردست قدرت والی ہے جس کے قبضہ میں آسمان و زمین کی ہر چیز کا نظام ہے اور پھر ایک ایسے دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال ہوگی یعنی قیامت کے دن تمام امور اللہ کے حضور میں پیش ہوں گے وہ ہر ظاہر و پوشیدہ چیز کو خوب

جانتا ہے۔ اللہ کی ذات وہ زبردست قدرت والی ہے جس نے آدم (علیہ السلام) کو مٹی سے پیدا فرمایا پھران کی نسل کو قطرۂ منی سے پھر ماں کے پیٹ میں اس کی شکل وصورت اور اعضاء درست کئے پھراس میں روح پھونکی۔ اور پھراے لوگو تم کو اللہ تعالیٰ نے سننے کیلئے کان دیکھنے کیلئے آنکھیں اور سمجھنے کے لئے دل عطا فرمایا تاکہ سنو، دیکھو، اور سمجھو مگر افسوس اس قدر انعامات عطا کرنے والے کا تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

وَقَالُوٓا۟ ءَإِذَا ضَلَلْنَا فِى ٱلْأَرْضِ
اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں نیست ونابود

ءَإِنَّا لَفِى خَلْقٍ جَدِيدٍۭ ۚ بَلْ هُم بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ كَـٰفِرُونَ ﴿١٠﴾ قُلْ
ہوگئے تو کیا ہم پھر نئے جنم میں آویں گے۔ بلکہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہی ہیں آپ فرما دیجئے

يَتَوَفَّىٰكُم مَّلَكُ ٱلْمَوْتِ ٱلَّذِى وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ﴿١١﴾ ع ۱۴ ۱۱
کہ تمہاری جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تم پر متعین ہے۔ پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا کر لائے جاؤگے۔

وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا۟ رُءُوسِهِمْ عِندَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ أَبْصَرْنَا
اور اگر آپ دیکھیں تو عجب حال دیکھیں جب کہ یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے۔

وَسَمِعْنَا فَٱرْجِعْنَا نَعْمَلْ صَـٰلِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ﴿١٢﴾ وَلَوْ شِئْنَا لَـَٔاتَيْنَا
کہ اے ہمارے پروردگار بس ہماری آنکھیں اور کان کھل گئے سو ہم کو پھر بھیج دیجئے ہم نیک کام کیا کرینگے ہم کو پورا یقین آگیا۔ اور اگر

كُلَّ نَفْسٍ هُدَىٰهَا وَلَـٰكِنْ حَقَّ ٱلْقَوْلُ مِنِّى لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ
ہمکو منظور ہوتا تو ہم ہر شخص کو اس کا رستہ عطا فرماتے ولیکن میری یہ بات محقق ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنات اور

ٱلْجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١٣﴾ فَذُوقُوا۟ بِمَا نَسِيتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ
انسان دونوں سے ضرور بھروں گا تو اب اسکا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھولے رہے۔

هَـٰذَآ إِنَّا نَسِينَـٰكُمْ ۖ وَذُوقُوا۟ عَذَابَ ٱلْخُلْدِ بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٤﴾
ہم نے تم کو بھلا دیا اور اپنے اعمال کی بدولت ابدی عذاب کا مزہ چکھو۔

کافرین کے ایک شبہ کا جواب

کافرین ومشرکین کو چاہیئے تو یہ تھا کہ اس پر غور کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی جیسی حقیر چیز سے اس قدر ذی شعور اور خوبصورت انسان بنایا اور اللہ کی قدرت کے قائل ہو کر اس کی بندگی اختیار کرتے، الٹا شبہ کرنے لگے کہ مٹی میں مل جانے کے بعد ہم دوبارہ کس طرح بنائے جائیں گے اور واضح طور پر اس بات کے منکر ہو گئے کہ نہ ہم مرکر زندہ ہوں گے اور نہ ہی اللہ کے حضور میں پیش ہو کر حساب وکتاب دیں گے۔

ان ہی آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ جیسا تم نے سمجھ رکھا ہے ایسا نہیں بلکہ ہمارا ایک فرشتہ عزرائیل فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ تمہاری جانیں نکالنے پر مقرر ہے۔ آخر تم کو ہمارے ہی پاس لوٹ کر آنا ہے۔

قرآن نے مختلف جگہوں پر مختلف انداز میں اس کا جواب دیا ہے ایک جواب اس کا یہ بھی دیا گیا کہ جس ذات نے تم کو ابتداء میں بلا نقشہ ومیٹریل کے پیدا کیا ہے تو بھلا جب کہ نقشہ ومیٹریل موجود ہے تو دوبارہ وجود میں لانا کیا مشکل ہے، اور جس ذات نے آسمان وزمین جیسی عظیم چیزیں پیدا فرما رکھی ہیں تو تمہارے جیسی معمولی چیز کا پیدا کرنا اس کے لئے کیا مشکل ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ یہ منکرین آخرت جب مرنے کے بعد زندہ ہو کر میدان محشر میں ہمارے پاس آئیں گے تو اس وقت ان کی حالت بڑی عجیب ہوگی کہ مارے شرمندگی کے اپنے سر لٹکائے ہوئے ہوں گے اور یہ کہہ رہے ہوں گے الٰہ العٰلمین یہاں کا سب معاملہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے دنیا میں انبیاء جو فرمایا کرتے تھے اب ہمیں اس کا یقین آگیا ہے، آپ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیجئے اس بار ہم خوب آپ کی اطاعت وفرماں برداری کریں گے مگر ان کی فطرت بداعمالیاں کرتے کرتے اس قدر بگڑ چکی ہے کہ اگر ان کو دوبارہ بھی دنیا میں بھیج دیا جائے تو یہ کفر ہی کریں گے بس اللہ تعالیٰ ایسے کافر انسانوں اور جنوں سے دوزخ کو بھریں گے اور ان سے کہا جائیگا تم دنیا میں جو سرکشی کیا کرتے تھے آج اس کا مزہ چکھو۔

إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِّرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ

بس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب انکو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح وتحمید

رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۩ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ تکبر نہیں کرتے - ان کے پہلو خوابگاہوں سے علحدہ ہوتے ہیں، اس طور پر کہ وہ لوگ

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾ فَلَا تَعْلَمُ

اپنے رب کو اُمید سے اور خوف سے پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی شخص کو خبر نہیں

نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

جو جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں کے لئے خزانۂ غیب میں موجود ہے۔ یہ انکو ان کے اعمال کا صلہ ملا ہے۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾ اَمَّا الَّذِيْنَ

تو جو شخص مومن ہو کیا وہ اس شخص جیسا ہو جاوے گا جو بے حکم ہو وہ آپسمیں برابر نہیں ہو سکتے ۔ جو لوگ ایمان

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًاۢ بِمَا كَانُوْا

لائے اور اُنہوں نے اچھے کام کئے سو ان کے لئے ہمیشہ کا ٹھکانا جنتیں ہیں جو انکے اعمال کے بدلے میں بطور

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ

اُنکی مہمانی کے ہیں۔ اور جو لوگ بے حکم تھے سو ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے وہ لوگ جب اس سے باہر نکلنا چاہیں گے

يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ

تو پھر اسی میں دھکیل دیئے جاوینگے۔ اور ان کو کہا جاوے گا کہ دوزخ کا وہ عذاب چکھو جس کو

كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ

تم جھٹلایا کرتے تھے ۔ اور ہم اُن کو قریب کا (یعنی دُنیا میں آنے والا) عذاب بھی اس بڑے عذاب سے

الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ

پہلے چکھاویں گے۔ تاکہ یہ لوگ باز آویں اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اسکے رب کی آیتیں

۲ ع ۱۱ ۱۵ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ ع

یاد دلائی جاویں پھر وہ ان سے اعراض کرے ہم ایسے مجرموں سے بدلہ لیں گے ۔

تفسیر

اس سے پہلی آیات میں کافرین کا حال اور انجام بیان فرمایا گیا تھا اب ان آیات میں مومنین کا حال اور انجام بیان فرمایا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ مخلص مومنین کا حال یہ ہے کہ جب انہیں ہماری آیات سنا کر نصیحت کی جاتی ہے تو یہ اسے قبول کرتے ہیں اور اللہ کے خوف سے سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور زبان سے اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں۔ غرض کہ

عاجزی وانکساری کرتے ہیں غرور وتکبر نہیں کرتے ۔ اور یہ حضرات رات کے وقت میں اپنے بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں یعنی رات میں نیند سے بیدار ہو کر تہجد کی نماز وغیرہ میں مصروف ہو جاتے ہیں اور اپنے رب کو ثواب کی امید اور عذاب کے خوف سے پکارتے ہیں ۔ اور ایک صفت ان میں یہ بھی ہے کہ ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے ہمارے راستہ میں خرچ کرتے ہیں یعنی زکوٰۃ وغیرہ ادا کرتے ہیں جس طرح رات کی تاریکی میں ان حضرات نے لوگوں کی نظروں سے چھپ کر اللہ کی عبادت کی ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی ان حضرات کو وہ نعمتیں عطا فرمائیں گے جو لوگوں کی نظروں سے چھپی ہوئی ہیں ۔ چنانچہ بخاری ومسلم شریف کی حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کیلئے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی ، اور نہ ہی کسی کے دل میں ان کا تصور آیا ۔

مومن و کافر برابر نہیں ہو سکتے

مومن و کافر کا حال بیان کرنے کے بعد ارشاد ہے کہ یہ دونوں کسی بھی طرح برابر نہیں ہو سکتے کیونکہ مومنوں کو ہمیشہ کے لئے راحت وآرام اور عزت واکرام کا ٹھکانا یعنی جنت ملے گی اور کافروں کا ٹھکانا آگ سے دہکتا ہوا گھر یعنی دوزخ ملے گی جب یہ دوزخ سے باہر نکلنا چاہیں گے تو عذاب کے فرشتوں کے ذریعہ انہیں پھر اسی میں دھکیل دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا دوزخ کا عذاب چکھو جس کا تم دنیا میں انکار کرتے تھے کہ جنت ودوزخ کچھ نہیں صرف لالچ اور ڈرانے کی چیزیں ہیں اور اس عذاب عظیم یعنی آخرت کے عذاب سے پہلے اسی دنیا میں انہیں کم درجہ کا عذاب بھی دیا جائے گا یعنی دنیوی مصیبتیں جیسے بیماری ، مال واولاد کی تباہی وغیرہ ، آپسی دشمنی ، قید وقتل وغیرہ تاکہ ان پریشانیوں کو دیکھ کر وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر کے اپنے حقیقی خالق ومالک اللہ جل شانہٗ کی طرف رجوع کر لیں اور آخرت کے عذاب سے بچ جائیں ۔

اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی مصیبتوں اور پریشانیوں میں اللہ کی یہ حکمت پوشیدہ ہے ۔ بہرحال جو مصیبت اللہ کی طرف رجوع کا ذریعہ بن جائے وہ مصیبت نہیں بلکہ رحمت ہے ۔

آخر میں فرمایا گیا کہ ان لوگوں کو آخرت میں جو عذاب دیا جائیگا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دنیا میں ان کو قرآنی آیتیں سنا کر نصیحت کی جاتی تھی اور گمراہی سے ہٹا کر سیدھے راستے کی دعوت دی جاتی تھی تو یہ لوگ اس سے اعراض کرتے تھے ، منہ موڑتے تھے ۔

اس سے معلوم ہوا کہ جب دین کی کوئی بات پیش کی جائے تو اسے قبول کر لینا چاہیئے اس سے اعراض نہیں کرنا چاہیئے اور پھر اس پر عمل کی پوری کوشش کرنا چاہیئے اسی میں انسانی بھلائی اور کامیابی ہے

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی سو آپ اس کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے۔ اور ہم نے اس کو

هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا

بنی اسرائیل کے لئے موجب ہدایت بنایا تھا اور ہم نے ان میں بہت سے پیشوا بنا دیئے تھے جو ہمارے حکم سے

لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ

ہدایت کیا کرتے تھے جبکہ وہ لوگ صبر کئے رہے اور وہ لوگ ہماری آیتوں کا یقین رکھتے تھے آپکا رب قیامت کے روز ان سب کے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ

آپس میں فیصلہ ان امور میں کر دے گا جن میں باہم اختلاف کرتے تھے کیا ان کو یہ امر موجب رہنمائی نہیں ہوا

اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۗ اِنَّ

کہ ہم ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر چکے ہیں جن کے رہنے کے مقامات میں یہ لوگ آتے جاتے ہیں اس

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۗ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

میں صاف نشانیاں ہیں کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں ؟

تفسیر وَلَقَدْ اٰتَيْنَا الخ اس آیت کی کئی تفسیریں کی گئی ہیں یہاں حضرت حسن بصریؒ کی بیان کردہ تفسیر لکھی جاتی ہے فرمایا جس طرح حضرت موسیٰؑ کو ایک کتاب دی گئی تھی اور لوگوں نے اس کو جھٹلایا اور حضرت موسیٰؑ کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائیں آپ بھی یقین رکھیں یہ سب باتیں آپ کو بھی پیش آئیں گی اس لئے آپ کافرین و مشرکین مکہ وغیرہ کی تکلیفوں سے غمگین و پریشان نہ ہوں بلکہ ان کو انبیا علیہم السلام کی سنت سمجھ کر برداشت کریں۔

اس کے بعد اسی آیت میں فرمایا ہم نے بنی اسرائیل میں سے کچھ لوگوں کو مقتدا و پیشوا بنا دیا جو لوگوں کی رہنمائی اور ہدایت کیا کرتے تھے یہ منصب انہیں اس لئے ملا کہ وہ مصیبتوں پر صبر کرتے اور ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے بس اے مسلمانوں تمہیں بھی یہ منصب مل سکتا ہے اگر تم بھی دین کی اشاعت میں آنے والی مصیبتوں پر صبر کرو۔ قرآنی آیات اور اللہ کے فرمان پر پورا پورا یقین رکھو اور عمل کرو۔ چنانچہ صحابہ کرام میں یہ دونوں باتیں پیدا ہو گئی تھیں اس لئے انہیں امت کا مقتدا بنایا۔

اس کے بعد فرمایا کہ مومنوں اور کافروں کے درمیان عملی فیصلہ تو قیامت کے دن ہو گا جب مومنوں کو جنت میں اور کافروں کو جہنم میں بھیجنے کا فیصلہ فرما دیا جائے گا۔ اور دنیا میں بھی اس طرح

کی بہت سی مثالیں دکھادی گئیں جن سے حق و باطل واضح طور پر سمجھ میں آجاتا ہے چنانچہ قوم عاد و ثمود وغیرہ کو ان کے کفر و سرکشی کی وجہ سے تباہ کرڈالا گیا آج بھی ان کی کھنڈر بستیاں ملک شام وغیرہ کے سفر میں دیکھ سکتے ہو۔ بڑا ہی تعجب ہے اس طرح کے حالات دیکھ کر اور سن کر بھی کافر ایمان قبول کرکے راہ ہدایت اختیار نہیں کرتے۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی

کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک افتادہ

الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ

زمین کی طرف پانی پہنچاتے ہیں۔ پھر اسکے ذریعے سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس سو انکے مواشی اور وہ خود بھی کھاتے ہیں

اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۸﴾

تو کیا وہ دیکھتے نہیں ہیں۔ اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا

قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

آپ فرما دیجئے کہ اس فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور ان کو مہلت بھی نہ ملے گی

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

سو انکی باتوں کا خیال نہ کیجئے اور آپ منتظر رہیئے یہ بھی منتظر ہیں

تفسیر

ان آیات میں پھر اللہ کی قدرت کا ذکر ہے کہ اللہ کی ذات وہ ہے جو بادلوں اور نہروں وغیرہ کے ذریعہ خشک زمین کی طرف پانی پہونچا کر کھیتی وغیرہ پیدا کرتی ہے جسے انسان اور ان کے جانور سبھی کھاتے ہیں، یہ منظر تم اپنی آنکھوں سے برابر دیکھتے ہو۔ منکرین کو چاہئے تھا کہ اس سے عبرت حاصل کرتے اور اللہ کے شکرگزار ہوتے مگر ان کا یہ حال ہے کہ اول تو قیامت کو نہیں مانتے اور پھر بطور مذاق کے کہا کرتے تھے کہ آخر وہ قیامت کب آئے گی؟ ان کو نصیحت آمیز جواب یہ دیا گیا ہے کہ اے کافر تم قیامت کے متعلق سوال ہی کرتے رہو گے اور جو اصل چیز ہے ایمان اس کی طرف توجہ بھی کروگے، یاد رکھو جب قیامت آجائے گی تو اس وقت ایمان کچھ نفع نہ دے گا لہٰذا سمجھداری اسی میں ہے کہ بلا وجہ سوال و جواب کے چکر میں نہ پڑ کر ایمان قبول کرکے نیک اعمال

کرنے شروع کر دیئے جائیں۔ اسی میں فلاح و کامیابی ہے۔

آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ آپ ان کافرین کے اس طرح کے بے ہودہ سوالات سے غمگین نہ ہوں۔ بس جو آپکا فرض یعنی تبلیغ ہے اسے ادا کر کے بے فکر ہو جایئے۔

الحمد للہ سورۃ السجدۃ کی تفسیر
بحسن وخوبی مکمل ہوئی

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ مَدَنِيَّةٌ وَّهِيَ ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ ثَلٰثٌ وَّسَبْعُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ احزاب مدینہ میں نازل ہوئی ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں ۔ اس میں تہتر آیتیں اور نو رکوع ہیں

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیئے اور کافروں کا اور منافقوں کا کہنا نہ مانیئے ۔ بیشک اللہ تعالیٰ

كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ۙ ﴿۱﴾ وَّاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے ۔ اور آپ کے پروردگار کی طرف سے جو حکم آپ پر وحی کیا جاتا ہے اس پر چلیئے ۔

كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝ۙ ﴿۲﴾ وَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾

بیشک تم لوگوں کے سب اعمال کی اللہ تعالیٰ پوری خبر رکھتا ہے اور آپ اللہ پر بھروسہ رکھیئے اور اللہ کافی کارساز ہے

شانِ نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے جس میں ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ بھی شامل تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی تھی کہ آپ اپنی بات (کہ صرف ایک اللہ کی ذات بندگی کے لائق ہے) سے رک جائیں ہم آپ کو اپنے مال میں سے ایک حصہ دیں گے مدینہ میں منافقوں اور یہودیوں نے آپ کو دھمکی دی تھی کہ اگر آپ اپنی اس بات (توحید کی دعوت) سے باز نہ آئے تو ہم آپ کو قتل کر دیں گے گویا کہ ایک طرف جان کا خوف اور دوسری طرف مال کا لالچ دے کر آپ کو حق بات سے روکنے کی کوشش کی گئی۔

بہر حال یہ حالات پیش آنے پر یہ آیات نازل ہوئیں جن میں آپ کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اے نبی جس طرح اب تک آپ کا معمول رہا ہے اسی طرح ہمیشہ صرف اللہ سے ڈرتے رہیئے قتل کی دھمکی دینے والوں سے نہ ڈریئے اور اسی طرح کافرین و منافقین کی باتوں کو (جو کھلم کھلا دین کے خلاف

نہ مانئے بلکہ جو کچھ آپ کو بذریعہ وحی بتلایا گیا ہے آپ اور آپ کے ساتھی (صحابہ کرام) اسی کا اتباع کریں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ بہترین کارساز اور مددگار رہے۔

مسئلہ! ان آیات سے ثابت ہوا کہ دین کے معاملات میں کافرین سے مشورہ لینا جائز نہیں، البتہ دنیا کے معاملات جن کا تعلق تجربہ وغیرہ سے ہو ان میں مشورہ لینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَمَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ

اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری ان بیبیوں کو جن سے تم

الّٰٓـىِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ

ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں نہیں بنا دیا اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (سچ مچ کا) بیٹا نہیں بنا دیا

ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ④

یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے اور اللہ حق بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ بتلاتا ہے۔

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىِٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ

تم ان کو انکے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے اور اگر تم انکے

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ

باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور تم کو اس میں جو بھول چوک ہو جاوے تو اس سے

اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤

تو تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا۔ لیکن ہاں جو دل سے ارادہ کر کے کرو۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

واقعۂ شانِ نزول

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب ایسے شخص کو جو زیادہ ہوشیار اور ذہین ہوتا کہتے تھے کہ اس میں دو دل ہیں چنانچہ عرب میں ایک شخص ابو معمر بہت ذہین تھا اس کی یادداشت بھی بہت تیز تھی، قریش کہتے تھے اس کے دو دل ہیں۔ اسی لئے تو یہ اتنا ذہین ہے، یہ شخص خود بھی کہتا تھا کہ میرے دو دل ہیں، یہ گستاخ یہ بھی کہتا تھا جتنا محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) سمجھتے ہیں اس سے زیادہ تو میرا ایک دل سمجھ لیتا ہے اس پر یہ آیت مَا جَعَلَ اللّٰهُ الخ۔ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی انسان کے سینے میں دو دل نہیں بنائے (ابو معمر جھوٹ بولتا ہے) زمانہ جاہلیت کے عربوں کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ کسی انسان کے دو دل ہوتے ہیں

اور بعض مفسرین نے اس کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ جس طرح کسی انسان کے سینے میں دو دل نہیں ہوتے اسی طرح کسی انسان کے حقیقۃً دو مائیں بھی نہیں ہوتیں اور اسی طرح کسی انسان کے حقیقۃً دو باپ بھی نہیں ہوتے۔

زمانہ جاہلیت کے باطل خیالات کی تردید۔

زمانہ جاہلیت میں لوگوں کے اندر بہت سی غلط رسمیں رائج تھیں ان آیات میں تین غلط قسم کے خیالات کی اصلاح کی گئی ہے
اوّل ان کا خیال تھا کہ جو شخص زیادہ ذہین ہوتا ہے اس میں دو دل ہوتے ہیں فرمایا گیا ایسا نہیں ہے بلکہ ہر انسان میں خواہ وہ کتنا ہی ذہین ہو اللہ تعالیٰ نے اس کے سینے میں صرف ایک ہی دل رکھا ہے۔
دوم :۔ ان کا یہ خیال تھا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی کو ماں کے مثل کہہ دیا کہ تو میری ماں جیسی ہے تو وہ اس پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتی تھی قرآن نے اس باطل خیال کی بھی تردید فرما دی کہ بیوی کو ماں کہنے سے ماں نہیں ہو جاتی ، ماں وہی ہے جس سے تم پیدا ہوئے ہو - البتہ ایسا کہنا گناہ کی بات ہے اس سے باز رہنا واجب ہے ۔ اس کا بیان سورۂ مجادلہ میں آئے گا انشاء اللہ۔
سوم :۔ ایک رسم ان میں یہ تھی کہ اگر کوئی کسی کو منہ بولا بیٹا بنا لیتا تو اسے حقیقی بیٹا ہی سمجھنے لگتے تھے میراث اور نکاح وغیرہ میں اس کے ساتھ حقیقی بیٹے جیسا معاملہ کرتے ۔ قرآن کریم کی ان آیات میں اس کی بھی تردید کردی اور فرمایا گیا حقیقی بیٹے اور منہ بولے (لے پالک) بیٹے کے احکام الگ الگ ہیں۔

بخاری و مسلم شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس آیت ،، وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ ،، کے نازل ہونے سے پہلے ہم زید بن حارثہ (جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا) کو زید بن محمد کہہ کر پکارا کرتے تھے ۔ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ہم نے یہ طریقہ چھوڑ دیا تھا پھر زید بن حارثہ کہہ کر پکارا کرتے تھے ۔
ان آیات کے اخیر میں یہ بھی واضح فرما دیا گیا ہے اگر اس طرح کے لوگوں کے باپ کا نام تمہیں معلوم نہ ہو تو تم انہیں اپنا دوست اور بھائی کہہ کر پکارو ، کیونکہ وہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ

نبی مومنین کے ساتھ خود انکے نفس سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں اور آپ کی بیبیاں اُن کی مائیں ہیں

اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ

اور رشتہ دار کتاب اللہ میں ایک دوسرے سے زیادہ تعلق رکھتے ہیں بہ نسبت دوسرے

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ اِلَّآ اَنْ تَفْعَلُوْٓا اِلٰٓى اَوْلِيٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ۭ كَانَ

مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں سے کچھ سلوک کرنا چاہو تو وہ جائز ہے

ذٰلِكَ فِى الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶

یہ بات لوح محفوظ میں لکھی جا چکی تھی

شانِ نزول

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو جہاد کی دعوت دیتے تھے کچھ لوگ اس کے جواب میں کہتے تھے ہم جہاد میں جانے کیلئے تیار ہیں مگر اپنے والدین سے دریافت کرلیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ نبی مومنوں کے ساتھ خود ان کے نفسوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں یعنی مومنوں کو جو تعلق ایک دوسرے کے ساتھ ہے ان سب سے زیادہ نبی کا مومنوں سے تعلق ہے ، اس تعلق کی وجہ سے مومنوں پر نبی کی عزت و تعظیم تمام مخلوق سے زیادہ لازم ہے اور ہر کام میں آپ کی اطاعت واجب ہے اگر والدین کا حکم نبی کے حکم کے خلاف ہو تو والدین کی نافرمانی بھی لازم ہے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جہاد میں بھیجنے کا پورا حق حاصل ہے ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ تعظیم و اطاعت کے مستحق ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کی دعوت دیں اور اپنا نفس کسی دوسری بات کا خواہش مند ہو تو نفس کی نہ مان کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننا چاہیئے کیونکہ انسان کا نفس کبھی اچھائی کی طرف چلتا ہے کبھی برائی کی طرف مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہر حال میں نفع ہی نفع اور خیر ہی خیر ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مومنوں پر ساری دنیا سے زیادہ شفیق و مہربان ہیں اس کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ ہمیں سب سے زیادہ تعلق اور محبت آپ ہی سے ہونا چاہیئے اسی چیز کو حدیث پاک میں بیان فرمایا گیا ہے بخاری شریف میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا و آخرت میں ہر مومن سے میرا تعلق سب سے زیادہ ہے اگر ثبوت چاہتے ہو تو یہی آیت اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ ۔ پڑھو بس یہی

وجہ ہے کہ بخاری و مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی مومن (کامل) نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کی نظر میں اس کے والدین اور تمام انسانوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

ازواجِ مطہرات امت کی مائیں ہیں

اس آیت میں دوسری بات یہ بیان فرمائی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں مومنوں کی دینی مائیں ہیں (حضورؐ مومنوں کے روحانی باپ ہیں) لہذا ان کی عزت و تعظیم کی جائے کسی بھی طرح کی کوئی معمولی بھی گستاخی ان کی شان میں نہ کی جائے اور بعض احکام میں بھی مثل حقیقی ماں کے ہیں کہ ان سے ہمیشہ کے لئے نکاح کرنا حرام ہے۔

اس آیت کے اخیر میں یہ بات بھی واضح کر دی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی ازواج مطہرات مثل والدین کے ہیں بلکہ ان سے بھی اہم مگر میراث میں یہ شریک نہیں تمہارے ترکہ میں سے ان کو میراث نہیں دی جائے گی میراث تو صرف تمہارے قریبی رشتہ داروں کو ہی شرعی قانون کے مطابق دی جائے گی۔

بعض مفسرین نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن لوگوں نے ہجرت کر کے اپنا وطن اور رشتہ داروں کو چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے ان مہاجرین و انصار مدینہ میں سے دو، دو آدمیوں کو آپس میں بھائی بنا دیا تھا اس کے بعد ان مہاجرین کے دوسرے رشتہ دار بھی مسلمان ہو گئے تب فرمایا۔ قدرتی رشتہ ناطہ اس بھائی چارہ سے مقدم ہے میراث رشتہ ناطے کے مطابق تقسیم ہوگی۔ اور اگر ان دینی بھائیوں کو بھی کچھ دینا چاہو تو تمہیں اختیار ہے اپنی زندگی میں بطور ہدیہ و تحفہ بھی دے سکتے ہو اور موت کے وقت ان کے لئے وصیت بھی کر سکتے ہو۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ

اور جب کہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور

مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا

آپؐ سے بھی اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ابن مریمؑ سے بھی اور ہم نے ان سب

مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ۝٧ لِّيَسْـَٔلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ

سے خوب پختہ عہد لیا۔ تاکہ اُن سچوں سے ان کے سچ کی تحقیقات کرے

لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝٨ ع

اور کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

انبیاء سے عہد

ان آیات میں اس عہد کا ذکر ہے جو پیغمبروں، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے لیا گیا تھا اور وہ عہد یہ تھا کہ ہمارے احکام کا اتباع کریں اور ہماری مخلوق کو دین کی دعوت دیں۔ گویا انبیاء کو وحی کا اتباع لازمی ہے اور لوگوں کو صاحب وحی (یعنی نبی) کا اتباع واجب ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انبیاء سے دریافت کریں گے تم نے ہمارا دین لوگوں کو پہونچا دیا تھا اس سے درحقیقت انبیاء علیہم السلام کو عزت و شرف بخشنا مقصود ہے، یا کافرین پر حجت قائم کرنا کہ دیکھو ہمارے پیغمبروں نے تمہیں ہمارا دین پہونچا دیا تھا مگر تم نے قبول نہیں کیا نافرمانی و سرکشی کی اب اس کی سزا میں دردناک عذاب چکھو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ

اے ایمان والو اللہ کا انعام اپنے اوپر یاد کرو

عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ

جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے اُن پر ایک آندھی بھیجی اور ایسی فوج بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝٩ ۚ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ

اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو دیکھتے تھے جبکہ وہ لوگ تم پر آچڑھے تھے اُوپر کی طرف سے بھی

اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ

اور نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے۔ اور

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۝١٠ ؕ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا

تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کر رہے تھے اس موقع پر مسلمانوں کا امتحان کیا گیا اور سخت زلزلہ میں

شَدِيْدًا ۝١١

ڈالے گئے۔

واقعۂ جنگ احزاب

یہاں سے دو رکوع تک جنگ احزاب جس کا دوسرا نام جنگ خندق بھی ہے کا واقعہ بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ جنگ ہجرت کے چوتھے یا پانچویں سال ہوئی اس کا سبب یہ بنا کہ بنو نظیر یہودی جو مدینہ سے نکال دیئے گئے تھے یہ مختلف قبیلوں کے پاس گئے اور انہیں مسلمانوں کے خلاف ابھارا۔ کفار قریش، قبیلۂ غطفان، قبیلہ بنو قریظہ کے یہودی وغیرہ کا ایک متحدہ محاذ تیار کیا جو تقریباً بارہ ہزار افراد پر مشتمل تھا جس کے پاس ہر طرح کی طاقت اور ساز و سامان تھا۔ اس کے بالمقابل مسلمانوں کا لشکر صرف تین ہزار افراد پر مشتمل تھا وہ بھی بے سروسامان اور پھر ان میں ایک اچھی خاصی تعداد ان دغاباز منافقوں کی تھی جو سختی کا وقت آنے پر جھوٹے حیلے بہانے بنا کر میدان جنگ سے کھسک نے والے تھے۔

بہرحال دشمنان اسلام کا مسلمانوں پر یہ بہت ہی سخت حملہ تھا قرآن کریم کی ان آیات میں اس واقعہ کی ہولناک صورت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اے مسلمانوں جب طاقتور دشمن تم پر چاروں طرف سے چڑھ آئے تھے تو تمہاری آنکھیں دہشت کی وجہ سے کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں۔ اور خوف و ہراس کی وجہ سے تمہارے کلیجے منھ کو آنے لگے تھے اور تم سخت زلزلے میں پھنسے ہوئے تھے۔

مگر مسلمانوں پر جیسا یہ وقت بے پناہ سخت تھا ویسی ہی اللہ تعالیٰ نے ان کی غیبی مدد و نصرت بھی فرمائی جس کے نتیجہ میں مسلمانوں کو عظیم کامیابی ملی۔ جس سے تمام دشمنان اسلام کافرین و مشرکین اور یہود و منافقین کی کمر ٹوٹ کر رہ گئی اور انہیں اس قابل نہ چھوڑا کہ پھر مسلمانوں پر حملہ کا ارادہ کریں۔

خندق کی تیاری

بہرحال اس عظیم جنگ کی تیاری کے لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں نثار صحابہؓ کرام سے مشورہ کیا آخر حضرت سلمان فارسیؓ کے مشورہ سے مدینہ طیبہ کے اردگرد جس طرف سے دشمنوں کے حملہ کا خطرہ تھا ایک خندق کھودی گئی جس کی کھدائی میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود زبردست حصہ لیا۔ یہ خندق ساڑھے تین میل میں کھودی گئی اس کی گہرائی تقریباً پندرہ فٹ تھی تین ہزار مجاہدین صحابہؓ نے مسلسل جدّ و جہد اور محنت کر کے صرف چھ دن میں اس مثالی خندق کو کھود کر تیار کر دیا۔

الغرض خندق تیار ہو جانے پر اسلامی لشکر نے دشمنوں کے مقابل اپنے مورچے جما لئے اور تقریباً بیس پچیس دن دونوں فوجیں آمنے سامنے پڑی رہیں درمیان میں خندق حائل رہی۔ باوجودیکہ دشمن ہر طرح سے بے پناہ طاقتور تھے مگر ان میں اتنا حوصلہ نہ ہو سکا کہ شہر مدینہ پر حملہ کر دیں۔ بس دور ہی دور سے دونوں طرف سے تیر اندازی ہوتی رہی جس سے تین آدمی دشمنوں کے مارے گئے اور تین ہی مسلمان

شہید ہوئے۔

آخر حضرت نُعیمؓ ابن مسعودؓ نے ایک ایسی عقلمندانہ تدبیر اختیار کی جس سے دشمنوں کے قبیلوں میں پھوٹ پڑگئی اور اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے نظر نہ آنے والے فرشتوں کے لشکر کے ذریعہ ان پر رعب ڈال دیا۔ اور ساتھ ہی رات کے وقت ایک ایسی خوفناک آندھی چلادی جس نے ان کے ہوش اڑا کر رکھ دیئے اس طوفانی ہوا نے ان کے خیموں کو اکھاڑ پھینکا، ان کے کھانے کی ڈیگوں کو الٹ کر رکھدیا، ان کے گھوڑے رسیاں توڑ توڑ کر بھاگنے لگے، کنکریں اور گرد وغبار ان کی آنکھ اور منہ میں گھس گیا۔ غرض کہ ایک تو سخت سردی کا موسم، اوپر سے ٹھنڈی برفیلی طوفانی ہوا، ساتھ میں رات کی اندھیری اور خوفناک فضا ان سب نے ان کی جڑیں اکھاڑدیں اور میدان جنگ سے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

الحاصل اللہ نے اپنے فضل وکرم سے اس طرح عظیم کامیابی عطا فرمائی کہ مسلمان اپنی جگہ پر اطمینان سے جمے رہے اور دشمنان اسلام خوف زدہ اور ناکام ہو کر بھاگ گئے۔

وَإِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ

اور جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے

مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ﴿۱۲﴾ وَإِذْ قَالَت طَّائِفَةٌ مِّنْهُمْ

یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اسکے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے اور جبکہ ان میں سے بعض لوگوں نے کہا

يٰٓأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ

کہ اے یثرب کے لوگو تمہارے لئے ٹھیرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور بعض لوگ ان میں نبی سے اجازت

النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۖ إِن يُرِيدُونَ

مانگتے تھے کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں یہ محض بھاگنا

إِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا

ہی چاہتے ہیں۔ اور اگر مدینہ میں اسکے اطراف سے ان پر کوئی آگھسے پھر ان سے فساد کی

الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿۱۴﴾ وَلَقَدْ كَانُوا

درخواست کی جائے تو یہ اس کو منظور کرلیں اور ان گھروں میں بہت ہی کم ٹھیریں۔ حالانکہ یہی لوگ

عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ﴿۱۵﴾

پہلے خدا سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اسکی باز پرس ہوگی ۔

منافقین کا الزام

معقب بن قشیر اور عبداللہ بن ابی منافق کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ دھوکا تھا۔ خندق کھودتے وقت جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی کھدال سے آگ کی چنگاریاں نکلی تو آپ نے فرمایا مجھے اس روشنی میں ملک روم و فارس کے محل دکھائے گئے ہیں۔ اور اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم ان محلوں کو فتح کریں گے۔ منافقین نے اس وعدہ کو دھوکہ کہہ کر طنز کیا کہ حالات تو یہ ہیں کہ ہم اس قدر مجبور ہیں گویا کہ قید کر دیئے گئے ہم میں سے کوئی شخص بھی خوف کی وجہ سے اپنے پڑاؤ سے ہٹ نہیں سکتا، اِدھر اُدھر نہیں جا سکتا۔ کچھ منافقین کہنے لگے اے مدینہ والو اپنے گھروں کو لوٹ چلو یہ موقع میدان جنگ میں ٹھہرنے کا نہیں ہے کیونکہ دشمن ہم پر بہت بھاری ہے یہاں ٹھہرنے کا مطلب اپنے کو موت کے منہ میں دھکیلنا ہے۔ اور انہیں منافقین میں سے کچھ اپنے گھر واپس جانے کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتے تھے، کہتے تھے ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں یعنی صرف عورتیں اور بچے رہ گئے ہیں دیواریں قابل اطمینان نہیں کہیں چور نہ گھس جائیں۔

قرآن کریم فرمارہا ہے یہ لوگ اپنی بات میں جھوٹے ہیں، ان کے بچے عورتیں اور مکانات سب محفوظ ہیں، یہ لوگ محض بہانہ بنا کر میدان جنگ سے موت کے خوف سے کھسکنا چاہتے ہیں کیونکہ ایمان تو ان کے دلوں میں ہے نہیں بلکہ الٹی مسلمانوں سے دشمنی ہے یہی وجہ ہے (فرض کرو) کہ اگر یہ اپنے گھروں میں محفوظ ہوں اور کافروں کا کوئی لشکر ان سے آکر کہنے لگے چلو مسلمانوں سے لڑیں گے تو یہ فوراً اپنے گھروں سے نکل کر مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنے بیوی بچوں اور گھروں کا کچھ بھی خیال نہ کریں۔

منافقین عہد شکن ہیں

یہ بدبخت منافقین اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کو دھوکہ بتلاتے ہیں (نعوذ باللہ)، حالانکہ یہ خود وعدہ خلاف اور عہد شکن ہیں، جنگ بدر کے موقع پر انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ اس جنگ بدر میں تو کسی عذر کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے، آئندہ پیٹھ دکھا کر میدان جنگ سے نہیں بھاگیں گے دل و جان سے جہاد میں حصہ لیں گے مگر جب جنگ خندق کا واقعہ پیش آیا تو ان کی ساری حقیقت کھل گئی اور پھر عذر کر کے میدان جنگ سے کھسکنے لگے۔ ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اس عہد شکنی کی ان سے سخت باز پرس ہوگی۔

قُلۡ لَّنۡ یَّنۡفَعَكُمُ الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ اَوِ
آپ فرما دیجئے کہ تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے

الۡقَتۡلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡنَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۱۶﴾ قُلۡ مَنۡ ذَا الَّذِىۡ يَعۡصِمُكُمۡ
بھاگتے ہو اور اس حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے اور زیادہ متمتع نہیں ہو سکتے ۔ یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ کون ہے

مِّنَ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَ بِكُمۡ سُوۡٓءًا اَوۡ اَرَادَ بِكُمۡ رَحۡمَةً ؕ وَ
جو تم کو خدا سے بچا سکے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل سے تم کو روک سکے اگر وہ تم پر

لَا يَجِدُوۡنَ لَهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ﴿۱۷﴾ قَدۡ
فضل کرنا چاہے۔ اور خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حمایتی پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ اللہ تعالیٰ

يَعۡلَمُ اللّٰهُ الۡمُعَوِّقِيۡنَ مِنۡكُمۡ وَالۡقَآئِلِيۡنَ لِاِخۡوَانِهِمۡ هَلُمَّ
تم میں سے ان لوگوں کو جانتا ہے جو مانع ہوتے ہیں اور جو اپنے (نسبی یا وطنی) بھائیوں سے یوں کہتے ہیں کہ ہمارے

اِلَيۡنَا ۚ وَلَا يَاۡتُوۡنَ الۡبَاۡسَ اِلَّا قَلِيۡلًا ﴿۱۸﴾ اَشِحَّةً عَلَيۡكُمۡ ۖۚ فَاِذَا
پاس آجاؤ اور لڑائی میں بہت ہی کم آتے ہیں ۔ تمہارے حق میں بخیلی لئے ہوئے ۔ سو جب

جَآءَ الۡخَوۡفُ رَاَيۡتَهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ تَدُوۡرُ اَعۡيُنُهُمۡ كَالَّذِىۡ
خوف پیش آتا ہے تو ان کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ ان کی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں

يُغۡشٰى عَلَيۡهِ مِنَ الۡمَوۡتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الۡخَوۡفُ سَلَقُوۡكُمۡ بِاَلۡسِنَةٍ
جیسے کسی پہ موت کی بیہوشی طاری ہو ۔ پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز زبانوں سے طعنے

حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الۡخَيۡرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا فَاَحۡبَطَ اللّٰهُ اَعۡمَالَهُمۡ ؕ
دیتے ہیں مال پر حرص لئے ہوئے یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اعمال بیکار کر رکھے

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرًا ﴿۱۹﴾ يَحۡسَبُوۡنَ الۡاَحۡزَابَ لَمۡ
ہیں اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے ۔ ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ (ابھی تک) یہ لشکر گئے نہیں

يَذۡهَبُوۡا ۚ وَاِنۡ يَّاۡتِ الۡاَحۡزَابُ يَوَدُّوۡا لَوۡ اَنَّهُمۡ بَادُوۡنَ فِى
اور اگر (بالفرض) یہ گئے ہوئے لشکر (پھر لوٹ کر) آجاویں تو (پھر تو) یہ لوگ (اپنے لئے) یہی پسند کریں کہ کاش ہم

الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنبَائِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾ ع ۲ ۱۸

دیہاتیوں میں باہر جا رہیں کہ تمہاری خبریں پوچھتے رہیں اور اگر تم ہی میں رہیں تب بھی کچھ یوں ہی سا لڑیں۔

موت کا وقت مقرر ہے

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان منافقین سے فرما دیجئے میدان جنگ سے بھاگنے میں تمہارا کوئی نفع نہیں کیونکہ موت کا وقت مقرر ہے اگر وہ آگیا تو کوئی بچا نہیں سکتا اور اگر نہیں آیا تو کوئی میدان جنگ میں بھی مار نہیں سکتا، بس اصل بھروسہ اللہ کی ذات پر ہونا چاہئے وہ جب مارنا چاہے گا تو کوئی بچا نہیں سکتا اور وہ جب بچانا چاہے گا تو کوئی مار نہیں سکتا۔

منافقین کی حالت

ان منافقین کا یہ حال ہے کہ اول تو جہاد میں شرکت نہیں کرتے اور اگر کبھی دکھاوے کو یا کسی مجبوری کی وجہ سے شریک ہو بھی جاتے ہیں تو کچھ ہی دیر بعد اپنی جھوٹی مجبوریاں دکھا کر میدان جہاد سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ ایک عظیم گناہ یہ بھی کرتے ہیں کہ اپنی برادری، بستی، اور وطنی بھائیوں کو جو سچے مسلمان ہو چکے ہیں جہاد میں شرکت سے یہ کہہ کر روکتے ہیں کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ جنگ میں مت جاؤ نہیں تو مارے جاؤ گے اور پھر وہاں جا کر ملے گا کیا اپنے گھروں میں آرام سے رہو۔

غرض کہ مسلمانوں کے ساتھ منافقین کو کسی بھی طرح کی ہمدردی اور بھلائی پسند نہیں اور ان کی یہ حالت ہے کہ اگر جنگ میں کچھ پریشانیاں اور مشکلات آنے لگتی ہیں یا شکست و ناکامی کے حالات نظر آنے لگتے ہیں تو مارے گھبراہٹ کے ان کی آنکھیں چکرا جاتی ہیں اور ایسا لگتا ہے جیسے ان کی ابھی موت آجائے گی۔ اور جب فتح و کامیابی ہوتی ہے تو زبان چلاتے ہیں۔ مسلمانوں کو طعنے دیتے ہیں کہ ہم جہاد میں برابر شریک رہے لہٰذا ہمیں مال غنیمت میں سے حصہ بھی برابر ملنا چاہئے۔

یہ معاملہ تو ان کا ظاہری حالات کے پیش نظر ہے لیکن اندرونی معاملہ ان کا یہ ہے جیساکہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ ایمان ہی نہیں رکھتے صرف اپنا مسلمان ہونا دھوکہ دینے کے لئے ظاہر کرتے ہیں اس لئے انہیں آخرت میں کسی قسم کا کوئی بدلہ ملنے والا نہیں، مقصد یہ کہ جہاد میں شرکت کا اصل مقصد اللہ کی رضا اور آخرت کا ثواب ہے یہ اس سے بالکل محروم ہیں۔ مال غنیمت جہاد کا مقصد نہیں۔ یہ احمق اسی کو جہاد کا مقصد سمجھتے ہیں اسی لئے مال غنیمت کے لئے جھگڑا کرتے ہیں۔

منافقین کی بزدلی

منافقین کی بزدلی کا یہ عالم ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر دشمنوں کی جو فوجیں آئی تھیں باوجودیکہ وہ ناکام ہو کر میدان چھوڑ کر واپس چلی گئیں مگر ان بزدل منافقین کا اب بھی یہ حال ہے کہ انہیں یقین نہیں آتا کہ فوجیں چلی گئی ہیں ۔ اور فرض کرو اگر وہ فوجیں لوٹ کر چڑھ آئیں کر تو ان کی یہ تمنا ہو کہ وہ اب شہر میں نہ ٹھہریں (کہیں حملہ کی زد میں نہ آجائیں یا جنگ میں شرکت نہ کرنی پڑ جائے) بلکہ شہر چھوڑ کر کسی گاؤں میں جا کر رہنے لگیں اور وہیں بیٹھے ہوئے آنے جانے والوں سے جنگ کے حالات معلوم کرتے رہیں ۔ اور اگر کسی وجہ سے وہ دیہات میں نہ جا سکیں تم میں ہی شامل رہیں تو اپنی عادت کے مطابق وہ جنگ میں دلچسپی نہ لیں محض دکھا دے کیلئے یا مال غنیمت کے لالچ میں یا کسی مجبوری کی وجہ سے شرکت کریں ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ

تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے شخص کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی

كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾ وَلَمَّا رَاَ

کرتا ہو ۔ رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا ۔ اور جب

الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَ

ایمانداروں نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے جسکی ہم کو اللہ و رسول نے خبر دی تھی

صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿٢٢﴾ مِنَ

اور اللہ و رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے اُن کے ایمان اور طاعت میں ترقی ہو گئی ان

الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ

مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ اُنہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اسمیں سچے اُترے

قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿٢٣﴾ لِّيَجْزِيَ

پھر بعضے تو اُن میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے اور بعضے اُن میں مشتاق ہیں اور اُنہوں نے ذرا تغیر و تبدل نہیں کیا ۔ یہ واقعہ

اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ

اس لئے ہوا تاکہ اللہ تعالےٰ سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے

أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿٢٤﴾

ان کو توبہ کی توفیق دے ۔ بیشک اللہ تعالٰی غفور رحیم ہے ۔

سیرت رسول نمونہ ہے

ارشاد ہے اے مسلمانوں تمہارے لئے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کا عمدہ نمونہ موجود ہے ۔ بس اپنے ہر کام میں حضور علیہ السلام کی اقتداء کرو آپ کے نقش قدم پر چلو ۔ جہاد کے موقعوں پر آپ کی پوری پوری پیروی کرو ۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کا جہاد میں دانت شہید ہوا ، چہرۂ مبارک زخمی ہوا ، اور طرح طرح کی تکلیفیں آپ کو اٹھانا پڑیں مگر آپ نے سب کچھ برداشت کیا اور ثابت قدم رہے بس تم بھی اسی طرح ہر تکلیف برداشت کرو اور ثابت قدمی کے ساتھ جہاد میں جمے رہو ۔

جنگ خندق کے موقع پر جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکروں کو دیکھا کہ وہ چاروں طرف سے چڑھ کر آرہے ہیں تو گھرانے کے بجائے کہنے لگے یہ تو وہی منظر ہے جس کا وعدہ اللہ ورسول نے ہم سے اس سے پہلے ہی کیا تھا اس وعدہ سے سورۂ بقرہ کی آیت ،، أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ الخ کی طرف اشارہ ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ تم ایسے ہی بلا مشقت اٹھائے جنت میں داخل نہیں ہو جاؤ گے بلکہ پہلے لوگوں کی طرح سخت تکلیفیں اٹھانا پڑیں گی اور جب خوب جھنجھوڑ دیئے جاؤ گے تب اللہ کی مدد ونصرت آئے گی اور پھر تم جنت میں داخلہ کے مستحق ہو گے ۔ بہر حال کافروں کے لشکروں کو دیکھ کر مسلمان گھبرائے نہیں بلکہ ان کے ایمان میں اور اضافہ ہوا ۔

اس کے بعد فرمایا کہ منافقین نے تو عہد شکنی کی تھی مگر مسلمانوں نے اللہ ورسول سے جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا ، ویسے تو سبھی مسلمانوں نے وعدہ پورا کیا اور آخر وقت تک میدان جنگ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمے رہے مگر یہاں خاص طور پر حضرت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کا ذکر ہے جو کسی وجہ سے جنگ بدر میں شریک نہ ہو سکے تھے تو انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ کوئی موقع آئے گا تو ہم جان کی بازی لگا دیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت انس جنگ احد میں دل وجان سے خوب لڑے اور آخر شہید ہو گئے ۔ اور بعضے ان میں سے اپنا وعدہ پورا کرنے کے انتظار میں ہیں کہ اللہ ہمیں بھی موقع عطا فرمائے تو ہم بھی اس کی راہ میں شہید ہو جائیں

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ اس جنگ میں ایک حکمت ومصلحت یہ بھی تھی تاکہ اللہ تعالٰی مسلمانوں کو ان کی قربانیوں کا صلہ دے ۔ دنیا وآخرت میں بھلائی عطا فرمائے اور منافقوں کو چاہے دنیا وآخرت میں سزا دے یا توبہ کی توفیق دے کر معاف فرمائے اللہ تعالٰی بڑا رحیم ہے ۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو اُن کے

كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ

غصہ میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ اُن کی کچھ بھی مُراد پُوری نہ ہوئی۔ اور جنگ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے لئے آپ ہی کافی

وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾ وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ

ہو گیا اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا بڑا زبردست ہے۔ اور جن اہل کتاب نے اُن کی مدد کی تھی ان کو اُن کے قلعوں

الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا

سے نیچے اُتار دیا اور اُن کے دِلوں میں تمہارا رُعب بٹھلا دیا بعض کو

تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَ

تم قتل کرنے لگے اور بعض کو قید کر لیا۔ اور اُن کی زمین اور اُن کے گھروں اور

اَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾ ع ۳ ۱۹

اُن کے مالوں کا تم کو مالک بنا دیا اور ایسی زمین کا بھی جس پر تم نے قدم نہیں رکھا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے

کافروں کا ناکام ہو کر لوٹ جانا

جنگ خندق میں کافروں وغیرہ کے جو لشکر آئے تھے اللہ نے انھیں ناکام واپس کرایا، نہ فتح ملی، نہ مال و دولت ملا، لہٰذا ذلت و ندامت اور غصہ میں بھرے ہوئے یہ اپنے گھروں کو واپس لوٹے، اور مسلمانوں کو اللہ ہی کافی ہو گیا یعنی اللہ نے کافروں پر ہوا کا طوفان اور فرشتوں کا لشکر بھیج کر مسلمانوں کو بغیر لڑائی کے عزت و کامیابی عطا فرمادی۔

غزوۂ بنو قریظہ

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ الخ اس آیت جنگ بنو قریظہ کا ذکر ہے بنو قریظہ کے یہودی مسلمانوں کے ساتھ صلح کئے ہوئے تھے مگر جنگ خندق کے موقع پر انہوں نے بدعہدی کی اور اس جنگ میں مسلمانوں کے خلاف مشرکین وغیرہ کی مدد کی، ان میں سے کچھ لوگوں نے مردوں کی عدم موجودگی میں مسلمان عورتوں پر بزدلانہ حملہ بھی کرنا چاہا جس کا جواب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے بڑی جواں ہمتی سے دیا۔ جب مشرکین وغیرہ اس جنگ میں ناکام ہو کر واپس لوٹ گئے تو یہ یہود اپنے قلعوں میں گھس گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ ابھی جنگ خندق سے مدینہ واپس پہونچے ہی تھے کہ اچانک

حضرت جبرئیل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے چہرہ پر غبار کا اثر تھا عرض کیا اگرچہ آپ لوگوں نے اپنے بدن سے ہتھیار کھول دیئے مگر فرشتوں نے ابھی ہتھیار نہیں کھولے ، اللہ کا حکم ہے بنو قریظہ پر حملہ کیا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً ہی اعلان کرا دیا کہ بنو قریظہ کے بدعہد یہودیوں پر حملہ کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ باوجودیکہ صحابہ کرامؓ تھکے ہوئے تھے اور ایک مہینہ بعد گھر واپس آئے تھے مگر سرکار رسالت کا حکم پاتے ہی تمام صحابہ اس دوسری جنگ کے لئے تیار ہو گئے اور ان کے قلعہ کا جا کر گھراؤ کر لیا ، بیس پچیس دن برابر یہ گھراؤ رہا جب یہود اس کی تاب نہ لا سکے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بھیجا کہ ہم قلعے سے باہر آتے ہیں اور ہمارے حق میں جو فیصلہ حضرت سعد فرمائیں گے وہ ہمیں منظور ہے ۔ حضرت سعدؓ نے فیصلہ فرمایا جو جنگ کرنے والے جوان ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اور عورتوں بچوں اور بوڑھوں کو جنگی قیدی بنا لیا جائے اور ان کا مال وجائداد مہاجرین کو دے دیا جائے ۔ مدینہ کے قریب جو زمین قبضہ میں آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مہاجرین میں تقسیم فرما دیا تاکہ اس سے اپنا گذر بسر کر سکیں اور انصار پر سے ان کے خرچ کا بوجھ ہلکا ہو ۔ ان آیات کے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے ایک خوش خبری اور سنائی فرمایا کہ اس زمین کے علاوہ ایک ایسی زمین کا بھی ہم نے تمہیں مالک بنا دیا ہے جس پر تم نے ابھی قدم بھی نہیں رکھا ہے ۔ درحقیقت اس میں مستقبل کے بارے میں خوش خبری دی گئی ہے کہ آئندہ بھی ہم تمہیں اس طرح کی زمین دیں گے بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس سے خیبر کی زمین ہے ۔ جو کچھ عرصہ بعد مسلمانوں نے فتح کی بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑی قدرت والے ہیں جس کو جو دینا چاہتے ہیں منٹوں میں عطا فرما دیتے ہیں ۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدۡنَ ٱلۡحَيَوٰةَ ٱلدُّنۡيَا وَزِينَتَهَا

اے نبیؐ آپ اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے کہ تم اگر دنیوی زندگی (کا عیش) اور اس کی بہار چاہتی ہو

فَتَعَالَيۡنَ أُمَتِّعۡكُنَّ وَأُسَرِّحۡكُنَّ سَرَاحٗا جَمِيلٗا ﴿٢٨﴾ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدۡنَ

تو آؤ میں تم کو کچھ مال ومتاع (دنیوی) دیدوں اور تم کو خوبی کے ساتھ رخصت کروں اور اگر تم اللہ کو

ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَٱلدَّارَ ٱلۡأٓخِرَةَ فَإِنَّ ٱللَّهَ أَعَدَّ لِلۡمُحۡسِنَٰتِ مِنكُنَّ أَجۡرًا

چاہتی ہو اور اس کے رسول کو اور عالم آخرت کو تو تم میں نیک کرداروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم مہیا

عَظِيمٗا ﴿٢٩﴾ يَٰنِسَآءَ ٱلنَّبِيِّ مَن يَأۡتِ مِنكُنَّ بِفَٰحِشَةٖ مُّبَيِّنَةٖ

کر رکھا ہے ۔ اے نبیؐ کی بیبیو ! جو کوئی تم میں کھلی ہوئی بیہودگی کرے گی اس کو

يُضَٰعَفۡ لَهَا ٱلۡعَذَابُ ضِعۡفَيۡنِۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ يَسِيرٗا ﴿٣٠﴾

دوہری سزا دی جائے گی ۔ اور یہ بات اللہ کو آسان ہے

واقعہ شانِ نزول جنگ خندق کے بعد غزدۂ بنو نظیر اور بنو قریظہ کی فتوحات پر مال غنیمت خوب حصہ میں آیا جس سے مسلمانوں میں خوش حالی اور فراخی آگئی اس وقت ازواج مطہرات کو خیال ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مال غنیمت ملا ہے لہٰذا سب نے جمع ہو کر آپ سے اپنے اخراجات میں فراخی و وسعت کا مطالبہ کیا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد رنج و غم ہوا کہ نبی کی بیویاں ہوتے ہوئے دنیوی فراخی و خوشحالی کی خواہشمند ہیں۔ لہٰذا آپ ان سے کنارہ کش ہو گئے اور قسم کھالی کہ ایک ماہ تک کسی کے پاس نہیں جاؤں گا۔ یہ واقعہ پیش آنے پر یہ آیت "یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ" نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیویوں سے فرمادیجئے اگر تم دنیا کی زندگی کے عیش و آرام اور زیب و زینت کی خواہشمند ہو تو پھر تمہارا میرے ساتھ نباہ نہیں ہوسکتا اگر تم چاہو تو میں تمہیں کچھ سامان دے کر خوبصورتی سے اپنے سے علیحدہ کر دوں یعنی طلاق دے کر آزاد کردوں اور مطلقہ کو جو جوڑا دینا مستحب ہے وہ دیدوں اور عدت کا خرچ بھی دیدوں۔ اور اگر تم اللہ و رسول کی خوشنودی چاہتی ہو تو یعنی اسی تنگی کی حالت میں نبی کے نکاح میں رہنا چاہتی ہو تو پھر تمہارے لئے جنت کے اعلیٰ درجات اور آخرت کے عیش و آرام ہیں۔ اور اے امہات المومنین تمہیں یہ فخر و شرف بھی نصیب ہوگا کہ تم سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنت کے اعلیٰ مقام میں رہو گی۔ اور اگر دنیوی عیش و آرام چاہ کر آپ کے نکاح میں نہ رہنا چاہو تو پھر عام مسلمان عورتوں کی طرح جنت میں رہنا ہوگا۔ ترمذی شریف میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے مجھے بلاکر فرمایا میں تمہیں ایک بات کہتا ہوں اس کا جواب دینے میں تم جلدی مت کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا اور پھر یہ آیت "یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ" سنائی یہ آیت سن کر میں نے فوراً عرض کیا، کیا میں اس معاملہ میں اپنے والدین سے مشورہ لوں (نہیں) میں تو اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کو اختیار کرتی ہوں پھر تمام ازواج مطہرات نے یہی جواب دیا یعنی ہم آپ کے نکاح میں تنگی و پریشانی کے عالم میں رہنا پسند کرتے ہیں آپ سے علیحدہ ہو کر عیش و آرام ہمیں نہیں چاہیئے آپ سے الگ ہونا ہمیں کسی بھی طرح گوارہ نہیں۔ یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ اس سے پہلی آیت میں ذکر تھا اے نبی کی بیویوں تمہیں جنت میں اور عورتوں کے مقابلہ میں اعلیٰ درجات ملیں گے اب اس آیت میں فرمایا گیا ہے اگر بالفرض تم سے کوئی بد اخلاقی، بے ہودگی اور گناہ ہو جائے (یعنی کوئی ایسا کام کر جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج و غم اور تکلیف پہونچے) تو اس کی سزا بھی تمہیں دوگنی ملے گی کیونکہ بڑوں کی غلطی بھی بڑی ہوتی ہے اور یہ سزا دینا اللہ کے لئے کوئی مشکل نہیں یعنی تمہاری بزرگی اور نبی سے نسبت سزا کیلئے رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ اے ازواج نبی تم امت کی مائیں ہو تمہارے اعمال و اخلاق بھی اس قدر بلند ہونے چاہئیں کہ امت کے لئے نمونہ بنیں۔

اقوال و تحقیق بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ الخ لفظ فاحشہ عربی زبان میں بدکاری اور زنا وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، اور گناہ کیلئے بھی، یہاں اس سے مراد زنا نہیں ہوسکتا کیونکہ تمام نبیوں کی بیویوں کو اللہ تعالیٰ نے اس گھناؤنے گناہ سے پاک و صاف رکھا ہے۔ حضرت لوطؑ حضرت نوحؑ کی بیویاں اگرچہ اللہ و رسول کی نافرمان و سرکش تھیں مگر اس بدکاری سے اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی بچائے رکھا۔

الحمد للہ پارہ اٰتل ما اوحی کی تفسیر بحسن و تکمیل ہوئی

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

تلخیص بخاری شریف

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری'' کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ ''تلخیص بخاری شریف'' میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ وتشریح آسان وعام فہم انداز میں بالخصوص عام اردوداں طبقہ کے لیے مستند ومعتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کرکے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔
''تلخیص بخاری شریف'' کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

رحمت کے خزانے

یہ مبارک کتاب اعمال حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیث پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے استاذ محترم، محدث جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔
اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسب ضرورت احادیث پاک کی مختصر وعام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ الحمدللہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہوچکی ہے۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے

یہ ایک ایسی پُر اثر کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پُر امید کرکے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لت پت لوگ کس طرح توبہ کرکے ولی اللہ بن گئے، ایسے پُر اثر واقعات پر مشتمل اصلاحی وانقلابی کتاب ہے، اس کو قاری محمد اسحاق ملتانی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ الحمدللہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہوچکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کرکے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کرسکتے ہیں۔
مکمل معلومات حاصل کرنے، اوران کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

گذارش: خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرماکر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ۔

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH
GALI NO-2 AALI KI CHUNGI
MANDI SAMITI ROAD, SAHARANPUR (U.P.)
Mob. 9837375773, 9837002261

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر قرآن کریم

آسان تفسیر

پارہ ۲۲

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

سابق استاذ حدیث و تفسیر دار العلوم سہارنپور

دار التفسیر دار العلوم دیوبند

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا **اشرف علی** صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

50/=

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی ۲ آسی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی موبائل 9837375773

باسمہ تعالیٰ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کر دیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

قرآن شریف کی آسان تفسیر

اردو

قدیم و جدید مستند و معتبر کتب تفاسیر کے ماخذ کی روشنی میں

ترجمہ قرآن شریف
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
رحمۃ اللہ علیہ

پارہ ۲۷
قال فما خطبکم
[illegible]

مرتب
مولانا محمد یعقوب قاسمی
فاضل دار العلوم دیوبند

ادارہ دعوت و تبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی سہارنپور یوپی ۲۴۷۰۰۱

ظہیر انور قاسمی

ہدیہ :-

فہرست مضامین آسان تفسیر پارہ ومن یقنت ۲۲

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
امہات المؤمنین کو خاص ہدایت	۳	قرآن ہادی ہے	۳۳	محشر میں مشرکین کی حالت	۵۵
واقعۂ شان نزول	۶	حضرت داؤدؑ کے دو اہم معجزے	۳۴	تمام تعریفوں کی مستحق اللہ کی ذات ہے	۵۶
عورتوں کی دل جوئی	″	حضرت سلیمانؑ کی ہوا پر حکمرانی	۳۶	اللہ اپنی مخلوق کو جو چاہتا ہے دیتا ہے	″
واقعۂ شان نزول	۷	جنات کو تابع کرنے کا حکم	۳۷	اللہ مردوں کو آسانی سے زندہ کردیگا	۵۹
ایک سوال کا جواب	۱۰	حضرت سلیمانؑ کی وفات کا عجیب واقعہ	″	عزت حاصل کرنیکا آسان نسخہ	″
قرآن میں حضرت زید رضؓ کے علاوہ کسی صحابی کا نام نہیں	″	مسجد بیت المقدس کی عظمت وفضیلت	۳۸	اللہ کی قدرت کے کرشمے	۶۰
حضورؐ کی پانچ صفات	۱۱	قوم سبا کا تذکرہ	۳۹	کیا عمر بڑھ جاتی ہے ؟	۶۱
حضورؐ کیلئے چند مخصوص احکام	۱۵	قوم سبا پر سیلاب کا عذاب	۴۰	اللہ کی قدرت ونعمت	۶۲
مخالفین اسلام کے ایک اعتراض کا جواب	″	اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کا انجام	۴۱	اللہ کی ذات تمام کمالات کو جامع ہے	۶۴
اسلامی معاشرہ کے چند آداب	۱۸	شیطان کی دشمنی	۴۲	قیامت میں بیٹا باپ کا بوجھ اٹھانیسے منع کردے گا	″
واقعۂ شان نزول	۱۹	معبودان باطل کی حقیقت	۴۳	مومن وکافر برابر نہیں	۶۵
حضورؐ کو تکلیف پہونچانا حرام ہے	۲۰	روزی کون دیتا ہے ؟	۴۴	اللہ کی قدرت کے نمونے	۶۶
واقعۂ شان نزول	۲۱	حضورؐ کی رسالت عام ہے	۴۵	نفع کی تجارت	۶۷
درود شریف کے چند فوائد	۲۳	قیامت اپنے وقت پر ضرور آئیگی	۴۶	مومن تین قسم کے ہوتے ہیں	۶۸
ایک سوال کا جواب	۲۴	کافروں کے آپس میں سوال وجواب	۴۷	اللہ عظیم قدرت اور علم والا ہے	۷۱
پردہ کا حکم	۲۵	مالداری رضاء الٰہی کی دلیل نہیں	۴۹	اللہ کا دستور	۷۳
قیامت کب آئیگی	۲۷	حضورؐ کو تسلی	″	ایک گذارش	۷۴
حضرت موسیٰؑ کا ایک واقعہ	۲۸	جو مال شریعت کے مطابق خرچ ہو اس کے بدلہ کا وعدہ نہیں	۵۰	فضائل سورۂ یٰس شریف	۷۵
مسلمانوں کو تنبیہ	″	کیا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں	۵۱	سورۂ یٰس کی ابتدائی آیات کا شان نزول	۷۶
سورۂ سبا کی وجہ تسمیہ	۳۱	قرآن اللہ کی کتاب ہے جادو نہیں	۵۲	بنیادی چیز اللہ کا ڈر ہے	۷۷
قیامت کا آنا کیوں ضروری ہے	۳۲	اے مشرکین مکہ ذرا غور کرو	۵۳	ایک بستی کا عبرتناک واقعہ	۷۹
				حبیب نجار کا قصہ	″

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ

اور جو کوئی تم میں اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اسکو اس

اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ

کا ثواب دوہرا دیں گے اور ہم نے اس کے لئے ایک عمدہ روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیبیو تم معمولی

كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ

عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو تو تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ بضرورت بولنا پڑے) نزاکت مت

الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾ ج وَقَرْنَ فِيْ

کرو (اس سے) ایسے شخص کو (طبعاً) خیال (فاسد) پیدا ہونے لگتا ہے جسکے قلب میں خرابی ہے اور قاعدہ (عفت) کے موافق بات کہو اور تم اپنے

بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ

گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نمازوں کی

الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ

پابندی رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو اور اللہ کا اور اسکے رسولؐ کا کہنا مانو اللہ تعالیٰ کو یہ منظور

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

ہے کہ اے گھر والو تم سے آلودگی کو دور رکھے اور تم کو (ہر طرح ظاہراً و باطناً) پاک صاف

تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ ج وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ

رکھے۔ اور تم ان آیات کو اور اس علم (احکام) کو یاد رکھو جس کا تمہارے گھروں میں چرچا رہتا ہے

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾ ع

بیشک اللہ تعالیٰ رازداں ہے پورا خبردار ہے۔

امہات المؤمنین کو خاص ہدایت

ان آیات میں امہات المؤمنین کو مخاطب کر کے پانچ چیزوں کی خاص طور پر ہدایت فرمائی گئی ہے

۱۔ اللہ و رسول کی اطاعت کرنا ۲۔ اجنبی مردوں کو لہجہ بدل کر جواب دینا ۳۔ پردہ کا اہتمام رکھنا۔

۴ نماز کی پابندی کرنا ۵ زکوٰۃ ادا کرنا۔
یوں تو برائی سے بچنا اور اعمال صالحہ اختیار کرنا سب ہی کیلئے ضروری ہے مگر امہات المومنین کیلئے ان کا اہتمام کرنا زیادہ ہی ضروری ہے کیونکہ یہ امت کیلئے نمونہ ہیں۔ عام عورتوں کے مقابلہ میں ان کا مقام بہت بلند ہے آخر یہ سرتاج الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں اور امت کی مائیں ہیں اگر یہ تقویٰ وطہارت کا عمدہ نمونہ پیش کریں گی جیسی کہ ان سے توقع ہے تو اللہ کے یہاں ان کا یہ عمل بہت مقبول ہوگا اور ان کو یہ خصوصیت بھی عطا کی گئی کہ انکو ایک نیکی کے بدلے دو نیکیوں کا ثواب عطا فرمایا جائے گا اور جنت میں اعزاز واکرام کے ساتھ خاص قسم کی عمدہ روزی بھی دی جائیگی
ان پانچ چیزوں کو قرآن نے یہاں تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔
اوّل یہ کہ اے امہات المومنین تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرو۔ یعنی جن کاموں کا اللہ نے حکم فرمایا ہے ان پر عمل کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شوہر ہونیکی حیثیت سے جو حقوق تم پر ہیں انھیں ادا کرو۔ آپ کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچاؤ وغیرہ اور ان کے علاوہ دوسرے اعمال صالحہ بھی کرنا اور اگر خدانخواستہ تم سے کوئی غلط عمل سرزد ہو جائے تو اس پر حق تعالیٰ کی ناراضگی بھی سخت ہوگی۔
دوم یہ کہ اگر کسی غیر محرم شخص سے ضرورت کی وجہ سے بولنے کی ضرورت پیش آجائے تو جو فطری لب ولہجہ یعنی نرم ونازک بولنے کا انداز ہے اس کو بدل کر اس طرح بات کرو جس سے مرد کا میلان عورت کی طرف نہ ہو کیونکہ جن لوگوں کے دلوں میں خرابی اور گندگی ہوتی ہے اس طرح نرم لہجہ سے گفتگو کرنے سے ان کے دل مائل ہو جاتے ہیں۔
سوم یہ کہ اپنے گھروں میں رہیں۔ گھروں سے باہر اس طرح بے حیائی اور بے پردگی کے ساتھ نہ گھومیں جس طرح زمانۂ جاہلیت میں اسلام سے پہلے عورتیں پھرا کرتی تھیں۔ بہرحال عورتیں بلا شدید ضرورت کے گھروں سے باہر نہ نکلیں اور اگر نکلنا ہی پڑے تو پورے پردہ کے اہتمام کیساتھ نکلیں۔
چہارم، وپنجم یہ کہ نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا پورا پورا اہتمام کریں اور ان احکام الٰہیہ کا بھی پورا اہتمام رکھو جن کا چرچا تمہارے گھروں میں رہتا ہے یعنی قرآن وحدیث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت بھری باتیں ان کو سیکھو اور دوسروں کو سکھاؤ اور اس احسان عظیم کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہارے گھروں کو ہدایت وحکمت کا خزانہ بنا دیا ہے۔ اور بلا شبہ اللہ ہی جانتا ہے کہ اس عظیم خدمت کو کون انجام دے سکتا ہے اس لئے اس نے اپنے لطف وکرم سے

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کیلئے اور تمہیں ان کی بیوی بننے کیلئے منتخب فرمالیا ہے۔
اور یاد رکھو ان احکام پر عمل کرنے سے تمہارا ہی فائدہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے
کہ پیغمبر کے گھر والوں کو معصیت سے بالکل پاک و صاف کردے اور تقویٰ و طہارت کا اعلیٰ درجہ عطا فرمادے

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ

بیشک اسلام کے کام کرنیوالے مرد اور اسلام کے کام کرنیوالی عورتیں

وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ

اور ایمان لانے والے مرد اور ایمان لانے والی عورتیں اور فرمانبرداری کرنیوالے مرد اور فرمانبرداری کرنیوالی عورتیں اور راستباز مرد

وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ

اور راستباز عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور خشوع کرنیوالے مرد اور خشوع کرنیوالی عورتیں

وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ

اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنیوالی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور اپنی شرمگاہوں

فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ

کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنیوالی عورتیں اور بکثرت خدا کو یاد کرنیوالے مرد اور یاد کرنے والی عورتیں ان سب کے

اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۳۵

لئے اللہ تعالےٰ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

اقوال و تحقیق

اہل بیت سے کون مراد ہیں اس میں دو قول ہیں ۱ ازواج مطہرات
۲ ازواج مطہرات اور حضرت فاطمہ حضرت علی حضرت حسن حضرت حسین رضی اللہ عنہم بھی
مفسر قرآن علامہ شبیر احمد عثمانی رح نے فرمایا اہل بیت کے اولیں مصداق اگرچہ ازواج مطہرات ہی ہیں
مگر مذکورہ چاروں حضرات بھی اس میں شامل ہیں جیساکہ دوسری روایات سے واضح ہے۔
محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

واقعۂ شان نزول

احادیث پاک میں اس طرح کے کئی واقعات ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں اور بعض دوسری صحابیات رضی اللہ عنہن نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قرآن کریم میں مردوں کا ذکر تو جگہ بجگہ ہے مگر عورتوں کا نہیں۔

یہاں صرف ایک واقعہ ترمذی شریف سے لکھا جاتا ہے حضرت امّ عمّارہ انصاریہ رضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وجہ ہے کہ قرآن میں ہر بات (یعنی ہر عمل اور ہر حکم) مردوں ہی کیلئے دیکھتی ہوں عورتوں کا ذکر کسی چیز کے ساتھ مجھے نظر نہیں آتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں مردوں، عورتوں دونوں ہی کو مخاطب کرکے کچھ اعمال کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ جو ان اعمال کو کرے گا مرد ہو یا عورت ہم اسکی بخشش فرمادیں گے اور جنت میں داخل فرمادیں گے۔

عورتوں کی دلجوئی

اس آیت میں خاص طور پر عورتوں کو مخاطب کرکے ان کی دلجوئی اور تسلی فرمادی اور یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ ہمارے یہاں مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں بلکہ اعمال پر دارومدار ہے مگر چونکہ عورتوں کے تمام معاملات میں اللہ کو پردہ پسند ہے اس لئے قرآن کریم کے عام احکام میں اگرچہ مرد و عورت دونوں شامل ہیں مگر خطاب مردوں کو فرمایا گیا ہے عورتوں کو ان کے ضمن میں مخاطب کیا گیا ہے، اور جہاں خاص طور پر عورتوں ہی کے احکام کو بیان فرمایا گیا ہے وہاں عورتوں ہی کو مخاطب کیا گیا ہے جیسے پردہ وغیرہ کے احکام۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا

اور کسی ایماندار مرد اور کسی ایمان دار عورت کو گنجائش نہیں ہے جبکہ اللہ اور اس کا رسول ؐ کسی کام کا حکم دے دیں کہ (پھر) اُن مومنین کو

اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

ان کے اس کام میں کوئی اختیار (باقی) رہے اور جو شخص اللہ کا اور اس کے رسول ؐ کا کہنا نہ مانے گا

فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ﴿۳۶﴾

وہ صریح گمراہی میں پڑا

واقعۂ شان نزول

زید بن حارثہ کسی کے غلام تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو خرید کر آزاد کر دیا ابھی ان کی عمر بھی کم تھی، آپ نے انھیں اپنا منہ بولا بیٹا بنا لیا اور انکی پرورش و تربیت فرمائی، جب یہ جوان ہو گئے تو آپ نے اپنی پھوپی زاد بہن زینب سے ان کے نکاح کا پیغام بھیجا چونکہ حضرت زید آزاد کردہ غلام تھے اس لئے حضرت زینب اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش نے اس رشتہ کو منظور نہیں کیا کہ ہم خاندان اور نسب کے اعتبار سے زید بن حارثہ سے اشرف و اعلیٰ ہیں۔ اس پر یہ آیت وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ الخ نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ کسی مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا حکم فرما دیں خواہ وہ بات دنیا ہی سے متعلق ہو تو پھر اختیار کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ دل چاہے تو اللہ و رسول کی بات مانیں دل نہ چاہے تو نہ مانیں بلکہ حکم کے بعد اس بات کا ماننا ضروری ہو جاتا ہے اور جس نے نہیں مانا وہ کھلم کھلا گمراہ ہے۔

اس آیت کو حضرت زینب اور ان کے بھائی نے سنا تو اپنی مرضی کو اللہ و رسول کی مرضی پر قربان کر دیا اور حضرت زینب کا نکاح حضرت زید سے ہو گیا۔

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِيٓ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ

اور جب آپ اس شخص سے فرما رہے تھے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا اور آپ نے بھی انعام کیا کہ

أَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ

اپنی بی بی (زینب کو) اپنی زوجیت میں رہنے دے اور خدا سے ڈر اور آپ اپنے دل میں وہ (بات بھی) چھپائے ہوئے تھے

مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللَّهُ أَحَقُّ أَن تَخْشَاهُ ۖ فَلَمَّا قَضَىٰ

جس کو اللہ تعالیٰ (آخر میں) ظاہر کرنے والا تھا۔ اور آپ لوگوں (کے طعن) سے اندیشہ کرتے تھے۔ اور ڈرنا تو آپ کو خدا ہی سے

زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ

زیادہ مناسب ہے۔ پھر جب زیدؓ کا اس سے جی بھر گیا ہم نے آپ سے اس کا نکاح کر دیا تا کہ مسلمانوں پر اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیبیوں

فِيٓ أَزْوَاجِ أَدْعِيَآئِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۚ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ

کے (نکاح کے) بارہ میں کچھ تنگی نہ رہے جب وہ (منہ بولے بیٹے) اُن سے اپنا جی بھر چکیں اور خدا کا یہ حکم تو ہونے والا

مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ط

ہی تھا ۔ اور ان پیغمبر کے لئے جو بات (تکوینًا یا تشریعًا) خدا تعالٰی نے مقرر کر دی تھی اس میں ان پر کوئی الزام نہیں

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ط وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا

اللہ تعالٰی نے ان (پیغمبروں) کے حق میں (بھی) یہی معمول کر رکھا ہے جو پہلے ہو گزرے ہیں اور اللہ کا حکم تجویز کیا ہوا (پہلے سے)

مَّقْدُوْرًا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ

ہوتا ہے ۔ یہ سب (پیغمبران گذشتہ) ایسے تھے کہ اللہ کے احکام پہنچایا کرتے تھے اور اس باب میں اللہ ہی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا

اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ

کسی سے نہ ڈرتے تھے اور اللہ حساب لینے کے لئے کافی ہے ۔ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے

رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسولؐ ہیں سب نبیوں کے ختم پر ہیں ۔ اور اللہ تعالٰی ہر چیز کو

شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ ع ۵ ۲

خوب جانتا ہے ۔

تفسیر

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ہوگیا ۔ مگر دونوں کے مزاج نہ ملے حضرت زید رضؓ حضرت زینب رضؓ کی تیز زبانی اور نسبی شرافت کی وجہ سے اپنے کو اونچا سمجھنے اور اطاعت نہ کرنے کی شکایت کیا کرتے تھے ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو سمجھا دیتے اور برداشت کرنے اور نرمی کا معاملہ کرنے کو فرماتے ، اسی طرح ایک روز حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دینے کا ارادہ ظاہر کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق سے منع فرمایا کہ اللہ و رسول کے حکم کی وجہ سے زینب نے اپنی منشا کے خلاف تم سے نکاح کیا اگر تم طلاق دو گے تو اس سے زینب اور اس کے رشتہ داروں کو تکلیف پہونچے گی اور وہ اس کو اپنی ذلت سمجھیں گے ۔

اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو منجانب اللہ معلوم ہو چکا تھا کہ معاملہ اسی طرح ہونا ہے کہ زید رضؓ طلاق دیں گے اور پھر زینب آپ کے نکاح میں آئیں گی اور آپ کے دل میں بھی یہ خیال آیا

کہ اگر زید نے طلاق دیدی تو زینب کی دلجوئی اس کے بغیر ممکن نہیں کہ میں خود اس سے نکاح کروں ۔ مگر پھر بھی آپ نے طلاق سے منع فرمایا کیونکہ اگرچہ شریعت نے طلاق دینے کی اجازت دی ہے مگر اس کو پسند نہیں فرمایا ۔ دوسرے یہ سوچا کہ کافرین ومنافقین طعنہ دیں گے کہ اپنے بیٹے کی طلاق دی ہوئی بیوی سے نکاح کرلیا ۔ اگرچہ اس دستور اور غلط رسم کو قرآن پہلے ہی ختم فرماچکا تھا کہ منہ بولے بیٹے کے احکام اصلی بیٹے جیسے نہیں ہیں ۔ بلکہ اس سے نکاح کرنا جائز ہے مگر یہ سوچ کر کہ جاہل اور منافق اس بات کا پروپیگنڈہ کرکے لوگوں کو ایمان قبول کرنے سے روکیں گے ۔

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ آپ لوگوں سے نہ ڈریئے کہ طعنہ دیں گے بلکہ اللہ سے ڈریئے اور جو اس کا حکم ہے اس پر عمل کیجئے جیسا کہ اب تک آپ کا معمول رہا ہے ۔ ان آیات میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اللہ کا منشا اس نکاح سے یہ ہے کہ جس بات کی تبلیغ آپ نے زبانی کردی کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ بیوی سے نکاح کرنا جائز ہے اس پر عمل بھی کرکے دکھادیں گے تاکہ یہ غلط رسم بالکل ختم ہوجائے اور مسلمانوں کو اس حکم پر عمل کرنے میں کوئی تنگی اور رکاوٹ نہ رہے ۔

بہرحال حضرت زید رضؓ نے حضرت زینب رضؓ کو طلاق دیدی تو عدت گذر جانے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت زینب رضؓ کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیا چنانچہ حضرت زینب رضؓ دوسری عورتوں کے سامنے فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے والدین نے کیا اور میرا نکاح خود اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا ۔

ان آیات کے اخیر میں اس طعن کا جواب دیا گیا جس کا ڈر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا ، فرمایا گیا جو بات اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کیلئے پہلے سے مقرر فرمادی ہے کہ حضرت زید رضؓ کے طلاق دینے کے بعد حضرت زینب رضؓ آپ کے نکاح میں آئیں گی لہٰذا اس پر طعن کرنا بے بنیاد ہے اور یہ تو اللہ کا دستور رہا ہے کہ نبیوں کے نکاح میں کئی کئی عورتیں رہی ہیں ان میں زیادہ مشہور حضرت داؤد وسلیمان علیہم السلام ہیں ۔ حضرت داؤدؑ کے سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمانؑ کے تین سو بیویاں تھیں ۔

اور حکمت ومصلحت اس میں یہ ہے کہ یہ عورتیں دینی احکام پیغمبر علیہ السلام سے سیکھ کر دوسری عورتوں کو سکھائیں ۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ الخ اس آیت میں فرمایا گیا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید رضؓ کے باپ نہیں کہ ان کی بیوی سے نکاح کرنا آپ کے لئے حرام ہو۔

ایک سوال کا جواب

یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو حضرت قاسم، طیب و طاہر، ابراہیم کے باپ تھے پھر یہاں باپ نہ ہونے کا کیا مطلب؟

اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ یہاں رجال کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کا اطلاق بالغ مرد پر ہوتا ہے اور آپ کے تمام لڑکے بالغ ہونے سے پہلے ہی اللہ کو پیارے ہو گئے تھے لہٰذا آپ کسی بالغ مرد کے باپ ہوئے ہی نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ رِجَالِكُمْ یعنی تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ یہاں صحابہ رضؓ کو مخاطب کرکے فرمایا گیا کہ تم میں سے کسی کے باپ نہیں یعنی نسبی باپ نہیں ہاں روحانی باپ ضرور ہیں۔

اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا کہ ہم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سب نبیوں کے اخیر میں بھیج کر سلسلۂ نبوت کو ختم فرمادیا ہے آپ قیامت تک کے تمام انسانوں اور جنوں کیلئے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا آپ آخری نبی ہیں۔

قرآن میں حضرت زیدؓ کے علاوہ کسی صحابیؓ کا نام نہیں

علماء مفسرینؒ نے ان آیات کے ضمن میں ایک عجیب تحقیق لکھی ہے کہ قرآن کریم میں کسی بھی بڑے سے بڑے صحابی رضؓ کا نام نہیں ذکر کیا گیا، سوائے حضرت زید رضؓ کے۔ اور اس کی وجہ غالباً یہی ہے کہ حضرت زید رضؓ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہونیکی نسبت ختم کردی گئی تھی چنانچہ صحابہ کرام رضؓ کو حکم فرمادیا گیا تھا کہ ان کو زید بن محمد نہ کہیں بلکہ زید بن حارثہ کہہ کر پکارا کریں۔ حضرت زید رضؓ کو اس محرومی کا احساس نہ ہو اس لئے ان کا نام قرآن میں ذکر فرمادیا گیا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ

(اور) اے ایمان والو! تم اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو۔ اور

سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ

صبح وشام (یعنی علی الدوام) اسکی تسبیح (وتقدیس) کرتے رہو۔ وہ ایسا رحیم ہے کہ وہ (خود بھی) اور اسکے فرشتے (بھی) تم پر رحمت بھیجتے

لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾

رہتے ہیں تاکہ حق تعالیٰ تم کو تاریکیوں سے نور کی طرف لے آوے۔ اور اللہ تعالیٰ مومنین پر بہت مہرباں ہے۔

تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ښ وَّاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾ يٰٓاَيُّهَا

وہ جس روز اللہ سے ملیں گے تو ان کو جو سلام ہوگا وہ یہ ہوگا کہ السلام علیکم اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے عمدہ صلہ (جنتیں) تیار کر رکھا ہے

النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ لا وَّدَاعِيًا اِلَى

اے نبی ہم نے بیشک آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہ ہونگے اور آپ (مومنین کو) بشارت دینے والے ہیں اور (کفار کو)

اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ

ڈرانیوالے ہیں۔ اور (سب کو) اللہ کی طرف اسکے حکم سے بلانیوالے ہیں اور آپ ایک روشن چراغ ہیں اور مومنین کو بشارت دیجئے کہ ان پر اللہ

اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ

کی طرف سے بڑا فضل ہونے والا ہے۔ اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ کیجئے اور ان کی طرف سے جو ایذا پہنچے اسکا

اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

خیال نہ کیجئے اور اللہ پر بھروسہ کیجئے اور اللہ کافی کارساز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفات

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ سرتاج الانبیاء محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو تمہاری ہدایت کیلئے بھیجا اس پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کرو، ہر وقت اس کو یاد رکھو خاص طور پر صبح وشام اس کا ذکر کرتے رہو، وہ کریم آقا تم پر رحمت فرمائے گا اور اس کے فرشتے تمہارے لئے دعاء مغفرت کریں گے۔

اللہ کی رحمت یہ ہے کہ اس نے گمراہی کے اندھیرے سے ایمان کی روشنی عطا فرمائی

یہ انعام تو دنیا میں ہوا اور آخرت میں یہ اعزاز بخشا جائے گا کہ جب مومنین جنت میں پہونچ جائیں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں سلام فرمائیں گے اور جنت میں عمدہ قسم کی نعمتیں عطا فرمائیں گے

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند صفات کا ذکر فرمایا اوّل یہ کہ ہم نے آپکو گواہی دینے والا بنایا، اسکی ایک تفسیر تو یہ کی گئی ہے کہ آپ قیامت کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق گواہی دیں گے کہ انھوں نے اپنے امتیوں کو دین اسلام پہونچا دیا تھا۔ دوسری تفسیر یہ کی گئی ہے کہ آپ اپنی امت کے ہر شخص کے اچھے برُے اعمال کی گواہی دیں گے۔

دوسرے یہ کہ آپ کو خوشخبری دینے والا بنایا یعنی جو مومن اعمال صالحہ کرتے ہیں آپ انھیں اللہ کی خوشنودی اور جنت کی خوش خبری دیتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ آپ ڈرانے والے ہیں یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی سرکشی و نافرمانی کرتے ہیں انھیں اللہ کے عذاب اور جہنم سے ڈراتے ہیں۔

چوتھے یہ کہ آپ لوگوں کو ایمان قبول کرنے اور اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرنیکی دعوت دیتے ہیں۔

پانچویں یہ کہ آپ روشن چراغ ہیں جس سے گمراہی کا اندھیرا ختم ہو کر ایمان کی روشنی پھیلی ہے۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ آپ ایمان والوں کو خوش خبری سنا دیجئے کہ ان پر اللہ کا بڑا فضل ہونے والا ہے اگرچہ اس وقت مختلف مشکلات میں الجھے ہوئے ہیں دشمنوں کی طرف سے طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائی جا رہی ہیں، بس جلد ہی تم ان تکالیف سے نجات پاکر دشمنوں پر غالب آجاؤ گے اور دنیا و آخرت میں تمہیں اعلیٰ کامیابی ملے گی۔

اے ہمارے نبی آپ دین کی تبلیغ اپنے معمول کے مطابق کرتے رہیئے اور ہم جو حکم دیں اس کے کہنے اور کرنے میں کافرین و منافقین کی کچھ پرواہ نہ کیجئے بس ہر طرح اپنے اللہ پر بھروسہ رکھئے بلاشبہ آپ کا رب بہترین کارساز ہے۔

اس میں حضرت زینب رضؓ سے نکاح کی طرف اشارہ ہے کہ جب اللہ کا حکم ہو چکا تو آپ یہ نکاح کر گذریئے کافرین و منافقین کے طعن سے مت گھبرایئے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ

اے ایمان والو! تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو (اور) پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے (کسی اتفاق سے)

قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ

طلاق دے دو تو تمہاری ان پر کوئی عدت (واجب) نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو تو ان کو کچھ (مال)

فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

متاع دے دو اور خوبی کے ساتھ اُن کو رخصت کر دو

تفسیر

اس آیت میں مومنین کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ جب کوئی مسلمان مرد کسی عورت سے نکاح کرے اور پھر کسی وجہ سے بلا اس عورت سے ملے ہی اس کو طلاق دیدے تو اس صورت میں اس عورت کو عدت گزارنا ضروری نہیں بلا عدت ہی کے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے۔ اور اس صورت میں پورا مہر دینا ضروری نہیں بلکہ اگر مہر مقرر ہوا تھا تو آدھا مہر دیدے اور اگر ابھی مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو مہر بالکل نہ دے بلکہ اسے کچھ دیدے جیسے کپڑوں کا ایک جوڑا دیکر خوش اخلاقی سے اچھے طریقہ سے رخصت کر دے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ

اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی یہ بیبیاں جن کو آپ

الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ

ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالےٰ نے غنیمت میں آپ کو دلوائی ہیں

وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ

اور آپ کے چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھیوں کی بیٹیاں اور آپ کے ماموں کی بیٹیاں اور آپ کی خالاؤں کی بیٹیاں بھی

اقوال و تحقیق

مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ الخ یعنی ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دیدو ہاتھ لگانا یہ اشارہ ہے صحبت کرنیکی طرف یعنی صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیدو یہ صحبت چاہے حقیقةً ہو کہ واقع میں صحبت کی ہو یا حکماً ہو کہ خلوت صحیحہ یعنی مکمل تنہائی میں اس سے ملا ہو صحبت نہ کی ہو۔ ان دونوں صورتوں میں حنفیہ کے نزدیک پورا مہر دینا پڑے گا۔

الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ

جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی ہو اور اُس مسلمان عورت کو بھی جو بلا عوض اپنے کو پیغمبر کو دے دے بشرطیکہ

اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ

پیغمبر اُس کو نکاح میں لانا چاہیں یہ سب آپ کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں نہ اور مومنین کے لئے

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ

ہم کو وہ احکام معلوم ہیں جو ہم نے اُن پر اُن کی بیبیوں اور لونڈیوں کے بارے میں مقرر کئے ہیں ۔

لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۵۰ تُرْجِیْ

تاکہ آپ پر کسی قسم کی تنگی (واقع) نہ ہو ۔ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے ۔ ان میں سے آپ

مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِیْۤ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ

جسکو چاہیں (اور جب تک چاہیں) اپنے سے دُور رکھیں اور جس کو چاہیں (اور جب تک چاہیں) اپنے نزدیک رکھیں اور جنکو دور

مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ تَقَرَّ اَعْیُنُهُنَّ

کر رکھا تھا اُن میں سے پھر کسی کو طلب کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں اسمیں زیادہ توقع ہے کہ انکی آنکھیں ٹھنڈی رہیں گی

وَلَا یَحْزَنَّ وَیَرْضَیْنَ بِمَاۤ اٰتَیْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ

اور آزردہ خاطر نہ ہوں گی اور جو کچھ بھی آپ انکو دے دیں گے اسپر سب کی سب راضی رہیں گی اور خدا تعالیٰ کو تم لوگوں کے دلوں کی

مَا فِیْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَلِیْمًا ۝۵۱ لَا یَحِلُّ لَكَ

سب باتیں معلوم ہیں اور اللہ تعالیٰ (یہی کیا) سب کچھ جاننے والا بردبار ہے ۔ ان کے علاوہ اور عورتیں آپ

النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ

کے لئے حلال نہیں ہیں اور نہ یہ درست ہے کہ آپ اُن (موجودہ) بیبیوں کی جگہ دوسری بیبیاں کر لیں اگرچہ

اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰی

آپ کو ان (دوسریوں) کا حسن اچھا معلوم ہو مگر جو آپ کی مملوکہ ہو اور اللہ تعالیٰ ہر چیز (کی حقیقت اور آثار و

كُلِّ شَیْءٍ رَّقِیْبًا ۝۵۲ ع ۶ ۲

مصالح) کا پورا نگران ہے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے چند مخصوص احکام

ان آیات میں بعض وہ احکام بیان فرمائے گئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہیں ۔

اوّل یہ کہ ہم نے آپ کیلئے حلال کی ہیں آپ کی سب موجودہ بیویاں جن کا مہر آپ ادا کر چکے ہیں اس وقت آپ کے نکاح میں چار سے زیادہ بیویاں تھیں ۔ مطلب یہ کہ ایک وقت میں چار سے زیادہ بیویاں رکھنا آپ کیلئے جائز ہے اور یہ آپ کی خصوصیت ہے ۔ عام مسلمان ایک وقت میں چار بیویاں رکھ سکتا ہے اس سے زائد نہیں ۔

مخالفین اسلام کے ایک اعتراض کا جواب

مخالفین اسلام نے ہمیشہ تعدد ازواج اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرتِ ازدواج کو موضوع بحث بنایا اور طرح طرح کے اعتراضات کئے لیکن اگر آپ کی پوری زندگی سامنے رکھی جائے تو کسی شیطان کو بھی آپ کی شان مبارک میں ادنیٰ سا وسوسہ کرنے کی گنجائش نہیں رہتی ۔

غور کیجئے پچیس سال کی عمر جو اصل امنگ و شباب کا وقت ہوتا ہے آپ نے بلا شادی کے گزار دیا اور پھر پچیس سال کی عمر میں نکاح کیا بھی تو ایک ایسی عورت سے جس کی عمر ڈھل چکی تھی اور وہ دو مرتبہ بیوہ ہو چکی تھی یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ۔

ترپین سال کی عمر تک آپ نے صرف اسی ایک بیوی کے ساتھ وقت گزارا ، اس کے بعد آخر عمر میں آپ نے مزید نکاح کئے اس میں دین اسلام کو پھیلانا اصل مقصد تھا ۔ بہرحال آپکی اس ترپین سالہ زندگی پر کسی کٹر سے کٹر متعصب دشمن کو بھی آپ کی پاکبازی کے خلاف ایک حرف تک کہنے کا موقع نہ ملا ۔ اور یہ اس قوی شخصیت کا حال ہے جس کو اللہ پاک نے چالیس جنتی مردوں کے برابر قوت عطا فرمارکھی تھی اور جنتی ایک مرد کی طاقت سو مردوں کے برابر ہوگی اس حساب سے کم از کم آپ کو چار ہزار بیویوں کی ضرورت تھی ، اس کے باوجود آپنے صرف گیارہ[1] بیویوں پر اکتفا کیا اور پھر اس میں بھی اشاعتِ دین کی مصلحت پیش نظر تھی چنانچہ خانگی زندگی ان بیویوں ہی کے ذریعہ امت کے سامنے آئیں ، مستورات کے مسائل انہی کے ذریعہ حل ہوئے ، اور بہت سی عورتوں کے آپ کے نکاح میں آنے سے انکے خاندان اسلام سے جڑے ۔

ان سب باتوں کو سامنے رکھ کر کسی منصف مزاج انسان کو آپ کے خلاف لب کشائی کی

[1] مشہور قول کیمطابق آپکے نکاح میں گیارہ بیویاں آئیں ۔ بعض مفسرینؒ و مؤرخینؒ نے اسکے علاوہ دوسری تعداد کا بھی ذکر فرمایا ہے ۔

ذرا بھی گنجائش نہیں رہ جاتی۔
دوم۲ یہ کہ وہ عورتیں بھی آپ کیلئے حلال ہیں جو آپکی ملک میں ہوں یعنی باندیاں، بظاہر اس میں آپکی کوئی خصوصیت نہیں۔ کیونکہ باندیاں سبھی مسلمانوں کیلئے حلال ہیں پھر اس میں آپکی کیا خصوصیت ہے۔

علماء مفسرینؒ نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جس طرح آپ کی وفات کے بعد آپ کی بیویوں سے کسی مسلمان کو نکاح کرنا جائز نہیں اسی طرح آپ کی باندیوں سے بھی آپ کی وفات کے بعد نکاح کرنا جائز نہیں۔ یہ آپ کی خصوصیت ہے عام مسلمانوں کی باندیوں سے نکاح جائز ہے۔

سوم۳ یہ کہ آپ کیلئے چچا، پھوپی، اور ماموں، خالہ کی لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز ہے چچا پھوپی میں باپ کے خاندان کی سب لڑکیاں شامل ہیں اور ماموں خالہ میں ماں کے خاندان کی تمام لڑکیاں شامل ہیں ان میں سے کوئی بھی لڑکی آپ کو نکاح میں لانا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ انھوں نے مکہ سے ہجرت کی ہو، جن لڑکیوں نے ہجرت نہیں کی ان سے آپ کا نکاح جائز نہیں۔ ہجرت کی یہ شرط والدین کے خاندان کی لڑکیوں میں ہے، عام مسلمانوں کی لڑکیوں میں نہیں ان سے بلا ہجرت کی ہوئی لڑکیوں سے بھی نکاح کرنا آپ کیلئے جائز ہے۔

یہ خصوصیت صرف آپ کیلئے ہے عام مسلمانوں کیلئے یہ لڑکیاں بلا ہجرت کی شرط کے جائز ہیں۔

چہارم۴ یہ کہ اگر کوئی مسلمان عورت اپنے آپ کو آپ کے سپرد کرنا چاہے یعنی بلا مہر کے آپ سے نکاح کرنا چاہے تو آپ کیلئے اس سے بلا مہر نکاح کرنا جائز ہے۔

یہ خصوصیت بھی صرف آپ کی ہے۔ عام مسلمانوں کیلئے مہر شرط ہے اگر بغیر مہر کے نکاح بھی کر دیا گیا تو مہر مثل دینا ضروری ہے۔

پنجم۵ یہ کہ آپ صرف مسلمان عورت سے ہی نکاح کر سکتے ہیں۔ یہ حکم بھی آپ ہی کے لئے خاص ہے۔ عام مسلمان ان عورتوں سے بھی نکاح کر سکتے ہیں جو اہل کتاب ہیں یعنی کسی آسمانی کتاب کو ماننے والی ہیں جیسے یہود و نصرانی۔

مگر اس زمانہ میں عام مسلمانوں کو بھی ان سے نکاح کرنا اس لئے جائز نہیں کہ ان کے پاس اصل آسمانی کتاب ہی نہیں۔

ششم۶ یہ کہ اپنی بیویوں کے بارے میں آپ کو مکمل اختیار ہے جس کو چاہیں اپنے قریب رکھیں جس سے چاہیں دور رہیں۔ یعنی ان میں شب باشی وغیرہ کی برابری آپ پر ضروری نہیں

یہ مخصوص حکم آپ کیلئے ہے امت میں سے کئی بیویوں والے مسلمان کیلئے شب باشی اور نان ونفقہ وغیرہ میں برابری ضروری ہے اس کے خلاف کرنا حرام ہے۔

اس رخصت واجازت کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنی تمام بیویوں میں ہرطرح سے مکمل برابری کا پورا خیال رکھا ہے۔ صرف ایک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ جب ان کی عمر زیادہ ہوگئی تو انھوں نے اپنی خوشی سے اپنی باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دیدی تھی۔ ارشاد خداوندی ہے کہ یہ مخصوص حکم آپ کیلئے اس وجہ سے ہے تاکہ آپ کی بیویاں خوش رہیں غمگین نہ ہوں کیونکہ انسانی فطرت ہے کہ اس کا حق اگر اس کو نہ ملے تو رنج وغم ہوتا ہے اور اگر بلاحق کچھ مل جائے تو خوشی ومسرت ہوتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جن عورتوں سے ہم نے آپ کو نکاح سے منع فرمایا ہے ان کے علاوہ تمام عورتوں سے آپ کو نکاح کرنا جائز ہے۔

ہفتم: یہ کہ جو عورتیں اس وقت آپ کے نکاح میں ہیں ان کے علاوہ اب دوسری عورتوں سے آپ کیلئے نکاح حلال نہیں۔ اور یہ بھی جائز نہیں کہ موجودہ بیویوں میں سے کسی کو طلاق دے کر اسکی جگہ دوسری عورت سے نکاح کرلیں، چاہے وہ دوسری عورت حسن صورت وسیرت کے اعتبار سے کتنی ہی اچھی ہو۔ غرضیکہ اب ان بیویوں میں آپ نہ اضافہ کرسکتے ہیں اور نہ ہی انکی جگہ کوئی دوسری عورت بدل سکتے ہیں، ہاں باندی کا اضافہ کرسکتے ہیں۔

ان آیات میں ایک بات یہ بھی بیان فرمادی گئی ہے کہ یہ چند احکام جو ہم نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کیلئے مخصوص کئے ہیں انکی مصلحت وحکمت ہم ہی جانتے ہیں، عام مسلمانوں کو اپنے دل میں یہ بات نہ لانا چاہیئے کہ یہ احکام سب مسلمانوں کیلئے کیوں نہیں۔

یاد رکھو، ہم دلوں کی باتوں کو خوب جانتے ہیں لہذا جو اس طرح کی باتیں دل میں لائے گا ہم اسے سزا دیں گے۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا

ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ

کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جاوے ایسے طور پر کہ اس کی تیاری کے منتظر نہ رہو لیکن

اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ

جب تم کو بلایا جاوے اور کھانا تیار ہے تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اور باتوں میں جی لگا کر مت

لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ

بیٹھے رہا کرو اس بات سے نبیؐ کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ صاف

لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ

صاف بات کہنے سے (کسی کا) لحاظ نہیں کرتا اور جب تم اُن سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے

وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ

مانگا کرو یہ بات ہمیشہ کے لئے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے

اسلامی معاشرہ کے چند آداب

ان آیات میں اسلامی معاشرت کے چند آداب سکھائے گئے ہیں۔
اوّل یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بلا اجازت داخل مت ہو۔

دوم یہ کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تمہاری دعوت ہو تو بلا بُلائے کھانا تیار ہو جانے سے پہلے ہی وہاں جا کر مت بیٹھ جاؤ بلکہ کھانا تیار ہو جانے پر جب کوئی بُلانے آئے تب جاؤ۔

سوم یہ کہ جب کھانے سے فارغ ہو چکو تو وہاں سے اُٹھ جاؤ بلا وجہ وہاں بیٹھے مت رہو کیونکہ تمہارے وہاں رکنے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچتی ہے اس لئے کہ زنانہ مکان ہے تمہارے وہاں رکنے سے گھر کی عورتوں کو دقت ہوتی ہے۔

اس آیت مبارکہ میں یہ بھی فرمایا گیا کہ چونکہ تم اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان ہو اس لئے وہ شرم و لحاظ اور بلند اخلاق کی وجہ سے نہیں فرماتے کہ اٹھ کر چلے جاؤ اس لئے اللہ تعالیٰ نے خود تمہیں یہ ادب سکھایا کہ کھانے سے فارغ ہو کر اپنے گھروں کو چلے آؤ یہ ادب اگرچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے متعلق فرمایا کیونکہ شان نزول کا تعلق انہی سے تھا مگر مقصود یہ ادب پوری امت کو سکھانا ہے۔

کھانے کے بعد بیٹھے رہنا اس موقع پر منع ہے جہاں زنانہ مکان ہو اور عورتوں کو پردہ

میں رہنے کی وجہ سے دِقّت ہوتی ہو، یا میزبان کھانے سے فارغ ہو کر کسی دوسرے کام میں مصروف ہونا چاہتا ہو، یا ان کے بعد دوسرے حضرات کو کھانا کھلانا چاہتا ہو۔ ظاہر ہے ان تمام صورتوں میں کھانے کے بعد بیٹھے رہنے سے میزبان کو تکلیف ہوگی۔

اور جہاں ان صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو بلکہ کھانے سے فارغ ہو جانے پر مہمانوں کے بیٹھے رہنے کو میزبان پسند کرتا ہے یا اس سے کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی تو وہاں بیٹھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

واقعۂ شان نزول

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا الخ سب سے پہلے اسی آیت میں راجح قول کے مطابق ۵ھ میں پردہ کا حکم نازل ہوا، اس آیت کے شان نزول میں کئی واقعات احادیث پاک میں مذکور ہیں مگر حاصل سب کا ایک ہی ہے، یہاں صرف دو سبب نزول لکھے جاتے ہیں

(۱) بخاری شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اس پردہ والی آیت سے سب سے زیادہ واقف ہوں کیونکہ میں اس وقت حاضر تھا جب حضرت زینب بنت جحش رض نکاح کے بعد رخصت ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تشریف لائیں، آپ نے ولیمہ کیلئے کچھ گوشت روٹی بنوائی، کھانے کے بعد کچھ لوگ وہیں جم کر باتیں کرنے لگے اس سے آپ کو تکلیف ہوئی آپ اٹھ کر دوسری ازواج کے یہاں تشریف لے گئے اور جب سب سے سلام ودعاء کر کے واپس آئے تو یہ لوگ اسی طرح جمے بیٹھے تھے ان کو دیکھ کر آپ پھر واپس جانے لگے تو ان لوگوں کو احساس ہوا تب انھوں نے اپنی مجلس برخواست کی۔ آپ مکان میں اندر تشریف لے گئے اور پھر تھوڑی ہی دیر بعد باہر تشریف لا کر آپ نے یہ آیت پڑھکر سنائی جو اسی وقت نازل ہوئی تھی

(۲) بخاری شریف میں حضرت انس رض سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے پاس ہر طرح کے لوگ آتے ہیں اگر آپ ازواج مطہرات کو پردہ میں رہنے کا حکم فرما دیں تو بہتر ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا الخ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد یہ آیت نازل ہوئی اس میں یہ بات تعلیم فرمائی گئی ہے کہ اگر تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں سے کوئی چیز مانگنی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگو، غرضیکہ پردہ کا پورا اہتمام رکھئے اس سے تمہارے اور ان کے قلوب بالکل پاک وصاف رہیں گے جیسا کہ اب تک رہے ہیں۔

اس آیت کا شان نزول اگرچہ خاص ازواج مطہرات کیلئے ہے مگر حکم عام ہے پوری امت کیلئے ۔ حاصل یہ کہ مردوں کو اگر دوسری عورتوں سے کوئی چیز لینی دینی ہو تو پردہ کے پیچھے سے مانگیں اس طرح مردوں، عورتوں دونوں کے دل نفسانی وساوس سے پاک وصاف رہیں گے ۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ

اور تم کو جائز نہیں کہ رسول اللہ کو کلفت پہنچاؤ اور نہ یہ جائز ہے کہ تم آپ کے بعد آپ کی بیبیوں سے کبھی بھی

مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ۭ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾ اِنْ تُبْدُوْا

نکاح کرو یہ خدا کے نزدیک بڑی بھاری (معصیت کی) بات ہے ۔ اگر تم کسی چیز کو ظاہر

شَيْـــًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِــيْمًا ﴿۵۴﴾

کروگے یا اس کو پوشیدہ رکھوگے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچانا حرام ہے

ارشاد ہے اے مومنو تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ تم کسی بھی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج وتکلیف پہونچاؤ اسی طرح تمہارے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ آپ کی ازواج مطہرات سے آپ کی وفات کے بعد کبھی بھی نکاح کرو اللہ کو یہ بات بہت ہی ناپسند ہے ۔ اور نہ ہی ان کے نکاح کے متعلق کوئی بات زبان سے نکالو اور نہ ہی دل میں سوچو ۔ اللہ تعالیٰ ہر ظاہر وپوشیدہ چیز کو خوب جانتا ہے لہذا اس طرح کی باتیں کہنے یا سوچنے والے کو سخت سزا دے گا ۔

غرضیکہ ہر وہ قول وفعل جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچے حرام ہے ازواج مطہرات پوری امت کی روحانی مائیں ہیں، کسی امتی کے نکاح میں آنے کے بعد ان کا یہ احترام اور عظمت کسی بھی طرح باقی نہیں رہ سکتا ،

اور نہ ہی کسی کے نکاح میں آنے کے بعد وہ اشاعتِ اسلام آزادی کے ساتھ کرسکتی ہیں جبکہ اسی مقصد کو پورا کرنے کیلئے اللہ نے ان کو آپ کیلئے چنا ۔

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيٓ اٰبَآئِهِنَّ
پیغمبر کی بیبیوں پر اپنے باپوں کے بارے میں کوئی گناہ نہیں

وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ
اور نہ اپنے بیٹوں کے اور نہ اپنے بھائیوں کے اور نہ اپنے بھتیجوں کے اور نہ اپنے

اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ
بھانجوں کے اور نہ اپنی عورتوں کے اور نہ اپنی لونڈیوں کے اور خدا سے ڈرتی رہو

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾
بیشک اللہ ہر چیز پر حاضر (ناظر) ہے۔

واقعۂ شانِ نزول

جس وقت پردہ کی آیت نازل ہوئی تو امہات المومنین کے والدوں بھائیوں اور دوسرے قریبی رشتہ داروں نے کہا آئندہ ہم بھی ازواج مطہرات سے پردہ کے پیچھے سے بات چیت کیا کریں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ اپنے والدوں، بھائیوں بھتیجوں اور بھانجوں، گھر میں کام کرنے والی مسلمان عورتوں اور اپنی باندیوں کے سامنے بلا پردہ آنا جائز ہے ان سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں، یہی حکم چچا اور ماموں کا بھی ہے کہ ان سے بھی پردہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ ان کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں سے پردہ کرنا ضروری ہے

پردہ سے متعلق مزید احکامات سورۂ نور میں گذر چکے ہیں۔ انھیں ملاحظہ فرمالیا جائے۔!

اس آیت کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ اے عورتو اللہ سے ڈرتی رہو اور ان پردہ کے احکام پر پورا پورا عمل کرتی رہو اور اس بات کا یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے یعنی ہمارا ہر عمل اللہ کے سامنے ہے اچھا عمل کریں گے تو ثواب دیگا بُرا عمل کریں گے تو عذاب دیں گے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بے شک اللہ تعالیٰ اور اسکے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں ان پیغمبر پر اے ایمان والو!

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

تفسیر

اس سے پہلی آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا گیا تھا اور ہدایت فرمائی گئی تھی کہ تم سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونی چاہیئے جس سے آپ کو کسی قسم کا رنج وغم اور تکلیف پہونچے۔

اب اس آیت میں فرمایا جارہا ہے اے مومنو! اپنے محسن اعظم محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو، اور اسکی اہمیت کو واضح کرنے کیلئے انداز بیاں یہ اختیار فرمایا گیا کہ اے مومنو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں تم بھی درود وسلام بھیجا کرو۔

صَلوٰۃ کے کئی معنیٰ ہیں (۱) رحمت (۲) دعا (۳) مدح، اللہ تعالیٰ کے صلوٰۃ (درود) بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر پر رحمت نازل فرماتے ہیں۔ اور فرشتوں کے سامنے آپ کی تعریف کرتے ہیں۔

اور فرشتوں کے صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کیلئے (رفع درجات کی) دعا کرتے ہیں۔

اور مومنوں کے صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ مومنین آپ کی تعریف بھی کرتے ہیں اور رفع درجات اور سلامتی کی دعا بھی کرتے ہیں۔

بخاری ومسلم شریف میں حضرت کعب بن عجرہ رضؓ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک صحابی رضؓ نے آپ سے دریافت کیا یارسول اللہ سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہوگیا وہی ہے جو نماز کے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ پڑھا جاتا ہے صلوٰۃ کا طریقہ بھی بتلادیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ کلمات پڑھا کرو۔!

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ط

اسی درود کو اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کیلئے نمازیں پڑھنے کو منتخب فرمایا۔

درود شریف کے چند فوائد

درود شریف کے احادیث پاک میں بے شمار فوائد و فضائل آئے ہیں ان میں سے چند کو یہاں لکھا جاتا ہے۔

(۱) نسائی شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور دس خطائیں معاف فرمائے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔

(۲) ترمذی شریف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا ہوگا۔

(۳) حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو صبح و شام دس، دس مرتبہ درود پڑھے گا اس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔

(۴) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا درود پڑھنا گناہوں کو اس سے زیادہ مٹا دیتا ہے جتنا پانی آگ کو بجھاتا ہے اور آپ پر سلام پڑھنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل ہے اور آپ کی محبت جہاد میں خون دل دینے سے افضل ہے۔

(۵) ترمذی شریف میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ دعاء آسمان و زمین روک لی جاتی ہے جبتک تم اپنے نبی پر درود نہ پڑھو دعاء کا کوئی حصہ اوپر نہیں چڑھنے پاتا، اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ جب دعا مانگو تو اس کے اول و آخر میں درود شریف پڑھا کرو، دونوں درودوں کے بیچ والی تمام دعاء آسمان تک آسانی سے محفوظ طریقہ سے پہونچ جاتی ہے یعنی قبول ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ پوری امت مسلمہ کو زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہم آمین

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي

بے شک جو لوگ اللہ تعالےٰ اور اسکے رسولؐ کو ایذا دیتے ہیں اللہ تعالےٰ اُن پر

الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴿٥٧﴾ وَالَّذِينَ

دُنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور اُن کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔ اور جو لوگ

يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا

ایمان والے مردوں کو اور ایمان والی عورتوں کو بدون اسکے کہ انہوں نے کچھ کیا ہو ایذا پہنچاتے ہیں تو وہ لوگ

بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿٥٨﴾

بہتان اور صریح گناہ کا بار لیتے ہیں۔

ع ۷

تفسیر

پچھلی آیتوں میں مومنین کو ہدایت فرمائی گئی تھی کہ کوئی ایسی حرکت نہ کریں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہونچے، آپ کی خوب تعظیم کریں اور اس کی ایک صورت یہ بھی بتلا دی گئی کہ آپ پر جس قدر ہو سکے زیادہ سے زیادہ درود و سلام پڑھیں۔

ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے کہ جو لوگ اللہ و رسول کو تکلیف پہونچاتے ہیں وہ ملعون ہیں ان کو ذلت آمیز عذاب دیا جائے گا۔

ایک سوال کا جواب

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کسی میں کیا مجال کہ وہ اللہ کی ذات کو کسی بھی طرح کی تکلیف پہونچا سکے، پھر یہاں اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہونچانے کا کیا مطلب ہے؟ اس کا ایک جواب تو علماء مفسرین رحنے یہ دیا ہے کہ رسول اللہ کو تکلیف پہونچانا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہونچانا ہے بس جس نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی گویا اس نے اللہ جل شانہ، کو تکلیف دی اور جو اللہ کو تکلیف دے اس کو اپنا انجام سوچ لینا چاہیئے۔

یہ بالکل اس طرح ہے جیسے کوئی بادشاہ اپنے کسی وزیر وغیرہ کے متعلق کہے کہ اگر کسی نے اس کو تکلیف دی بس وہ ایسا ہے کہ اس نے ہمیں تکلیف دی اب ہر شخص اس کو تکلیف دینے سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا۔

اور بعض مفسرین رحنے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ اللہ کو تکلیف پہونچانا یہ ہے کہ اس کی شان میں ایسی بات کہی جائے جو اس کی شایان شان نہیں۔

حدیث پاک میں ہے کہ زمانہ کو برا مت کہو زمانہ کو برا کہنا درحقیقت اللہ تعالیٰ کو برا کہنا ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ جاندار کی تصویر بنانا اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہونچانا ہے

اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ مسلمانوں کو بلا شرعی وجہ کے ستاتے ہیں یا ان پر خواہ مخواہ بہتان لگاتے ہیں تو وہ ایک بڑا گناہ کرتے ہیں ہاں اگر وہ اس کے شرعی طور پر مستحق ہیں تو کوئی گناہ نہیں مثلاً کسی نے کوئی جرم کیا اور اس کو اس کی شرعی سزا دی جائے تو یہ درست ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ

اے پیغمبر اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ

دوسرے مسلمانوں کی بیبیوں سے بھی کہہ دیجئے کہ (سر سے) نیچے کر لیا کریں اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادریں اس سے

اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵۹﴾

جلدی پہچان ہو جایا کرے گی تو آزار نہ دی جایا کریں گی - اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ

یہ منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں خرابی ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں (جھوٹی جھوٹی)

فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا

افواہیں اڑایا کرتے ہیں اگر باز نہ آئے تو ضرور ہم آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے

قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾ۚۖ مَّلْعُوْنِيْنَ ۚۛ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

پاویں گے۔ وہ بھی (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے جہاں ملیں گے پکڑ دھکڑ اور مار دھاڑ کی جاوے گی -

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

اللہ تعالیٰ نے ان (مفسد) لوگوں میں بھی اپنا یہی دستور رکھا ہے جو پہلے ہو گزرے ہیں اور آپ خدا کے دستور میں کسی شخص کی طرف سے رد و بدل نہ پاویں گے

پردہ کا حکم ان آیات میں پھر پردہ کا حکم بیان کیا جا رہا ہے ارشاد ہے اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی بیویوں، بیٹیوں، مسلمان عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اگر کسی ضرورت سے باہر نکلنا پڑے تو چادر سے چہرہ اور سر بھی چھپا لیا کریں یعنی گھونگٹ

نکال لیا کریں اس سے مکمل پردہ بھی ہو جائے گا اور غلط نظر لوگوں سے حفاظت بھی ہو جائے گی کیونکہ گندے ذہن کے لوگ باندیوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتے تھے اور آزاد عورتوں کو چھیڑنے سے ان کی خاندانی حمایت اور دبدبہ کی وجہ سے ڈرتے تھے اس لئے آزاد عورتوں کو حکم دیا گیا کہ تم گھونگٹ نکال کر ان کی شرارت سے بچ جاؤ۔

اور باندیوں کی حفاظت کیلئے اگلی آیت میں مستقل ایک سخت حکم نافذ فرمادیا گیا باندیوں کے پردہ میں سر اور چہرہ داخل نہیں کیونکہ انھیں اپنے آقا کے کام کیلئے بار بار باہر نکلنا پڑتا ہے اور کام کاج کی وجہ سے چہرہ وغیرہ کے پردے میں زیادہ دشواری ہے اس لئے باندیوں کو سر اور چہرہ کھولنے کی اجازت دیدی گئی۔ اور ان کو بدمعاش منافقوں کی شرارت سے بچانے کیلئے انہی آیات میں منافقوں کو سخت تنبیہ کی گئی ہے، حکم ہے کہ اگر یہ باندیوں کو چھیڑنے اور غلط افواہیں پھیلانے سے باز نہ آئے تو انھیں ہرگز معاف نہ کیا جائے گا بلکہ جہاں ملیں گے گرفتار کئے جائیں گے اور قتل کردیئے جائیں گے۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا کہ اللہ کا دستور ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جس قوم نے بھی اس کے رسول کے مقابلہ میں شرارتیں کیں انھیں ذلیل و رسوا اور ہلاک کردیا گیا۔ اسی طرح اے منافقین اگر تم بھی اپنی حرکتوں سے باز نہ آئے تو رسوا و ذلیل اور ہلاک کردیئے جاؤ گے۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ

یہ منکر لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجئے کہ اسکی خبر تو بس اللہ ہی کے

اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ۝۶۳ اِنَّ اللّٰهَ

پاس ہے اور آپ کو اس کی کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہی واقع ہو جائے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے کافروں

لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ۝۶۴ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۚ

کو رحمت سے دور کر رکھا ہے اور انکے لئے آتش سوزاں تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝۶۵ ۚ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِي

نہ کوئی یار پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔ جس روز اُن کے چہرے دوزخ میں الٹ پلٹ کئے

النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾ وَقَالُوْا
جاویں گے یوں کہتے ہونگے اے کاش ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اور یوں کہیں گے

رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَا
کہ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہنا مانا تھا سو انہوں نے ہم کو سیدھے راستے سے گمراہ کیا تھا۔ اے ہمارے

اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾ ع ۸ ۵
رب ان کو دہری سزا دیجئے اور اُن پر بڑی لعنت کیجئے۔

قیامت کب آئیگی

کافرین ومنافقین کو جب عذاب سے ڈرایا جاتا تو کہتے آخر وہ قیامت آئے گی کب؟ اس کا جواب اس آیت میں دیا گیا ہے کہ قیامت کا علم تو بس اللہ ہی کو ہے اور عجب نہیں ابھی واقع ہوجائے کیونکہ جب کسی چیز کا کوئی وقت معلوم نہیں تو ابھی بھی ہوسکتی ہے۔

اس کے بعد فرمایا جو لوگ اللہ کا انکار کرتے ہیں قیامت کے متعلق بے ہودہ سوال کرتے ہیں بلا شبہ ان کافروں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے دور کر رکھا ہے اور ان کیلئے دوزخ کی آگ تیار کر رکھی ہے۔ بس ایک دن آنے والا ہے جب ان کو اس آگ میں اوندھے منھ ڈال کر چہرے کے بل کبھی اِس کروٹ پر گھسیٹا جائے گا اور کبھی اُس کروٹ پر۔ اس وقت یہ افسوس کی حالت میں کہیں گے اے کاش ہم دنیا میں اللہ کی فرمانبرداری کرتے اور اس کے رسول کا کہنا مانتے تو آج اس دردناک مصیبت میں مبتلا نہ ہونا پڑتا۔ اُس وقت انکو اپنے گمراہ کرنے والوں پر بھی سخت غصہ آئے گا جن کی وجہ سے ان کی یہ حالت بی ان کے متعلق اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے الٰہ العٰلمین آپ ہمارے ان مذہبی پیشواؤں کو ڈبل سزا دیجئے ایک ان کے خود نافرمانی کرنے کی اور دوسری ہم سے نافرمانی کرانے کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا
اے ایمان والو تم اُن لوگوں کی طرح مت ہونا جنہوں نے (کچھ تہمت تراش کر) موسیٰ کو ایذا دی تھی سو اُنکو خدا تعالیٰ نے

قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿٦٩﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا
بری ثابت کردیا　اور وہ اللہ کے نزدیک بڑے معزز تھے　اے　ایمان　والو　اللہ سے

اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ لا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ڈرو　اور راستی　کی　بات　کہو　اللہ تعالیٰ (اسکے صلہ میں) تمہارے اعمال کو قبول کرے گا اور تمہارے

ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾
گناہ معاف کردیگا　اور جو شخص اللہ　اور اس کے　رسول کی اطاعت کرے گا سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

تفسیر ان آیات میں ارشاد ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے اپنے رسول پر بے بنیاد الزام لگا کر تکلیف پہونچائی۔ اللہ نے اپنے رسول کو تو ان الزاموں سے بری اور پاک وصاف کردکھایا کیونکہ حضرت موسیٰ ع اللہ کے نزدیک باعزت تھے اور انکی قوم کے لوگ جھوٹے اور مستحق سزا ٹھہرے۔

حضرت موسیٰ ع کا ایک واقعہ اس آیت میں جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما کر اس آیت کی تفسیر فرمادی ہے چنانچہ بخاری شریف میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت موسیٰ ع بہت زیادہ حیادار اور اپنے جسم کا پردہ کرنے والے تھے باوجودیکہ انکی قوم کا دستور تھا کہ وہ ننگے ہو کر سب کے سامنے نہایا کرتے تھے مگر حضرت موسیٰ ع پردہ کے ساتھ تنہائی میں غسل فرمایا کرتے تھے اس سے انکی قوم نے یہ سمجھا کہ موسیٰ ع کے جسم میں کوئی عیب ہے یا تو برص کا مرض ہے یا آپ کے خصیتین (فوتے) پھولے ہوئے ہیں۔　اللہ کو یہ بات کس طرح گوارہ ہوتی کہ ان کے رسول کے جسم میں لوگ عیب نکالیں اس لئے آپ کی برأت اس طرح ظاہر فرمائی کہ ایک روز حضرت موسیٰ ع تنہائی میں جاکر غسل کر رہے تھے اور اپنے تمام کپڑے نکال کر ایک پتھر پر رکھ دیئے تھے جب غسل کر کے آپ نے پتھر سے اپنے کپڑے اٹھانا چاہے تو پتھر اپنی جگہ سے چل دیا حضرت موسیٰ ع کپڑے لینے کیلئے پتھر کے پیچھے دوڑے مگر پتھر ہاتھ نہ آیا آخر ایک ایسی جگہ جاکر رکا جہاں قوم کے لوگ جمع تھے سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ موسیٰ ع کے جسم میں کسی طرح کا کوئی عیب نہیں ہے۔

مسلمانوں کو تنبیہ بس اے مسلمانو تم بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ کسی طرح کی تکلیف پہونچانا اور نہ ہی کسی طرح کی الزام تراشی کرنا نہیں تو تم ہی جھوٹے اور مستحق سزا ٹھہروگے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ سے ڈرو یعنی اس کی نافرمانی نہ کرو اور بری باتوں سے اپنے کو بچاتے رہو منہ سے جو بات نکالو وہ سچی اور صحیح نکالو - جب تمہارے اندر یہ صفات خدا کا خوف بری باتوں سے بچنا پیدا ہوجائیں گی تو پھر اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال قبول کرے گا، تمہارے گناہ معاف کردے گا - بس جو شخص اللہ ورسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرے گا وہ پورا پورا کامیاب ہے -

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ

ہم نے یہ امانت (یعنی احکام جو بمنزلہ امانت کے ہیں) آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کی تھی

أَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ ۖ إِنَّهُ كَانَ

سو انہوں نے اسکی ذمہ داری سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اس کو اپنے ذمہ لے لیا وہ ظالم

ظَلُومًا جَهُولًا ﴿۷۲﴾ لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

ہے جاہل ہے - انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقین و منافقات

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۗ

اور مشرکین و مشرکات کو سزا دے گا اور مومنین و مومنات پر توجہ (ورحمت) فرمائے گا

۹ ع ۵
وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾ ع

اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے -

تفسیر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین اور پہاڑ جیسی وسیع وعریض اور عظیم چیزوں کو ایک خاص قسم کا شعور عطا فرما کر ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ ہم تمہیں ایک ضابطۂ حیات یعنی کچھ اصول دیتے ہیں اگر تم ان کے مطابق چلو گے تو ہم تم سے خوش ہوجائیں گے اور سمجھ لو تم کامیاب ہو گئے اور اگر ان اصولوں سے ہٹ کر چلو گے تو ہم ناراض ہوجائیں گے اور تم ناکام ہوجاؤ گے ہماری یہ بات اگر تم کو خوشی سے منظور ہے تو ہاں کرو، نہیں تو منع کردو، اس میں تم پر کسی قسم کا زور زبردستی اور دباؤ قطعاً نہیں بلکہ مکمل آزادگی اور پورا پورا اختیار ہے -

جب اختیار مل گیا تو آسمان وزمین اور پہاڑ نے سوچا کہ یہ کام بہت سخت اور دشوار ہے ہم سے نہیں ہوسکے گا کیوں بلا وجہ اللہ کی ناراضگی مول لیکر سزا کے مستحق ہوئے لہٰذا اللہ کے غضب وعذاب سے ڈر کر ان سب نے اس امانت کو لینے سے انکار کردیا -

ان اصولوں اور ضابطۂ حیات ہی کو قرآن کریم کی اس آیت میں امانت سے تعبیر کیا گیا ہے۔
جب یہ امانت اللہ تعالیٰ نے انسان کے سامنے پیش فرمائی تو اس بے چارہ بھولے بھالے انسان نے اللہ کی محبت اور رضا و خوشنودی مل جانے کی خوشی میں اس امانت کو اپنے ذمہ لے لیا۔
ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو روایت منقول ہے اس کا حاصل ملخصاً یہاں پیش کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان و زمین اور پہاڑ نے جب اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے منع کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ آسمان و زمین اور پہاڑ تو ہماری اس امانت کو اٹھانے سے عاجز ہو گئے کیا تم اس امانت کو اٹھاؤ گے؟ اگر حق امانت ادا کرو گے یعنی ہماری مکمل اطاعت کرو گے تو ہماری رضا و خوشنودی اور جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہنا نصیب ہو گا اور اگر اس میں کوتاہی کرو گے تو سزا کے مستحق ٹھہرو گے۔
حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کی رضا و خوشنودی کی خوشی میں اس امانت کی ذمہ داری قبول کر لی بہرحال جو انسان اللہ کی مکمل اطاعت و فرمانبرداری کریگا اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہو گا اور اس کو اپنی رضا اور انعام و اکرام سے نوازے گا اور جو کفر و نافرمانی کرے گا اس کو سزا دے گا۔
الحمدللہ سورۂ احزاب کی تفسیر مکمل ہوئی۔

سُوْرَةُ سَبَاٍ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورہ سبا مکہ میں نازل ہوئی اس میں چوّن آیتیں اور چھ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَلَهُ

تمام تر حمد (و ثنا) اسی اللہ کو سزاوار ہے جس کی ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اسی کو

اقوال و تحقیق

ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ، کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ابن جریر وغیرہ سے یہ منقول ہے کہ اس سے وہ انسان مراد ہیں جو اس امانت کا حق ادا نہ کر سکے یعنی احکامات شرعیہ پر عمل نہ کر سکے جیسے کافرین، مشرکین، منافقین، فاجر و فاسق نافرمان مسلمان۔ محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ واساتذتہ

الحمد فی الاٰخرۃ ط وھو الحکیم الخبیر ① یعلم ما یلج فی
حمد (وثنا) آخرت میں بھی (سزا) ہے۔ اور وہ حکمت والا　خبردار ہے　وہ سب کچھ جانتا ہے جو چیز زمین کے اندر

الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السمآء وما یعرج
داخل ہوتی ہے (مثلاً بارش) اور جو چیز اس میں سے نکلتی ہے (مثلاً نباتات) اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں

فیھا ط وھو الرحیم الغفور ②
چڑھتی ہے　اور وہ (اللہ) رحیم (اور) غفور (بھی) ہے -

سورۂ سبا کی وجہ تسمیہ

اس سورت میں ملک یمن کی ایک قوم سبا کے لوگوں کا ذکر عبرت کیلئے کیا گیا ہے اسی مناسبت سے اس سورت کا نام ہی سبا رکھ دیا گیا ہے

اس سورت کو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا سے شروع کیا گیا ہے ارشاد ہے کہ تمام تعریفیں اس ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کیلئے ہیں جو مالک ہے ہر اس چیز کا جو آسمان وزمین میں ہے جس طرح اللہ کی ذات دنیا میں مستحق تعریف ہے اسی طرح آخرت میں بھی اسی کی حمد وثنا اور تعریف کی جائیگی چنانچہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ کی ان الفاظ سے تعریف کریں گے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَہٗ ، یعنی تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا یعنی اس نے ہم سے دنیا میں جو وعدہ کیا تھا کہ ایمان لاکر اعمال صالحہ کرو گے تو تمہیں جنت میں داخل کر دوں گا آج اللہ نے اپنا وہ وعدہ سچ کر دکھایا -

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسے ہر چیز کا مالک ہے ایسے ہی ہر چیز سے باخبر بھی ہے - اللہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو زمین کے اندر گھستی ہے جیسے بارش کا پانی ، پھول پودوں وغیرہ کے بیج ، جانور کیڑے مکوڑے ، مردہ کی لاش وغیرہ اور اسی طرح اس چیز کو بھی جانتا ہے جو زمین سے نکلتی ہے جیسے پھل پھول سبزی وغیرہ اور تمام قسم کے معدنیات اور اسی طرح اس چیز کو بھی جانتا ہے جو آسمان سے اترتی ہے جیسے بارش ، فرشتے ، وحی وغیرہ اور اسی طرح اس چیز کو بھی جانتا ہے جو آسمان میں چڑھتی ہے جیسے فرشتے ، روح ، دعا ، اعمال وغیرہ -

وقال الذین کفروا
اور یہ　کافر　کہتے ہیں　کہ

لَا تَاْتِیْنَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلٰی وَرَبِّیْ لَتَاْتِیَنَّكُمْ ۙ عٰلِمِ الْغَیْبِ ۚ

ہم پر قیامت نہ آئے گی آپ فرما دیجئے کہ کیوں نہیں۔ قسم ہے اپنے پروردگار عالم الغیب کی وہ ضرور تم پر آوے گی۔

لَا یَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَ

اس کے علم سے کوئی ذرہ برابر بھی غائب نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ کوئی چیز

لَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۳﴾ ۙ لِّیَجْزِیَ

اس (مقدار مذکور) سے چھوٹی ہے اور نہ کوئی چیز (اس سے) بڑی ہے مگر یہ سب کتاب مبین میں (مرقوم) ہے تاکہ ان لوگوں کو

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ

صلہ (نیک) دے جو ایمان لائے تھے اور انہوں نے نیک کام کئے تھے (سو) ایسے لوگوں کیلئے مغفرت اور (بہشت میں) عزت کی

كَرِیْمٌ ﴿۴﴾ وَالَّذِیْنَ سَعَوْ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ

روزی ہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں کے متعلق (ان کے ابطال کی) کوشش کی تھی ہرانے کے لئے ایسے لوگوں کے واسطے

مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ﴿۵﴾

سختی کا دردناک عذاب ہوگا

قیامت کا آنا کیوں ضروری ہے

کافرین ومنکرین کہا کرتے تھے قیامت نہیں آئیگی ان آیات میں فرمایا گیا ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے قیامت آئیگی اور ضرور آئیگی اور قیامت کا آنا اس لئے ضروری ہے تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ان کے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا دیدیں،

کافرین قیامت کے متعلق ایک سوال یہ بھی کیا کرتے تھے کہ قیامت کب آئیگی ان آیات میں عالم الغیب کہہ کر اس کا بھی جواب دیدیا گیا ہے کہ کب آئیگی اس کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے کیوں کہ وہی ہر غیب کی چیز کو جانتا ہے ہمیں صرف اتنا بتلایا گیا ہے کہ ایک دن قیامت آئیگی اس کا وقت اللہ ہی کے علم میں ہے کب آئیگی۔

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ

اور جن لوگوں کو (آسمانی کتابوں کا) علم دیا گیا ہے وہ اس قرآن کو جو کہ آپ کے رب کی

إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿٦﴾

طرف سے آپ کے پاس بھیجا گیا ہے ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ حق ہے اور وہ خدائے غالب محمود (کی رضا) کا رستہ بتلاتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَى رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا

اور کافر (آپس میں) کہتے ہیں کہ کیا ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتائیں جو تم کو یہ عجیب خبر دیتا ہے

مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿٧﴾ أَفْتَرَى عَلَى

کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو (اس کے بعد قیامت کو) ضرور تم ایک نئے جنم میں آؤ گے معلوم نہیں اس شخص نے

اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي

خدا پر (قصداً) جھوٹ بہتان باندھا ہے یا اسکو کسی طرح کا جنون ہے بلکہ جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے (وہی)

الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ﴿٨﴾ أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

عذاب اور دور دراز گمراہی میں (مبتلا) ہیں تو کیا انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف نظر نہیں کی،

وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ

جو ان کے آگے بھی اور ان کے پیچھے (بھی) موجود ہیں اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین میں دھنسا

الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنَّ فِي ذَلِكَ

دیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرا دیں اس (دلیل مذکور) میں (قدرتِ الٰہیہ) کی پوری

لَآيَةً لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ ﴿٩﴾

دلیل ہے (مگر) اس بندہ کے لئے جو (خدا کی طرف متوجہ (بھی) ہو

قرآن ہادی ہے

ان آیات میں سے پہلی آیت میں قرآن کریم کا حق اور ہادی ہونا بیان فرما کر پھر قیامت کا ذکر کیا گیا ہے۔

فرمایا اول تو قرآن کا حق اور ہادی ہونا خود واضح ہے دوم یہ کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے

آسمانی کتابوں توریت و انجیل وغیرہ کا علم دیا ہے یعنی یہود و نصاریٰ وغیرہ کو وہ بھی قرآن کریم کو حق اور رضاءِ الٰہی کا راستہ دکھانے والا تسلیم کرتے ہیں۔

اس آیت سے اگلی آیات میں فرمایا کہ یہ کافر لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو ایک ایسا عجیب شخص (اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) دکھائیں جو ایک عجیب و غریب سمجھ میں نہ آنے والی بات کہتا ہے کہ جب انسان مر کر ریزہ ریزہ ہو کر مٹی میں مل جائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پھر سے اس کو صحیح و سالم انسان بنا دے گا۔ ہم سمجھتے ہیں اس شخص نے یا تو جھوٹ اللہ پر یہ بہتان لگایا ہے یا یہ شخص دیوان و مجنون ہے۔

انہی آیات میں ان گستاخوں کو جواب دیا گیا کہ نہ تو ہمارا رسول ہم پر بہتان باندھ رہا ہے اور نہ ہی وہ دیوان و مجنون ہے بلکہ وہ تم کو حق اور سچ بات بتلا کر ہدایت کی طرف لانے کی کوشش کر رہا ہے بس تمہاری ہی عقل پر پتھر پڑ گئے کہ ایسی صحیح بات کو ماننے سے انکار کر رہے ہو۔

ان عقل کے اندھوں کو آسمان و زمین نظر نہیں آتے جن کے متعلق ان کا بھی یقین ہے کہ انکو اللہ نے بنایا ہے پھر یہ احمق اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جس ذات نے اتنے بڑے اور عظیم آسمان و زمین کو بنا ڈالا اس کے لئے اس ذرا سے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔

بہرحال اگر یہ سچے دل سے ان چیزوں میں غور کریں تو انھیں اللہ کی قدرت اور قیامت کا یقین آجائے اور اگر یوں ہی ضد اور ہٹ دھرمی کرتے رہے تو اللہ تعالیٰ انہی آسمان و زمین کو ان کے عذاب کا ذریعہ بھی بنا سکتے ہیں کہ ان کو زمین میں دھنسا دے یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرا کر انھیں تباہ و برباد کر دے۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ط

اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی نعمت دی تھی۔

يٰجِبَالُ اَوِّبِيْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ ج وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ﴿۱۰﴾ اَنِ اعْمَلْ

اے پہاڑو! داؤد کے ساتھ بار بار تسبیح کرو اور (اسی طرح) پرندوں کو بھی حکم دیا اور ہم نے انکے واسطے لوہے کو نرم موم کر

سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ط اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾

کر دیا اور یہ حکم دیا کہ تم پوری زرہیں بناؤ اور کڑیوں کے جوڑنے میں اندازہ رکھو اور تم سب نیک کام کیا کرو میں تمہارے سب کے اعمال دیکھ رہا ہوں۔

حضرت داؤد ؑ کے دو اہم معجزے

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو نبوت کے ساتھ ساتھ بہت بڑی حکومت و سلطنت بھی

عطا فرمائی تھی اور بہت سے معجزات بھی ، یہاں دو اہم معجزات کا ذکر فرمایا گیا ہے
(۱) اللہ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ وہ داؤد (علیہ السلام) کے ساتھ ذکر کیا کریں چنانچہ پہاڑ اور پرندے حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ ساتھ ویسا ہی ذکر کیا کرتے تھے جیسا حضرت داؤد علیہ السلام کرتے ، ان پرندوں اور پہاڑوں کا یہ ذکر صاف سمجھ میں آتا تھا۔

(۲) حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو مثل موم کے نرم کردیا گیا ، جس سے کوئی چیز بنانے میں لوہے کو نہ آگ میں تپانے کی ضرورت پڑتی اور نہ ہی موڑنے کیلئے اوزاروں وغیرہ کی ، بس ہاتھ ہی کے ذریعہ لوہے کو موڑ کر جو بنانا چاہتے بنا لیتے یہاں خاص طور پر زرہوں کا ذکر ہے کہ آپ لوہے کی عمدہ قسم کی زرہیں بنایا کرتے تھے۔

فائدہ :- زرہیں بنانے کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو ہدایت فرمائی کہ اسکی تمام کڑیاں برابر ہوں (اس سے خوبصورتی بھی آئیگی اور مضبوطی بھی) اس سے معلوم ہوا کہ کاریگر کو اپنی صنعت وحرفت میں اس بات کا بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ جو چیز بنائے وہ خوشنما بھی ہو اور مضبوط بھی تاکہ دیکھنے میں بھی اچھی معلوم ہو اور چلے بھی خوب۔

ان دو معجزات کا ذکر کرکے فرمایا اے داؤد ع ان نعمتوں کے شکریہ میں تم اور تمہارے متعلقین نیک کام کیا کریں ہم تمہارے سب کے اعمال کو دیکھ رہے ہیں۔ اس سے درحقیقت امت داؤد ع کو تعلیم دی گئی کہ تم سب اللہ کے شکر گذار اور عبادت گذار بنے رہو۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ

اور سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کردیا کہ اس (ہوا) کی صبح کی منزل ایک مہینہ بھر کی راہ ہوتی اور اسکی شام کی منزل

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ۭ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ

ایک مہینہ بھر کی (راہ) ہوتی اور ہمنے اُنکے لئے تانبے کا چشمہ بہا دیا اور جنات میں بعضے وہ تھے جو اُن کے آگے کام کرتے تھے۔

بِاِذْنِ رَبِّهٖ ۭ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ

اُنکے رب کے حکم سے اور ان میں سے جو شخص ہمارے اس حکم سے سرتابی کرے گا۔ ہم اسکو (آخرت میں) دوزخ کا عذاب چکھا

السَّعِيْرِ ⑫ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَاۗءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ

دیں گے وہ جنات اُن کے لئے وہ وہ چیزیں بناتے جو اُن کو بنوانا منظور ہوتا بڑی بڑی عمارتیں اور مورتیں اور لگن

كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ مِّنْ

وایسے بڑے) جیسے حوض اور (بڑی بڑی) دیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہیں اے داؤد کے خاندان والو تم سب شکریہ میں نیک کام کیا کرو

عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ (۱۳)

اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہی ہوتے ہیں

حضرت سلیمانؑ کی ہوا پر حکمرانی

حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت حکومت اور بہت سے معجزات عطا فرمائے تھے

ان آیات میں دو اہم معجزات کا تذکرہ ہے ۔

(۱) حضرت سلیمان علیہ السلام کو ایک معجزہ یہ عطا فرمایا گیا تھا کہ ہوا کو ان کے حکم کے تابع کر دیا گیا تھا چنانچہ ہوا ان کا وہ تخت جس پر ان کا پورا دربار سوار ہوتا تھا اس کو لیکر اڑتی تھی اور صبح سے دوپہر تک ایک مہینہ کی مسافت پر پہونچا دیتی تھی اور پھر شام سے رات تک ایک ماہ کی مسافت پر ،

یعنی صبح کو اڑتا اور دوپہر تک ایک مہینہ کی دوری پر پہونچ جاتا اور پھر شام کو واپس ہوتا اور رات تک اپنی منزل پر واپس آجاتا اس طرح آپ تیز سواری پر چلنے والے شخص کے برابر دو مہینے کا سفر ایک دن میں مع اپنے دربار کے طے فرمالیا کرتے تھے ۔

حضرت حسن بصری رح نے فرمایا کہ یہ معجزہ آپ کو اس عمل کے صلہ میں عطا فرمایا کہ ایک روز آپ اپنے گھوڑوں کے معائنہ میں مشغول تھے اس میں ایسی مصروفیت ہوئی کہ عصر کی نماز قضا ہو گئی چونکہ گھوڑے اس غفلت کا سبب بنے اس لئے آپ نے تمام گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا ۔ حضرت سلیمانؑ نے اپنی سواری کے گھوڑے اللہ کی یاد سے غفلت ہونے کی وجہ سے قربان کئے تو اللہ نے آپ کو اس سے بہتر ہوا کی سواری مرحمت فرمادی ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی شریعت میں گھوڑوں کی قربانی جائز تھی اس لئے آپ نے اپنے یہ تمام ذاتی گھوڑے ذبح کر کے لوگوں کو کھلا دیئے ۔

(۲) بطور معجزہ کے حضرت سلیمانؑ کیلئے اللہ تعالیٰ نے تانبے کا ایک چشمہ بہا دیا جس سے پگھلا ہوا تانبا نکلتا تھا کہ اس سے لوگ اپنی ضرورت کی چیزیں برتن وغیرہ آسانی سے بنا لیتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ چشمہ ملک یمن میں اتنی دور تک جاری ہوا جتنی دوری تین رات دن میں طے ہو سکے ۔

(۳) بطور معجزے ہی کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع جنوں کو کر دیا تھا جو آپ کا کام کیا کرتے تھے اور ان جنوں کو اللہ کا حکم تھا اگر سلیمانؑ کے حکم کی روگردانی کرو گے تو ہم تمہیں آگ میں جھونک دیں گے ۔

جنوں سے حضرت سلیمان علیہ السلام بڑی بڑی عمارتیں (مسجد، محل، وغیرہ) بڑی بڑی دیگیں وغیرہ اور مورتیاں جو شریعت سلیمانی میں جائز تھیں بنوایا کرتے تھے۔

حضرت داؤد و سلیمان ع کو اللہ پاک نے خاص انعامات سے نوازا تھا اس لئے خاص طور پر انھیں اور ان کے خاندان والوں سے فرمایا گیا ہماری دی ہوئی نعمتوں، قوتوں اور سامان کا اس طرح استعمال کرو کہ ہمارا شکرادا ہو، ان تمام چیزوں سے وہ کام کرو جن سے ہماری مخلوق کو دینی و دنیوی فیض پہونچے۔

جنّات کو تابع کرنیکا حکم

جنوں کا تابع ہونا اگر بلا کسی ارادہ اور عمل و وظیفہ کے منجانب اللہ ہو جائے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور بہت سے صحابہ کرام کے متعلق ثابت ہے تو وہ معجزہ یا کرامت میں داخل ہے۔ اور جو عملیات کے ذریعہ ہو اگر اس میں کلمات کفریہ یا اعمال کفریہ ہوں تو اس طرح جنوں کو تابع کرنا کفر ہے۔ اور اگر اس عمل میں کوئی گناہ کا کام کرنا پڑے تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔ اور جن عملیات میں ایسے کلمات استعمال کئے جائیں جن کے معنیٰ معلوم نہ ہوں تو یہ بھی ناجائز ہے۔ اور اگر جنات کا تابع کرنا اسماء الٰہیہ یا آیات قرآنی کے ذریعہ ہو تو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس سے مقصد جنات کی ایذاء سے خود اپنے کو بچانا ہو یا دوسرے مسلمانوں کو بچانا ہو۔ اور اگر اس پاک عمل کے ذریعہ بھی جنوں کو اس لئے تابع کرنا مقصود ہو کہ اس سے خدمت لی جائیگی یا مال حاصل کیا جائیگا تو یہ بھی ناجائز ہے۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى

پھر جب ہم نے اُن پر موت کا حکم جاری کر دیا تو کسی چیز نے اُن کے مرنے کا پتہ

مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ

نہ بتلایا مگر گھن کے کیڑے نے کہ وہ سلیمان ع کے عصا کو کھاتا تھا سو جب وہ گر پڑے تب جنات کو حقیقت

الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿١٤﴾

معلوم ہوئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس ذلت کی مصیبت میں نہ رہتے

حضرت سلیمان ع کی وفات کا عجیب واقعہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بے مثال حکومت جیسے انسانوں پر تھی اسی طرح جنوں پر بھی تھی آپ جنوں سے بڑے بڑے کام لیا کرتے تھے۔ بیت المقدس جیسی

عظیم اور عالی شان مسجد بھی جنوں ہی کی محنت سے تیار ہوئی۔
بیت المقدس کی تعمیر کا کام آپ کے والد حضرت داؤد علیہ السلام نے شروع کرادیا تھا آپکی وفات کے بعد حضرت سلیمان ع نے اس کو مکمل کرایا۔ ابھی بیت المقدس کی تعمیر کا کچھ کام باقی تھا کہ حضرت سلیمان ع کی وفات کا وقت آگیا جنات جو آپ کے رعب کی وجہ سے کام کر رہے تھے اگر انھیں معلوم ہوجاتا کہ آپ وفات پا گئے ہیں تو وہ کام کرنا چھوڑ دیتے اور مسجد کا کام پورا نہ ہو پاتا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ع کو عجیب انداز کی موت عطا فرمائی۔
جس کمرہ میں آپ عبادت کیا کرتے تھے وہ صاف وشفاف آئینے کا بنا ہوا تھا آپ حسب معمول لاٹھی پر سہارا لگاکر عبادت میں مشغول ہو گئے اسی حالت میں فرشتہ نے آپکی روح قبض کرلی، آپ کا جسم لاٹھی کے سہارے کھڑا رہا اسی حالت میں ایک سال گذر گیا اتنے وقت میں بیت المقدس کی تعمیر بھی مکمل ہوگئی جس لاٹھی پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے اس کو گھن کا کیڑا لگا ہوا تھا جو برابر اس لاٹھی کو اندر سے کھوکرا کر رہا تھا بمشیت خدا وہ بھی اسی وقت ٹوٹی اور آپ بے سہارا ہو کر گر پڑے اب جنوں کو معلوم ہوا کہ آپ وفات پا چکے ہیں اور آپکا انتقال ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ انھیں اپنے اوپر بڑا افسوس ہوا کہ ہم ان کو زندہ سمجھ کر ان کے خوف سے برابر اس مشقت کی محنت میں لگے ہوئے ہیں۔ اس وقت انھیں احساس ہوا کہ ہم غیب نہیں جانتے۔ اسی طرح ان لوگوں پر بھی یہ بات واضح ہوگئی جو جنوں کو غیب داں سمجھتے تھے۔

مسجد بیت المقدس کی عظمت وفضیلت

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی
اے اللہ جو شخص اس مسجد میں داخل ہو میں اس کیلئے آپ سے پانچ چیزیں مانگتا ہوں۔
ایک ۱ یہ کہ جو گنہگار توبہ کرنے کیلئے اس مسجد میں داخل ہو تو آپ اس کی توبہ قبول فرمالیں اور اس کے گناہوں کو معاف فرمادیں۔
دوسرے ۲ یہ کہ جو آدمی کسی خوف وخطرے سے بچنے کیلئے اس مسجد میں داخل ہو تو آپ اس کو امن دیدیں اور خطرات نجات عطا فرمادیں۔
تیسرے ۳ یہ کہ جو بیمار شخص اس میں داخل ہو اس کو شفا عطا فرمادیں۔
چوتھے ۴ یہ کہ جو فقیر آدمی اس میں داخل ہو اسکو غنی ومالدار بنادیں۔
پانچویں ۵ یہ کہ جو آدمی اس میں داخل ہو جب تک وہ اس میں رہے آپ اپنی نظر عنایت ورحمت اس پر رکھیں علاوہ اس آدمی کے جو کسی ظلم یا بے دینی کے کام میں مشغول ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے چند دعائیں کیں جو قبول ہوئیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو شخص اس مسجد میں صرف نماز کی نیت سے داخل ہو (اور کوئی دنیوی غرض نہ ہو) تو آپ اس مسجد سے نکلنے سے پہلے اسکو تمام گناہوں سے ایسا پاک کر دیجئے جیسا وہ اس وقت تھا جب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۖ جَنَّتَانِ عَنْ

سبا (کے لوگوں) کے لئے اُن کے وطن (کی مجموعی حالت) میں نشانیاں موجود تھیں دو قطاریں تھیں

يَمِينٍ وَشِمَالٍ ۖ كُلُوا مِنْ رِزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۚ بَلْدَةٌ

باغ کی دائیں اور بائیں اپنے رب کا دیا ہوا) رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو (کہ رہنے کو) عمدہ شہر

طَيِّبَةٌ وَرَبٌّ غَفُورٌ ﴿١٥﴾

اور بخشنے والا پروردگار

قوم سبا کا تذکرہ

ان آیات میں قوم سبا کا ذکر ہے۔ یہ قوم ملک یمن کے دارالحکومت صنعاء کے قریب ایک شہر مآرب میں رہتی تھی اس شہر کے دونوں طرف پہاڑ تھے اس ملک کے بادشاہ نے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان ایک مضبوط و مستحکم بڑا باندھ (ڈام) تیار کیا جس میں بارش اور پہاڑوں سے آنے والا تمام پانی جمع رہتا تھا۔ اس باندھ میں تین دروازے لگائے گئے پہلے اوپر والا دروازہ کھول دیا جاتا اور اس پانی سے اپنی تمام ضروریات پوری کر لیتے جب یہ پانی ختم ہو جاتا تو دوسرا نیچے والا دروازہ کھول لیتے، اسی طرح ضرورت پڑنے پر سب سے نیچے کا تیسرا دروازہ کھول لیتے۔ غرضیکہ پورے سال انھیں فراغتگی سے پانی ملتا رہتا۔

انھوں نے شہر کے دونوں طرف میلوں لمبے باغات لگائے تھے جس میں ہر طرح کے پھلوں اور میووں کے درخت تھے اسی پانی سے وہ ان باغات کو سینچا کرتے تھے جس سے یہ باغات ہر وقت سرسبز و شاداب اور تر و تازہ رہتے اور خوب پھل اور میوے دیتے، غرضیکہ اس آمدنی سے یہ خوب عیش و آرام اور مزے کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ یہ نعمت یاد دلا کر انھیں کہا جا رہا ہے کہ جس ذات (اللہ تعالیٰ) نے تمہیں یہ تمام نعمتیں دی ہیں اس کا شکر ادا کرو اسکی عبادت و بندگی کرو۔ اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے اگر تم سے کچھ کوتاہی اور غلطی بھی ہو جائے گی تو وہ معاف فرما دے گا۔

غرضیکہ اللہ کی فرمانبرداری کرو اور نافرمانی ہوجانے پر اس سے معافی مانگ لو وہ معاف کردیگا

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ

سو انہوں نے سرتابی کی تو ہم نے ان پر بند کا سیلاب چھوڑ دیا

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ

اور ہم نے انکے ان دو رویہ باغوں کے بدلہ اور دو باغ دے دیئے جن میں یہ چیزیں رہ گئیں بدمزہ پھل اور جھاؤ اور قدرے

سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

قلیل بیری - ان کو یہ سزا ہم نے ان کی ناسپاسی کے سبب دی - اور ہم ایسی سزا بڑے ناسپاس ہی کو دیا کرتے ہیں -

قوم سبا پر سیلاب کا عذاب

اس آیت میں اس قوم کی نافرمانی اور اس کے انجام کا ذکر ہے جب اس قوم نے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کا شکرادا نہ کیا سرکشی پر اتر آئے، سورج کی پرستش کرنے لگے تو اللہ نے ان سے اپنی نعمتیں چھین لیں جو عظیم الشان باندھ ان کی خوشحالی کا ذریعہ تھا اسی کو اللہ نے انکی تباہی کا ذریعہ بنا دیا -

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا واقعہ اسطرح بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو تباہ کرنا چاہا تو اس مضبوط و مستحکم باندھ کی بنیادوں پر اندھے چوہے مسلط کر دیئے جنھوں نے اسکی بنیاد کو کھود کھود کر اندر سے کھوکرا کر دیا اور جب برسات میں پانی نے زور پکڑا تو اس باندھ میں دراڑیں پڑ گئیں اور بالآخر تمام پانی بہہ کر ایک تباہ کن سیلاب بن گیا جس سے تمام مکانات کھیتیاں، باغات وغیرہ سب کچھ ہی نیست و نابود ہوگیا -

پھر اس زمین میں اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے درخت اگائے جو کسی کام کے نہ تھے جن پر کسیلے پھل آتے تھے اور کچھ جنگلی بیریوں کے درخت اُگ آئے تھے جن پر کانٹے زیادہ اور بیر کم ہوتے ہیں اور وہ بھی نہایت ترش - اس آیت کے اخیر میں لوگوں کو عبرت حاصل کرنے کیلئے فرمایا کہ کفر و ناشکری کرنے والوں کو ہم اسی طرح سزا دیتے ہیں -

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا

اور ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان میں جہاں ہم نے برکت کر رکھی ہے بہت سے گاؤں آباد

قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيهَا السَّيْرَ ۖ سِيرُوا فِيهَا لَيَالِيَ وَأَيَّامًا

کر رکھے تھے جو نظر آتے تھے اور ہم نے ان دیہات کے درمیان آنکے چلنے کا ایک خاص انداز رکھا تھا کہ بے خوف و خطر ان میں راتوں

آمِنِينَ ﴿١٨﴾ فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا وَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ

کو اور دنوں کو چلو۔ سو وہ کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار ہمارے سفروں میں درازی کر دے اور (علاوہ اس ناشکری کے) انہوں نے اور

فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

بھی نافرمانیاں کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کیا سو ہم نے انکو افسانہ بنادیا اور انکو بالکل تتر بتر کر دیا۔ بیشک اس (قصہ) میں ہر صابر و شاکر

لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿١٩﴾

(مومن) کے لئے بڑی بڑی عبرتیں ہیں۔

اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کا انجام

قوم سبا اپنے شہر مآرب سے ملک شام تک تجارتی سفر کرتی تھی اللہ نے ان پر یہ احسان و انعام فرما رکھا تھا کہ ان کا یہ طویل سفر سکون و آرام سے پورا ہو جاتا تھا کیونکہ راستے میں ایک خاص انداز پر بستیاں آباد تھیں کہ مسافر اگر صبح کو گھر سے چلتا تو دوپہر تک کسی بستی تک پہونچ جاتا تھا وہاں پہونچ کر اطمینان سے کھاتا پیتا اور آرام کرکے چلتا تو شام تک پھر دوسری بستی آجاتی تھی وہاں اپنی ضرورت پوری کرتا۔

بستیاں قریب قریب اور سڑک سے متصل ہونیکی وجہ سے طبیعت میں اداسی اور گھبراہٹ بھی نہیں ہوتی تھی اور چوروں ڈکیتوں سے بھی محفوظ رہتے تھے دن میں رات میں جب جی چاہتا سفر کر لیتے تھے، غرضیکہ ہر طرح سے سکون و اطمینان کے ساتھ سفر پورا ہو جاتا تھا۔

مگر ان ظالموں نے اس نعمت و راحت کی قدر نہ کی، ناشکری و نادانی کی، کہنے لگے سفر کا مزہ اسی وقت ہے جبکہ اس میں مشقتیں ہوں، الجھنیں اور تکلیفیں ہوں اور درمیان میں جو قریب قریب بستیاں ہیں یہ زیادہ فاصلہ پر ہوں تاکہ خوب بھوک، پیاس لگنے پر کھانے پینے کو ملے تو اس میں مزہ آئے یہ کیا سفر جب جی چاہا کھاپی لیا آرام کر لیا یہ تو ایک سیر و تفریح ہوگئی۔

یہ ناقدرے احمق لوگ اس غلط خواہش کی اللہ سے دعا بھی کر بیٹھے کہ پروردگار عالم ہمارے سفر کی ان درمیانی بستیوں کا فاصلہ بڑھا دیجئے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں یہ دعا کرکے ان ظالموں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا جس کے

نتیجہ میں ان کو سیلاب کی سزا ملی جس میں اس قوم کے کچھ لوگ ہلاک ہو گئے اور کچھ ادھر ادھر مختلف بستیوں اور شہروں میں تتر بتر ہو گئے اس طرح یہ قوم اپنی جمعیت ، شان و شوکت ، دولت و عزت سب کچھ ہی کھو بیٹھی - غرضیکہ ناشکری و ناقدری کرنے پر اللہ تعالیٰ نے انھیں ایسا تباہ و برباد کیا کہ ان کی خوش حالی کے صرف قصے ہی لوگوں کی زبان پر رہ گئے -

---

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ

اور واقعی ابلیس نے ان لوگوں کے بارہ میں اپنا گمان صحیح پایا -

فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم

کہ یہ سب اسی راہ پر ہو لئے مگر ایمان والوں کا گروہ - اور ابلیس کا اُن لوگوں پر (جو) تسلط (بطور

مِّن سُلْطَانٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا

اغوا ہے) بجز اسکے اور کسی وجہ سے نہیں کہ ہم کو (ظاہری طور پر) اُن لوگوں کو جو کہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں ان لوگوں

فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ ع ۱۲/۸

(الگ کرکے) معلوم کرنا ہے جو اسکی طرف سے شک میں ہیں - اور آپکا رب ہر چیز کا نگران ہے -

---

شیطان کی دشمنی

حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرکے جب شیطان راندۂ درگاہ ہو گیا تو اسکے دل میں حضرت آدمؑ سے دشمنی ٹھن گئی اس نے اپنے دل میں یہ بات جمالی کہ میں اولاد آدم کو سیدھے راستے سے بھٹکاؤں گا - اس وقت اس نے اندازہ لگایا کہ میں اولاد آدم کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا کیونکہ آدم مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور میں آگ سے لہذا ان پر حاوی آجاؤں گا -

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں واقعی ابلیس کا یہ گمان و انداز بالکل صحیح نکلا حقیقت یہی ہے کہ زیادہ تر انسان صحیح راہ سے بھٹک گئے صرف ایمان والوں کا گروہ محفوظ رہا - جو کامل

اقوال و تحقیق

اَلْقُرَى الَّتِي بٰرَكْنَا ، ان برکت والی بستیوں سے مراد ملک شام کی بستیاں ہیں کیونکہ قرآن میں مختلف مقامات پر نزول رحمت اور خوشحالی کا ذکر ملک شام ہی کیلئے آیا ہے

محمد یعقوب عفر لہ و لوالدیہ

ایمان والے تھے وہ تو مکمل طور پر بچ گئے اور جو کمزور ایمان والے تھے وہ کفر و شرک سے تو محفوظ رہے البتہ دیگر گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے شیطان کو یہ قدرت نہیں دی تھی کہ انسانوں کو زبردستی سیدھے راستے سے ہٹا دے۔ صرف بہلانے پھسلانے کی طاقت دی تھی اور وہ بھی اس مصلحت سے کہ ہم انسانوں کی آزمائش کریں کون ہم پر یقین لاتا ہے اور کون شیطان کے بہکائے میں آکر ہمیں بھول جاتا ہے اور یہ آزمائش اس لئے ضروری تھی تاکہ ہم انسانوں کے تمام اعمال ان کے سامنے لاکر پورے انصاف کے ساتھ ان کو ثواب یا عذاب دیں۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ

آپ فرمائیے کہ جن کو تم خدا کے سوا

زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ

(دخیل خدائی) سمجھ رہے ہو اُن کو پکارو وہ ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے نہ آسمانوں میں

وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ

اور نہ زمین میں اور نہ اُن کی ان دونوں (کے پیدا کرنے) میں کوئی شرکت ہے اور نہ اُن میں سے کوئی اللہ کا

مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿٢٢﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى

(کسی کام میں) مددگار ہے اور خدا کے سامنے (کسی کی) سفارش کسی کے لئے کام نہیں آتی مگر اسکے لئے جسکی نسبت (شفیع کو) وہ اجازت دیدے

اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ

یہاں تک کہ جب اُنکے دلوں سے گھبراہٹ دُور ہو جاتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا حکم فرمایا وہ کہتے ہیں

الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٢٣﴾

کہ (فلانی) حق بات کا حکم فرمایا اور وہ عالیشان سب سے بڑا ہے۔

معبودان باطل کی حقیقت

ان آیات میں مشرکین سے فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر تم نے جن بتوں وغیرہ کو معبود بنا رکھا ہے انھیں اپنی کسی ضرورت و مصیبت میں پکارو تو یہی حقیقت کھل کر تمہارے سامنے آجائے گی کہ انھیں آسمان

وزمین کی پوری کائنات میں سے کسی بھی چیز پر ذرّہ برابر اختیار نہیں نہ انھوں نے کوئی چیز بنائی ہے اور نہ ہی اللہ کے کسی کام میں ان کی کوئی شرکت ومدد، کہ اسی کی بنیاد پر اللہ سے سفارش کر کے تمہارا کوئی کام بنوا سکیں، غرضیکہ یہ محتاج محض ہیں ان میں قطعاً نفع ونقصان پہونچانے کی صلاحیت وقدرت نہیں بس اصل قدرت اللہ ہی کی ہے اسی کے سب محتاج ہیں حتی کہ جو اللہ کے بہت زیادہ مقرب ہیں جیسے انبیاء، فرشتے وہ بھی اللہ سے سفارش اس کی اجازت ہونے ہی پر کر سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے جلال کا یہ عالم ہے کہ جب فرشتوں کو اللہ کی طرف سے کوئی حکم ملتا ہے تو یہ اس حکم کو سن کر ہیبت وجلال کی وجہ سے مدہوش سے ہو جاتے ہیں اور جب ان کی یہ ہیبت کی کیفیت ختم ہو جاتی ہے تو آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں تحقیق کرتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے ہمیں کیا حکم ملا ہے پھر اس حکم پر عمل کرتے ہیں اور جس کی سفارش کا حکم ملا ہے اس کی سفارش کرتے ہیں۔

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ

آپ (تحقیق توحید کے لئے یہ بھی) پوچھئے کہ (اچھا بتلاؤ) تم کو آسمان اور زمین سے کون (روزی)

اللّٰهُ ۙ وَاِنَّاۤ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٤﴾ قُلْ

دیتا ہے (آپ ہی) کہہ دیجئے کہ اللہ (روزی دیتا ہے) اور (یہ بھی کہئے کہ اس مسئلہ توحید میں) بیشک ہم یا تم ضرور راہ راست پر ہیں یا صریح گمراہی میں

لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٥﴾ قُلْ يَجْمَعُ

ہیں آپ (یہ بھی) فرما دیجئے کہ اگر ہم مجرم ہیں (تو) تم سے ہمارے جرائم کی باز پرس نہ ہو گی اور ہم سے تمہارے اعمال کی باز پرس ہو گی (اور یہ بھی) کہہ دیجئے

بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿٢٦﴾ قُلْ

کہ ہمارا رب ہم سب کو ایک جگہ جمع کرے گا پھر ہمارے درمیان میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ (عملی) کر دیگا اور وہ بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے آپ

اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٢٧﴾

(یہ بھی) کہئے کہ مجھ کو ذرا وہ تو دکھلاؤ جن کو تم نے شریک بنا کر خدا کے ساتھ ملا رکھا ہے ہرگز (اسکا کوئی شریک) نہیں بلکہ واقع میں وہی ہے

روزی کون دیتا ہے؟ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرکین سے پوچھئے کہ آسمان سے بارش برسا کر زمین سے اناج وپھل وغیرہ پیدا فرما کر تمہیں روزی کون دیتا ہے! چونکہ مشرکین بھی یقین رکھتے تھے کہ روزی اللہ ہی دیتا ہے۔

لہٰذا ان سے فرمایا جا رہا ہے اس بات کا تم بھی یقین رکھتے ہو اور ہم بھی کہ روزی

اللہ دیتا ہے بس فرق اتنا ہے کہ تم اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو ہم نہیں۔
ظاہر ہے ہم دونوں میں سے ایک ہی حق پر ہو سکتا ہے اور وہ کون ہے خود عقل سے غور کرلو۔ تمہاری رہنمائی کیلئے اللہ تعالیٰ مختلف دلائل بیان فرما چکا ہے جن سے واضح ہے کہ اصل معبود ایک ہی ہے اس کے باوجود بھی اگر تم شرک پر ڈٹے رہو تو یہ تمہاری ہٹ دھرمی ہے بس اس کا خمیازہ تم خود بھگت لوگے، ہم سے تمہارے متعلق کوئی سوال نہ ہوگا تم ہی سے باز پرس ہوگی۔ ہم سے تو صرف ہمارے ہی عقیدوں اور اعمال کے متعلق سوال ہوگا۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ

اللہ زبردست حکمت والا اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے (ایمان لانے پر انکو ہماری رضا و ثواب کی) خوشخبری سنانے والے

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور (ایمان نہ لانے پر انکو ہمارے عذاب و غضب سے) ڈرانیوالے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت عام ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان کی رسالت و نبوت کسی خاص قوم یا کسی خاص شہر و ملک کیلئے تھی یہ خاتم الانبیاء محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی فضیلت ہے کہ آپ کی نبوت پوری دنیا کیلئے عام ہے تمام انسانوں کیلئے بھی اور تمام جنوں کیلئے بھی اسی طرح اُن جن و انس کیلئے بھی جو آپ کے زمانہ میں موجود تھے اور ان کیلئے بھی جو بعد میں قیامت تک آتے رہیں گے۔
بس آپ ہر اس شخص کو خوشخبری سنا دیجئے جو ایمان قبول کرکے اچھے اعمال کرے گا کہ اس کا انجام بہت خوب ہے مرنے کے بعد آرام کی زندگی جنت میں بسر ہوگی۔ اور آپ کفر و شرک اور بُرے اعمال کرنے والوں کو اللہ کے غضب اور عذاب سے ڈرا دیجئے کہ مرنے کے بعد بڑی مصیبت کی زندگی کا سامنا ہوگا، دوزخ کی آگ میں جلنا پڑے گا۔
مگر افسوس زیادہ تر لوگ ان باتوں کو نہیں سمجھتے جسکی وجہ سے انھیں دوزخ کی آگ کا ایندھن بننا پڑیگا

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور یہ لوگ (ایسے مضامین سنکر) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم (یعنی نبی اور آپکے اتباع) سچے ہو (تو بتلاؤ)

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

آپ کہہ دیجئے کہ تمہارے واسطے ایک خاص دن کا وعدہ (مقرر) ہے کہ اس سے نہ ایک ساعت پیچھے ہٹ سکتے ہو اور نہ آگے بڑھ سکتے ہو۔

قیامت اپنے وقت پر ضرور آئیگی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین مکا فرین کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا کرتے تھے کہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے حاضری ہوگی اس وقت ایک ایک بات کا حساب دینا پڑے گا۔ اس پر یہ کہا کرتے تھے کہ آپ جس قیامت کے عذاب سے ہمیں ڈراتے ہیں آخر وہ آئے گی کب؟ اس سوال سے ان کا منشا قیامت کا انکار کرنا تھا۔ اس کا جواب اس آیت میں یہ دیا گیا ہے کہ آپ ان سے صرف یہ فرما دیجئے کہ قیامت کا تم یقین کرو یا نہ کرو وہ آئیگی ضرور آئیگی اس کا ایک وقت اللہ کے علم میں متعین ہے اس سے نہ ایک منٹ پہلے آئیگی نہ بعد میں۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ

اور یہ کفار دنیا میں تو خوب خوب باتیں بناتے ہیں اور) کہتے ہیں کہ ہم ہرگز نہ اس قرآن پر ایمان لاوینگے

وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ۭ وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ

اور نہ اس سے پہلی کتابوں پر اور اگر آپ (ان کی) اس وقت کی حالت دیکھیں (تو ایک ہولناک منظر نظر آوے) جب ظالم

عِنْدَ رَبِّهِمْ ښ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨالْقَوْلَ ۚ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ

اپنے رب کے سامنے کھڑے کئے جاوینگے ایک دوسرے پر بات ڈالتا ہوگا۔ (چنانچہ) ادنٰی درجہ کے لوگ

اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالَ

بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ (ہم تو تمہارے سبب سے برباد ہوئے) اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آئے ہوتے۔ (اس پر)

الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْٓا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ

یہ بڑے لوگ ان ادنٰی درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ کیا ہم نے تم کو ہدایت (پر عمل کرنے) سے

الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَاۗءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ

(زبردستی) روکا تھا بعد اس کے کہ وہ (ہدایت) تم کو پہنچ چکی تھی نہیں بلکہ تم ہی قصوروار ہو۔ اور (اسکے جواب میں) کم درجہ کے

ع ۹/۳ الربع

اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا

لوگ ان بڑے لوگوں سے کہیں گے کہ (ہم زبردستی کو مانع نہیں (کہتے) بلکہ تمہاری رات دن کی تدبیروں نے روکا تھا جب تم ہم کو فرمائش

أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا ۚ وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا

کرتے رہتے تھے کہ ہم اللہ کے ساتھ کفر کریں۔ اور اسکے لئے شریک قرار دیں اور وہ لوگ (اپنی اس) پشیمانی کو (ایک دوسرے سے) مخفی

الْعَذَابَ ۚ وَجَعَلْنَا الْأَغْلَالَ فِي أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ

رکھیں گے جبکہ عذاب دیکھیں گے۔ اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق ڈالیں گے جیسا کرتے تھے

إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٣٣﴾

ویسا ہی تو بھرا

کافروں کے آپس میں سوال وجواب

ان آیات میں فرمایا جارہا ہیکہ کافر دنیا میں تو بڑی بڑھ چڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کتنی بھی تبلیغ کریں ہم ہرگز نہ قرآن پر ایمان لائیں گے اور نہ ہی اس سے پہلی آسمانی کتابوں توریت وانجیل وغیرہ پر ایمان لائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں آخرت میں انکی یہ سب باتیں ختم ہوجائیں گی جب مرکر یہ ہمارے پاس آئیں گے اور میدان محشر میں ہمارے سامنے کھڑے ہوں گے اس وقت آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) انکی حالت دیکھئے کیسی قابل رحم ہوگی اور کس طرح ندامت وذلت میں ڈوبے ہوئے ہوں گے اور آپس میں ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے (دنیا میں جو کم درجہ کے لوگ شمار ہوتے تھے اور دوسروں کے پیچھے چلتے تھے وہ اپنے بڑوں اور سرداروں یعنی متبعین اپنے پیشواؤں کو) لعنت وملامت کررہے ہوں گے کہ تم نے اپنے ساتھ ہمیں بھی تباہ کرڈالا آج ہماری یہ حالت تمہاری وجہ سے ہوئی ہے اگر تم ہمیں گمراہی کے راستہ پر نہ ڈالتے تو ہم ضرور ایمان قبول کرلیتے۔

پیشوا، انھیں جواب دیں گے ہم نے تم پر کوئی زور زبردستی تو کی نہیں تھی جو آج تم ہمیں الزام دے رہے ہو تم خود ہی قصوروار ہو جب حق بات تمہیں پہونچ گئی تھی اور تمہاری سمجھ میں بھی آگئی تھی پھر تم نے اسے قبول کیوں نہیں کیا۔

متبعین، کہیں گے بلاشبہ آپ نے ہمیں زبردستی مجبور تو نہیں کیا مگر حالات اسطرح کے بنائے اور اس طرح کی باتیں سمجھائیں کہ ہم پیغمبروں کی بات نہ مانیں اور اپنے بڑوں کے

طریقۂ کفر و شرک پر قائم رہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اگرچہ آپس میں دونوں گروہ ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے مگر دل ہی دل میں اپنی اپنی غلطی بھی محسوس کر رہے ہوں گے کہ واقعی قصور ہمارا ہی ہے مگر شرم کی وجہ سے ایک دوسرے پر ظاہر نہ کریں گے ۔

بہر حال ان دونوں گروہوں کیلئے اللہ کا حکم ہوگا کہ انکی گردنوں میں طوق (بڑے بڑے کڑے) ڈالدو اور انھیں کھینچ کر دوزخ میں پھینک دو انھوں نے دنیا میں جو حرکتیں کی تھیں یہ اس کی سزا ہے ۔

وما ارسلنا فی قریۃ من نذیر الا

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا (پیغمبر) نہیں بھیجا مگر

قال مترفوھا انا بما ارسلتم بہ کفرون ۞ ۳۴ وقالوا نحن اکثر

وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم تو ان احکام کے منکر ہیں جو تمکو دیکر بھیجا گیا ہے ۔ اور انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال

اموالا واولادا وما نحن بمعذبین ۞ ۳۵ قل ان ربی یبسط

اور اولاد میں تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو کبھی عذاب نہ ہوگا ۔ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار جس کو

الرزق لمن یشاء ویقدر ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۞ ۳۶ و ع ۴ ۱۰

چاہتا ہے زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے کم دیتا ہے ولیکن اکثر لوگ (اس سے) واقف نہیں ۔ اور

ما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من

تمہارے اموال اور اولاد ایسی چیز نہیں جو درجے میں تم کو ہمارا مقرب بنادے (یعنی مؤثر و علتِ قرب کی بھی نہیں) مگر ہاں

امن وعمل صالحا فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا و

جو ایمان لادے اور اچھے کام کرے (یہ دونوں چیزیں البتہ سببِ قرب ہیں) سو ایسے لوگوں کے لئے اُن کے (نیک) عمل کا دونا صلہ ہے

ھم فی الغرفت امنون ۞ ۳۷ والذین یسعون فی ایتنا معجزین

اور وہ (بہشت کے) بالاخانوں میں چین سے (بیٹھے) ہونگے ۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں کے متعلق (اُن کے ابطال کی) کوشش کررہے ہیں

اولئک فی العذاب محضرون ۞ ۳۸ قل ان ربی یبسط الرزق

(نبی کو) ہرانے کے لئے ایسے لوگ عذاب میں لائے جاویں گے ۔ آپ (مومنین سے) فرمادیجئے کہ میرا رب اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے

لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ
فراخ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے تنگی سے دیتا ہے۔ اور جو چیز تم (مواقع حکم الٰہی میں) خرچ کروگے سو وہ

فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾
(یعنی اللہ تعالےٰ) اسکا عوض دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

مالداری رضاء الٰہی کی دلیل نہیں

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے جس قوم اور بستی میں بھی اپنا پیغمبر بھیجا ہے تو اس قوم کے مالداروں نے پیغمبر کی مخالفت کی اور صاف صاف بے خوف ہوکر کہہ دیا کہ جو احکامات آپ ہمیں سناتے ہیں، ہم ان پر عمل نہیں کریں گے۔ اور فخریہ طور پر انھوں نے یہ بھی کہا کہ ہم مال و دولت اور اولاد میں تم سے بہت بڑھے ہوئے ہیں جو اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہے لہذا ہمیں عذاب بھی نہیں دیا جائیگا جس سے تم ہمیں خواہ مخواہ ڈراتے ہو۔

حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو تسلّی

اس مضمون سے در حقیقت رسول اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دی گئی ہے کہ اگر مکہ کے مالدار آپ کی بات قبول نہیں کرتے اور آپ کی مخالفت کرتے ہیں تو آپ غمگین نہ ہوں ایسے لوگوں نے ہمیشہ اسی طرح کا معاملہ ہمارے ہر نبی کے ساتھ کیا ہے، بس آپ ان سے اتنا کہہ دیجئے کہ مال و اولاد پر تکبر مت کرو یہ اللہ کے مقرب ہونے کی دلیل نہیں یہ تو اللہ کی اپنی حکمت و مصلحت ہے کہ وہ جس کو جو مناسب سمجھتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ بس یاد رکھو اللہ کے نزدیک وہی شخص مقرب ہے اور وہی اللہ کے عذاب سے بچ سکتا ہے جو اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے۔ ایمان قبول کرکے اعمال صالحہ کرے ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں عالی شان محل عطا فرمائے گا۔ اور جو مال و اولاد پر غرور و تکبر کرتے ہیں ایمان اور اعمال صالحہ اختیار نہیں کرتے بلکہ اللہ و رسول کی نافرمانی کرتے ہیں تو انھیں جہنم کے اندر عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے خوب مال و دولت اور اولاد عطا فرما دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگدست کر دیتا ہے اس میں بھی اللہ کی اپنی مصلحت ہے کہ اپنے بندوں کو آزماتا ہے کہ مال و دولت ملنے پر شکر ادا کرتے ہیں یا تکبر اور تنگدستی کی حالت میں صبر کرتے ھیں یا شکوہ و شکایت۔

اور فرمایا کہ جو مال تم نیک کاموں میں خرچ کروگے اور جو حقوق ہم نے تم پر عائد کئے ہیں

ان میں خرچ کرو گے تو ہم دونوں جہاں میں اس کا بہترین بدلہ عطا فرمائیں گے۔

جو مال شریعت کے مطابق خرچ نہ ہو اس کے بدلہ کا وعدہ نہیں

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نیک کام صدقہ ہے، اور کوئی آدمی جو اپنے نفس یا اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے اور موجب ثواب ہے، اور جو شخص کچھ خرچ کر کے اپنی آبرو بچائے وہ بھی صدقہ ہے اور جو شخص اللہ کے حکم کے مطابق کچھ خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ اس کا بدلہ اس کو دیں گے مگر وہ خرچ جو (فضول ضرورت سے زائد بلا وجہ) تعمیر میں یا کسی گناہ کے کام میں کیا جائے اس کے بدلہ کا وعدہ نہیں۔

حضرت جابر رضہ کے شاگرد ابن المنکدر نے پوچھا حضرت آبرو بچانے کیلئے خرچ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جس شخص کے متعلق یہ خیال ہو اگر اس کو نہیں دیں گے تو یہ ہمارے اندر عیب نکالے گا اور لوگوں میں ہماری برائی کرتا پھرے گا اس کو اپنی آبرو بچانے کیلئے دینا مراد ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ

اور وہ دن قابل ذکر ہے جس روز اللہ تعالیٰ ان سب کو میدان

يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهَٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ

قیامت میں) جمع فرمادیگا۔ پھر فرشتوں سے ارشاد فرمادیگا کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کیا کرتے تھے۔ وہ عرض کرینگے کہ آپ پاک ہیں ہمارا

أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ

تو آپ سے تعلق ہے نہ کہ ان سے بلکہ یہ لوگ شیاطین کو پوجا کرتے تھے ان میں اکثر لوگ

بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا

انہی کے معتقد تھے۔ سو (کافروں سے کہا جاوے گا) آج تم (مجموع عابدین ومعبودین) میں سے نہ کوئی کسی کو نفع پہنچانے کا اختیار

ضَرًّا وَنَقُولُ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا

رکھتا ہے اور نہ نقصان پہنچانے کا اور (اس وقت) ہم ظالموں (یعنی کافروں) سے کہیں گے کہ جس دوزخ کے عذاب کو تم جھٹلایا کرتے تھے

تُكَذِّبُونَ ﴿٤٢﴾

(اب) اس کا مزہ چکھو۔

کیا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں

کافرین و مشرکین کو شیطان نے بہکایا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں ان کی پوجا کرو یہ تمہارا کام بنا دیں گے

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کافرین و مشرکین کو جمع کرکے فرشتوں سے سوال کریں گے کیا تم نے ان کو اپنی پرستش کرنے کیلئے کہا تھا۔ فرشتے عرض کریں گے الٰہ العٰلمین آپ تو شرک سے پاک ہیں ہم خود آپ کی بندگی کرتے ہیں ان سے کیسے اپنی پرستش کو کہتے۔ درحقیقت یہ شیطان کی پرستش کرتے تھے۔ شیطان انھیں آپ سے ہٹانے کیلئے کبھی ہماری پرستش کراتا تھا کبھی دوسری چیزوں کی کہ انکی پوجا کرو تمہارا کام بن جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں آج تم دونوں یعنی عابدوں اور معبودوں کا عاجز آنا واضح ہوگیا ہے تم میں سے کوئی کسی کو ذرّہ بھر نفع و نقصان نہیں پہونچا سکتا۔ جس شیطان کے چکر میں پھنس کر تم نے آخرت کو جھٹلایا تھا آج وہ بے بس عاجز و محتاج بنا کھڑا ہے بس اب تم اس دوزخ کے عذاب کا مزہ چکھو جس کا دنیا میں انکار کیا کرتے تھے۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْهِمْ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا

اور جب اُن لوگوں کے سامنے ہماری آیتیں جو (حق اور ہادی ہونے کی صفت میں) صاف صاف پڑھی جاتی ہیں تو یہ لوگ

رَجُلٌ یُّرِیْدُ اَنْ یَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ یَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ

(پڑھنے والے یعنی نبی صلعم کی نسبت) کہتے ہیں (کہ نعوذ باللہ) یہ محض ایک ایسا شخص ہے جو یوں چاہتا ہے کہ تم کو ان چیزوں (کی عبادت) سے باز رکھے جن کو

اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًی ؕ وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ

(قدیم سے) تمہارے بڑے پوجتے تھے اور (قرآن کی نسبت) کہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) یہ محض ایک تراشا ہوا جھوٹ ہے۔ اور یہ کافر اس امر حق

هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿٤٣﴾ وَمَآ اٰتَیْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ یَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ

(یعنی قرآن) کی نسبت جبکہ وہ اُنکے پاس پہنچا یوں کہتے ہیں کہ یہ محض ایک صریح جادو ہے اور ہمنے اُنکو کتابیں نہیں دی تھیں کہ اُنکو پڑھتے پڑھاتے

اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِیْرٍ ﴿٤٤﴾ ؕ وَكَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ

ہوں اور اسی طرح ہمنے آپ سے پہلے اُنکے پاس کوئی ڈرانے والا (یعنی پیغمبر) نہیں بھیجا تھا اور اُن سے پہلے جو کافر گزرے ہیں اُنہوں نے تکذیب کی

وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَیْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِیْ قف

تھی اور یہ (مشرکین عرب) تو اُس سامان کے جو ہم نے اُنکو دے رکھا تھا دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔

فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ۴۵ ع

غرض اُنہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی۔ سو (دیکھو) میرا (اُن پر) کیسا عذاب ہوا۔

قرآن اللہ کی کتاب ہے جادو نہیں

ارشاد ہے کہ جب مکہ والوں کو قرآن کریم کی صاف صاف آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپس میں کہتے ہیں یہ شخص نہ رسول ہے نہ نبی۔ یہ تو صرف ہم پر اپنی سرداری وحکومت چاہتا ہے۔ ہمیں عبادت کا ایک نیا راستہ دکھا کر، ہمارے بڑوں کے طریقہ سے ہٹانا چاہتا ہے (جس پر وہ ہمیشہ سے قائم رہے ہیں) کہ بتوں کی پوجا چھوڑ کر صرف اللہ کی بندگی کرد اور جس قرآن کو یہ اللہ کا کلام کہتے ہیں یہ بھی جھوٹ ہے بلکہ اس کو محمد عربی نے خود گھڑ رکھا ہے اور جب ان سے یہ سوال ہوتا اس گھڑے ہوئے کلام میں اس قدر اثر کیوں ہے؟ اور لوگ اس کے گرویدہ کیوں ہوتے چلے جا رہے ہیں؟ تو اس کے جواب میں کہتے درحقیقت یہ ایک جادو ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی طرف کھنچ رہے ہیں جلد ہی اس کا اثر ختم ہو جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ مکہ والوں کو تو قرآن ورسول کی خوب قدر کرنی چاہیئے تھی کیوں کہ اس سے پہلے نہ انکی قوم میں کبھی کوئی رسول آیا نہ کوئی آسمانی کتاب، جس طرح بنی اسرائیل میں آئے ہیں۔ چنانچہ اس سے پہلے یہ کہا بھی کرتے تھے اور تمنا بھی کرتے تھے کہ اگر ہم میں کوئی رسول آتا یا کوئی کتاب ہم پر اتاری جاتی تو ہم دوسری قوموں سے زیادہ فرمانبردار اور اطاعت گذار ہوتے مگر افسوس اتنی تمناؤں کے بعد جب انھیں یہ عظیم دولت ملی تو بجائے قدر کرنے کے اس کا انکار کر بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں انھیں انکار کرنے والوں کا انجام معلوم نہیں۔ سنو تم سے پہلے ان قوموں نے جو طاقت وقوت، مال ودولت، عزت وشوکت اور طولِ عمر وغیرہ میں تم سے دسوں گنا بڑھی ہوئی تھیں جیسے قوم عاد وثمود وغیرہ جب انھوں نے ہمارے پیغمبروں کو جھٹلایا تو ہمارے عذاب نے انھیں گھیر لیا جس سے یہ ہلاک وبرباد ہو گئے۔

بس اے اہل مکہ پچھلی قوموں کی تباہی سے عبرت حاصل کرو اور ہمارے رسول کی فرمانبرداری کرو نہیں تو تمہارا انجام بھی ویسا ہی ہوگا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ

آپ کہئے کہ میں تو صرف ایک بات سمجھاتا ہوں　وہ یہ کہ تم (محض) خدا کے واسطے کھڑے ہو جاؤ

تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ

دو دو اور ایک ایک پھر سوچو کہ تمہارے اس ساتھی کو جنون (تو) نہیں ہے۔ وہ تم کو ایک سخت عذاب آنے سے

يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ

پہلے　ڈرانے والا　ہے۔　آپ کہہ دیجئے کہ میں نے تم سے (اس تبلیغ پر) کچھ معاوضہ مانگا ہو تو وہ

اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾

تمہارا ہی رہا　میرا معاوضہ تو بس اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ اور وہی ہر چیز پر اطلاع رکھنے والا ہے

اے مشرکین مکہ ذرا غور کرو

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اے مشرکین مکہ تم میں سے ہر شخص تنہا تنہا بھی غور کرے اور آپس میں تبادلۂ خیال بھی کرے کیا واقعی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خود غرض، دولت کے لالچی، سرداری کے خواہشمند ہیں، یا مجنون و دیوانہ ہیں جو اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں کہ ہمارے بڑوں کے طریقۂ بت پرستی سے ہمیں ہٹا کر ایک اللہ کی بندگی کرانا چاہتے ہیں۔ جب تم ایمانداری، دیانتداری کے ساتھ تعصب وعناد سے دور ہو کر سوچو گے کہ جس شخص نے چالیس سال بچپن سے جوانی تک ہمارے ساتھ گذارے ان کے تمام حالات ہمارے سامنے ہیں جس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہونچائی، کبھی بددیانتی وغیرہ نہیں کی، تو یقیناً تم اس نتیجہ پر پہونچو گے کہ واقعی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے محسن وہمدرد ہیں جو ہمیں عالم آخرت میں آنے والی ایک سخت مصیبت سے بچانا چاہتے ہیں اور یاد کر دیں نے اس وعظ و نصیحت اور تبلیغ پر تم سے کبھی کوئی معاوضہ بھی نہیں مانگا کہ مال و دولت یا سرداری کا طلبگار ہوا ہوں میری اس خدمت و محنت کا صلہ میرا رب مجھے عطا فرمائیگا جو ہر بات سے پورا واقف ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا

آپ　کہہ دیجئے کہ میرا رب حق بات (یعنی ایمان) کو (کفر پر) غالب کر رہا ہے (اور) وہ علام الغیوب ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ دین حق آگیا اور (دین)

يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ إِنْ ضَلَلْتُ فَإِنَّمَا أَضِلُّ عَلَىٰ

باطل نہ کرنے کا رہا نہ دھرنے کا۔ آپ کہہ دیجئے کہ اگر (مثلاً و فرضاً) میں گمراہ ہو جاؤں تو میری گمراہی مجھ ہی پر

نَفْسِي ۖ وَإِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوحِي إِلَيَّ رَبِّي ۚ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ﴿٥٠﴾

وبال ہوگی اور اگر میں راہ (راست) پر ہوں تو یہ بدولت اس قرآن کے ہے جسکو میرا رب میرے پاس بھیج رہا ہے وہ سب کچھ سنتا (اور) بہت نزدیک ہے۔

تفسیر

ان آیات میں فرمایا جا رہا ہے اے لوگو اللہ حق بات یعنی ایمان کو کفر پر غالب کر رہا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر برابر وحی نازل فرما رہے ہیں۔ ایسے نورانی ماحول میں کفر کہاں رہنے والا ہے۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرکین سے یہ بھی فرما دیجئے اگر تمہارے گمان کے مطابق میں گمراہی پر ہوں تو میری گمراہی کا وبال مجھ ہی پر پڑے گا۔ اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ قرآن کی وجہ سے ہے جو وحی کے ذریعہ میرا رب مجھ پر نازل فرما رہا ہے۔

حاصل یہ کہ میں دیوانہ نہیں کہ جس کام سے مجھے گمراہی ملے اور کوئی دنیوی فائدہ بھی میرا نہ ہو میں اسے اختیار کروں اور اگر یہ دین جو میں نے اختیار کیا ہے ہدایت ہے تو یہ میرا بنایا ہوا نہیں کیونکہ تم سبھی خوب جانتے ہو میں پڑھا لکھا نہیں ہوں۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے، بس جس طرح میں نے اسے اختیار کر کے ہدایت پائی ہے تم بھی اس دین اسلام کو قبول کر کے ہدایت حاصل کر لو۔

وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِنْ مَكَانٍ

اور اگر آپ وہ وقت ملاحظہ کریں (تو آپکو حیرت ہو) جبکہ یہ کفار گھبرائے پھریں گے پھر نکل بھاگنے کی کوئی صورت نہ ہوگی

قَرِيبٍ ﴿٥١﴾ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ وَأَنَّىٰ لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَكَانٍ

اور پاس کے پاس ہی (یعنی فوراً) پکڑ لئے جاوینگے۔ اور کہیں گے ہم دین حق پر ایمان لے آئے۔ اور اتنی دور جگہ سے (ایمان کا) انکے ہاتھ آنا کہاں ممکن

بَعِيدٍ ﴿٥٢﴾ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ قَبْلُ ۖ وَيَقْذِفُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ

ہے۔ حالانکہ پہلے سے (دنیا میں) یہ لوگ اس کا انکار کرتے رہے اور بے تحقیق باتیں دور ہی دور سے پھینکا کرتے

مَّکَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۳﴾ وَحِیْلَ بَیْنَہُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَہُوْنَ کَمَا فُعِلَ

تھے۔ اور ان میں اور اُن کی (قبولِ ایمان کی) آرزو میں ایک آڑ کر دی جائے گی۔ جیسا کہ اُن کے

بِاَشْیَاعِہِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّہُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍ ﴿۵۴﴾ ع

ہم مشربوں کے ساتھ (بھی) یہی (برتاؤ) کیا جائے گا جو ان سے پہلے تھے۔ کیونکہ یہ سب بڑے شک میں تھے جس نے انکو تردد میں ڈال رکھا تھا۔

ع ۶ / ۱۲

محشر میں مشرکین کی حالت

کافرین و مشرکین جب محشر کا ہولناک منظر دیکھیں گے تو ان کے ہوش اڑ جائیں گے اور گھبرا کر ادھر اُدھر بھاگے پھریں گے مگر دور نہ جانے پائیں گے کہ گرفتار کر لیئے جائیں گے۔ ان حالات کو دیکھ کر یہ کہیں گے پیغمبروں کی باتیں بالکل سچ تھیں ہمیں ان پر یقین آگیا اب ہم ایمان لاتے ہیں۔ مگر یہ وقت ایمان لانے کا نہیں ایمان لانے کا موقع تو بہت دور جا چکا یعنی دنیا میں قیامت سے پہلے ایمان لانے کا وقت تھا جو اب تمہارے ہاتھ سے نکل چکا ہے۔ دنیا میں تو خوب من مانی کی اللہ و رسول کی نافرمانی کی اب ایمان کی سوجھی ہے اب تو اپنے کیئے کی سزا پاؤ۔ عذاب سے نجات کی آرزو کرنا یا دنیا میں واپس جا کر ایمان قبول کرنیکی تمنا کرنا بیکار ہے اس سے کچھ حاصل ہونیوالا نہیں۔

اب پچھتاوے سے کیا ہووت ہے ⁂ جب چڑیا چگ گئی کھیت

الحمد للہ سورۂ سبا کی تفسیر مکمل ہوئی

سُوْرَۃُ فَاطِرٍ مَّکِّیَّۃٌ وَّ ھِیَ خَمْسٌ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ وَّاَرْبَعُوْنَ اٰیَۃً وَّ خَمْسُ رُکُوْعَاتٍ

سورۂ فاطر مکہ میں نازل ہوئی ایس ۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں ۔ پینتالیس آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا

تمام تر حمد (اسی) اللہ کو لائق ہے جو آسمان اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے جو فرشتوں کو پیغام رساں بنانیوالا ہے۔

اُولِیْٓ اَجْنِحَۃٍ مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ

جن کے دو دو اور تین تین اور چار چار پر دار بازو ہیں وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کر دیتا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱﴾ مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَۃٍ

بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ جو رحمت (بارش وغیرہ) لوگوں کے لئے کھول دے۔

فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ ۚ وَ

سو اس کا کوئی بند کرنے والا نہیں اور جس کو بند کر دے سو اسکے (بند کرنے کے) بعد اس کا کوئی جاری کرنے والا نہیں اور

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝٢ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ

وہی غالب حکمت والا ہے ۔ اے لوگو تم پر جو اللہ کے احسانات ہیں اُن کو یاد کرو (شکر کرو اور غور کرو کہ)

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ

کیا اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو آسمان و زمین سے رزق پہنچاتا ہو ۔

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ۝٣

اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم (شرک کرکے) کہاں اُلٹے جا رہے ہو ۔

تمام تعریفوں کی مستحق اللہ کی ذات ہے

تمام تعریفوں کی مستحق وہ ذات ہے جس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا اور جس نے فرشتوں کو پیغام لانیوالا بنایا یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات و پیغامات نبیوں کے پاس لاتے ہیں اور آسمان سے زمین تک کی دوری جلد طے کر لیں اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پردار بازو عطا فرمائے ہیں ۔ چنانچہ ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ کسی فرشتے کے دو بازو ہیں کسی کے تین اور کسی کے چار غرضیکہ تمام فرشتوں کے بازو ایک جیسے نہیں بلکہ مختلف حسب ضرورت ہیں چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرئیل ؑ کے چھ سو بازو ہیں ۔

اللہ اپنی مخلوق کو جو چاہتا ہے دیتا ہے

بہر حال اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جس کو جو چیز چاہتا ہے عطا فرمادیتا ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے ، اور قادر بھی ایسا کہ جس کیلئے رحمت کا جو دروازہ کھول دیتا ہے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جس کیلئے بند کر دیتا ہے اسے کوئی کھول نہیں سکتا وہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے بس جس کیلئے مناسب سمجھتا ہے کھول دیتا ہے اور جس کیلئے کھولنا مناسب نہیں سمجھتا بند کر دیتا ہے ۔

اے لوگو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جو آسمان و زمین سے تمہیں رزق دیتا ہو ، بس اسکی نعمتوں کا احسان مانو اور شکر ادا کرو وہی مستحق عبادت و بندگی ہے تم کہاں الٹے کفر و شرک کے راستے پر چلے جا رہے ہو ۔

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ

اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو (آپ غم نہ کریں کیونکہ)

رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ

آپ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر جھٹلائے جا چکے ہیں اور سب امور اللہ ہی کے روبرو پیش کئے جائیں گے اے لوگو اللہ تعالیٰ کا (یہ)

وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

وعدہ ضرور سچا ہے سو ایسا نہ ہو کہ یہ دنیوی زندگی تم کو دھوکہ میں ڈالے رکھے اور ایسا نہ ہو کہ تم کو دھوکہ باز شیطان اللہ سے

الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا يَدْعُوْا

دھوکہ میں ڈال دے۔ یہ شیطان بیشک تمہارا دشمن ہے سو تم اسکو (اپنا) دشمن (ہی) سمجھتے رہو۔ وہ تو اپنے گروہ کو محض اسیلئے

حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ﴿۶﴾ ؕ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ

(باطل کی طرف) بلاتا ہے تاکہ وہ لوگ دوزخیوں میں سے ہو جاویں۔ (پس) جو لوگ کافر ہو گئے اُن کے لئے سخت

شَدِيْدٌ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ

عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اُن کے لئے (معاصی کی) بخشش اور (ایمان پر) بڑا اجر

كَبِيْرٌ ﴿۷﴾ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ ع ۱

ہے۔ تو کیا ایسا شخص جس کو۔ اُس کا عمل بد اچھا کر کے دکھایا گیا۔ پھر وہ اُس کو اچھا سمجھنے لگا (یعنی کافر) اور ایسا شخص

مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ

جو قبیح کو قبیح سمجھتا ہے (یعنی مومن) کہیں برابر ہو سکتے ہیں سو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے۔

حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴿۸﴾

سو اُن پر افسوس کر کے کہیں آپکی جان نہ جاتی رہے۔ اللہ کو ان کے سب کاموں کی خبر ہے۔

تفسیر یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کیلئے فرمایا جا رہا ہے کہ اگر آپ کے زمانہ کے کفار و مشرکین آپکی بیان کی ہوئی حق باتوں کو نہ مانیں، اور آپ کی سچی رسالت و نبوت کو جھٹلائیں تو آپ غمگین نہ ہوں۔ آپ سے پہلے نبیوں کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ ہوا ہے کہ ان کی

تمام سچائیوں کو جھٹلایا گیا ، بس آپ معاملہ اللہ کے سپرد کر دیجئے ، تمام انسانوں کو لوٹ کر اللہ ہی کی طرف جانا ہے اس وقت ان سے پوچھ لیا جائے گا کہ تم نے ہمارے رسول کو کیوں ستایا کیوں جھٹلایا ، بس اللہ کا وعدہ حق ہے ایک دن قیامت ضرور آئے گی ہر شخص سے اس وقت اسکے ایک ایک عمل کا حساب لے کر سزا یا جزا دیدی جائیگی ۔

اے لوگو ! دنیا کی ظاہری چمک دمک اور شیطانی مکر و فریب سے دھوکہ مت کھاؤ ۔ شیطان تو اسی بات کا خواہشمند ہے کہ تم کو ہدایت کے راستے سے ہٹا کر گمراہی پر ڈالدے اور پھر تم جہنم میں جانے کے مستحق ہو جاؤ ۔

بس جس شخص نے اللہ ورسول کا انکار کیا انکی نافرمانی کی تو اس کیلئے سخت عذاب ہے ۔ اور جس نے اللہ ورسول کی فرمانبرداری کی نیک کام کئے اس کے لئے بہترین اجر ہے ۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کیا نیک و بد اور مومن و کافر برابر ہو سکتے ہیں ۔ ہرگز نہیں مومن جنت میں جائیں گے اور کافر جہنم میں ۔ بس اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت یافتہ بنا دیتا ہے یعنی جو شیطانی دھوکہ میں آکر ایمانی راستے سے ہٹ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گمراہ کر دیتے ہیں ۔ اور جو شیطان کے مکر و فریب سے بچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے راستے پر چلنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نصیب فرمادیتے ہیں بس جب ہدایت و گمراہی اللہ کی طرف سے ہے تو آپ ان کافرین ومشرکین کے ایمان نہ لانے سے اس قدر دلگیر اور غمزدہ نہ ہوں اللہ تعالیٰ انکی تمام حرکتوں ، کرتوتوں سے باخبر ہے خود نمٹ لے گا ۔

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ

اور اللہ ایسا (قادر) ہے جو (بارش سے پہلے) ہوائیں

الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ

کو بھیجتا ہے پھر وہ (ہوائیں) بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر ہم اس بادل کو خشک قطعہ زمین کی طرف ہانک لے جاتے ہیں ، پھر ہم

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

اسکے (بادل کے) ذریعہ سے زمین کو زندہ کرتے ہیں اسی طرح (قیامت میں آدمیوں کا) جی اٹھنا ہے جو شخص عزت حاصل کرنا چاہے تو

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ

تمام تر عزت خدا ہی کے لئے ہے　اچھا کلام اسی تک پہنچتا ہے　اور اچھا کام اسکو پہنچاتا ہے ۔

يَرْفَعُهُ ۭ وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَ

اور جو لوگ (اس کے خلاف) بری بری تدبیریں کر رہے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا اور

مَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ⑩

ان لوگوں کا یہ مکر نیست و نابود ہو جائے گا

اللہ مُردوں کو آسانی سے زندہ کر دیگا

ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات وہ قادر مطلق ہے جو ہوائیں چلا کر ان کے ذریعہ بادلوں کو زمین کے ایسے خطہ پر لیجاتی ہیں جو مردہ ہو چکا تھا یعنی کچھ اُگانے اور کھیتی وغیرہ کے قابل نہ رہا تھا۔ اللہ اس پر بارش برسا کر زندہ کر دیتا ہے یعنی وہ پیداوار کے قابل ہو جاتا ہے۔ بس اسی طرح اے منکرین آخرت مرنے کے بعد تم کو بھی اللہ تعالیٰ اسی طرح زندہ کر دیگا۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے جب اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنا چاہیں گے تو عرش کے نیچے سے ایک خاص قسم کی بارش برسائیں گے جس کا پانی پڑتے ہی مردے اس طرح زندہ ہو جائیں گے جس طرح دنیا میں بارش ہونے سے دانہ زمین سے اُگ آتا ہے۔

عزت حاصل کرنیکا آسان نسخہ

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جو شخص دنیا و آخرت میں باعزت رہنا چاہے اس کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کرے کیونکہ تمام عزتیں اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں وہ اپنے جس بندے سے خوش ہوگا اس کو عزت بخش دے گا۔

اور اللہ ہی کیطرف چڑھتے ہیں پاک کلمات۔ پاک کلمات سے مراد کلمۂ طیبہ، تلاوتِ قرآن کریم اور تمام ذکر و اذکار ہیں اور چڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کلمات خیر کو فرشتے لکھکر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور رب العالمین کی بارگاہ میں لیجاکر پیش کر دیتے ہیں۔ اور ان پاک کلمات کو اچھے اعمال چڑھاتے ہیں، اچھے اعمال سے مراد ایمان اور اعمال صالحہ ہیں، آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اچھے کلمات آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور اچھے اعمال ان اچھے کلمات کو چڑھانے کا ذریعہ بنتے ہیں اور اللہ کی طرف چڑھنے کا مطلب قبول ہونا ہے۔

حاصل یہ کہ بغیر اچھے اعمال کے جس کا اہم جز ایمان ہے اس کے بغیر کوئی بھی ذکر حق کہ کلمہ طیبہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ اور اچھے اعمال کا دوسرا جز نماز، روزہ وغیرہ ہے اس کے بغیر ذکر اذکار وغیرہ

مکمل طور پر قبول نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ کہ سب سے پہلی چیز ایمان قبول کرنا ہے اس کے بعد فرائض و واجبات کی ادائیگی اسی کے ضمن میں گناہوں اور حرام کام سے بچنا بھی ہے اس کے بعد ذکر واذکار قلب پر اثر انداز ہونگے اور قبولیت کا درجہ پائیں گے اور پھر ایک خاص مدت تک انکی پابندی کرنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دونوں جہاں میں عزت و سکون نصیب ہوگا اور اس کے برخلاف وہ لوگ جو ایمان سے دور ہیں اور اسلام کے خلاف بری تدبیریں کرتے ہیں یہ ذلیل ہوں گے اور انھیں سخت عذاب ہوگا۔ اس سے مراد مشرکین ہیں جن کا عقیدہ شیطان نے یہ بنا دیا تھا کہ اگر تم فلاں بت کی پوجا کروگے تو تمہیں عزت ملے گی اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں تمہیں عزت نہیں بلکہ ذلت ملے گی اور جو گندی تدبیریں تم بنا رہے ہو ہم ان سب کو نیست و نابود کردیں گے۔ چنانچہ مشرکین مکہ اسلام کو مٹانا چاہتے تھے اللہ نے انھیں کو مٹا دیا چنانچہ قریش مکہ نے دارالندوہ (یہ ان کا مشورہ گاہ تھا) میں بیٹھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کرنے یا قتل کرنے یا جلاوطن کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ مگر نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ بدر کے موقع پر خود قریش ہی وطن سے نکالے گئے اور مسلمانوں کے ہاتھوں قتل بھی ہوئے اور قید بھی۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

اور اللہ تعالیٰ نے تم کو (ضمناً) مٹی سے پیدا کیا پھر (استقلالاً) نطفہ سے پیدا

ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ

کیا پھر تم کو جوڑے جوڑے بنایا اور کسی عورت کو نہ حمل رہتا ہے اور نہ وہ جنتی ہے مگر سب اسکی اطلاع سے ہوتا ہے

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ

اور اسی طرح (نہ کسی کی عمر زیادہ (مقرر) کی جاتی ہے اور نہ کسی کی عمر کم (مقرر) کی جاتی ہے مگر یہ سب لوح محفوظ میں ہوتا ہے

ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿١١﴾

یہ سب اللہ کو آسان ہے۔

اللہ کی قدرت کے کرشمے

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا فرمایا اور پھر انکی اولاد کو نطفہ سے اور پھر مرد و عورت کے جوڑے بنائے اس طرح نسل انسانی یہ چل رہی ہے۔ اور استقرار حمل سے بچہ کی

پیدائش تک جو حالات وکیفیات پیش آئیں ان کا علم اللہ ہی کو ہے والدین بھی نہیں جانتے اندر کیا کیا صورتیں پیش آئیں اس بچہ کی عمر بھی اللہ ہی کے علم میں ہے کتنی ہو گی بلکہ اسکی کتاب (لوح محفوظ میں) لکھی ہوئی ہے۔ اور ان سب باتوں کا اللہ کے علم میں ہونا کوئی مشکل بات نہیں کیونکہ وہ عالم الغیب ہے اور ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

کیا عمر بڑھ جاتی ہے

بخاری ومسلم شریف میں حدیث ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کا رزق اور عمر بڑھ جائے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا واقعی عمر بڑھ جاتی ہے جب کہ دوسری حدیث میں ہے کہ بچہ پیدا ہونے سے پہلے ہی اسکی عمر لکھ دی جاتی ہے کہ اتنی ہوگی اور پھر اس میں کمی وزیادتی نہیں ہوتی۔ یہی سوال صحابہ کرام کے ذہنوں میں پیدا ہوا چنانچہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نے یہی سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ عمر تو اپنی جگہ پر مقرر ہے اس میں تو کمی وزیادتی نہیں ہوگی، عمر بڑھ جانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو نیک وصالح اولاد عطا فرما دیتا ہے وہ اس کے لئے دعاء (اور دیگر نیک اعمال) کرکے اس کو ثواب پہونچاتی رہتی ہے اس طرح اس شخص کو مرنے کے بعد بھی وہ فائدہ پہونچتا رہتا ہے جو خود زندہ رہنے سے حاصل ہوتا اس طرح گویا اس کی عمر بڑھ گئی۔

یہی سوال زمانۂ طالب علمی میں ایک بار احقر نے حضرت مولانا محمد اسعد اللہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ سابق ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور وخلیفۂ اجل حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا ایسے شخص کی عمر میں برکت فرما دی جاتی ہے مثلاً جو کام دوسرا شخص پچاس سال میں کرتا تو یہ شخص پینتالیس سال میں کرلیتا ہے۔ اس طرح یہ گویا کہ کم وقت میں زیادہ کام کرلیتا ہے تو سمجھو اسکی عمر بڑھ گئی۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

اور دونوں دریا برابر نہیں ہیں (بلکہ) ایک تو شیریں پیاس بجھانے والا ہے

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا

جسکا پینا آسان ہے اور ایک شور تلخ ہے اور تم ہر ایک (دریا) سے (مچھلیاں نکال کران کا) تازہ گوشت

وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ فِيهِ مَوَاخِرَ

کماتے ہو (نیز) زیور (یعنی موتی) نکالتے ہو جسکو تم پہنتے ہو اور تو کشتیوں کو اس میں دیکھتا ہے پانی کو پھاڑتی ہوئی چلتی ہیں

لِتَبْتَغُوا مِنْ فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ

تاکہ تم (ان کے ذریعہ سے) اس کی روزی ڈھونڈو اور تاکہ تم شکر کرو ۔ وہ رات کو دن میں داخل کردیتا ہے

وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي

اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے ۔ اور (مثلاً یہ کہ) اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک مدت

لِأَجَلٍ مُسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِينَ تَدْعُونَ

مقرر تک چلتے رہیں گے یہی اللہ (جس کی یہ شان ہے) تمہارا پروردگار ہے اسی کی سلطنت ہے اور اسکے سوا جنکو تم پکارتے

مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ﴿١٣﴾ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا

ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے ۔ اگر تم ان کو پکارو بھی تو وہ تمہاری پکار (اول تو)

دُعَاءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ

سنیں گے نہیں ۔ اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو تمہارا کہنا نہ کرینگے ۔ اور قیامت کے روز وہ (خود) تمہارے شرک کرنے کی مخالفت

بِشِرْكِكُمْ ۚ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ﴿١٤﴾ ع ۲

کریں گے اور تجھ کو خبر رکھنے والے کی برابر کوئی نہیں بتلاوے گا ۔

اللہ کی قدرت ونعمت

اللہ کی قدرت دیکھئے دو دریا بہہ رہے ہیں جن کا پانی دیکھنے میں ایک جیسا مگر ذائقہ وخاصیت الگ الگ، ایک دریا کا پانی میٹھا ذائقہ دار ہے اور دوسرے کا کھارہ اور بدمزہ ہے اور ان دونوں ہی طرح کے دریاؤں سے تم مچھلیاں نکال کر ان کا گوشت کھاتے ہو اور انہی دریاؤں سے تم قیمتی ہیرے، موتی اور جواہرات نکالتے ہو جن کے زیور بنا کر استعمال کرتے ہو اور انہی دریاؤں میں جہاز و کشتی چلا کر ایک ملک کا مال دوسرے ملک میں لے جا کر روزی کماتے ہو ۔

بس اے لوگو! اللہ کی قدرت و نعمت کے کرشمے دیکھ کر اس کے شکر گزار بندے بنو اور ناشکری و نافرمانی سے بچو اور یہ قدرت بھی اللہ ہی کو حاصل ہے کہ وہ کبھی رات بڑی کر دیتے ہیں اور کبھی دن ۔ اور اسی نے اپنی قدرت سے قیامت تک چاند اور سورج کو کام پر لگا رکھا ہے جو اپنے

وقت مقررہ پر آتے جاتے ہیں اوران سے تم بیشمار فائدے اٹھارہے ہو۔

بس ہر بات سے یہی ظاہر ہے کہ اصل اور مکمل قدرت اللہ ہی کو حاصل ہے اور وہی انسان کا حقیقی محسن و منعم بھی ہے جو اس کو طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے تو انسان کو چاہیئے اس کی بندگی اختیار کرے۔

اور یاد رکھو جن معبودان باطل کی تم پوجا کرتے ہو وہ ایک گٹھلی کے چھلکے پر بھی اختیار نہیں رکھتے اور اگر تم انھیں اپنی کسی ضرورت میں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہیں سنیں گے۔ اور اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہارے کسی کام نہیں آئیں گے کیونکہ وہ خود مجبور، محتاج اور ضرورتمند ہیں۔ اور یہ معبودان باطل قیامت کے دن صاف انکار کردیں گے کہ ہم نے تمہیں کفر و شرک پر مجبور نہیں کیا تھا۔

بس اللہ تعالیٰ سے زیادہ صحیح حالات کون جان سکتا ہے لہذا تمہیں جو آئندہ آنیوالے حالات بتلائے جارہے ہیں انھیں حق اور سچ سمجھ کر اپنی اصلاح کرکے کل آنے والی مصیبت سے اپنے کو بچالو۔

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ
اے لوگو تم (ہی) خدا کے محتاج

إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ ﴿١٥﴾ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ
ہو اور اللہ (تو) بے نیاز (اور خود تمام) خوبیوں والا ہے۔ اگر وہ چاہے تم کو فنا کردے اور ایک نئی مخلوق

جَدِيدٍ ﴿١٦﴾ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى ٱللَّهِ بِعَزِيزٍ ﴿١٧﴾ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ
پیدا کردے۔ اور یہ بات خدا کو کچھ مشکل نہیں۔ اور کوئی دوسرے کا بوجھ (گناہ کا) نہ اٹھاویگا

أُخْرَىٰ ۚ وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَىْءٌ وَلَوْ
اور اگر کوئی بوجھ کا لدا ہوا (یعنی کوئی گنہگار) کسی کو اپنا بوجھ اٹھانے کے لئے بلاویگا (بھی) تب بھی اسمیں سے کچھ بھی بوجھ نہ بٹایا

كَانَ ذَا قُرْبَىٰٓ ۗ إِنَّمَا تُنذِرُ ٱلَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِٱلْغَيْبِ وَأَقَامُوا۟
جاویگا اگرچہ وہ شخص قرابت دار ہی (کیوں نہ) ہو۔ آپ تو صرف ایسے لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز کی

ٱلصَّلَوٰةَ ۚ وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِۦ ۚ وَإِلَى ٱللَّهِ ٱلْمَصِيرُ ﴿١٨﴾
پابندی کرتے ہیں۔ اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے لئے پاک ہوتا ہے۔ اور اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کی ذات تمام کمالات کو جامع ہے

سب لوگ اللہ ہی کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں تمام کمالات اور خوبیاں اسکی ذات میں جمع ہیں بس وہ ہی مستحق عبادت و بندگی ہے۔
اگر اللہ چاہے تو تمہارے کفر کی وجہ سے تمہیں فنا کردے اور تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق پیدا فرمادے جو تمہاری طرح کفر و شرک نہ کرے اور یہ کام اللہ کیلئے کچھ مشکل بھی نہیں۔ قیامت کے دن ہر ایک کو اپنے گناہوں کا بوجھ اٹھانا پڑے گا یہاں تک کہ اگر کوئی اپنی مدد کیلئے کسی کو بلائے گا بھی کہ میرا وزن ہلکا کردے یعنی میرے کچھ گناہ تو لے لے تو وہ شخص اگر قریبی رشتہ دار بھی ہوگا وہ بھی انکار کردے گا۔ کہ میرے بس کا کام نہیں۔

قیامت میں بیٹا باپ کا بوجھ اٹھانے سے منع کردے گا

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قیامت کے روز باپ اپنے بیٹے سے کہے گا کہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارا کیسا شفیق اور مہربان باپ تھا وہ اقرار کرے گا کہ بلا شبہ آپ کے احسانات مجھ پر بے شمار ہیں۔ پھر باپ کہے گا بیٹا آج میں تمہارا محتاج ہوں، اپنی نیکیوں میں سے تھوڑی مجھے دیدو کہ میری نجات ہوجائے بیٹا کہے گا ابا جان آپ نے یقیناً بہت تھوڑی سی چیز مانگی ہے مگر میں بھی مجبور ہوں اگر آپ کو دیدوں گا تو میرا بھی یہی حال ہوجائے گا۔
پھر یہ شخص اپنی بیوی سے آکر یہی بات کہے گا بیوی بھی وہی جواب دیگی جو بیٹے نے دیا تھا۔ اسی طرح اس آیت میں فرمایا گیا ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَ اُمِّهٖ وَ اَبِیْهِ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِیْهِ ،، یعنی قیامت کے روز انسان بھاگے گا اپنے بھائی سے اور ماں باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اولاد سے۔
بھاگنے کا مطلب یہی ہے کہ وہ ڈرے گا کہیں یہ اپنا گناہ مجھ پر نہ ڈالدے کہیں مجھ سے کچھ نیکیاں نہ مانگ لے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے ڈرانے سے صرف وہی شخص اپنی اصلاح کرکے نفع اٹھائے گا جو اللہ کو بغیر دیکھے اس سے ڈرتا ہو۔ اور اسکی بندگی میں لگا رہتا ہو۔ اور جو شخص آپکی نصیحت سن کر اپنی اصلاح کرلے ایمان لے آئے کفر و شرک سے باز آجائے تو اس میں اس کا اللہ و رسول پر کوئی احسان نہیں بلکہ خود اس کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ اور یہ فائدہ اس وقت ظاہر ہوگا جب مرنے کے بعد زندہ ہوکر میدان حشر میں اللہ کے سامنے حاضری ہوگی اس وقت اس ایمان اور اعمال صالحہ کیوجہ سے وہاں کے خوفناک حالات

اور عذاب الٰہی سے بچاؤ ہو گا۔

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيرُ ﴿١٩﴾ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّورُ ﴿٢٠﴾ وَ
اور اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے اور نہ تاریکی اور روشنی اور

لَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ﴿٢١﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ
نہ چھاؤں اور نہ دھوپ - اور زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے

اللّٰهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ﴿٢٢﴾ إِنْ أَنتَ
اللہ جس کو چاہتا ہے سنوا دیتا ہے - اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں (مدفون) ہیں آپ تو صرف

إِلَّا نَذِيرٌ ﴿٢٣﴾ إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۚ وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ
ڈرانے والے ہیں - ہم ہی نے آپ کو (دین) حق دے کر خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے - اور کوئی امت

إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ ﴿٢٤﴾ وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن
ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈر سنانے والا نہ گزرا ہو - اور اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلا دیں تو جو لوگ اُن سے پہلے ہو گزرے ہیں اُنہوں نے بھی

قَبْلِهِمْ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيرِ ﴿٢٥﴾ ثُمَّ
جھٹلایا تھا (اور) اُن کے پاس بھی ان کے پیغمبر معجزے اور صحیفے اور روشن کتابیں لے کر آئے تھے - پھر

ع ۳ / ۱۲ / ۱۵ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ﴿٢٦﴾
میں نے اُن کافروں کو پکڑ لیا سو (دیکھو) میرا کیسا عذاب ہوا -

مومن و کافر برابر نہیں ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ آنکھوں والا اور اندھا برابر نہیں اسی طرح اندھیرہ اور روشنی، چھاؤں اور دھوپ، مردہ اور زندہ یہ بھی برابر نہیں، بس اسی طرح مومن و کافر بھی برابر نہیں - بلکہ ایک دوسرے کی ضد ہیں - مومن مستحق جنت اور کافر مستحق جہنم ہیں -

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہدایت اللہ کے قبضہ میں ہے وہ جس کو چاہے سنوا دے یعنی وہ حق بات سن کر ایمان لے آئے اور آپ کے قبضہ میں یہ بات نہیں کہ ان مردوں کو اپنی بات سنا دیں جو قبریں میں دفن ہو چکے ہیں - قبریں دفن شدہ مردوں سے وہ کافر مراد ہیں جو کفر پر سختی سے

جمے ہوئے ہیں لہٰذا آپ ان کی فکر میں پڑ کر اپنے کو غم میں نہ گھلائیں۔ بس آپ کا کام تو صرف دین حق کو لوگوں تک پہونچا دینا ہے اور اسے قبول کرنے والے کو خوشخبری سنا دینا اور انکار کرنے والے کو ہمارے عذاب سے ڈرا دینا ہے۔

اگر مشرکین وغیرہ نہ مانیں اور آپ کو جھٹلائیں تو آپ دلگیر نہ ہوں کیونکہ آپ سے پہلے ہم نے جتنے بھی رسول بھیجے ہیں انکی امتوں نے ان کو بھی جھٹلایا ہے حالانکہ ہم نے ان پیغمبروں کو کھلے کھلے معجزے اور واضح کتابیں بھی عطا فرمائی تھیں۔ بہر حال انھوں نے واضح کتاب سنکر اور معجزات دیکھ کر بھی ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارے عذاب نے انھیں گھیر لیا جس سے وہ تباہ ہو گئے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ

(اے مخاطب) کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی

مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا ۚ وَمِنَ

کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا پھر ہم نے اسکے ذریعہ سے مختلف رنگتوں کے پھل نکالے اور (اسی طرح)

الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ﴿٢٧﴾

پہاڑوں کے بھی مختلف حصے ہیں (بعضے) سفید (بعضے) سرخ کہ ان کی بھی رنگتیں مختلف ہیں (اور بعضے نہ سفید نہ سرخ بلکہ) بہت

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ ۗ

گہرے سیاہ اور اسی طرح آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ ان کی رنگتیں مختلف ہیں۔

إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ﴿٢٨﴾

خدا سے اُسکے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اسکی عظمت کا علم رکھتے ہیں واقعی اللہ زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔

اللہ کی قدرت کے نمونے

اللہ کی قدرت اور کمالات دیکھئے کہ ایک ہی طرح کی چیزوں میں مختلف نمونے نظر آتے ہیں۔ اے لوگو تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بارش برسا کر زمین سے مختلف قسم کے پھل پھول وغیرہ پیدا فرمائے ہیں کسی کا رنگ لال کسی کا ہرا کسی کا پیلا وغیرہ پھر ان کے ذائقے اور خوشبوئیں بھی الگ الگ، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرمایا کوئی سفید کوئی لال کوئی کالا۔ اور پھر ان رنگوں میں بھی کمی و زیادتی رکھی کوئی ہلکا لال کوئی تیز لال وغیرہ۔

اسی طرح انسانوں اور جانوروں کو بھی مختلف قسم سے بنایا کوئی سفید کوئی کالا کوئی لمبا کوئی ٹھنگنا کوئی موٹا کوئی پتلا دبلا وغیرہ اور پھر ان سب کے عادات واخلاق اور مزاج علیحدہ علیحدہ اور بہت سے جانور تو ایسے کہ ایک ہی پر کئی طرح کے رنگ جیسے بکری وغیرہ۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ سے وہی بندے ڈرتے ہیں جو اللہ کی عظمت کا علم اور سمجھ رکھتے ہیں کیونکہ جن کو صحیح علم اور سمجھ ہے وہی اللہ کی ان پیدا کی ہوئی چیزوں میں غوروفکر کرکے اللہ کی قدرت وعظمت کو پہچانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ زبردست قدرت والا ہے لہٰذا اس سے ڈرتے ہیں کہ ذرا سی غلطی پر پکڑلے گا اور بخشش کی امید بھی رکھتے ہیں کیونکہ انھیں معلوم ہے کہ اللہ غفور یعنی بخشنے والا بھی ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَٰبَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَوٰةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا

جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت (مع العمل) کرتے رہتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انکو عطا فرمایا ہے

رَزَقْنَٰهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَٰرَةً لَّن تَبُورَ ﴿٢٩﴾ لِيُوَفِّيَهُمْ

اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں۔ وہ ایسی تجارت کے امیدوار ہیں جو کبھی ماند نہ ہوگی۔ تاکہ ان کو ان کی اجرتیں (بھی)

أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِۦٓ ۚ إِنَّهُۥ غَفُورٌ شَكُورٌ ﴿٣٠﴾

پوری (پوری) دیں اور انکو اپنے فضل سے اور زیادہ (بھی) دیں بیشک وہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔

نفع کی تجارت

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ اللہ کی کتاب یعنی قرآن کریم کو ایمان ویقین کے ساتھ پڑھتے ہیں اور پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور جو کچھ مال ودولت اللہ نے انھیں عطا فرما رکھا ہے اس میں سے چھپاکر، دکھاکر جیسا موقع ہوتا ہے اللہ کیلئے خرچ کرتے ہیں۔

بلا شبہ ان لوگوں نے اللہ سے بڑی نفع کی تجارت کی ہے۔ اس کے بدلہ میں انھیں ایسی قیمتی نعمتیں ملیں گی جن کا یہ اندازہ بھی نہیں کرسکتے۔

بلا شبہ اللہ تعالیٰ وہ کریم داتا ہے جو تھوڑی محنت کی بہت زیادہ اجرت دیتا ہے اور گناہوں کو بخشنے والا بھول چوک کو معاف کرنے والا ہے۔

وَالَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ ہُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ ؕ

اور یہ کتاب جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے طور پر بھیجی ہے یہ بالکل ٹھیک ہے جو کہ اپنے سے پہلی کتابوں کی بھی تصدیق کرتی ہے

اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۳۱﴾ ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ الَّذِیۡنَ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی (حالت کی) پوری خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے۔ پھر یہ کتاب ہم نے ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچائی جنکو

اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡہُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ وَ مِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ

ہم نے اپنے (تمام دنیا کے) بندوں میں سے پسند فرمایا پھر بعضے تو اُن میں اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور بعضے انمیں متوسط

وَ مِنۡہُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَضۡلُ الۡکَبِیۡرُ ﴿ؕ۳۲﴾

درجے کے ہیں اور بعضے اُن میں خدا کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کئے چلے جاتے ہیں یہ بڑا فضل ہے۔

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَہَا یُحَلَّوۡنَ فِیۡہَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَہَبٍ وَّ

وہ باغات ہیں ہمیشہ رہنے کے جن میں یہ لوگ داخل ہونگے (اور) ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جاوینگے۔

لُؤۡلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُہُمۡ فِیۡہَا حَرِیۡرٌ ﴿۳۳﴾ وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡۤ اَذۡہَبَ

اور پوشاک ان کی وہاں ریشم کی ہوگی۔ اور کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے

عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرُۨ ﴿ۙ۳۴﴾ الَّذِیۡۤ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَۃِ

(رنج و) غم دور کیا بے شک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔ جس نے ہم کو اپنے فضل سے ہمیشہ رہنے کے مقام

مِنۡ فَضۡلِہٖ ۚ لَا یَمَسُّنَا فِیۡہَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیۡہَا لُغُوۡبٌ ﴿۳۵﴾

میں لا اتارا جہاں ہم کو نہ کوئی کلفت پہنچے گی اور نہ ہم کو کوئی خستگی پہنچے گی

مومن تین قسم کے ہوتے ہیں

ان آیات میں قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہے کہ یہ کتاب حق ہے ہم نے اس کو اپنے برگزیدہ رسول محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا ہے۔ یہ اپنے سے پہلی آسمانی کتابوں کے حق ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حالات سے خوب واقف ہے اسی لئے اس نے

قرآن کریم کو ایسے وقت میں نازل فرمایا جبکہ دنیا بھر کے انسانوں کو اس کی سخت ضرورت تھی۔
قرآن کریم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کرنے کے بعد اس کو ان لوگوں کے ہاتھوں میں پہونچایا جن کو پوری دنیا کے انسانوں میں سے اللہ نے پسند فرمایا ہے یعنی ایمان والے (امّت محمدیہ) پھر ان ایمان والوں میں تین قسم کے لوگ ہو گئے ایک تو وہ جو نفس و شیطان کے چکر میں پھنس کر گناہوں میں مبتلا ہو گئے انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ اور دوسرے وہ جو نہ ہی تو گناہوں میں مبتلا ہوئے اور نہ ہی ولی و بزرگ بنے بلکہ درمیانی و متوسط طریقہ پر قائم رہے۔ اور تیسرے وہ جو مکروہ تنزیہی تک سے پرہیز کرتے ہیں اور مستحبات تک پر عمل کرتے ہیں۔ ان تینوں قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنّت میں داخل فرمائے گا اور وہاں ان کو سونے کے کنگن اور موتیوں کے زیور پہنائیگا اور ان کا لباس بھی وہاں ریشم کا ہوگا۔
بہرحال تمام مومنوں کو اللہ تعالیٰ جنّت میں داخل فرمائیگا نیکوں کو سیدھا جنّت میں پہونچادیگا اور گنہگاروں کو کچھ عرصہ دوزخ میں رکھنے کے بعد جنت میں داخل فرمائیگا۔ جنت میں داخل ہوتے وقت یہ لوگ کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر و احسان ہے جس نے ہمیں ہمیشہ کیلئے غم سے دور کر دیا بلا شبہ ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا اور قدردان ہے۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے ہمیں ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل فرمادیا ہے۔ نہ یہاں دنیا جیسی محنت و مشقت اور نہ ہی تھک ہار جانا ہے یہاں تو ہر وقت طبیعت باغ باغ رہتی ہے۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ

اور جو لوگ (برخلاف انکے) کافر ہیں اُن کے لئے دوزخ کی آگ ہے نہ تو اُن کی قضا آئے گی کہ مر ہی جاویں۔

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَهُمْ

اور نہ دوزخ کا عذاب ہی اُن سے ہلکا کیا جاوے گا۔ ہم ہر کافر کو ایسی ہی سزا دیتے ہیں۔ اور وہ

يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا

لوگ اس (دوزخ میں) چلائیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہمکو (یہاں سے) نکال لیجئے ہم (اب خوب) اچھے (اچھے) کام کرینگے برخلاف

نَعْمَلُ ؕ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ

اُن کاموں کے جو کیا کرتے تھے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا وہ سمجھ سکتا۔ اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا

ع ۱۲ ۴

فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾

سو (اس نہ ماننے کا) مزہ چکھو کہ ایسے ظالموں کا (یہاں) کوئی مددگار نہیں۔

تفسیر

ان آیات میں کافرین ومشرکین کے متعلق فرمایا جارہا ہے کہ ان کو دوزخ کی آگ میں پھینک دیا جائے گا اور اس میں ان کو برابر عذاب ہوتا رہے گا۔ نہ ہی تو موت آئیگی جس سے ان کا یہ عذاب وتکلیف ختم ہو جائے اور نہ ہی کسی وقت یہ عذاب ہلکا کیا جائیگا کہ تکلیف میں کچھ کمی ہو۔ یہ لوگ جہنم میں پڑے ہوئے چلائیں گے کہ اے ہمارے رب آپ ہمیں اس جہنم سے نکال دیجئے اب ہم اچھے اچھے کام کریں گے اور جن کاموں (یعنی کفر وشرک وغیرہ) کو ہم نے دنیا میں اچھا سمجھ کر کیا تھا جس کی وجہ سے یہ سزا مل رہی ہے اب وہ کام نہیں کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کیا ہم نے تمہیں دنیا میں اتنے عرصہ نہیں رکھا کہ اگر تم سمجھنا چاہتے تو سمجھ لیتے، ہم نے تمہارے پاس اپنے پیغمبر بھی بھیجے جنھوں نے تمہارے کفر وشرک پر تمہیں ہمارے عذاب سے ڈرایا۔ مگر تم اپنی غلط راہ پر جمے رہے۔ اب اس کا مزہ چکھو یہاں تمہارا کوئی مددگار نہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ

بیشک اللہ (ہی) جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین

وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾ هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ

کی پوشیدہ چیزوں کا۔ بے شک وہی جاننے والا ہے دل کی باتوں کا۔ وہی ایسا ہے جس نے تم کو

خَلٰۗئِفَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۭ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ

زمین میں آباد کیا۔ سو جو شخص کفر کرے گا اسکے کفر کا وبال اسی پر پڑیگا۔ اور کافروں کے لئے ان کا کفر

كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا

ان کے پروردگار کے نزدیک ناراضی ہی بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔ اور (نیز) کافروں کیلئے ان کا کفر خسارہ ہی

خَسَارًا ﴿٣٩﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ
بڑھنے کا باعث ہوتا ہے۔ آپ کہئے کہ تم اپنے قرار داد شریکوں کا حال تو بتاؤ جن کو تم خدا کے سوا پوجا کرتے ہو۔
اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ
یعنی مجھ کو یہ تبلاؤ کہ انہوں نے زمین کا کونسا جزو بنایا ہے یا اُن کا آسمان (بنانے) میں کچھ ساجھا ہے یا
اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰي بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ
ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اسکی کسی دلیل پر قائم ہوں بلکہ یہ ظالم ایک دوسرے سے نری دھوکہ کی
بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿٤٠﴾ اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ڬ
باتوں کا وعدہ کرتے آئے ہیں یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ موجودہ حالت کو چھوڑ
وَلَىِٕنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿٤١﴾
نہ دیں۔ اور اگر (بالفرض) وہ موجودہ حالت کو چھوڑ بھی دیں تو پھر خدا کے سوا اور کوئی اُن کو تھام بھی نہیں سکتا وہ حلیم غفور ہے۔

اللہ عظیم قدرت اور علم والا ہے

ان آیات میں کافرین و مشرکین کو مخاطب فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معلومات کا یہ عالم ہے کہ آسمان و زمین کی کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں اور قدرت کا یہ عالم ہے کہ اس نے زمین میں تمہیں آباد کیا اور اس سے تمہاری ضرورت کی چیزیں پیدا فرمائیں لہذا اس احسان کے شکر میں تم کو اللہ پر ایمان لے آنا چاہیئے تھا مگر تم نے الٹا کفر و شرک کیا جس کا وبال تمہیں خود بھگتنا پڑے گا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر تم نے جو معبود بنا رکھے ہیں کیا انھوں نے زمین کا کوئی حصہ بنایا ہے یا انکی آسمان بنانے میں کچھ شرکت ہے جو تم نے انھیں اللہ کی خدائی میں شریک بنا لیا ہے۔ یا ہم نے تم کو کوئی کتاب دی ہے جو اس میں لکھا ہو کہ ان معبودان باطل کو ہمارا شریک بنا لو۔ اے لوگو! تمہارے ان باطل معبودوں میں یہ بھی طاقت و صلاحیت نہیں کہ جو زمین و آسمان اللہ نے بنایا ہے اس کے نظام ہی کو قائم رکھ سکیں ان کے نظام کو بھی اللہ تعالیٰ ہی قائم رکھے ہوئے ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کے نظام کو نہ چلائے تو یہ درہم برہم ہو جائینگے پھر کسی کے بس میں نہیں کہ ان کے نظام کو باقی رکھ سکے۔

چنانچہ قیامت میں جب اللہ تعالیٰ اس نظام کو درہم برہم فرمائیں گے تو کوئی نہیں

روک سکے گا۔

بس اے کافرو! تم تو ایک دوسرے کو دھوکہ میں مبتلا کیئے ہوئے ہو یعنی ان کے بڑوں نے انھیں بے سند گمراہ کرنے والی باتیں بتلائیں کہ یہ بت ہماری نجات و فلاح کا ذریعہ ہیں یہ اس پر قائم رہے۔ اور اپنی آنے والی نسل کو یہی تعلیم دے کر گمراہ کررہے ہیں۔ غرضیکہ یہ خود بھی گمراہ ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے ہیں اگر یہ مشرکین اپنی پہلی غلطیوں سے توبہ کرکے ایمان لے آئیں تو اللہ تعالیٰ انھیں بخش دیں گے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ

اور ان کفار (قریش) نے بڑی زوردار قسم کھائی تھی کہ اگر اُن کے پاس کوئی ڈرانے والا آوے۔

لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ

تو وہ ہر ہر اُمت سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں پھر جب اُن کے پاس ایک پیغمبر آپہنچے تو بس اُن کی

اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۭ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ

نفرت ہی کو ترقی ہوئی دنیا میں اپنے کو بڑا سمجھنے کی وجہ سے اور اُن کی بُری تدبیروں کو اور بُری تدبیروں کا وبال (حقیقی)

السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ۭ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ

ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے۔ سو کیا یہ اسی دستور کے منتظر ہیں جو اگلے (کافر) لوگوں کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ سو آپ خدا کے (اس)

لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا

دستور کو کبھی بدلتا ہوا نہ پاویں گے اور آپ خدا کے دستور کو منتقل ہوتا ہوا نہ پاوینگے اور کیا یہ لوگ زمین

فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا

میں چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو (منکر) لوگ اُن سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا حالانکہ وہ قوت میں

اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ

اُن سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور خدا ایسا نہیں ہے کہ کوئی چیز (قوت والی) اس کو ہرا دے نہ آسمان میں

وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾ وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ

اور نہ زمین میں (کیونکہ) وہ بڑے علم والا (اور) بڑی قدرت والا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ (ان) لوگوں پر ان کے اعمال کے

بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ

سبب (فوراً) دار و گیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک متنفس کو نہ چھوڑتا لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعاد معین (یعنی قیامت) تک

مُّسَمًّى ۖ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ﴿٤٥﴾

مہلت دے رہا ہے سو جب ان کی وہ میعاد آپہنچے گی (اس وقت) اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔

شانِ نزول

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے قریش مکہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہماری قوم میں سے کسی کو نبی بنا دے تو ہم دوسری امتوں سے زیادہ اپنے نبی کے فرمانبردار، اللہ تعالیٰ کے اطاعت گذار، اور کتاب اللہ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں گے۔ اس پر یہ آیت وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰہِ الخ نازل ہوئی اس میں فرمایا گیا ہے کہ قریش مکہ نے بڑی زور دار قسم کھائی تھی کہ اگر ہمارے پاس کوئی نبی آئے تو ہم پہلی تمام امتوں سے زیادہ ہدایت قبول کرنے والے ہوں گے۔

مگر افسوس جب ان کے پاس ہمارے نبی محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) تشریف لے آئے تو وہ اپنے قول سے پھر گئے اور نبی کی فرمانبرداری کرنے کے بجائے نافرمانی، مخالفت و دشمنی شروع کر دی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد فرمائی اور انکی مخالفت و دشمنی کا وبال انہی کے اوپر پڑا۔

اللہ کا دستور

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کیا یہ کفار مکہ ہمارے نبی کی مخالفت وعداوت کر کے ہمارے اس دستور کے منتظر ہیں جو ہم نے پہلی امتوں کے ساتھ کیا ہے کہ جب انھوں نے ہمارے پیغمبروں کی نافرمانی و مخالفت کی تو ہم نے انھیں تباہ و برباد کر دیا۔

بس اللہ کا دستور اپنی جگہ پر اٹل ہے۔ کیا انھوں نے قوم عادؔ و ثمودؔ کی بستیوں کو نہیں دیکھا کہ جب انھوں نے ہمارے پیغمبروں کی مخالفت کی تو ہم نے اپنے عذاب سے ان کی بستیوں کو جو پہاڑوں کے اندر مضبوط و مستحکم تھیں تباہ کر دیا، الٹ دیا حالانکہ وہ لوگ اے کفار مکہ تم سے طاقت و قوت میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ مگر اللہ کی طاقت کے سامنے تمام طاقتیں ذلیل ہیں کیونکہ وہ زبردست قدرت والا اور بڑے علم والا ہے۔

ان آیات کے آخیر میں فرمایا گیا ہے کہ ان کفار مکہ کے اعمال تو اس طرح کے ہیں کہ انھیں فوراً ہی ہلاک و تباہ کر دیا جائے اور ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے دوسرے جاندار بھی نہ بچیں۔

مگر یہ اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ان نافرمان سرکشوں کو ایک وقتِ مقررہ یعنی موت تک اپنے عذاب سے چھوٹ دے رکھی ہے تاکہ اگر کوئی اپنی اصلاح کرنا چاہے تو کر لے نہیں تو بس موت کے بعد ان پر عذاب کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ بندوں کے تمام اعمال اللہ کی نظر میں ہیں جیسا جس نے کیا ہوگا اس کو ویسا ہی بدلہ آخرت میں مل جائے گا۔

اَلحَمدُ لِلّٰہ سُورۂ فاطِر کی تفسیر مکمّل ہوئی

سُورَۃُ یٰسٓ مَکِّیَّۃٌ

اٰیاتُہا: ۸۳ — رکوعاتُہا: ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالۡقُرۡاٰنِ الۡحَکِیۡمِ ﴿۲﴾ اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۳﴾ عَلٰی
یٰسٓ قسم ہے قرآن باحکمت کی کہ بیشک آپ منجملہ پیغمبروں کے ہیں۔ (اور) سیدھے

صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۴﴾ تَنۡزِیۡلَ الۡعَزِیۡزِ الرَّحِیۡمِ ﴿۵﴾ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا
رستہ پر ہیں۔ یہ قرآن خدائے زبردست مہربان کی طرف سے نازل کیا گیا ہے کہ آپ (اولاً) ایسے

مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُہُمۡ فَہُمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۶﴾ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ
لوگوں کو ڈرائیں جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے سو اسی سے یہ بےخبر ہیں۔ اُن میں سے اکثر لوگوں پر (تقدیری)

عَلٰۤی اَکۡثَرِہِمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلۡنَا فِیۡۤ اَعۡنَاقِہِمۡ
بات ثابت ہو چکی ہے سو یہ لوگ (ہرگز) ایمان نہ لاویں گے۔ ہم نے اُن کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں

ایک گذارش

آج جبکہ احقر سورۂ یٰسٓ شریف کی تفسیر شروع کر رہا ہے تو میرے والد ماجد جناب محمد یاسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے نام اور اس سورت کے نام میں اشتراک کی وجہ سے یاد تازہ ہو گئی۔ اس تفسیر کا مطالعہ کرنے والے حضرات سے احقر کی گذارش ہے کہ میرے والدین کیلئے دعاءِ مغفرت فرمائیں، اور اگر کوئی صاحب ہمت کر کے یٰسٓ شریف پڑھ کر ان کو بخشدیں تو جَزَاکُمُ اللّٰہ"

محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

أَغْلَالًا فَهِيَ إِلَى الْأَذْقَانِ فَهُمْ مُقْمَحُونَ ⑧ وَجَعَلْنَا مِنْ

پھر وہ ٹھوڑیوں تک (اَڑ گئے) ہیں جس سے انکے سر اوپر کو اُلل رہے ہیں اور ہم نے ایک

بَيْنِ أَيْدِيهِمْ سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَأَغْشَيْنَاهُمْ

آڑ اُن کے سامنے کردی اور ایک آڑ ان کے پیچھے کردی جس سے ہم نے (ہر طرف سے) ان کو

فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ⑨ وَسَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ

(پردوں میں) گھیر دیا سو وہ نہیں دیکھ سکتے ۔ اور انکے حق میں آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا دونوں

تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ⑩

برابر ہیں یہ ایمان نہ لاویں گے ۔

فضائلِ سورۂ یٰس

روایات حدیث میں سورۂ یٰس شریف کے بہت سے فضائل آئے ہیں، کچھ یہاں لکھے جاتے ہیں ۔

(۱) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ یٰس کا نام توریت میں "مُعِمّہ" آیا ہے کیونکہ اس سورت کے پڑھنے والے کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں نصیب ہوتی ہیں اور دونوں جہاں کا دکھ درد اور مصیبت دور ہوتی ہیں ۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کا دل ہوتا ہے قرآن کریم کا دل یٰس ہے اس کو پڑھنے سے مشکل آسان ہوتی ہے اور اسکو مرنے والے کے سامنے پڑھا کرو اس سے روح نکلنے میں آسانی ہوتی ہے ۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ یٰس کو شروع دن میں پڑھے اسکی پورے دن کی ضروریات پوری ہوجاتی ہیں

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورہ یٰس کو ہر رات میں پڑھا پھر مر گیا تو شہید مرا۔

(۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ یٰس کو رضاءِ الٰہی کیلئے پڑھیگا اسکے پچھلے تمام گناہ (صغیرہ) معاف کردیئے جاتے ہیں

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ یٰس پڑھتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ دس قرآن کا ثواب عطا فرماتا ہے ۔

(۷) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا دل چاہتا ہے سورہ یٰس میرے ہر امتی کے دل میں ہو (یعنی ہر مسلمان اسکو حفظ کرے اور پڑھے)

(۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورہ یٰس کو بھوک کی حالت میں پڑھتا ہے وہ شکم سیر ہوجاتا ہے اور جو کھانا کم ہوجانے کے خوف سے پڑھے تو وہ کھانا کافی ہوجاتا ہے ۔ اور جو راستہ گم ہونے کے وقت پڑھتا ہے اسکو راستہ مل جاتا ہے اور جو جانور گم ہوجانیکی وجہ سے پڑھتا ہے اسکا جانور مل جاتا ہے اور جو ایسی عورت پر پڑھے جسکے بچہ ہونے میں

دشواری ہو رہی ہو تو اسکے لئے بچہ جننے میں سہولت ہو جاتی ہے۔ (ابو داؤد، نسائی، دارمی، بیہقی، بزار وغیرہ)

بعض علماءؒ نے فرمایا سورہ یٰسٓ جس سخت کام کیلئے پڑھی جاتی ہے اللہ اس کو آسان کر دیتا ہے اور جب مرنے والے کے سامنے پڑھی جائے تو اللہ کی رحمت و برکت نازل ہوتی ہے اور روح آسانی سے نکل جاتی ہے۔

ایک عالم بزرگ یحییٰ بن کثیرؒ نے فرمایا جو شخص سورہ یٰسٓ صبح کو پڑھ لے وہ شام تک خوشی و آرام سے رہے گا اور جو شخص شام کو پڑھ لے وہ صبح تک خوشی و آرام سے رہے گا اسکے بعد فرمایا یہ بات مجھے ایک ایسے شخص نے بتلائی جس نے اسکا تجربہ کیا ہے۔

سورۂ یٰسٓ کی ابتدائی آیات کا شان نزول

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ شریف میں بلند آواز سے قرآن کریم کی تلاوت کیا کرتے تھے کفار قریش اسکو پسند نہیں کرتے تھے ایک دن یہ آپؐ پر حملہ کرنے کے ارادہ سے چلے تو فوراً گردنوں سے انکے ہاتھ بندھ گئے آنکھیں اندھی ہو گئیں اور ہوش گم ہو گئے مجبور ہو کر رحمۃ للعالمین (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اللہ کا اور اپنی رشتہ داری کا واسطہ دیکر دعا کرنیکی درخواست کی (قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہ تھا جس سے آپکی رشتہ داری نہ ہو) بہرحال آپ نے دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے اس مصیبت کو دور فرما دیا یہ بالکل صحیح ہو گئے مگر انمیں سے کوئی بھی ایمان نہ لایا اس پر اللہ تعالیٰ نے یٰسٓ سے لَا یُؤْمِنُوْنَ تک کی آیات نازل فرمائیں۔

تفسیر آیات

اب ان آیات کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں۔ کافرین و مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ قرآن خود آپؐ نے گھڑ لیا ہے یہ اللہ کی کتاب نہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کی قسم کھا کر فرمایا ہے بیشک محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے رسول ہیں اور قرآن حکیم ہماری طرف سے بھیجا ہوا ہے، اور ہم نے آپ کو رسول اسلئے بنا کر بھیجا تاکہ آپ ایسے لوگوں کو آخرت کے عذاب سے ڈرائیں جنکے بڑوں کو صدیوں سے نہیں ڈرایا گیا بس وہ غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد مکہ مکرمہ میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوا اس لئے فرمایا گیا کہ ان کے بڑوں کو صدیوں سے نہیں ڈرایا گیا، اگرچہ دعوت و تبلیغ کا سلسلہ ان تک پہونچتا رہا، مگر ظاہر ہے کہ نبیوں کے نائبوں کے ذریعہ پہونچا ناوہ اثر نہیں رکھتا جو نبی کی زبانی دعوت و تبلیغ میں ہوتا ہے۔ بس انھیں نبی کی سخت ضرورت تھی اس لئے ان میں آپ کو رسول بنا کر بھیجا گیا تاکہ آپ انھیں عذاب الٰہی سے ڈرائیں۔ مگر ان میں سے اکثر کو ڈرانا کام نہ آیا بس یہ کفر و شرک ہی پر جمے رہے ایمان قبول نہیں کیا۔

اس کے بعد انکی گمراہی کے حال کو دو مثالوں سے واضح فرمایا گیا اوّل یہ کہ انکی مثال ایسی ہے جیسے کہ کسی کے گلے میں طوق ڈالدیئے گئے ہوں جس سے اس کا چہرہ اور آنکھیں اوپر اٹھ جائیں نیچے راستے کی طرف دیکھ ہی نہ سکے۔

اقوال و تحقیق

یٰسٓ بھی حروف مقطعات میں سے ہے جسکے مرادی معنیٰ اللہ اور اسکے رسول کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اسکی مکمل تحقیقات و تفصیلات سورہ بقرہ میں الٓمّٓ کے ضمن میں لکھدی گئی ہیں حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہیکہ حبشی زبان میں یٰسٓ کے معنیٰ اے انسان کے ہیں اور اس سے مراد پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے امام مالکؒ نے فرمایا یہ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے بعض علماءؒ نے فرمایا یٰسٓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے واللہ اعلم

تو ظاہر ہے ایسی حالت میں وہ اپنے آپ کو کسی گھڈے وغیرہ میں گرنے سے نہیں بچا سکتا۔
دوم یہ کہ انکی مثال ایسے شخص کی سی ہے جس کے چاروں طرف دیواریں ہوں یعنی وہ چہار دیواری میں قید ہو کر باہر کی چیزوں سے بے خبر ہو جاتا ہے بس یہی حال ان کافروں کا ہے کہ جہالت و ضد نے چاروں طرف سے انھیں گھیر لیا ہے باہر کی حق بات ان تک پہونچتی ہی نہیں۔ ان آیات کے اخیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے کہ انھوں نے بداعمالیاں کرکے ایمان قبول کرنیکی صلاحیت کو ختم کرلیا ہے اب یہ کفر ہی پر قائم رہیں گے آپ کا ڈرانا یا نہ ڈرانا ان کے حق میں برابر ہے یعنی آپ کے ڈرانے سے انھیں کوئی فائدہ ہونے والا نہیں ہے کہ عذاب الٰہی سے ڈر کر کفر و شرک سے باز آجائیں اور ایمان قبول کرکے عذاب الٰہی سے بچ جائیں۔

إِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ

پس آپ تو صرف ایسے شخص کو ڈرا سکتے ہیں جو نصیحت پر چلے اور خدا سے

الرَّحْمَٰنَ بِالْغَيْبِ ۖ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَأَجْرٍ كَرِيمٍ ﴿١١﴾ إِنَّا نَحْنُ

بے دیکھے ڈرے سو آپ اس کو مغفرت اور عمدہ عوض کی خوشخبری سنا دیجئے بیشک ہم مردوں کو

نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۚ وَكُلَّ شَيْءٍ

زندہ کرینگے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے جاتے ہیں اور انکے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ

ع ۱۴ ۱۸ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿١٢﴾

جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر دیا تھا۔

بنیادی چیز اللہ کا ڈر ہے

پچھلی آیات میں بیان ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈرانے کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوگا یہاں ارشاد ہے کہ آپ کے ڈرانے کا فائدہ ایسے شخص کو پہونچ سکتا ہے جو نصیحت قبول کرے اور رحمٰن سے بن دیکھے ڈرے، کیونکہ جب طبیعت میں ڈر پیدا ہوگا تب ہی انسان اپنی اصلاح کی فکر کرے گا بنیادی چیز اللہ کا ڈر ہی ہے جب دل میں اللہ کا ڈر ہوگا تو انسان ہر اس کام سے بچے گا جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ بس آپ ایسے لوگوں کو جو اللہ سے ڈر کر اپنی اصلاح کر لیتے ہیں خوشخبری سنا دیجئے کہ تمہارے سابقہ تمام گناہ معاف ہو گئے اور اب تم جو اللہ کی فرمانبرداری اور اعمال صالحہ کرو گے تو اس کے عوض حق تعالیٰ تمکو اجر عظیم یعنی جنت عطا فرمائیں گے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہم ایک روز یعنی قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کریں گے اس وقت انسانوں کے تمام اچھے بُرے اعمال سامنے آجائیں گے کیونکہ دنیا میں انسان جو اعمال کرتا ہے نیک یا بد وہ سب لکھے جاتے ہیں اور لوح محفوظ میں جمع رہتے ہیں، قیامت کے روز ان اعمال کے مطابق انسان کو جزا و سزا

دی جائیگی جس نے ایمان قبول کر کے اعمال صالحہ کئے ہوں گے ان کو جنت میں بھیجدیا جائیگا اور جنھوں نے بُرے اعمال کئے ہوں گے ان کو جہنم میں بھیجدیا جائے گا۔

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ

اور آپ اُنکے سامنے ایک قصہ یعنی ایک بستی والوں کا قصہ

الْقَرْيَةِ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ

اس وقت کا بیان کیجئے جبکہ اس بستی میں کئی رسول آئے - یعنی جبکہ ہم نے اُنکے پاس (اوّل) دو کو بھیجا،

فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾ قَالُوْا

سو ان لوگوں نے (اوّل) دونوں کو جھوٹا بتلایا پھر تیسرے (رسول) سے تائید کی سو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں۔

مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ

ان لوگوں نے کہا کہ تم تو ہماری طرح (محض) معمولی آدمی ہو اور خدائے رحمٰن نے (تو) کوئی چیز نازل (ہی) نہیں کی تم

اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾

نرا جھوٹ بولتے ہو - ان رسولوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار علیم ہے کہ بیشک ہم تمہارے پاس بھیجے گئے ہیں

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۱۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ

اور ہمارے ذمہ تو صرف واضح طور پر (حکم کا) پہنچا دینا تھا - وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں اگر تم باز

تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸﴾ قَالُوْا

نہ آئے تو ہم پتھروں سے تمہارا کام تمام کر دینگے - اور تم کو ہماری طرف سے سخت تکلیف پہنچے گی - ان رسولوں نے کہا -

طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

کہ تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے کیا اسکو نحوست سمجھتے ہو کہ تم کو نصیحت کی جاوے بلکہ تم (خود) حد (عقل و شرع) سے نکل جانیوالے

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا

لوگ ہو - اور ایک شخص (مسلمان) اس شہر کے کسی دور مقام سے دوڑتا ہوا آیا (اور) کہنے لگا کہ اے میری قوم ان رسولوں

الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾

کی راہ پر چلو (ضرور) ایسے لوگوں کی راہ پر چلو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ خود راہ راست پر بھی ہیں۔

ایک بستی کا عبرتناک واقعہ

قریش مکہ بلکہ پوری امت کی عبرت و نصیحت کیلئے ان آیات میں ایک بستی والوں کا جو بت پرست تھے قصہ بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ ان کے پاس ہم نے کئی رسول بھیجے پہلے دو رسول بھیجے اور بعد میں ایک اور بھیجا اس طرح اس بستی میں ایک وقت میں اللہ تعالیٰ نے تین رسول بھیجے۔ رسولوں نے آکر بستی والوں کو اللہ کے احکام سنائے اور کہا کہ بت پرستی چھوڑ دو اور صرف ایک اللہ کی عبادت و بندگی کرو جو تمہارا خالق و مالک ہے۔

بستی والوں نے رسولوں کی بات کو جھٹلا دیا اور کہا کہ ہم تمہاری بات کیسے مان لیں تم تو ہمارے ہی جیسے معمولی انسان ہو اللہ نے تمہیں رسول بنا کر نہیں بھیجا تم خود ہی رسول بنکر ہمیں بہکانے آگئے ہو۔

رسولوں نے فرمایا ہمارا پروردگار ہر بات کو جانتا ہے اگر ہم اللہ پر جھوٹ الزام لگاتے تو وہ ہماری نصرت و تائید نہ کرتا یقین کرو ہم اللہ ہی کی طرف سے تمہارے پاس رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اور ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ اللہ کے احکام تم کو بتلا دیں۔ اب اللہ کی بات ہم نے واضح طور پر تمہیں پہونچا دی ہے اب بھی نہیں مانو گے تو اللہ کا عذاب تم پر نازل ہو سکتا ہے۔

بستی والوں نے کہا اے رسولو! ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں اس کے کہنے کی وجہ جیسا کہ بعض روایات میں بھی ہے یہ ہے کہ جب قوم نے رسولوں کی بات نہ مانی تو اللہ نے انھیں قحط کے عذاب میں مبتلا کر دیا اور بعض مفسرین رحؒ نے فرمایا کہ انمیں نا اتفاقی پیدا ہو گئی تھی ان دو چیزوں کے پیش نظر انھوں نے رسولوں کو منحوس کہا کہ تمہارے یہاں آنے سے ہماری روزی بھی چھن گئی اور ہم میں نا اتفاقی بھی پیدا ہو گئی۔ بس اگر تم اپنی اس تبلیغ سے باز نہ آئے تو ہم تم پر پتھراؤ کر کے ختم کر ڈالیں گے۔

رسولوں نے فرمایا نحوست تو (کفر و شرک کی) تمہارے ساتھ لگی ہوئی ہے افسوس تمہاری عقل پر تم اس تبلیغ و نصیحت کرنے کو نحوست سمجھتے ہو بس تم ایسے لوگ ہو جو حد سے نکل چکے۔ تمہاری سرکشی و نافرمانی حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے۔

جبیب نجّار کا قصہ

قوم کے غلط ارادوں کی خبر جب شہر میں پھیلی کہ یہ رسولوں کے قتل کا ارادہ کر رہے ہیں تو شہر کے اُس کنارے سے (یعنی دُور سے) ایک شخص دوڑا ہوا آیا اس شخص کا نام جبیب نجار (بڑھئی) تھا رسولوں کی بات سن کر یہ بت پرستی سے توبہ کر کے ایمان لا چکا تھا اور ایکطرف ہو کر عبادت میں لگا رہتا تھا۔

بہر حال اس نے آکر قوم کو سمجھایا کہ ان رسولوں کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلو یہ ہدایت کا سیدھا سچا راستہ بتلاتے ہیں اور اس پر تم سے کچھ معاوضہ بھی نہیں چاہتے اور یہ حضرات خود بھی

بالکل صحیح راستہ پر جو ان کے رب کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے قائم ہیں۔
اس قصہ میں جس بستی کا ذکر ہے اس کا نام قرآن و حدیث میں نہیں بتایا گیا۔ البتہ مفسرِ قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہے کہ اس بستی کا نام انطاکیہ ہے یہ ملک شام کا ایک شہر ہے۔
یہ رسول اس بستی والوں کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھیجے گئے جو حضرت موسیٰ ؑ ہی کی شریعت کی تبلیغ کرنے والے تھے ان کے نام صادق صدوق، شلوم بتلائے گئے ہیں اور ایک روایت میں تیسرے رسول کا نام شمعون بتلایا گیا ہے۔

الحمدللہ پارہ وَمَنْ يَقْنُتْ ۲۲ کی تفسیر بحسن و خوبی مکمل ہوئی

تفسیر ھذا ذیلی کتب تفاسیر سے مستفاد ہے

(۱) بیان القرآن (۲) معارف القرآن (۳) تفسیر ابن کثیر
(۴) فوائد عثمانیہ (۵) تفسیر مظہری ۔ وغیرہم

ہر قسم کی دینی و درسی کتب اس پتہ سے طلب فرمائیں

خط و کتابت کیلئے پتہ } **ادارہ دعوت و تبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی سہارنپور یوپی** پن کوڈ ۲۴۷۰۰۱

اس تفسیر کلام پاک کی ممبری کیلئے اپنے احباب و متعلقین کے پتے روانہ فرما کر اشاعتِ قرآن میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ

(کاتب عطاء الرحمٰن قاسمی)

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

رحمت کے خزانے

یہ کتاب اعمالِ حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیثِ پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے اُستاذِ محترم محدثِ جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''**المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح**'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اُردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسبِ ضرورت احادیثِ پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

الحمدللہ یہ مکمل کتاب قسطوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابرِ اُمت کی قدیم وجدید مستند و معتبر تفاسیر کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔ جس کو نہایت آسان و عام فہم زبان اور مختصر و جامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے۔ ترجمہ کلام پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ الحمدللہ یہ تفسیر ۳۲ قسطوں میں مکمل ہو چکی ہے۔

تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات وحالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح ونجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس و عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ الحمدللہ یہ کتاب سولہ قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

وی، پی رجسٹری کے ذریعہ روانہ کی جاتی ھیں۔

نوٹ: - خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH

Gali No. 2, Aali ki Chungi, Mandi Samiti Road, Saharanpur-247001 (U.P.) Mob.: 9837375773

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر قرآن کریم

آسان تفسیر

پارہ ۲۳

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

سابق استاذ حدیث و تفسیر دار العلوم سہارنپور

ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

50/=

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی موبائل: 9837375773

اس دور کی سب سے آسان وعام فہم اور مستند تفسیر کلام پاک
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ھے

آسان تفسیر اردو

ترجمہ قرآن شریف
حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمۃ
مرتب
مولانا محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

پارہ وما لی

(شائع کردہ)
ادارہ دعوت و تبلیغ زکریا آباد، گلی ۲ آلی جنگی سہارنپور (یو۔پی) ۲۴۷۰۰۱

ھدیہ:-

فہرست مضامین آسان تفسیر پارہ وَمالی ۲۳

مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر	مضمون	صفحہ نمبر
جیبب نجار کی اپنی قوم کو نصیحت	۳	بُری صحبت سے بچنا چاہیئے	۲۷	آسمان وزمین کا پیدا کرنا خالی از حکمت نہیں	۵۲
رسولوں کو جھٹلانے کی سزا	۴	زقوّم کیا ہے	۲۸		
مرنے کے بعد انسانوں کو زندہ کیا جائیگا	۵	ذکر حضرت نوح ع	۳۰	حضرت سلیمانؑ کا گھوڑوں کو ذبح کر ڈالنا	۵۳
اللہ کا نظامِ قدرت	۷	ذکر حضرت ابراہیم ع	۳۱	سورج کی واپسی کا قصہ	۵۴
اللہ کی قدرت کی ایک نشانی	۸	حضرت اسمٰعیلؑ کی خوشخبری	۳۴	حضرت سلیمانؑ کی آزمائش	۵۵
عذاب الٰہی سے ڈرو	۹	باپ کا بیٹے کو اللہ کیلئے قربان کرنا	۳۴	حضرت ایوبؑ کے خلاف شیطانی چال	۵۶
قیامت کا منظر	۱۰	حضرت اسحاقؑ کی خوشخبری	۳۵	انبیاءؑ کے حالات نصیحت ہیں	۵۷
جنت کی لذتیں	۱۱	ذکر حضرت موسیٰؑ، ہارونؑ	۳۶	متقین کیلئے خوشخبری	۵۸
نیک و بد کا انجام	۱۲	ذکر حضرت الیاسؑ	۳۷	کافروں کا انجام	۵۹
قیامت کے دن انسان کے اعضاء گواہی دیں گے	۱۳	ذکر حضرت لوطؑ	۳۸	قیامت کا آنا یقینی ہے	۶۱
		ذکر حضرت یونسؑ	۳۹	عبادت وبندگی کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے	۶۳
اللہ کی نعمتوں کی ناقدری	۱۴	مشرکین عرب کے عقائد باطلہ کی تردید	۴۱		
قرآن حقائق سے بھرپور ہے	۱۵	اہل عرب کی ایک تمنا کی تکمیل	۴۳	اللہ اولاد سے پاک ہے	۶۴
جانوروں کو انسان کے تابع کر دیا گیا	۱۶	سورۃ الصّٰفّٰت کی آخری تین آیتوں کی اہمیت وفضیلت	۴۳	اللہ کی قدرت وتوحید کے دلائل	۶۵
واقعۂ شان نزول	۱۷			اللہ کی بندگی سے انسان ہی کا فائدہ ہے	۶۶
فرشتوں کی قسم کھانے کی حکمت	۱۹	سورۂ صٓ کی ابتدائی آیات کا واقعۂ شان نزول	۴۵	مشرکین کی عجب حالت	۶۷
دلائل توحید	۲۰				
اے انسان تجھ کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا	۲۱	قریش مکہ کے ایک اعتراض کا جواب	۴۷	اللہ کی بندگی کرنیوالوں کیلئے خوشخبری	۷۰
		قصۂ داؤدؑ سے حضور کو تسلی	۴۸	مومن وکافر کا انجام	۷۱
ظالموں کا ٹھکانہ دوزخ ہے	۲۳	حضرت داؤدؑ کی آزمائش	۴۹	اللہ کی شان قدرت	۷۱
نیکوں کا ٹھکانہ جنت ہے	۲۴	حضرت داؤدؑ کو ہدایت	۵۱	قرآن کریم کی چند صفات	۷۲
ایک جنتی اور اسکے کافر ساتھی کا واقعہ	۲۶	ولید بن عبدالملک کا ایک واقعہ	۵۱	مشرک وموحد کی مثال	۷۴

وَمَالِيَ لَآ اَعۡبُدُ الَّذِيۡ فَطَرَنِيۡ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۲۲﴾ ءَاَتَّخِذُ مِنۡ

اور میرے پاس کون سا عذر ہے کہ میں اس معبود کی عبادت نہ کروں جس نے مجھ کو پیدا کیا اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر

دُوۡنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنۡ يُّرِدۡنِ الرَّحۡمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغۡنِ عَنِّيۡ شَفَاعَتُهُمۡ

جانا ہے   کیا میں خدا کو چھوڑ کر اور ایسے ایسے معبود قرار دے لوں کہ اگر خدائے رحمٰن مجھ کو کچھ تکلیف پہنچانا چاہے تو نہ ان معبودوں کی سفارش

شَيۡـًٔا وَّلَا يُنۡقِذُوۡنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيۡۤ اِذًا لَّفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۲۴﴾ اِنِّيۡۤ اٰمَنۡتُ

میرے کچھ کام آوے اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں اگر میں ایسا کروں تو صریح گمراہی میں جا پڑا میں تو تمہارے پروردگار پر ایمان

بِرَبِّكُمۡ فَاسۡمَعُوۡنِ ﴿۲۵﴾ قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَـنَّةَ ؕ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِيۡ

لا چکا سو تم (بھی) میری بات سن لو   ارشاد ہوا کہ جا جنت میں داخل ہو   کہنے لگا کہ کاش   میری قوم کو

يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيۡ رَبِّيۡ وَجَعَلَنِيۡ مِنَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ ﴿۲۷﴾

یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے پروردگار نے مجھ کو بخش دیا اور مجھ کو عزت داروں میں شامل کر دیا

جبیب نجّار کی اپنی قوم کو نصیحت

وہ نیک بخت شخص (جبیب نجار) جو شہر کے اس کنارے سے رسولوں کی تائید کیلئے دوڑا ہوا آیا تھا اس نے آکر اپنے کو مخاطب بنا کر قوم کو نصیحت کی کہ اے لوگو آخر تم کو کیا ہو گیا کہ تم اللہ کی بندگی نہ کرو جو تمہارا خالق و مالک ہے اور مر کر سب کو اللہ ہی کے پاس جانا ہے، سوچو اس وقت رسولوں کو جھوٹا کہنے اور ان کی نافرمانی کرنے کا جواب اللہ کو کیا دو گے۔ اور یہ کس قدر گمراہی کی بات ہو گی جو میں قادر مطلق اللہ جل شانہ کو چھوڑ کر ایسی بے بس چیزوں کو اپنا معبود بنا لوں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے کچھ تکلیف پہونچانا چاہے تو یہ بے بس معبود مجھے اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکیں اور نہ ہی کسی طرح کی سفارش کر کے مجھے نجات دلا سکیں۔

اور پھر اس بھرے مجمع میں رسولوں کی طرف متوجہ ہو کر اعلان کیا میں تمہارے رب پر ایمان لے آیا ہوں رسولوں کو اس لئے سنایا تاکہ وہ گواہ رہیں اور قوم کو اس لئے سنایا تاکہ ان پر کچھ اثر ہو اور وہ بھی ایمان لے آئیں مگر قوم پر الٹا اثر یہ ہوا کہ اس خیر خواہ صالح شخص (جبیب نجار) کو شہید کر ڈالا شہید ہوتے ہی اللہ کی طرف سے ارشاد ہوا جا جنت میں داخل ہو جا، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ شہداء کی روحیں حشر سے پہلے ہی جنت میں داخل ہو جاتی ہیں۔

شہید ہو کر بھی حبیب نجار کو اپنی قوم کی فکر ہوئی کہنے لگا کاش میری قوم کو یہ بات معلوم ہو جاتی کہ میرے رب نے رسولوں پر ایمان لانے کی برکت سے مجھے بخش دیا اور میرے ساتھ انعام واکرام کا معاملہ فرمایا۔ بہت ممکن ہے میرے ان حالات سے عبرت حاصل کر کے یہ لوگ بھی ایمان لے آئیں۔

وَمَآ اَنۡزَلۡنَا عَلٰی قَوۡمِهٖ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ مِنۡ جُنۡدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا

اور ہم نے اس (شہید) کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر (فرشتوں کا) آسمان سے نہیں اتارا اور نہ ہم کو

مُنۡزِلِيۡنَ ﴿۲۸﴾ اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَيۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ خٰمِدُوۡنَ ﴿۲۹﴾

اتارنے کی ضرورت تھی۔ وہ سزا بس ایک آواز سخت تھی اور وہ سب اسی دم (اس سے) بجھ کر (یعنی مر کر) رہ گئے

يٰحَسۡرَةً عَلَى الۡعِبَادِ ۚ مَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ

افسوس ایسے بندوں کے حال پر کبھی ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا جس کی انہوں نے

يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۳۰﴾ اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ

ہنسی نہ اڑائی ہو۔ کیا ان لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم ان سے پہلے بہت سی امتیں غارت

اِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنۡ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيۡعٌ لَّدَيۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۳۲﴾ ع ۲

کر چکے کہ وہ (پھر) ان کی طرف (دنیا میں) لوٹ کر نہیں آتے۔ اور ان میں کوئی ایسا نہیں جو مجتمع طور پر ہمارے روبرو حاضر نہ کیا جاوے۔

رسولوں کو جھٹلانے کی سزا

جب ان لوگوں نے رسولوں کو جھٹلایا اور حبیب نجار کو شہید کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کر ڈالا۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ انھیں ہلاک کرنے کیلئے ہمیں آسمان سے فرشتوں کا لشکر نہیں بھیجنا پڑا نہ ہی یہ ہمارا دستور ہے (کسی موقع پر کسی مصلحت سے فرشتوں کا لشکر بھیجدینا ایک اتفاقی بات ہے) بلکہ ہم نے اپنے ایک فرشتہ سے آواز لگ وائی جس سے یہ پوری قوم ٹھنڈی ہو گئی یعنی مر گئی۔ چنانچہ روایات میں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے اس شہر کے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر ایک ہیبت ناک آواز لگائی جس سے پوری قوم ہلاک ہو گئی۔

اس کے بعد فرمایا کہ افسوس ہے ان بندوں پر جو ہمارے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے ایسی کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا جنھوں نے ہمارے رسولوں کا مذاق اڑایا

انکی نبوت کا انکار کیا - اور یہ بھی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ پھر وہ قومیں لوٹ کر دنیا میں نہیں آئیں بس قیامت کے روز تمام لوگ اللہ کے سامنے حاضر کیئے جائیں گے اس وقت ان کو اپنی سرکشی کی سزا مل جائیگی -

بس اے اہل مکہ تم اس سے عبرت حاصل کرو اور نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا انکار کرکے سزا کے مستحق مت بنو -

وَ اٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ۚۖ اَحْیَیْنٰهَا وَ اَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ

اور ایک نشانی ان لوگوں کے لئے مُردہ زمین ہے - ہم نے اس کو (بارش سے) زندہ کیا اور ہم نے اس سے غلے نکالے سو ان

یَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَ جَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّ اَعْنَابٍ وَّ فَجَّرْنَا

میں سے لوگ کھاتے ہیں - اور (نیز) ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ لگائے اور (نیز)

فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَ مَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ

اس میں چشمے جاری کئے - تاکہ لوگ باغ کے پھلوں میں سے کھائیں اور اس (پھل اور غلہ) کو ان کے ہاتھوں نے

اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ

نہیں بنایا سو کیا شکر نہیں کرتے - وہ پاک ذات ہے جس نے تمام مقابل قسموں کو پیدا کیا نباتات زمین کے

الْاَرْضُ وَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ مِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

قبیل سے بھی اور (خود) ان آدمیوں میں سے بھی اور ان چیزوں میں سے بھی جنکو (عام لوگ) نہیں جانتے

مرنیکے بعد انسانوں کو زندہ کیا جائیگا

سورہ یٰس میں زیادہ تر مضامین اللہ تعالیٰ کے انعامات واحسانات اور قدرت کے بیان کرکے مرنے کے بعد زندہ ہونے کے عقیدہ کو پختہ کیا گیا ہے - چنانچہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہماری قدرت پر اور مردوں کو زندہ کرنے پر ایک نشانی یہ بھی ہے کہ ہم مردہ زمین کو زندہ کردیتے ہیں یعنی وہ زمین جو خشک پڑی ہوئی ہے اس میں پیداوار نہیں ہورہی ہے گویا کہ وہ مردہ ہے ہم اس پر بارش برسا کر اس کو تروتازہ کردیتے ہیں اور پھر اس سے سبزہ اُگ آتا ہے گویا کہ اللہ نے اس کو زندہ کردیا بس اس زمین سے اناج، سبزی، پھل وپھول پیدا ہوتے ہیں جن کو اے لوگو تم کھاتے ہو اور اسی زمین میں ہم نے کھجوروں اور انگوروں کے باغات بھی پیدا کردیئے ہیں، اور اسی زمین سے چشمے

اور نہریں وغیرہ بھی جاری کردی ہیں جن سے تم اپنے باغات وکھیتوں وغیرہ کو سیراب کرتے ہو اور پھر اس کی پیداوار سے خوب کھاتے ہو اور اپنی مختلف قسم کی ضروریات پوری کرتے ہو۔

اور یاد رکھو تم نے ان تمام چیزوں کو اپنے ہاتھ سے پیدا نہیں کیا تم میں یہ طاقت وقدرت نہیں کہ زمین میں بیج ڈال کر اس سے پودا اگا سکو اور پھر اس پودے سے کوئی پھل یا پھول وغیرہ پیدا کرسکو، بس ظاہری طور پر انسان کو ذریعہ بنا دیا گیا ورنہ یہ قدرت صرف خالق کائنات اللہ جل شانہ کو حاصل ہے انسان اللہ کا محتاج ہے۔ بس جب حقیقت یہ ہے تو پھر تم کیوں اللہ تعالیٰ کے شکر گذار نہیں بنتے اور اسکی اصل شکر گذاری یہ ہے کہ کفر وشرک کو چھوڑ کر ایمان قبول کرلو اور پھر اعمال صالحہ کرو۔

بلاشبہ پاک وبرتر ہے وہ ذات جس نے جوڑے جوڑے پیدا کیا زمین سے اُگائی ہوئی چیزوں کو یعنی جو درخت زمین سے اُگے ہیں ان کو اللہ نے جوڑے جوڑے یعنی نر ومادہ پیدا کیا ہے جیسے کھجور وپپیتے وغیرہ کے درخت نر ومادہ ہونا خوب مشہور ہے۔

دوسری تفسیر اس کی یہ کی گئی ہے کہ ان چیزوں کو ایک دوسرے کے مقابل پیدا کیا جیسے ایک میٹھا دوسرا کھٹا، اور اسی طرح رات دن، تاریکی روشنی، گرمی سردی وغیرہ بھی ایک دوسرے کے مقابل ہیں۔ اور خود تمکو بھی جوڑے جوڑے پیدا کیا تاکہ نسل انسانی قیامت تک چلتی رہے۔ اور اُن چیزوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے جوڑے جوڑے پیدا کیا ہے جن کو تم نہیں جانتے جیسے تمام مخلوقات چرند، پرند، درند وغیرہ

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖ

اور ایک نشانی اُنکے لئے

نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ۝٣٧ وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ

رات ہے کہ ہم اس رات پر سے دن کو اُتار لیتے ہیں سو یکایک وہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور (ایک نشانی) آفتاب (کہ)

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝٣٨ۭ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ

وہ اپنے ٹھکانہ کی طرف چلتا رہتا ہے یہ اندازہ باندھا ہوا ہے اس (خدا) کا جو زبردست علم والا ہے۔ اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں

كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝٣٩ لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ

یہاں تک کہ ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ٹہنی نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے۔

وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝٤٠

اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور دونوں ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

اللہ کا نظامِ قدرت

اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دن سے روشنی کی چادر اتار لیتا ہے تو رات ہو جاتی ہے اور تم سب اندھیرے میں ہو جاتے ہو ۔ حاصل یہ کہ دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن کا لانا یہ صرف اللہ تعالیٰ کے قبضۂ و قدرت میں ہے ۔

اللہ کی قدرت پر ایک نشانی سورج بھی ہے جو اللہ کے مقرر کردہ راستہ پر اس رفتار سے چلتا ہے جس کا اللہ نے اس کو پابند بنا رکھا ہے اس سے ذرا بھی ادھر اُدھر نہیں ہوتا ۔ رات اور دن کا ظاہری سبب اللہ تعالیٰ نے سورج کو بنا رکھا ہے اور وہ اللہ کے حکم کے تابع ہے کہ جس رفتار اور جس راستہ سے اس کو چلنے کی اجازت ہے اسی کے مطابق چلتا ہے اور اپنا ایک دن کا سفر پورا کر کے اگلے دن کیلئے اللہ سے اجازت طلب کرتا ہے اجازت مل جانے پر پھر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے ۔ قیامت کے قریب اس کو اجازت نہیں ملے گی اور حکم ہوگا جدھر سے آیا ہے اُدھر ہی واپس ہو جا چنانچہ اس وقت سورج مغرب کی جانب سے طلوع ہوگا اور یہ وہ وقت ہوگا جبکہ کسی کا ایمان لانا قابل قبول نہیں ہوگا اور نہ کسی کی توبہ قبول ہو گی ، توبہ کا دروازہ بند ہو چکا ہوگا ۔

اللہ کی قدرت پر ایک نشانی چاند بھی ہے جو سورج کی طرح ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا بلکہ گھٹتا بڑھتا رہتا ہے ۔ چاند اور سورج کی رفتار کیلئے اللہ تعالیٰ نے خاص حدود مقرر فرمائی ہیں جن میں سے ہر ایک کو منزل کہا جاتا ہے ۔ چاند اپنا دورہ چونکہ ایک مہینہ میں پورا کر لیتا ہے اس لئے اسکی منزلیں تیس ۳۰ یا انتیس ۲۹ ہوتی ہیں مگر چونکہ چاند ہر مہینہ کم از کم ایک دن غائب رہتا ہے اس لئے عموماً اس کی منزلیں اٹھائیس ۲۸ کہی جاتی ہیں ۔ بہر حال جو حدود و رفتار اللہ تعالیٰ نے چاند کیلئے مقرر فرما رکھی ہیں وہ اسی کے مطابق اپنا دورہ پورا کرتا ہے اور مہینہ کے آخر میں ایسا رہ جاتا ہے جیسے کھجور کی پُرانی ٹہنی جو خشک ہو جانے پر کمان جیسی ہو جاتی ہے عرب کے ماحول کے پیش نظر یہاں اللہ نے چاند کو کھجور کی پُرانی ٹہنی سے تشبیہ دی ہے ۔

چاند و سورج کی جو حدود و رفتار اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما رکھی ہیں وہ اس کے اتنے پابند ہیں کہ اس میں ایک انچ کی بھی کمی و بیشی نہیں کرتے ۔ ایسا نہیں ہوتا کہ سورج چاند کے وقت میں نکل کر رات کو دن کر دے یا چاند دن میں نکل کر دن کو رات بنا دے ۔ غور کیجئے اس قدر تیز رفتار دو سیّارے کھلی فضا میں برسوں سے دوڑ رہے ہیں مگر آج تک دونوں میں ذرا بھی ٹکراؤ نہیں ہوا یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ انکو چلانے والی کوئی بہت ہی زبردست طاقت ہے اور وہ ہے اللہ کی ذات جو چاند کو گھٹاتی بڑھاتی ہے اور غائب کر کے اسے پھر سامنے لے آتی ہے بھلا ایسی قادر مطلق ذات کیلئے انسان کو دوبارہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے ۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ

اور ایک نشانی اُن کے

اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿٤١﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ

لئے یہ ہے کہ ہم نے اُن کی اولاد کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کیا۔ اور ہم نے اُنکے لئے کشتی ہی جیسی ایسی چیزیں

مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿٤٢﴾ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿٤٣﴾

پیدا کیں جن پر یہ لوگ سوار ہوتے ہیں۔ اور اگر ہم چاہیں تو اُن کو غرق کردیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو اور نہ یہ خلاصی دیئے جاویں

اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿٤٤﴾

مگر یہ ہماری ہی مہربانی ہے اور ان کو ایک وقتِ معین تک فائدہ دینا منظور ہے۔

اللہ کی قدرت کی ایک نشانی

اللہ کی قدرت کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے حضرت نوح علیہ السلام کے ذریعہ ایک بہت بڑی کشتی بنوا کر جو اُس وقت ایک عجوبہ تھا نسل انسانی کو بچالیا نہیں تو اس زبردست طوفان میں کوئی بھی نہ بچتا جیسا کہ جو انسان اور دیگر مخلوقات اس کشتی سے باہر تھی وہ سب غرق ہوگئیں۔

بہرحال کشتی نوح ؑ جو ایک بہت بڑے جہاز کے مانند تھی اللہ کے حکم سے حضرت نوح ؑ نے اسمیں اللہ کے نیک بندوں اور ان جانوروں کا ایک ایک جوڑا سوار کرلیا جن کی عام طور پر انسانوں کو ضرورت پڑتی ہے۔

مِنْ مِّثْلِهٖ ! اسکی ایک تفسیر تو یہ کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کشتی نوح ؑ کے مثل اور بہت سی کشتیاں جہاز وغیرہ انسان کے ذریعہ بنوائیں اور قیامت تک مختلف انداز کی حسب ضرورت جسمیں بڑے بڑے جہاز، بیڑے وغیرہ بھی شامل ہیں بنواتا رہے گا۔ اور دوسری تفسیر یہ کی گئی کہ کشتی نوح ؑ کی طرح خشکی کی سواریاں بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی ہیں جیسے اونٹ وغیرہ اہل عرب اونٹ کو خشکی کی کشتی کہا کرتے تھے یعنی جیسے کشتی پانی میں سامان اور سواریوں کو لئے دوڑتی چلی جاتی ہے اسی طرح اونٹ بھی سامان وسواری کو لئے دوڑا چلا جاتا ہے۔

الغرض انسان بڑے اور گہرے سمندروں کے اندر کشتی وجہاز میں بیٹھا گھومتا ہے اگر ہم چاہیں تو اسے جہاز وکشتی سمیت غرق کردیں تو اسے کوئی بچانے والا نہیں اور نہ ہی کوئی اسکی فریاد سننے والا ہے یعنی اللہ کے علاوہ یہ جسکی پرستش کرتا ہے بت وغیرہ وہ نہ اس کی فریاد سن سکتے ہیں نہ اس کو بچا سکتے ہیں بس اللہ ہی

اپنی مہربانی سے اسکو بچالیتا ہے اس مصلحت کے تحت کہ اللہ کو ایک وقتِ معینہ تک اس دنیا کا کام چلانا ہے۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا
اور جب ان لوگوں سے کہا جاتا ہے کہ تم لوگ

بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿٤٥﴾ وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ
اس عذاب سے ڈرو جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے مرے پیچھے ہے تاکہ تم پر رحمت کی جاوے۔ تو وہ اصلا پرواہ نہیں کرتے اور انکے

اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿٤٦﴾ وَاِذَا قِيْلَ
رب کی آیتوں میں سے کوئی آیت بھی انکے پاس ایسی نہیں آتی جس سے وہ سرتابی نہ کرتے ہوں۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے

لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
کہ اللہ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرو تو یہ کفار (ان) مسلمانوں سے یوں کہتے ہیں کہ کیا ہم ایسے

اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٤٧﴾
لوگوں کو کھانے کو دیں جن کو اگر خدا چاہے تو (بہتر اچھا) کھانے کو دیدے۔ تم نری صریح غلطی میں (پڑے) ہو

عذاب الٰہی سے ڈرو

اور جب ان کفار سے کہا جاتا ہے کہ اس عذاب سے ڈرو جو تم پر دنیا میں بھی آسکتا ہے جیسا کہ بہت سی قوموں پر آچکا ہے اور اس عذاب سے بھی ڈرو جو مرنے کے بعد آخرت میں یقینی طور پر آئیگا، بس اس عذاب سے ڈر کر ایمان لے آؤ اور اعمال صالحہ کرو تاکہ تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کفار کو بہت سی نشانیاں اللہ کے معبود برحق ہونے کی دکھائی گئیں مگر انھوں نے ایک سے بھی عبرت حاصل نہیں کی بس اعراض ہی کرتے چلے گئے۔

اور جب ان کفار سے پیغمبر و مومنین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ تم کو دیا ہے اس میں سے اللہ کی راہ میں غریبوں اور مسکینوں پر خرچ کرو، تو انھوں نے جواب میں یوں کہا کہ جن کو اللہ نے کھانے کو نہیں دیا ہم ان کو کیوں کھلائیں، بس اے مسلمانوں تم غلطی اور گمراہی پر ہو جو ہمیں ایسی نصیحت کرتے ہو۔

نادان کفار یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کو اس پر بھی پوری قدرت ہے کہ وہ ان غریبوں کو بھی مالدار بنادیتا مگر اسے مالداروں کی آزمائش منظور ہے کہ دیکھوں میرے حکم کے مطابق یہ مالدار غریبوں کو بھی دیتے ہیں یا نہیں۔

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ مَا يَنظُرُونَ

اور یہ لوگ (بطور انکار) کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو یہ لوگ بس ایک آواز سخت

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

کے منتظر ہیں جو ان کو آ پکڑے گی اور وہ سب باہم لڑ جھگڑ رہے ہوں گے ۔ سو نہ تو وصیت کرنے کی

تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿٥٠﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم ع ۱۸ ۲

فرصت ہوگی اور نہ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ کر جا سکیں گے اور (پھر دوبارہ) صور پھونکا جاوے گا سو وہ سب

مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿٥١﴾ قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن

یکایک قبروں سے (نکل نکل) اپنے رب کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے ۔ کہیں گے کہ ہائے ہماری کم بختی ہمکو ہماری قبروں

مَّرْقَدِنَا ۜ هَٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿٥٢﴾ إِن كَانَتْ

سے کس نے اُٹھایا یہ وہی (قیامت) ہے جس کا رحمٰن نے وعدہ کیا تھا اور پیغمبر سچ کہتے تھے ۔ بس وہ ایک

إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿٥٣﴾ فَالْيَوْمَ

زور کی آواز ہوگی، جس سے یکایک سب جمع ہو کر ہمارے پاس حاضر کر دیئے جائیں گے ۔ پھر اُس دن کسی شخص پر

لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٤﴾

ذرا ظلم نہ ہوگا اور تم کو بس ان ہی کاموں کا بدلہ ملے گا جو تم کیا کرتے تھے ۔

قیامت کا منظر

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کو قیامت کے ہولناک منظر سے ڈرایا کرتے تھے، اس پر کفار نے اللہ کے رسول اور مسلمانوں سے کہا اگر تم واقعی سچے ہو تو بتاؤ قیامت کب آئیگی؟ چونکہ کفار قیامت کو نہیں مانتے تھے اس لئے بطور مذاق کے اسطرح کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کو اسی طرح کا جواب دیا۔ فرمایا اے ہمارے نبی انھیں صرف ایک سخت چیخ کا انتظار ہے یعنی قیامت کیلئے ہمیں لمبے چوڑے انتظامات نہیں کرنے پڑیں گے بلکہ روزمرہ کی طرح لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے اور ہم اسرافیل ؑ کے ذریعہ صور پھونکوا دیں گے دل دہلانے والی اس آواز کو سن کر تمام لوگ بے قابو ہو جائیں گے اور ادھر اُدھر کو گرنے شروع ہو جائیں گے کسی کو اتنی مہلت بھی نہ ہوگی کہ اپنے قریب والے کو کچھ نصیحت و وصیت ہی کر دے یا لوٹ کر اپنے گھر ہی چلا جائے غرضیکہ سب ہوش و حواس ختم ہو جائیں گے اور اسی حالت میں سب کو موت آجائیگی ۔

اس کے بعد اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے دوبارہ صور پھونکیں گے تو اسکی آواز سے
تمام انسان اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور میدان محشر کی طرف جلدی جلدی چلنے لگیں گے
میدان محشر کی طرف یہ اپنی خوشی سے نہیں جائیں گے بلکہ فرشتے انکو پکار پکار کر میدان محشر میں لائیں گے
میدان محشر کی ہول و ہیبت کو دیکھکر کفار کہیں گے ہائے ہماری کم بختی ہمکو ہماری قبروں سے کس نے اٹھادیا
یہاں کے مقابلہ میں تو ہم وہاں ہی راحت سے تھے یعنی قبر میں جو عذاب ہمیں ہو رہا تھا میدان محشر کی
ہولناکی اس سے کہیں زیادہ ہے بس ہم تو وہیں بہتر تھے۔ فرشتے جواب دیں گے یہ وہی قیامت ہے جس کا
ارحم الراحمین اللہ جل شانہ نے وعدہ فرمایا تھا اور اپنے رسولوں کے ذریعہ تمکو اس کی خبر دیدی تھی بس دنیا میں
تم نے مانا نہیں آج اس کو اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھ لو۔ اور آج ہر ایک کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ مل
جائیگا اچھائی کا بھی اور برائی کا بھی۔

إِنَّ أَصْحَابَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِي شُغُلٍ فَاكِهُونَ ﴿٥٥﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلَالٍ عَلَى

اہل جنت بیشک اس دن اپنے مشغلوں میں خوش دل ہوں گے ۔ وہ اور ان کی بیبیاں سایوں میں مسہریوں پر تکیہ

الْأَرَائِكِ مُتَّكِئُونَ ﴿٥٦﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾

لگائے بیٹھے ہوں گے ۔ اُن کے لئے وہاں (ہر طرح کے) میوے ہونگے اور جو کچھ مانگیں گے ان کو ملے گا۔

سَلَامٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾

اُن کو پروردگار مہربان کی طرف سے سلام فرمایا جاویگا

جنّت کی لذتیں

میدان محشر میں جن لوگوں کے متعلق جنتی ہو جانیکا فیصلہ فرمادیا جائیگا
تو انھیں بصد عزت و احترام جنت میں پہونچا دیا جائیگا وہاں یہ مختلف
قسم کی نعمتوں اور لذتوں میں اسطرح مشغول ہوں گے کہ دوسری طرف توجہ ہی نہ ہوگی وہ اور انکی بیویاں جسمیں
حوریں بھی شامل ہیں جنت کے گھنے سایوں میں مزے کے ساتھ مسہریوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ اور
ان کے ارد گرد خوب جنتی پھل اور میوے ہوں گے۔ اور جس چیز کو ان کا دل چاہے گا وہ ان کے پاس فوراً
حاضر کردی جائیگی یہ سب سامان تو انکی جسمانی لذت کیلئے ہوں گے اور روحانی لذت کیلئے ان کو اللہ کا
سلام ہوگا جسمیں اس قدر لطف اور مزہ ہوگا کہ اس کے مقابلہ میں جنت کی تمام نعمتیں ہیچ ہوں گی۔
چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت جابر رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی
اپنے عیش و آرام میں مشغول ہوں گے کہ اوپر کی جانب ایک نور چمکیگا یہ اپنا سر اٹھا کر دیکھیں گے

تو اللہ کے دیدار سے مشرف ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ (یعنی اے جنتیوں تم پر سلامتی ہو)۔

حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا یہی مطلب ہے اس آیت سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ کا،، اس وقت جنتی جنت کی بڑی سے بڑی نعمت کی طرف نظر بھی گھما کر نہیں دیکھیں گے بس نظر جمائے اسی کو دیکھتے رہیں گے اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے پردہ حائل ہو جائے گا اور اس کا نور و برکت ان کے پاس باقی رہ جائے گا۔

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾

اور اے مجرمو آج (اہل ایمان سے) الگ ہو جاؤ

اَلَمْ اَعْھَدْ اِلَیْکُمْ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّہٗ لَکُمْ

اے اولادِ آدمؑ کیا میں نے تم کو تاکید نہیں کر دی تھی کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا صریح

عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِیْ ۗ ھٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ

دشمن ہے۔ اور یہ کہ میری (ہی) عبادت کرنا یہی سیدھا رستہ ہے۔ اور وہ (شیطان)

اَضَلَّ مِنْکُمْ جِبِلًّا کَثِیْرًا ۭ اَفَلَمْ تَکُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾ ھٰذِہٖ جَھَنَّمُ

تم میں ایک کثیر مخلوق کو گمراہ کر چکا (ہے) سو کیا تم نہیں سمجھتے تھے۔ یہ جہنم ہے جس کا

الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْھَا الْیَوْمَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾

تم سے وعدہ کیا جایا کرتا تھا۔ آج اپنے کفر کے بدلہ میں اس میں داخل ہو۔

نیک و بد کا انجام

قیامت کے دن نیکوں کو بدوں سے الگ کر دیا جائیگا یعنی مومنوں کو کافروں سے علیحدہ کر دیا جائیگا اور اولاد آدم سے ڈانٹ کر کہا جائیگا (اس کے اصل مخاطب کافر ہوں گے) کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی نہ ماننا وہ تمہارا کھلا دشمن ہے مگر تم نے مجھ رحمٰن کی نافرمانی کی اور شیطان کی فرمانبرداری کی۔ جبکہ میں نے صاف طور پر اپنے رسولوں کے ذریعہ تمہیں یہ بات پہونچا دی تھی کہ صرف میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھا اور صحیح راستہ ہے شیطان تم کو بہکائیگا تم ہوشیار رہنا وہ تم سے پہلے بہت لوگوں کو بہکا چکا ہے تم پچھلی کافر قوموں کا انجام دیکھ لو۔

مگر تم نے اپنی عقل سے کام نہ لیا اور شیطان کے بہکائے میں آکر اپنے خالق و مالک ہی کی

نافرمانی وسرکشی میں لگ گئے بس اب تمہارا ٹھکانہ یہ جہنم ہے جس سے دنیا میں تم کو ڈرایا گیا تھا آج اپنی سرکشی کی سزا بھگتو۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا

آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگا دینگے اور اُن کے ہاتھ ہم سے کلام کرینگے اور اُن کے پاؤں شہادت دیں گے۔

كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾

جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔

قیامت کے دن انسان کے اعضا گواہی دیں گے

قیامت کے دن منافقین وکافرین قسمیں کھا کر اپنے گناہوں کا انکار کریں گے کہ ہم نے تو یہ گناہ نہیں کئے اور کچھ انیں سے یہاں تک کہیں گے کہ فرشتوں نے ہمارے نامۂ اعمال میں جھوٹ لکھدیئے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا کر بند کر دیگا اور ان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ کو حکم دیگا وہ بولنا شروع کر دیں گے اور بدن کے جس حصہ سے جو گناہ کیا ہوگا وہ اس کو اللہ کے سامنے ظاہر کر دے گا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومن کو بلا کر اس کے گناہ اس کے سامنے پیش کریگا یہ نادم وشرمندہ ہو کر عرض کرے گا ارحم الراحمین واقعی یہ گناہ مجھ سے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائیگا جا ہم نے سب بخشدیئے، اللہ کی بندہ سے یہ بات اس طرح ہوگی کہ اس کا کسی کو بھی علم نہ ہوگا اس کا ایک گناہ بھی مخلوق پر ظاہر نہ کیا جائے گا (سبحان اللہ کس قدر مہربان ہے وہ اپنے مومن بندوں پر کہ انکی اس طرح پردہ پوشی فرمائے گا) اور پھر اس کی نیکیاں لائی جائیں گی انھیں کھول کھول کر ساری مخلوق کے سامنے بیان کیا جائے گا۔ اور جب کافر ومنافق کے سامنے اس کے گناہ لائے جائیں گے تو وہ انکار کر دیں گے اور فرشتوں پر الزام لگائیں گے کہ فرشتوں نے جھوٹ ہمارے نامۂ اعمال میں لکھ دیئے ہیں ان کی یہ حرکت دیکھکر اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا کر بند کر دیگا۔ ابو موسیٰ اشعری رض بیان کرتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ حضور پاک علیہ التحیۃ والتسلیم نے یہ فرمایا کہ سب سے پہلے اس کی داہنی ران بولے گی۔

غرضیکہ بدن کا ایک ایک عضو اس کے خلاف گواہی دیگا بعض روایات میں ہے کہ کافر اپنے اعضا سے مخاطب ہو کر کہے گا تم مٹ جاؤ تمہاری حفاظت ہی کی وجہ سے تو میں جھوٹ بول رہا تھا۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ

اور اگر ہم چاہتے تو (دنیا ہی میں) ان کی آنکھوں کو ملیامیٹ کر دیتے پھر یہ رستہ کی طرف دوڑتے

فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا

پھرتے سو ان کو کہاں نظر آتا - اور اگر ہم چاہتے تو اُن کی صورتیں بدل ڈالتے اس حالت سے کہ یہ جہاں ہیں وہیں رہ جاتے جس سے یہ لوگ آگے کو

مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ ع وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِى الْخَلْقِ ۗ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٦٨﴾ ع ٤ ٢

چل سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے - اور ہم جس کی عمر زیادہ کر دیتے ہیں تو اسکو طبعی حالت میں اُلٹا کر دیتے ہیں سو کیا وہ لوگ نہیں سمجھتے -

اللہ کی نعمتوں کی ناقدری

ارشاد ہے کہ کفار نے ہماری دی ہوئی نعمتوں کی قدر نہ کی انکو چاہیئے تھا کہ جو آنکھیں ہم نے ان کو دے رکھی ہیں ان سے وہ ہماری قدرت کی نشانیاں دیکھ کر ہماری توحید کے قائل ہوتے مگر انھوں نے ایسا نہ کیا بس یہ ہماری رحمت ہے کہ اس ناقدری کے باوجود ہم نے ان کی آنکھیں باقی رکھی ورنہ اگر ہم چاہتے تو انکی آنکھیں ہی ختم کر دیتے یا بینائی چھین لیتے پھر انھیں راستہ بھی نظر نہ آتا جیسا کہ قوم لوط پر ایسا ہی عذاب آیا -

اور اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو انکی صورتیں بدل دیتے (جیسا کہ پہلی بعض قوموں کو بندر و خنزیر بنا دیا گیا) اور ان کو ایسا اپاہج کر دیتے کہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہ سکتے -

بس آنکھیں چھین لینا اور صورتیں بگاڑ کر اپاہج بنا دینا اللہ کیلئے کوئی مشکل کام نہیں - دیکھو ایک جوان وتندرست آدمی جب زیادہ بوڑھا ہو جاتا ہے تو کیسا کمزور اپاہج سا ہو جاتا ہے کہ اس کیلئے چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا ہے اس کے بدن کی تمام طاقتیں نظر وغیرہ ختم یا کم ہو جاتی ہیں بس جو ذات یہ چیزیں بوڑھاپے میں چھین لیتی ہے وہ جوانی میں بھی چھین سکتی ہے اس کیلئے یہ کام کچھ مشکل نہیں - بس انسان کو چاہیئے کہ ان چیزوں میں غور وفکر کرکے عبرت ونصیحت حاصل کرے اور سیدھا راستہ صرف اللہ کی بندگی کا اختیار کرے اسی میں اس کی نجات وفلاح ہے -

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِىْ لَهٗ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ

اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا - اور وہ آپ کے لئے شایان بھی نہیں وہ تو محض نصیحت (کا مضمون) اور

وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿٦٩﴾ لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٠﴾

ایک آسمانی کتاب ہے جو احکام کی ظاہر کرنیوالی ہے تاکہ ایسے شخص کو ڈراوے جو زندہ ہو اور تاکہ کافروں پر (عذاب کی) حجت ثابت ہو جاوے

قرآن حقائق سے بھرپور ہے

ارشاد ہے کہ یہ قرآن حقائق، نصیحت اور روشن تعلیمات سے بھرپور ہے شاعرانہ تخیلات کا مجموعہ نہیں اور نہ ہی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) شاعری آپ کے شایان شان ہے اس سے درحقیقت کافرین ومشرکین وغیرہ کا رد کرنا مقصود ہے جو کہا کرتے تھے آپ شاعر ہیں اور یہ قرآن آپ نے خود لکھ لیا ہے اور پھر اس کو جھوٹ اللہ کی طرف منسوب کردیا ہے۔ بس اللہ نے واضح طور پر فرما دیا کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے رسول ہیں ہم نے آپ کو شاعری نہیں سکھائی، بلکہ قرآن سکھایا جو اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ تعلیمات سے لبریز ہے اور یہ قرآن ہمارا کلام ہے جس کو ہم نے اپنے محبوب رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اس قرآن کے ذریعہ لوگوں کو ڈرائیں کہ دیکھو اللہ کے سوا کسی اور کی بندگی کروگے تو تمہارا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ اور فرمایا کہ اس قرآن سے نصیحت وہی لوگ حاصل کرتے ہیں جن کے دل زندہ ہیں یعنی گناہوں کے زنگ سے پاک وصاف ہیں، اور جن کے دل خواہشات کی پیروی کرتے کرتے مردہ ہوچکے ہیں اللہ ورسول کی کوئی بات نہیں مانتے ایسے کافروں پر حجت پوری ہو بس وہ انجام کار مستحق عذاب ہوں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا

کیا اُن لوگوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ ہم نے اُنکے (نفع کے) لئے اپنے ہاتھ کی ساختہ چیزوں میں سے مواشی

فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿٧١﴾ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا

پیدا کئے۔ پھر یہ لوگ اُن کے مالک بن رہے ہیں۔ اور ہم نے ان مواشی کو ان کا تابع بنا دیا سو ان میں بعضے تو ان کی سواریاں ہیں اور بعض

يَاْكُلُوْنَ ﴿٧٢﴾ وَلَهُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿٧٣﴾ وَاتَّخَذُوْا

کو وہ کھاتے ہیں۔ اور ان میں ان لوگوں کے اور بھی نفع ہیں اور پینے کی چیزیں بھی ہیں (یعنی دودھ) سو کیا یہ لوگ شکر نہیں کرتے۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ ۭ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَهُمْ

اور انہوں نے خدا کے سوا اور معبود قرار دے رکھے ہیں اس امید پر کہ انکو مدد ملے (لیکن) وہ ان کی کچھ مدد کرہی نہیں سکتے اور وہ ان

وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا

لوگوں کے حق میں ایک فریق (مخالف) ہوجاویں گے جو حاضر کئے جاویں گے تو ان لوگوں کی باتیں آپکے لئے آزردگی کا باعث نہ ہونا چاہیے

يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ﴿٧٦﴾

بیشک ہم سب جانتے ہیں جو کچھ یہ دلمیں رکھتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔

جانوروں کو انسان کے تابع کر دیا گیا

ناشکرے اور احسان فراموش انسان کو اللہ تعالیٰ اپنے انعامات اور احسانات یاد دلا رہے ہیں کہ دیکھ ہم نے اپنے دست قدرت سے جانوروں کو پیدا کیا ہے اس میں تیرا کچھ دخل نہیں اور پھر ہم نے تجھکو ان کا مالک بھی بنا دیا ہے جس طرح چاہے ان سے فائدہ اٹھا اور انکی خرید و فروخت کر کے اپنی دوسری ضروریات پوری کر۔ صرف یہی نہیں بلکہ ان جانوروں کو ہم نے تیرے تابع بھی کر دیا ہے دیکھ اونٹ ہاتھی گھوڑا گائے بھینس وغیرہ اس قدر طاقت ور ہونے کے باوجود تجھ کمزور کے ماتحت رہتے ہیں توجسطرح چاہتا ہے انکی پیٹھ پر سوار ہو کر انھیں دوڑائے پھرتا ہے اور خوب ان سے وزن اٹھواتا ہے۔ ایک بچہ بہت سے اونٹوں کو اپنے اشارہ سے جدھر چاہتا ہے لیجاتا ہے اور بہت سے جانور ان میں ایسے ہیں جن کا تو گوشت کھاتا اور دودھ پیتا ہے اور انکی دوسری چیزوں ہڈی کھال، بال (اون) وغیرہ سے فائدہ اٹھاتے ہو۔

مگر انسوس ان تمام انعامات واحسانات کے باوجود تم ہمارا شکر ادا نہیں کرتے اور شکر کا سب سے پہلا درجہ یہ ہے کہ صرف اسی ذات کی بندگی کی جائے جس نے یہ تمام نعمتیں عطا فرما رکھی ہیں لیکن پھر بھی زیادہ تر انسان ایسے ہیں کہ اپنے خالق و مالک اور منعم حقیقی اللہ جل شانہ، کو چھوڑ کر دوسرے معبودان باطل (جنات وشیاطین اور بتوں وغیرہ) کی پرستش کرتے ہیں اس امید پر کہ یہ ہماری مدد کریں گے مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ انکی کسی طرح سے مدد نہیں کر سکتے بلکہ قیامت کے دن الٹا ان کے مخالف ہو جائیں گے جیساکہ قرآن کریم کی دوسری آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ باطل معبود اللہ کے سامنے عرض کریں گے ہم نے انھیں اپنی بندگی کرنے کیلئے نہیں کہا تھا انھوں نے خود ہماری پرستش کی ہے بس یہ معبود اپنے پجاریوں کی تو کیا مدد کریں گے خود اپنے لئے بھی کچھ نہ کر پائیں گے ان کے حکم سے ان سب (عابد و معبود) کو جہنم میں پھینک دیا جائیگا اس وقت ایک دوسرے کو محتاج کی طرح دیکھتے رہ جائیں گے۔

اس کے بعد حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دی گئی ہے کہ سوچیے جب ان کافرین ومشرکین کا ہمارے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ ہمارے تمام احسانوں کو بھلا کر ہمارے ساتھ شرک وکفر کرتے ہیں تو پس آپ انکی حرکتوں سے غمگین ودل گیر نہ ہوں، ہم ان کے ظاہری وباطنی تمام حالات سے خوب واقف ہیں ان کے کئے کی انھیں دردناک سزا دیں گے۔

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ

کیا آدمی کو یہ معلوم نہیں کہ ہم نے اسکو نطفہ سے پیدا کیا

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۭ قَالَ

سو وہ علانیہ اعتراض کرنے لگا ۔ اور اس نے ہماری شان میں ایک عجیب مضمون بیان کیا اور اپنی اصل کو بھول گیا کہتا ہے

مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ

کہ ہڈیوں کو (خصوصاً) جبکہ وہ بوسیدہ ہوگئی ہوں کون زندہ کردیگا ۔ آپ جواب دے دیجئے کہ ان کو وہ زندہ کریگا جس نے اول بار میں ان

مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُ ﴿۷۹﴾ ۙ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ

کو پیدا کیا ہے اور وہ سب طرح کا پیدا کرنا جانتا ہے ۔ وہ ایسا (قادر) ہے کہ (بعض) ہرے درخت سے تمہارے

الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾ اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ

لئے آگ پیدا کر دیتا ہے پھر تم اس سے اور آگ سلگا لیتے ہو ۔ اور جس نے آسمان اور

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰي ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ

زمین پیدا کئے ہیں کیا وہ اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے آدمیوں کو (دوبارہ) پیدا کردے ضرور قادر ہے اور وہ بڑا

الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾

پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے ۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اسکا معمول تو یہ ہے کہ اس چیز کو کہہ دیتا ہے کہ ہو جا بس وہ

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع ۵ ۴

ہو جاتی ہے ۔ تو اسکی پاک ذات ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور تم سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے ۔

واقعہ شان نزول

روایات میں ہے کہ ایک مرتبہ اُبی بن خلف ایک پرانی بوسیدہ کھوکھری ہڈی لیکر آیا اور اسے اپنے ہاتھ سے ریزہ ریزہ کردی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کیا ، کیا اللہ اس ہڈی کو زندہ کریگا جو ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی ہے ، آپ نے فرمایا ہاں اللہ تجھے موت دیگا پھر زندہ کریگا پھر جہنم میں بھیجدیگا ۔

اس پر یہ آیات نازل ہوئیں جنمیں فرمایا گیا ہے کہ کیا انسان اپنی اصلیت کو بھول گیا کہ یہ ایک حقیر و ناپاک قطرۂ بے جان سے پیدا کیا گیا ہے ، جب اللہ نے اس میں جان ڈالدی اور اس کو طاقت ور بنادیا تو یہ کھل کر اللہ کے مقابلہ پر آنے لگا اور اللہ کی قدرت کا انکار کرنے لگا اور کہنے لگا کہ مرنے کے بعد جب انسان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں گی پھر اس کو کیسے زندہ کیا جائے گا ۔

ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان منکرین سے فرما دیجئے کہ اس

مردہ انسان کو وہی زندہ کریگا جس نے اس کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا جب اس کا کچھ بھی وجود نہ تھا، یاد رکھو اللہ تعالیٰ ہرطرح سے پیدا کرنا جانتا ہے جب انسان کا مادہ نہ تھا اس وقت بھی اس کو پیدا کیا اور فنا ہو جانے کے بعد دوبارہ پھر اس کو زندہ کرے گا۔

اللہ ایسا قادر مطلق ہے کہ ہرے بھرے درخت سے تمہارے لئے آگ پیدا کرتا ہے۔ اسکی دو تفسیریں کی گئی ہیں اوّل یہ کہ عرب میں دو درخت تھے مَرخ، عفار عرب کے لوگ ان دونوں درختوں کی شاخیں مثل مسواک کے کاٹ لیتے تھے اور پھر ایک کو دوسری پر رگڑتے تھے تو اس میں سے آگ نکلتی تھی دوّم یہ کہ یہ ارشاد ہر درخت کے متعلق ہے دیکھئے ہر درخت شروع میں ہرا بھرا ہوتا ہے اور آخر میں خشک ہو جاتا ہے اور آگ کے کام آتا ہے۔

غور کیجئے جس ذات نے آسمان و زمین جیسی عظیم چیزیں پیدا فرمادی ہیں جبکہ ان کا کوئی مادہ و نمونہ بھی موجود نہ تھا تو اس ذات کیلئے اس حقیر انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے وہ ذات تو ایسی قادر مطلق ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتی ہے تو "کُن" (ہوجا) فرمادیتی ہے بس وہ فوراً ہو جاتی ہے۔ بس یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر ہر چیز پر پورا پورا اختیار اللہ ہی کو ہے اور آخر کار تمام مخلوقات اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جمع ہونگی اس وقت وہ اس گستاخ و سرکش انسان کو دکھادے گا کہ ہم نے تجھے دوبارہ پیدا کردیا ہے اور پھر اسکی تمام حرکتوں اور شرارتوں کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

الحمدُ للہ سورۂ یٰسٓ کی تفسیر بحسن وخوبی مکمّل ہوئی ۸ ربیع الاول ۱۴۱۹ھ

سُوْرَۃُ الصّٰفّٰتِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ مِائَةٌ وَّاثْنَتَانِ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ صٰفّٰت مکہ میں نازل ہوئی اس میں ایک سو بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ﴿۳﴾ اِنَّ اِلٰهَكُمْ

قسم ہے ان فرشتوں کی جو صف باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں پھر اُن فرشتوں کی جو بندش کرنے والے ہیں پھر ان فرشتوں کی

لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾

جو ذکر کی تلاوت کرنے والے ہیں کہ تمہارا معبود (برحق) ایک ہے

فرشتوں کی قسم کھانیکی حکمت

اللہ تعالیٰ جب کسی مضمون کو تاکید کے ساتھ بیان کرنا چاہتے ہیں تو مختلف قسم کی چیزوں کی قسمیں کھا کر اس کو بیان کرتے ہیں یہاں اللہ تعالیٰ نے تین قسم کے فرشتوں کی قسم کھا کر توحید کا بیان کیا ہے کہ بلا شک وشبہ تم سب کا معبود حقیقی صرف ایک اللہ کی ذات ہے اس کے سوا کوئی بھی عبادت وبندگی کے لائق نہیں۔

ارشاد ہے کہ قسم ہے ان فرشتوں کی جو عبادت کیلئے صف باندھ کر قطار در قطار کھڑے ہوتے ہیں یا اس انتظار میں کہ اللہ کا کوئی حکم ہو تو ہم بجالائیں، اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو ڈانٹ کر روکتے ہیں ان شیاطین کو جو آسمان سے ان احکامات کو چرانے کی کوشش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سپرد کرتے ہیں اور قسم ہے ان فرشتوں کی جو اللہ تعالیٰ کے احکامات سننے کے بعد ان کو دوسروں تک پہونچاتے ہیں اور خود عمل کرتے ہیں اور کسی پڑھنے کی چیز کا حکم ہوتا ہے تو اسکی تلاوت کرتے ہیں۔

یہاں فرشتوں کی قسمیں خاص طور پر اس لئے کھائی گئی کہ مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہا کرتے تھے ان کے اس عقیدہ کو رد کرنے کیلئے فرشتوں کے ایسے اوصاف ذکر کرکے قسم کھائی گئی جس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں نہیں بلکہ اس کی بندگی کرنے والے ہیں اور اللہ ان کا خالق ومالک اور معبود ہے والد نہیں

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۵ؕ

وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَةِ ۨالْكَوَاكِبِ ۶ۙ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَیْطٰنٍ

اور پروردگار ہے طلوع کرنے کے مواقع کا۔ ہم ہی نے رونق دی ہے اسطرف والے آسمان کو ایک عجیب آرائش یعنی ستاروں کیساتھ اور

مَّارِدٍ ۷ۚ لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ

حفاظت بھی کی ہے ہر شریر شیطان سے وہ شیاطین عالم بالا کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے اور وہ ہر طرف سے مار کر دھکے

جَانِبٍ ۸ۖۗ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۹ۙ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ

دیئے جاتے ہیں اور ان کے لئے دائمی عذاب ہوگا۔ مگر جو شیطان کچھ خبر لے ہی بھاگے

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۱۰

تو ایک دہکتا ہوا شعلہ اسکے پیچھے لگ لیتا ہے

دلائل توحید

پچھلی آیات میں یہ بیان ہوا تھا کہ معبود حقیقی اللہ ہے ان آیات میں اس کے دلائل کا بیان ہے کہ وہ معبود حقیقی اس لئے ہے کہ اس نے اپنی زبردست قدرت سے آسمان وزمین جیسی عظیم چیزوں کو پیدا فرمایا ہے جو اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں کرسکتا بس واضح ہے کہ معبود بھی وہی ہے اس کے علاوہ کوئی نہیں ہوسکتا۔

ارشاد ہے کہ آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کا خالق ومالک اللہ ہے اور اسی نے سورج کے طلوع وغروب کی جگہیں مقرر فرما رکھی ہیں اور اللہ ہی نے آسمان کو بیشمار چمکتے ہوئے ستاروں سے رونق بخشی ہے جس سے آسمان جگمگاتا ہوا نظر آتا ہے، اور کچھ ستاروں کے ذریعہ ان شیاطین کو روکا جاتا ہے جو عالم بالا یعنی فرشتوں کی مجلس کی باتیں سننے کی کوشش کرتے ہیں اس مجلس کے قریب وہ جس طرف سے بھی جانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرف سے فرشتے انھیں مار مار کر بھگا دیتے ہیں اور اگر کبھی کوئی شیطان ایک آدھ بات سن بھاگتا بھی ہے تو اس کے فوراً ایک دہکتا ہوا شعلہ (ستارہ) مارا جاتا ہے جس سے وہ مرجاتا ہے یا بدحواس ہوجاتا ہے شیطان کے ساتھ یہ معاملہ اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ آسمانی خبریں کاہنوں اور نجومیوں کے ذریعہ دنیا میں غلط طریقہ سے نہ پھیلادے اور غیب کی خبروں کے بتانے کے دعوے سے لوگوں کے ایمان اور عقیدے خراب نہ کرے (اس مضمون کی تفصیل آسان تفسیر پارہ ۱۴ صفحہ ۶ و ۷ پر ملاحظہ فرمائی جائے)

فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ

تو آپ ان سے پوچھیئے کہ یہ لوگ بناوٹ میں زیادہ سخت ہیں یا ہماری پیدا کی

خَلَقْنَا ۚ إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّن طِينٍ لَّازِبٍ ﴿١١﴾ بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ﴿١٢﴾

ہوئی یہ چیزیں (کیونکہ) ہم نے ان لوگوں کو چپکتی مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ آپ تو تعجب کرتے ہیں اور یہ لوگ تمسخر

وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ﴿١٣﴾ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوا إِنْ

کرتے ہیں۔ اور جب ان کو سمجھایا جاتا ہے تو یہ سمجھتے نہیں اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو (خود) اسکی ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ

هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ﴿١٥﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿١٦﴾

تو صریح جادو ہے (کیونکہ) بھلا جب ہم مرگئے اور مٹی اور ہڈیاں ہوگئے تو کیا ہم پھر زندہ کیے جاویں گے۔

أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿١٧﴾ قُلْ نَعَمْ وَأَنتُمْ دَاخِرُونَ ﴿١٨﴾ فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ

اور کیا ہمارے اگلے باپ دادا بھی۔ آپ کہہ دیجئے کہ ہاں ضرور زندہ ہوگے اور تم ذلیل بھی ہوگے پس قیامت تو بس ایک

وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿۲۰﴾

للکار ہوگی (یعنی نفخہ ثانیہ) سو سب یکایک دیکھنے بھالنے لگیں گے۔ اور کہیں گے ہائے ہماری کم بختی یہ تو وہی روز جزا (معلوم ہوتا) ہے

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾

(ارشاد ہوگا کہ ہاں) یہ وہی فیصلہ کا دن ہے جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے

ع ۵

اے انسان تجھکو مرنیکے بعد دوبارہ زندہ کیا جائے گا

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو لوگ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کا یقین نہیں رکھتے آپ ان سے پوچھئے کیا آسمان وزمین، چاند، سورج، ستارے، فرشتے، شیاطین وغیرہ عظیم ترین چیزوں کا پیدا کرنا مشکل ہے یا تم معمولی سے حقیر انسانوں کا۔ اور فرمایا ہم نے انسان کا جسم ایک لیس دار (چپکتے) ہوئے گارے سے بنا کر تیار کیا اور پھر اس میں روح ڈالدی۔ مرنے کے بعد اس کا بدن پھر مٹی میں مل جائیگا اور پھر ہم اس مٹی سے اس کا ڈھانچہ تیار کرکے اس میں روح ڈالدیں گے وہ زندہ ہو کر ہمارے سامنے حاضر ہوگا اس وقت ہم اس سے ایک ایک بات کا حساب لیں گے۔

اس کے بعد فرمایا گیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو ان منکرین پر تعجب ہوتا ہے کہ ایسی صاف صاف باتیں اور واضح دلائل سنکر اور معجزات دیکھکر بھی ایمان نہیں لاتے بلکہ ہنسی مذاق اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کھلا جادو ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا الخ منکرین نے پھر اپنی اسی پرانی بات کو دُہرایا ہے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور گل سڑ کر ہم مٹی میں مل جائیں گے ہماری ہڈیاں بھی ریزہ ریزہ ہوجائیں گی تو کیا ایسی صورت میں ہمیں اور ہمارے بڑوں کو زندہ کیا جائیگا؟ یہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو حاکمانہ جواب دیا ہے کہ ہاں تم ضرور زندہ کئے جاؤ گے اور اس وقت تم ذلیل وخوار ہوگے بس ایک ڈانٹ (صور پھونکے جانے کو ڈانٹ سے تعبیر کیا) تم پر پڑے گی تم سب زندہ ہو کر اپنی قبروں سے کھڑے ہو جاؤ گے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگو گے اور آپس میں کہو گے ہائے ہماری بدبختی یہ تو وہی قیامت کا دن ہے جس کی پیغمبر دنیا میں خبر دیا کرتے تھے اور ہم اس کو مذاق میں اڑایا کرتے تھے۔

اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا یہی ہے وہ قیامت کا دن جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔

احْشُرُوا الَّذِينَ

جمع کرلو ظالموں کو

ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٢٢﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ

اور اُن کے ہم مشربوں کو اور اُن معبودوں کو جن کی وہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کیا کرتے تھے پھر ان سب کو

إِلَىٰ صِرَاطِ الْجَحِيمِ ﴿٢٣﴾ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ ﴿٢٤﴾ مَا لَكُمْ

دوزخ کا رستہ بتلاؤ ۔ اور (اچھا) ان کو ذرا ٹھہراؤ ان سے کچھ پوچھا جاوے گا ۔ کہ اب تم کو کیا ہوا

لَا تَنَاصَرُونَ ﴿٢٥﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿٢٦﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ

ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ۔ بلکہ وہ سب کے سب اس روز سر افگندہ (کھڑے) ہونگے ۔ اور وہ ایک دوسرے کی طرف

عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٧﴾ قَالُوا إِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَأْتُونَنَا عَنِ الْيَمِينِ ﴿٢٨﴾

متوجہ ہو کر جواب سوال (یعنی اختلاف) کرنے لگیں گے (چنانچہ) تابعین کہیں گے کہ ہم پر تمہاری آمد بڑے زور کی ہوا کرتی تھی ۔

قَالُوا بَلْ لَمْ تَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿٢٩﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ

متبوعین کہیں گے کہ نہیں بلکہ تم خود ہی ایمان نہیں لائے تھے ۔ اور ہمارا تم پر کوئی زور تو تھا ہی نہیں

بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ ﴿٣٠﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّا لَذَائِقُونَ ﴿٣١﴾

بلکہ تم خود ہی سرکشی کیا کرتے تھے ۔ سو ہم سب پر ہی ہمارے رب کی یہ (ازلی) بات تحقیق ہو چکی تھی کہ ہم سب کو مزہ

فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ ﴿٣٢﴾ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ

چکھنا ہے تو ہم نے تم کو بہکایا ہم خود بھی گمراہ تھے ۔ تو وہ سب کے سب اس روز عذاب میں (بھی) شریک

مُشْتَرِكُونَ ﴿٣٣﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿٣٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا

رہیں گے ۔ (اور) ہم ایسے مجرموں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں ۔ وہ لوگ ایسے تھے کہ جب اُن

قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ ﴿٣٥﴾ وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو

سے کہا جاتا تھا کہ خدا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو تکبر کیا کرتے تھے ۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو

آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ ﴿٣٦﴾ بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾

ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے بلکہ ایک سچا دین لے کر آئے ہیں اور دوسرے پیغمبروں کی تصدیق کرتے ہیں

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾

تم سب کو دردناک عذاب چکھنا پڑے گا۔ اور تم کو اُسی کا بدلہ ملے گا جو کچھ تم کیا کرتے تھے

ظالموں کا ٹھکانہ دوزخ ہے

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا ان ظالم مشرکوں اور انکے ہم مشربوں کو جمع کرلو اور ان کے ان معبودوں (یعنی شیطانوں اور بتوں وغیرہ) کو بھی جن کی یہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے اور ان سب عابد و معبود کو جمع کرکے دوزخ کا راستہ دکھاؤ یعنی انھیں دوزخ میں پہونچا کر آؤ۔

اَزْوَاجَهُمْ الخ یعنی ہم مشربوں،، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر منقول ہے کہ ان جیسے دوسرے لوگوں کو ان کے ساتھ جمع کرلو یعنی سود خور کو سود خوروں کے ساتھ اور زناکار کو زناکاروں کے ساتھ اور شراب پینے والے کو شراب پینے والوں کے ساتھ۔

بہرحال جب ان سب کو فرشتے دوزخ کی طرف لیکر چلیں گے اور پل صراط کے قریب پہونچیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیگا ذرا انھیں روک لو تاکہ ہم ان سے پوچھیں کہ آج تم کو کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے یعنی دنیا میں جیسا تمہارا عقیدہ اور یقین تھا کہ یہ ہمارے معبود (خواہ وہ انسان ہوں یا شیطان) مصیبت میں ہماری مدد کریں گے۔ مگر وہ اس بازپرس کے بعد بھی کچھ مدد نہ کرسکیں گے بس سب کے سب عاجز بنے کھڑے ہوں گے۔ اور جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑے گا تو ایک دوسرے کو لعنت و ملامت کرنے لگیں گے، عابد اپنے معبودوں سے کہیں گے تمہاری وجہ سے آج ہمیں یہ دن دیکھنا پڑا تمہیں نے باتوں کے زور سے ہمیں گمراہ کیا ہے۔

معبود کہیں گے ہم نے تم پر کوئی زبردستی نہیں کی تھی اور نہ ہی ہمارے پاس کوئی ایسی چیز تھی کہ ایمان و ہدایت کو تمہارے دلوں سے نکال کر باہر کردیتے۔ آخر دنیا میں اور بھی تو نیک و صالح لوگ تھے، اللہ کے رسول بھی تھے جو بڑی ہمدردی اور خیرخواہی کے ساتھ تمہیں اچھی اچھی باتیں بتلا کر اللہ کے سچے دین پر چلنے کی دعوت دے رہے تھے مگر تم نے ان کی نہ مانی اور ہماری مان لی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے اندر پہلے ہی سے بُرائی و سرکشی کا مادہ اور جراثیم موجود تھے بس تم خود ہی بدباطن تھے ہم نے گمراہی کا راستہ دکھایا اور تم خوشی خوشی اس پر چلنے لگے، ہم تو گمراہ تھے ہی تم بھی اپنے اختیار سے گمراہ ہو گئے بس اب ہم سب کو جہنم کا عذاب بھگتنا ہی پڑے گا۔

جب ان کافرین و مشرکین سے دنیا میں یہ کہا جاتا ہے کہ عبادت و بندگی کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے یہ تمہارے معبودان باطل سب بیکار اور گمراہ کن ہیں تو یہ اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے تھے اور تکبر کرکے

انکار کر دیا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کیا ہم اس شاعر دیوانہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وجہ سے اپنے ان معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی ہمارے بڑے بندگی کرتے چلے آئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمار ہے ہیں اے کافرین ومشرکین تمہارے خیالات وعقائد بالکل غلط ہیں سچا دین وہی ہے جو ہمارے رسول محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس لیکر آئے ہیں وہ کوئی شاعر نہیں جو گھڑ گھڑ کر باتیں تمہیں سناتے ہوں اور نہ ہی دیوانے اور مجنون ہیں کہ تمہیں کسی غلط راہ پر لے جائیں بلکہ وہ تو تمہیں اس راستہ کی طرف لیجا رہے ہیں جو تمام رسولوں کا راستہ ہے جس پر چل کر تم ہمارے عذاب سے بچ سکتے ہو۔ مگر ان بدبختوں نے ایک نہ مانی اور جس قدر بھی نافرمانی وسرکشی ہو سکتی تھی خوب کی اور آخر کار اپنی کرتوتوں کے نتیجہ میں عذاب الٰہی میں گرفتار ہوئے۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ

ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے ہیں۔ اُن کے واسطے ایسی غذائیں ہیں جن کا حال

مَّعْلُوْمٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿٤٢﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿٤٣﴾ عَلٰى

(دوسری سورتوں میں) معلوم (ہو چکا) ہے یعنی میوے اور وہ لوگ بڑی عزت سے۔ آرام کے باغوں میں تختوں پر

سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَآءَ

آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ اُن کے پاس ایسا جام شراب لایا جائیگا جو بہتی ہوئی شراب سے بھرا جائے گا۔ سفید ہو گی

لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَ

پینے والوں کو لذیذ معلوم ہو گی۔ نہ اس میں درد سر ہو گا اور نہ اُس سے عقل میں فتور آوے گا۔ اور

عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾

اُن کے پاس نیچی نگاہ والی بڑی بڑی آنکھوں والی (حوریں) ہونگی۔ گویا وہ بیضے ہیں جو چھپے ہوئے رکھے ہیں۔

نیکوں کا ٹھکانہ جنت ہے

ان سے پہلی آیات میں ظالم مشرکوں کا ذکر تھا ان آیات میں اللہ کے پسندیدہ مومن بندوں کے ساتھ انعام واکرام کے معاملہ کا ذکر ہے۔ ارشاد ہے کہ ان کو جنت میں عمدہ قسم کے میوے اور لذیذ قسم کے پھل دیئے جائینگے جن کی صفات معلوم ہیں یعنی قرآن کی بہت سی آیات میں جنتی پھلوں اور میوؤں کی صفات اور خوبیاں بیان کر دی گئی ہیں۔

اور یہ لوگ جنت کے سرسبز وشاداب باغوں کے اندر بڑی عزت وآرام کے ساتھ اعلیٰ قسم کے

تخت پر آمنے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے یعنی ایسے سلیقہ کے ساتھ ان کے تخت بچھائے جائیں گے کہ کسی کی طرف پشت نہ ہوگی بلکہ سب کے چہرے آمنے سامنے ہوں گے تاکہ بآسانی بات چیت ہو سکے اور سلیقہ مند صاف وشفاف خادم بڑے ادب واحترام کے ساتھ شراب کے بھرے ہوئے جام پیش کر رہے ہونگے یہ شراب بہتے ہوئے چشموں سے لی جائیگی جو صاف وکشاف سفید رنگ کی چمکدار ہوگی اور پینے والوں کو مسرور وسرشار کردیگی۔ یہ شراب دنیوی شراب جیسی نہیں ہوگی جس کے پینے سے نشہ چڑھ جاتا ہے عقل بہک جاتی ہے سر چکرانے لگتا ہے اور درد ہو جاتا ہے، قے ہونے لگتی ہے اور انجام کار پھیپھڑے خراب ہو جاتے ہیں وغیرہ

اور ان جنتیوں کے پاس شرم وناز سے نظریں نیچی رکھنے والی اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ہونگی مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے ساتھ ان حوروں کا میاں بیوی والا رشتہ قائم کر دیا جائیگا وہ اپنے شوہر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کو نظر اٹھاکر نہ دیکھیں گے۔

روایت میں ہے کہ یہ عورتیں اپنے اپنے شوہروں سے کہیں گی قسم ہے میرے رب کی مجھے تم سے بہتر جنت میں کوئی نظر نہیں آتا اور بلا شک وشبہ تمام تعریفوں کی مستحق وہی ذات (اللہ تعالیٰ) ہے جس نے مجھے تمہاری بیوی اور تمہیں میرا شوہر بنایا ہے۔

اور فرمایا کہ یہ جنتی عورتیں رنگ وروپ میں اس انڈے جیسی ہونگی جس کو پرندہ اپنے پروں میں چھپا لیتا ہے تاکہ وہ گرد وغبار سے محفوظ رہے۔ انڈے کا رنگ زردی مائل سفید ہوتا ہے اہل عرب کو اس رنگ کی عورتیں بہت ہی حسین وخوبصورت لگتی تھیں ان کے ذوق کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن نے جنتی عورتوں کے رنگ کو انڈے سے تشبیہ دی ہے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ

پھر ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوکر بات چیت کریں گے۔ ان میں سے ایک کہنے والا کہے گا

اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا

کہ (دنیا میں) میرا ایک ملاقاتی تھا وہ کہا کرتا تھا کہ کیا تو بعث کے معتقدین میں سے ہے کیا جب ہم

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾

مرجاویں گے اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاوینگے تو کیا ہم جزا وسزا دیے جاوینگے ارشاد ہوگا کہ کیا تم جھانک کر (اسکو) دیکھنا

اقوال وتحقیق! رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ٥ اس کی تین تفسیریں بیان کی گئی ہیں ایک تو یہی جو اوپر تفسیر میں بیان کی گئی دوسری یہ کہ اس کا وقت معلوم ہوگا یعنی صبح وشام تیسری یہ کہ وہ یقینی اور دائمی ہوگا تاکہ سکون رہے۔

محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۵۵﴾ قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ﴿۵۶﴾

چاہتے ہو۔ سو وہ شخص جھانکے گا تو اس کو وسطِ جہنم میں دیکھے گا کہے گا کہ خدا کی قسم تو تو مجھ کو تباہ ہی کرنے کو تھا۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾ اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾

اور اگر میرے رب کا مجھ پر فضل نہ ہوتا تو میں بھی ماخوذ لوگوں میں ہوتا۔ کیا ہم بجز پہلی بار کے مرچکنے کے

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

اب نہیں مریں گے۔ اور نہ ہم کو عذاب ہوگا۔ یہ بیشک بڑی کامیابی

الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ هٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾

ہے۔ ایسی ہی کامیابی کے لئے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیئے

ایک جنتی اور اس کے کافر ساتھی کا واقعہ

پہلی آیات میں عام جنتیوں کا تذکرہ تھا ان آیات میں ایک جنتی کا واقعہ خاص طور پر بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے کہ جنتی مزے کے ساتھ گاؤ تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے اور پاکیزہ شراب کا دور چل رہا ہوگا اور جنتی اپنے دنیوی واقعات ذکر کر رہے ہوں گے تو ایک جنتی کہے گا دنیا میں میرا ایک ساتھی تھا جو آخرت پر یقین نہیں رکھتا تھا اور کہتا تھا بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ انسان مر کر گل سڑ جائے اور اسکی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں پھر اس کو زندہ کر کے حساب و کتاب لیا جائے یہ بلا وجہ کی بات ہے میں اسکو نہیں مانتا یہ شخص کہے گا میرا یہ ساتھی جنت میں تو کہیں نظر نہیں آرہا یقیناً دوزخ میں پڑا ہوگا آؤ ذرا دوزخ میں جھانک کر تو دیکھیں جب یہ دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ انھیں دکھا دیگا کہ وہ دوزخ کی آگ میں پڑا جل رہا ہے اس کا یہ حال دیکھکر اس کو اللہ کا فضل یاد آئیگا اور کہے گا اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنا فضل نہ فرماتا تو میں اپنے ساتھی کی باتوں میں آکر گمراہ ہو گیا ہوتا اور آج میرا وہی حال ہوتا جو میرے اس ساتھی کا ہو رہا ہے۔ اور پھر خوشی کے عالم میں کہے گا کیا اب ہم نہیں مریں گے۔ یعنی اب ہم ہمیشہ جنت ہی میں راحت و آرام کی زندگی بسر کریں گے بلا شبہ یہی اصل کامیابی ہے بس ہر شخص کو ایسی ہی کامیابی کیلئے کام کرنا چاہیئے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے تابعین سے اس شخص کے متعلق یہ واقعہ بیان کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دو آدمی ایک کاروبار میں شریک تھے ان کو آٹھ ہزار (۸۰۰۰) دینار کا منافع ہوا دونوں نے چار، چار ہزار دینار تقسیم کرلئے ایک شریک نے اپنی اس رقم سے ایک ہزار کی زمین خرید لی، دوسرا ساجھی بہت نیک تھا اس نے دعا کی یا اللہ میرے ساجھی نے ایک ہزار دینار کی دنیا میں زمین خرید لی ہے

میں آپ سے ایک ہزار دینار کی جنت میں زمین خریدتا ہوں یہ کہہ کر اس نے ایک ہزار دینار اللہ کی راہ میں خیرات کردیئے پھر اس کے ساجھی نے ایک ہزار دینار میں گھر بنوایا اس شخص نے اللہ سے عرض کیا کہ میرے ساتھی نے ایک ہزار دینار میں گھر بنوایا ہے میں آپ سے ایک ہزار دینار کے بدلہ جنت میں گھر خریدتا ہوں اور پھر اس نے ایک ہزار دینار صدقہ کردیئے۔ پھر اس کے ساجھی نے ایک ہزار دینار خرچ کر کے شادی کی تو اس شخص نے عرض کیا الٰہ العالمین آپ میری جنت میں کسی عورت سے شادی کرا دینا اور اس نے ایک ہزار دینار اللہ کیلئے خرچ کردیئے اس کے بعد اس شخص نے آخری ہزار دینار سے کچھ غلام اور اپنی ضرورت کا مختلف سامان خریدا تو اس شخص نے پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا میرے ساجھی نے تو دنیا کے غلام و سامان خرید لئے ہیں میں ان ہزار دینار کے عوض آپ سے جنت کے غلام و سامان خریدتا ہوں۔

اس کے بعد اتفاق سے اس مومن بندے کو کوئی سخت ضرورت آپڑی اس نے سوچا اپنے پرانے ساجھی کے پاس جاؤں ہو سکتا ہے وہ میری ضرورت پوری کردے چنانچہ اس نے جا کر اپنی ضرورت کا ذکر کیا تو اس نے پوچھا تیرے وہ چار ہزار دینار کہاں گئے اس نے پورا واقعہ بتلا دیا، ساجھی اس پر حیران ہو کر کہنے لگا کیا واقعی تو اس بات کو سچ سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہوگا اور پھر تیرے اعمال کا تجھے بدلہ دیا جائیگا اس نے جواب دیا ہاں یہ حق ہے، اس پر ساجھی نے غصہ میں آکر کہا جا میں تجھے کچھ نہیں دوں گا۔

ان آیات میں اس شخص کو جہنمی قرار دیا گیا جو آخرت پر یقین نہیں رکھتا تھا اور جو یقین رکھتا تھا اس کو جنتی بتلایا گیا ہے۔

بُری صحبت سے بچنا چاہیئے

قرآن کریم کا منشا اس واقعہ سے یہ ہے کہ بُری صحبت سے بچنا چاہیئے اور تلاش و جستجو کر کے ایسے ساتھی و دوست منتخب کرنے چاہئیں جن کا مزاج دینی ہو، نیک و صالح ہوں، نہیں تو بد دین مزاج کے لوگوں سے خطرہ ہے کہیں وہ رفتہ رفتہ اپنے ساتھی کو بھی بد دین نہ بنا دے اور پھر اس کا بُرا نتیجہ بھگتنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ ہم سبھی کو صحیح سمجھ اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے اللھم آمین۔

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا

بھلا یہ دعوت بہتر ہے

اقوال و تحقیق!

ان آیات میں مذکورہ واقعہ کن کا ہے قرآن نے ان کا نام وغیرہ نہیں بتلایا البتہ بعض مفسرین نے اپنا خیال ظاہر فرمایا ہے کہ یہ وہی واقعہ ہے جو سورہ کہف میں گزر چکا ہے انمیں مومن شخص کا نام یہوداہ اور کافر شخص کا نام مطروس ہے واللہ اعلم بالصواب ——— محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ ومشائخہٗ

اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ

یا زقوم کا درخت - ہم نے اس درخت کو ظالموں کیلئے موجب امتحان بنایا ہے - وہ ایک درخت ہے

تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾

جو قعر دوزخ میں سے نکلتا ہے - اُس کے پھل ایسے ہیں جیسے سانپ کے پھن -

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ

تو وہ لوگ اُس سے کھاویں گے اور اُسی سے پیٹ بھریں گے - پھر اُن کو کھولتا ہوا

عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾

پانی (پیپ میں) ملا کر دیا جاوے گا - پھر اخیر ٹھکانہ اُن کا دوزخ ہی کی طرف ہو گا

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ

(کیونکہ) انہوں نے اپنے بڑوں کو گمراہی کی حالت میں پایا تھا - پھر یہ بھی انہی کے قدم بقدم تیزی کے ساتھ چلتے تھے اور

ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾

اُن سے پہلے بھی اگلے لوگوں میں اکثر گمراہ ہو چکے ہیں - اور ہم نے ان میں بھی ڈرانے والے (پیغمبر) بھیجے تھے -

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ ع ۲

سو دیکھ لیجئے ان لوگوں کا کیسا (برا) انجام ہوا جن کو ڈرایا گیا تھا - ہاں مگر جو اللہ کے خاص کئے ہوئے بندے تھے

زقوّم کیا ہے

جنت و دوزخ کے کچھ حالات ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے لوگو ذرا غور تو کرو جنت کے عیش و آرام اور وہاں کی نعمتیں اچھی ہیں یا زقوّم جو دوزخیوں کو کھانے کیلئے دیا جائے گا - زقوّم ایک درخت کا نام ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے اسکو دوزخ میں اگایا ہے اس کے پھل بہت کڑوے، بدذائقہ اور بدبودار ہوں گے اور ایسے ڈراؤنی شکل کے ہوں گے جیسے سانپ کے پھن، اسی مناسبت سے ہمارے یہاں ایک درخت کو ناگ پھن کہا جاتا ہے بہرحال زقوم تقریباً ایسا ہی ہو گا جیسے ہمارے یہاں تھوہڑ یا سینہنڈ کا درخت مگر زقوم اس کے مقابلہ میں بہت زیادہ کڑوا بدمزہ اور بدبودار ہوگا -

الغرض جب دوزخی بھوک سے بیتاب ہوں گے اسوقت ان کو یہ کھانے کیلئے دیا جائیگا اور یہ مجبوراً اس کو کھائیں گے اس کو کھا کر انھیں سخت پیاس لگے گی تو انھیں خوب کھولتا ہوا پانی پلایا جائیگا -

ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر زقوم کا ایک قطرہ دنیا کے سمندر میں ٹپکا دیا جائے تو وہ تمام دنیا والوں کی غذا کو کڑوی کر دے سوچو جس کا کھانا ہی زقّوم ہوگا اس کی کیا حالت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے درخت زقّوم کو کافروں کیلئے دنیا میں آزمائش اور آخرت میں عذاب وتکلیف بنایا، آزمائش اس طور پر کہ کافر اس کو مانتے نہیں یا جھٹلا دیتے ہیں چنانچہ کافروں نے اس کا مذاق اڑایا اور ماننے سے انکار کر دیا۔

چنانچہ ابو جہل نے لوگوں سے کہا کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ دوزخ میں زقّوم کا درخت ہوگا جس کے پھل بہت ہی کڑوے اور بدذائقہ ہوں گے، ہم اس بات کو نہیں مانتے کیونکہ آگ درخت کو جلا دیتی ہے پھر دوزخ میں درخت کے ہونیکا کیا مطلب؟ اور زقوم تو مکھن اور کھجور کو کہتے ہیں اور پھر اپنی باندی کو پکار کر کہا زقّوم لاؤ چنانچہ وہ مکھن اور کھجوریں لائی ابو جہل نے اپنے ساتھیوں سے کہا زقوم کھاؤ یہ وہی زقوم ہے جس سے تم کو محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ڈراتے ہیں اور اسکو بدذائقہ کہتے ہیں حالانکہ یہ تو بڑا مزے دار ہے۔

ابو جہل اور کفار ومشرکین اپنی طاقت کے نشہ میں یہ بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ بڑی زبردست قدرت والا ہے اس نے اپنی قدرت سے آگ میں درخت اگایا تو اسکی طبیعت ومزاج بھی آگ میں رہنا بنا دیا جیسے سمندر نامی ایک جانور آگ میں پیدا ہوتا اور آگ ہی میں رہتا ہے۔ اور اس درخت کا پھل کس قدر کڑوا ہے اس کا یقین انہیں اس وقت ہوگا جب یہ دوزخ میں اس کو کھائیں گے اس وقت حقیقت کو ماننے پر مجبور ہوں گے اور پھر ہمیشہ کیلئے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہی بنا دیا جائیگا یہ سزا انھیں اس لئے دی جائیگی کہ انھوں نے ہمارے رسول محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لائے ہوئے دین کو قبول نہ کیا اور اپنے بڑوں کو گمراہی کے جس راستہ پر پایا اسی پر بے سوچے سمجھے خوشی خوشی چلنے لگے۔

اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں اپنے پیغمبروں کے ذریعہ لوگوں کو صحیح دین سے باخبر کراتے رہے ہیں بس جنھوں نے ان پیغمبروں کی بات نہیں مانی دیکھ لو ان کا انجام کیسا ہوا۔ یعنی وہ دنیا میں بھی مختلف قسم کی سزا پاتے رہے اور آخرت میں ہمیشہ کیلئے ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ بس عذاب الٰہی سے اللہ کے وہی بندے محفوظ رہے اور رہیں گے جنھوں نے ان پیغمبروں کی بات کو سنا اور مانا اور پھر اس پر عمل کرتے رہے

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ

اور ہم کو نوحؑ نے پکارا سو ہم خوب فریاد سننے والے ہیں۔ اور ہم نے اُن کو اور اُن کے تابعین کو

الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿٧٦﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿٧٧﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
بڑے بھاری غم سے نجات دی   اور ہم نے باقی انہی کی اولاد کو رہنے دیا ۔   اور ہم نے اُن کیلئے

فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿٧٨﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٩﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي
پیچھے آنیوالے لوگوں میں یہ بات رہنے دی ۔ کہ نوحؑ پر سلام ہو عالم والوں میں ۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨١﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿٨٢﴾
دیا کرتے ہیں ۔ بیشک وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے ۔ پھر ہمنے دوسرے لوگوں کو (یعنی کافروں کو)

ذکر حضرت نوح ؑ

پیچھے بیان ہوا کہ ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول لوگوں کو ڈرانے کیلئے بھیجے مگر زیادہ تر لوگوں نے ان کی بات نہ مانی جس کی وجہ سے ان کا انجام بہت بُرا ہوا۔ اب یہاں سے کچھ خاص امتوں کا ذکر ہے، ان آیات میں حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق بیان ہے حضرت نوح ؑ نے اپنی امت کو تقریباً ایک ہزار سال تک سمجھایا اور دین حق کی دعوت دی مگر ان کی قوم کی نافرمانیاں بڑھتی ہی چلی گئیں آخر حضرت نوح ؑ نے اپنے رب سے مدد مانگی جس کا ذکر سورۂ قمر کی اس آیت "فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ" میں ہے کہ اے میرے رب میں عاجز ومغلوب ہوں آپ میری مدد کیجئے، اللہ نے آپکی دعا سنی اور قوم کے ستانے اور ایذا رسانی سے آپ کو بچالیا اور ان سب کو ایک عظیم طوفان میں غرق کردیا اور پھر آپ کے تین لڑکوں سامؔ، حامؔ، یافثؔ سے نسل انسانی چلی۔ کشتیٔ نوح میں جس قدر لوگ تھے انیں سے کسی کی بھی نسل نہیں چلی۔

حضرت سعید بن مسیبؒ نے فرمایا کہ سامؔ سے اہل عرب اور فارس وروم کی نسل چلی اور حامؔ سے قبطی، سوڈانی وغیرہ افریقی ممالک میں نسل چلی، بعض حضرات نے ہندوستانی باشندوں کو بھی اسی نسل میں شامل کیا ہے۔ اور یافثؔ سے تُرک، منگول اور یاجوج وماجوج کی نسل چلی۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا کہ نوح علیہ السلام کے بعد ان کا ذکر خیر ہم نے ان کے بعد والے لوگوں میں باقی رکھا ہمیشہ لوگ ان پر سلام بھیجتے رہیں گے اور انکی تعریف وتعظیم کرتے رہیں گے۔

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿٨٣﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ﴿٨٤﴾
غرق کردیا اور نوحؑ کے طریقہ والوں میں سے ابراہیمؑ بھی تھے ۔ جبکہ وہ اپنے رب کی طرف صاف دل سے متوجہ ہوئے

إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَاذَا تَعْبُدُونَ ﴿۸۵﴾ أَئِفْكًا آلِهَةً دُونَ

جبکہ انہوں نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ تم کس (واہیات) چیز کی عبادت کیا کرتے ہو۔ کیا جھوٹ موٹ کے معبودوں

اللَّهِ تُرِيدُونَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۸۷﴾ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي

کو اللہ کے سوا چاہتے ہو۔ تو تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا خیال ہے۔ سو ابراہیمؑ نے ستاروں کو ایک

النُّجُومِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿۸۹﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿۹۰﴾ فَرَاغَ إِلَىٰ

نگاہ بھر کر دیکھا۔ اور کہہ دیا کہ میں بیمار ہونے کو ہوں غرض وہ لوگ انکو چھوڑ کر چلے گئے۔ تو یہ اُن کے بتوں

آلِهَتِهِمْ فَقَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿۹۱﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ﴿۹۲﴾ فَرَاغَ عَلَيْهِمْ

میں جا گھسے اور کہنے لگے کیا تم کھاتے نہیں ہو۔ تم کو کیا ہوا تم تو بولتے بھی نہیں ہو۔ پھر ان پر قوت کے ساتھ

ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿۹۳﴾ فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزِفُّونَ ﴿۹۴﴾ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا

جا پڑے اور مارنے لگے۔ سو وہ لوگ اُن کے پاس دوڑتے ہوئے آئے۔ ابراہیمؑ نے فرمایا کیا تم ان چیزوں کو پوجتے

تَنْحِتُونَ ﴿۹۵﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴿۹۶﴾ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا

ہو جنکو خود تراشتے ہو۔ حالانکہ تم کو اور تمہاری ان بنائی ہوئی چیزوں کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ ابراہیمؑ کیلئے ایک آتش خانہ

فَأَلْقُوهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿۹۷﴾ فَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿۹۸﴾

تعمیر کرو اور اس کو اس دہکتی آگ میں ڈال دو۔ غرض اُن لوگوں نے ابراہیمؑ کیساتھ برائی کرنا چاہا تھا۔ سو ہم نے انہی کو نیچا دکھایا

ذکر حضرت ابراہیمؑ

تمام انبیاء علیہم السلام ایک ہی دعوت لیکر آئے ہیں اور اصول دین پر سب ایک ہی راہ پر ہوئے ہیں اور ہر بعد والے رسول نے اپنے پہلے والے رسول کی تائید و تصدیق کی ہے اسی لئے یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت نوح علیہ السلام کے گروہ میں فرمایا گیا ہے۔

ان آیات میں ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیمؑ صاف دل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوئے یعنی مکمل خلوص کے ساتھ اور ہر قسم کی بدعقیدگی سے دل کو پاک وصاف کرکے اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں مشغول ہوئے اور اللہ کے حکم سے اپنے والد اور اپنی قوم کو نصیحت کی کہ تمکو کیا ہوا کہ تم بے جان چیزوں (مورتیوں وغیرہ) کو پوجتے ہو، افسوس تم حقیقی معبود احکم الحاکمین اللہ جل شانہٗ کو چھوڑ کر ان خود تراشیدہ باطل معبودوں کی پرستش میں لگے ہوئے ہو۔

غرضیکہ آپؑ برابر ان کو اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے رہے مگر یہ بت پرستی پر ہی جمے رہے۔ حضرت ابراہیمؑ اس جستجو میں تھے کہ کوئی موقع ملے تو میں ان کے معبودوں کا عملی طور پر عاجز ولچر اور محتاج ہونا ثابت کردوں، چنانچہ کسی تہوار یا عید کے موقع پر جب یہ لوگ شہر سے باہر جشن منانے جارہے تھے تو حضرت ابراہیمؑ کو بھی اس میں شرکت کی دعوت دی یہ سوچ کر کہ ابراہیمؑ ہمارے ساتھ ہونگے تو شاید ہمارے دین سے متاثر ہوجائیں اور اپنے دین کی دعوت کو چھوڑدیں، حضرت ابراہیمؑ اس موقع سے دوسرا فائدہ اٹھانا چاہتے تھے کہ جب یہ پوری قوم جشن منانے چلی جائیگی تو میں ان کے بتوں کو توڑدوں گا واپس آنے پر یہ اپنے معبودوں کی بے بسی کا عملی نقشہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ بہت ممکن ہے یہ اپنے ان معبودوں کو بے بس دیکھ کر ان کی پوجا سے باز آجائیں اور اللہ کی بندگی کرنے لگیں۔

لہٰذا حضرت ابراہیمؑ نے ان کے ساتھ جانے سے معذرت کرلی اور ستاروں پر نظر ڈالتے ہوئے کہا میں بیمار[1] رہوں۔

بہرحال قوم جشن منانے چلی گئی اور حضرت ابراہیمؑ ان کے بت کدوں میں جا پہونچے اور ان کا مذاق اڑاتے ہوئے کہنے لگے اے بتو تمہیں کیا ہوگیا کہ تم کھاتے پیتے نہیں حالانکہ اس قدر کھانے اور چڑھاوے تمہارے سامنے پڑے ہوئے ہیں اور فرمایا آخر تمہیں کیا ہوگیا کہ بولتے بھی نہیں یعنی میری بات کا جواب نہیں دیتے، اور پھر کلہاڑی وغیرہ سے ان سب کو توڑڈالا اور کلہاڑی ان کے سب سے بڑے بت کے کاندھے پر رکھ آئے۔ اس کو نہیں توڑا۔

جب قوم جشن سے واپس آئی تو انھوں نے اپنے معبودوں کا یہ حال دیکھا تو بڑا غصہ آیا اور اندازہ لگالیا کہ یہ کام ابراہیمؑ کے سوا کوئی نہیں کرسکتا تو آپ کو پوری قوم کے سامنے طلب کرلیا اور باز پرس شروع کی، حضرت ابراہیمؑ نے اپنی بات پہونچانے کا بہترین موقع سمجھا لہٰذا اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا اے میری قوم افسوس تم ان چیزوں کو پوجتے ہو جن کو خود اپنے ہاتھوں سے تراشتے ہو جو تمہاری تو حفاظت کیا کریں گے خود اپنی حفاظت بھی نہیں کرسکتے۔ جو خود محتاج ہو وہ معبود کب ہوسکتا ہے۔ خوب سمجھ لو تم سب کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے وہی ہر طرح کی طاقت وقدرت والا ہے سب اس کے محتاج وضرورت مند ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں بس وہی حقیقی معبود ہے اور عبادت وبندگی کا مستحق ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ان معقول باتوں کا قوم سے کوئی جواب نہ بن سکا تو مشورہ کیا کہ خوب آگ جمع کرکے اسمیں ابراہیمؑ کو ڈالدیا جائے جل بھن کر ایک طرف ہوگا۔ مگر انکی اس تدبیر کو اللہ نے کامیاب نہ ہونے دیا آگ کو حضرت ابراہیمؑ کیلئے گلزار بنادیا۔ یہ معجزہ دیکھکر بجائے اس کے کہ قوم ایمان لاتی اور اپنی

---

[1] اِنِّیْ سَقِیْمٌ (میں بیمار ہوں) کی تحقیق وبحث تفاسیر مطولہ میں ملاحظہ کی جائیں۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ ومشائخہ

دشمنی تیز کردی - یہ مکمل واقعہ بالتفصیل آسان تفسیر پارہ ۱۷ صد ۱۵ تا صد ۱۹ پر گذر چکا ہے ایک بار پھر اس کا مطالعہ کر لیا جائے -

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ﴿۹۹﴾ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ

اور ابراہیمؑ کہنے لگے کہ میں تو اپنے رب کی طرف چلا جاتا ہوں وہ مجھ کو (اچھی جگہ) پہنچا ہی دے گا اے میرے رب مجھ کو ایک

الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴿۱۰۱﴾ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ

نیک فرزند دے - سو ہم نے انکو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی - سو جب وہ لڑکا ایسی عمر کو پہنچا کہ ابراہیمؑ کے ساتھ

یٰبُنَیَّ اِنِّیْۤ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ؕ قَالَ

چلنے پھرنے لگا - تو ابراہیمؑ نے فرمایا کہ برخوردار میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو (بامر الٰہی) ذبح کر رہا ہوں سو تم بھی سوچ لو کہ تمہاری

یٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾

کیا رائے ہے وہ بولے کہ ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ (بلا تامل) کیجئے انشاءاللہ تعالیٰ آپ مجھ کو سہار کرنے والوں میں سے پائیں گے

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِیْنِ ﴿۱۰۳﴾ ج وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰۤاِبْرٰهِیْمُ ﴿۱۰۴﴾ لا قَدْ

غرض جب دونوں نے (خدا کے حکم کو) تسلیم کر لیا - اور باپ نے بیٹے کو (ذبح کرنیکے لئے) کروٹ پر لٹایا اور (چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں

صَدَّقْتَ الرُّءْیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ

اُسوقت) ہمنے انکو آواز دی کہ اے ابراہیمؑ (شاباش ہے) تمنے خواب کو خوب سچ کر دکھایا (وہ وقت بھی عجیب تھا) ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ

الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَیْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی

دیا کرتے ہیں حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہمنے ایک بڑا ذبیحہ اسکے عوض میں دے دیا - اور ہمنے پیچھے آنے والوں میں

الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبْرٰهِیْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۱۰﴾

یہ بات اُن کے لئے رہنے دی - کہ ابراہیم پر سلام ہو - ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۱﴾ وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ

بیشک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے - اور ہم نے (ایک انعام اُن پر یہ کیا کہ) اُن کو اسحٰقؑ کی بشارت دی کہ

الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰۤی اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ

نبی اور نیک بختوں میں سے ہونگے - اور ہم نے ابراہیمؑ پر اور اسحٰقؑ پر برکتیں نازل کیں اور (پھر آگے) ان دونوں کی نسل میں بعضے اچھے

وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع ۳۹ ۷

بھی ہیں اور بعضے ایسے بھی جو بدیاں کرکے صریح اپنا نقصان کر رہے ہیں

حضرت اسمٰعیلؑ کی خوشخبری

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مسلسل کوششوں کے بعد بھی جب قوم نے ہدایت قبول نہ کی اور آپ ؑ ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے، اور دوسری طرف آپ کے والد آزر اور قوم نے زیادہ پریشان کرنا شروع کر دیا تو آپ نے اعلان کیا کہ میں اب تم سے ہجرت کر جاؤں گا میرا رب میری رہبری فرمائیگا اور مجھے وہاں پہونچا دے گا جہاں کا میرے لئے حکم ہے۔

بہرحال چھیاسی ۸۶ سال کی عمر میں آپ اپنے والدین، خاندان اور وطن کو چھوڑ کر اپنی بیوی حضرت سارہ رضؓ اور بھانجے حضرت لوط ؑ کو ساتھ لیکر سرزمین بابل سے نکل پڑے اور عراق کی مختلف جگہوں سے ہوتے ہوئے ملک شام جا پہونچے ابھی تک آپ کے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی لہٰذا اب آپ نے دعا کی اے اللہ مجھے نیک وصالح بیٹا عطا فرما جو اس دینی کام میں میری مدد کر سکے اور اس کام کو آگے بڑھائے اور باقی رکھے۔ چنانچہ اللہ پاک نے آپ کو ایک بیٹے کی خوشخبری دی اور فرمایا کہ وہ بیٹا نیک وصالح ہونے کے ساتھ ساتھ صبر وتحمل اور بردباری میں بے مثال ہوگا۔ غرضیکہ چھیاسی ۸۶ سال کی عمر میں آپکی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ رضؓ سے حضرت اسمٰعیل ؑ پیدا ہوئے اور پھر انہی سے ننانوے ۹۹ سال کی عمر میں حضرت اسحٰق ؑ پیدا ہوئے۔

باپ کا بیٹے کو اللہ کیلئے قربان کرنا

جس وقت حضرت اسمٰعیل ؑ اس قابل ہوئے کہ باپ کے ساتھ کام میں ہاتھ بٹا سکیں (مفسرین ؒ نے لکھا ہے کہ اس وقت آپکی عمر تقریباً تیرہ ۱۳ سال تھی) تو باپ نے بیٹے سے فرمایا میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں بعض روایات میں ہے کہ آپ نے یہ خواب مسلسل تین رات دیکھا، انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی ہوتا ہے اس لئے آپ نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسمٰعیل ؑ کو ذبح کرنے کا پختہ عزم فرما لیا خواب بیٹے کے سامنے مشورہ کے طور پر ذکر کیا جس میں یہ حکمت ومصلحت تھی کہ اگر یہ اپنے جذبہ وخوشی اور اختیار سے ذبح کیلئے تیار ہوگا تو اس کا درجہ حق تعالیٰ کے یہاں بہت بلند ہو جائیگا۔

یہ بیٹا بھی ایک عظیم پیغمبر کا تھا لہٰذا اس نے بڑے حوصلے جذبے اور خلوص کے ساتھ عرض کیا اباجان آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ہوا ہے آپ اس کو کر ڈالئے انشاءاللہ آپ مجھے ثابت قدم اور صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

بہر حال جب دونوں نے اللہ کے حکم کو مان لیا یعنی باپ ذبح کرنے کیلئے تیار اور بیٹا ذبح ہونے کیلئے بے قرار، تو دونوں قربان گاہ پر پہونچے وہاں پہونچکر حضرت اسمٰعیل ع نے اپنے والد محترم سے عرض کیا اباجان آپ مجھے خوب مضبوط باندھ لیجئے تاکہ میں زیادہ ہاتھ پیر نہ مار سکوں جس سے آپکو ذبح کرنے میں دشواری ہو اور کہیں آپ کے کپڑوں پر میرے خون کی چھینٹیں نہ آجائیں جن کو دیکھ کر میری والدہ کو غم زیادہ ہو اور چھری خوب تیز کر لیجئے تاکہ میرا دم جلد نکل جائے۔

غرضیکہ باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے منھ کے بل کروٹ پر لٹایا اور خوب زور لگا کر گلے پر چھری چلائی اور بار بار چلائی مگر چھری نے اپنا کام نہیں کیا۔ اتنے میں اللہ کی طرف سے آواز آئی اے ابراہیم تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا یعنی جو حکم خواب کے ذریعہ ہم نے تم کو دیا تھا تم نے اس پر پورے طور پر عمل کر دکھایا اور تم باپ بیٹے کا جو امتحان ہمیں منظور تھا اس میں تم دونوں اعلیٰ درجہ سے کامیاب ہوئے اور اسی فرمان کے ساتھ ساتھ حضرت جبرئیل ع کے ذریعہ ایک جنتی دُنبہ بھیجا کہ اسمٰعیل کے بجائے اس کو ذبح کرو، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ذبح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے باپ بیٹے کی اس قربانی کو اس قدر پسند فرمایا کہ قیامت تک اس کو ایک اہم دینی فریضہ قرار دیدیا گیا تاکہ اس عظیم قربانی کی یاد ہمیشہ تازہ رہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم مخلصین کو ایسا ہی بدلہ عطا فرماتے ہیں یعنی جب کوئی بندہ ہمارے حکم کے آگے اپنے جذبات کو قربان کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے تو ہم اسے دنیوی تکلیف سے بھی بچا لیتے ہیں اور آخرت کا اجر و ثواب بھی اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔

حضرت اسحٰق ع کی خوشخبری

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایک احسان یہ بھی فرمایا کہ ننانوے ۹۹ سال کی عمر میں ایک اور بیٹے کی خوشخبری دی فرمایا تمہارے اسحٰق نام کا ایک لڑکا ہوگا اور وہ نبی ہوگا یعنی ہم اسکی نبوت کا فیصلہ پہلے ہی کر چکے ہیں اور وہ صالحین میں سے ہوگا اور فرمایا کہ ہم نے ابراہیم پر برکت نازل کی یعنی ان کیلئے دین و دنیا کی برکتوں کے دروازے کھول دیئے یا یہ مطلب ہے کہ آپکی اولاد میں برکت فرمائی ہے کہ آپکی نسل خوب پھیلے گی۔

اور فرمایا کہ ہم نے اسحٰق کی نسل میں بھی خوب برکت فرمائی ہے چنانچہ آپکی اولاد میں ایک ہزار نبی پیدا ہوئے سب سے پہلے حضرت یعقوب ع اور سب سے آخر میں حضرت عیسیٰ ع اور ان دونوں یعنی حضرت ابراہیم و اسحٰق ع کی نسل میں اچھے لوگ بھی ہوں گے اور برے بھی۔ اس سے یہودیوں کے اس باطل گمان کی تردید کر دی گئی جو وہ فخریہ طور پر کہا کرتے تھے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کی اولاد میں سے ہیں اللہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔ اس آیت نے واضح کر دیا کہ نسب کچھ نہیں اصل انسان کے اپنے عقائد و اعمال ہیں، یہ جیسے ہوں گے ویسا ہی اس کو بدلہ مل جائے گا۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾

اور ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ پر بھی احسان کیا ۔

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾ وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا

اور ہم نے ان دونوں کو اور ان کی قوم کو بڑے غم سے نجات دی ۔ اور ہم نے ان سب کی (فرعون کے مقابلہ میں)

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيْنٰهُمَا

مدد کی ۔ سو یہی لوگ غالب آئے ۔ اور ہم نے ان دونوں کو واضح کتاب دی ۔ اور ہم نے ان دونوں کو

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى

سیدھے راستہ پر قائم رکھا ۔ اور ہم نے ان دونوں کے لئے پیچھے آنیوالے لوگوں میں یہ بات رہنے دی کہ موسیٰؑ

مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنْ

اور ہارونؑ پر سلام ہو ۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں ۔ بے شک وہ دونوں ہمارے

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾

(کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے ۔

ذکر حضرت موسیٰؑ و ہارونؑ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر تفصیلاً قرآن کریم میں بہت سی جگہ بیان فرمایا گیا ہے یہاں مختصراً بعض باتیں ذکر کی ہیں جن کا حاصل یہ ہے کہ انھیں ہم نے ہر طرح کی تکالیف و مصیبت سے بچا کر دونوں جہاں کی فلاح اور کامیابی عطا فرمائی ۔

چنانچہ ارشاد ہے کہ ہم نے موسیٰؑ و ہارونؑ پر احسان کیا یعنی انھیں نبوت سے سرفراز فرمایا اور فرعون جیسے ظالم و طاقتور دشمن اور اسکی قوم کے ظلم و ستم سے بچالیا اور دریاء قلزم میں غرق ہونے سے بھی بچالیا اور فرعون کو مع اسکی قوم کے غرق کردیا اور انکی دولت و حکومت کا انھیں مالک بنادیا اور انھیں توریت عطا فرمائی جس میں تمام احکام و قوانین واضح طور پر موجود تھے اور بعد والے لوگوں میں ان کا ذکر خیر باقی رکھا ۔

وَاِنَّ اِلۡيَاسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿١٢٣﴾ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ

اور الیاس ع بھی (بنی اسرائیل کے) پیغمبروں میں سے تھے ۔ جبکہ اُنھوں نے اپنی قوم سے

اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿١٢٤﴾ اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا وَّتَذَرُوۡنَ اَحۡسَنَ الۡخَالِقِيۡنَ ﴿١٢٥﴾ اللّٰهَ

فرمایا کہ کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے ۔ کیا تم بعل کو پوجتے ہو اور اسکو چھوڑے بیٹھے ہو جو سب سے بڑھ کر بنانے والا ہے ۔ (اور وہ)

رَبَّكُمۡ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِيۡنَ ﴿١٢٦﴾ فَكَذَّبُوۡهُ فَاِنَّهُمۡ لَمُحۡضَرُوۡنَ ﴿١٢٧﴾

معبود برحق ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی رب ہے ۔ سو ان لوگوں نے انکو جھٹلایا سو وہ لوگ پکڑے جاویں گے ۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِيۡنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِ فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ﴿١٢٩﴾

مگر جو اللہ کے خاص بندے تھے ۔ اور ہم نے الیاس کے لئے پیچھے آنے والے لوگوں میں یہ بات رہنے دی

سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلۡ يَاسِيۡنَ ﴿١٣٠﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿١٣١﴾ اِنَّهٗ

کہ الیاسین پر سلام ہو ۔ ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں ۔ بے شک

مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿١٣٢﴾

وہ ہمارے (کامل) ایماندار بندوں میں سے تھے ۔

ذکر حضرت الیاسؑ

ان آیات میں حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر ہے بعض مفسرینؒ نے فرمایا آپؑ حضرت ہارونؑ کی نسل سے ہیں اللہ نے ان کو ملک شام کے ایک شہر بعلبک کیطرف بھیجا وہ لوگ بَعل نامی بت کی پوجا کرتے تھے حضرت الیاسؑ نے ان کو اللہ کے عذاب اور بت پرستی کے انجام بد سے ڈرایا اور فرمایا تمہارا حقیقی معبود وہ ہے جس نے تمام چیزوں کو احسن طریقہ پر پیدا فرمایا ہے خود تم کو اور تمہارے بڑوں کو بھی اسی نے پیدا فرمایا ہے ۔ اور یہ بت خود تمہارے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہوا ہے پھر اسکی پرستش کیسی ۔ یہ تو خود بے جان اور محتاج ہے تمہاری کیا مدد کر سکتا ہے اس قادر مطلق (اللہ تعالیٰ) کی بندگی کرو جو سب کی ضرورت پوری کرتا ہے ۔

حضرت الیاسؑ کے واقعہ سے متعلق اس کے علاوہ اور جو کچھ مشہور ہے وہ صحیح روایات سے ثابت نہیں بلکہ اسرائیلی روایات سے لیا گیا ہے ۔ لہٰذا اس طرح کے واقعات کو ہم نے یہاں بیان نہیں کیا ہے ۔

محمد یعقوب قاسمی غفرلہ ولوالدیہ ومشائخہ

افسوس چند مخلص لوگوں کے علاوہ پوری قوم نے آپکی باتوں کو جھٹلا دیا اور بت پرستی پر قائم رہے ، اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں آخر قیامت کے دن تم ہمارے ہی پاس پکڑ کر لائے جاؤگے اس وقت ہم تمہاری ایک ایک حرکت کا بدلہ لے لیں گے ۔

وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ

اور بیشک لوط (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے ۔ جبکہ ہم نے

نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِى الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ

ان کو اور ان کے متعلقین کو سب کو نجات دی ۔ بجز اُس بڑھیا (یعنی ان کی زوجہ) کے کہ وہ رہ جانیوالوں میں رہ گئی ۔ پھر

دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيْلِ

ہم نے اور سب کو ہلاک کر دیا ۔ اور تم تو ان (کے دیار و مساکن) پر صبح ہوتے اور رات میں گزرا کرتے ہو ۔ تو کیا پھر بھی

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾

نہیں سمجھتے ہو ۔

ذکر حضرت لوطؑ

حضرت لوط علیہ السلام کا واقعہ بھی قرآن میں بہت سی جگہ گذر چکا ہے یہاں انکی قوم کے مختصر حالات کی طرف اشارہ کرکے اہل مکہ کو ان کی الٹی ہوئی بستی سے عبرت حاصل کرنے کی دعوت دی گئی ہے ۔

اور پیغمبروں کی طرح حضرت لوطؑ نے بھی اپنی قوم کو کفر و بت پرستی سے منع کیا اور ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دی مگر دوسری قوموں کی طرح اس قوم نے بھی اپنے نبی کو جھٹلایا آخر ان پر عذاب الٰہی آنا طے ہو گیا تو اللہ نے پوری قوم جس میں حضرت لوطؑ کی بیوی بھی تھی جو قوم کے ہم خیال تھی اور ان کے ساتھ ساز باز رکھتی تھی سب کو بستی الٹ کر ہلاک کر ڈالا حضرت لوط علیہ السلام اور ان کے مومن ساتھیوں کو اس ہلاکت سے محفوظ رکھا ۔

اے اہل مکہ ملک شام جاتے اور آتے وقت تم اس بستی سے گذرتے ہو تو کیا تمہیں اتنی عقل و سمجھ نہیں کہ اسے دیکھ کر سبق حاصل کرو کہ اگر ہم اللہ کی نافرمانی کریں گے تو ہم پر بھی اسی طرح کا عذاب آسکتا ہے ۔

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ اِذْ اَبَقَ اِلَى

اور بے شک یونس (علیہ السلام) بھی پیغمبروں میں سے تھے ۔ جبکہ بھاگ کر بھری ہوئی

الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ فَالْتَقَمَهُ

کشتی کے پاس پہنچے ۔ سو یونسؑ شریک قرعہ ہوئے تو یہی ملزم ٹھیرے ۔ پھر ان کو مچھلی نے (ثابت)

الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ

نگل لیا اور یہ اپنے کو ملامت کر رہے تھے ۔ سو اگر وہ (اس وقت) تسبیح کرنیوالوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک

فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿۱۴۵﴾

اُسی کے پیٹ میں رہتے ۔ سو ہم نے ان کو ایک میدان میں ڈال دیا اور وہ اسوقت مضمحل تھے ۔

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ

اور ہم نے اُن پر ایک بیل دار درخت بھی اُگا دیا تھا ۔ اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ

اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾

آدمیوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ پھر وہ لوگ ایمان لے آئے تھے تو ہم نے انکو ایک زمانہ تک عیش دیا۔

النصف

ذکر حضرت یونسؑ

دوسرے انبیاءؑ کی طرح حضرت یونس بھی اپنی قوم کو کفر و شرک سے منع کرتے رہے اور توحید کی دعوت دیتے رہے مگر قوم نہ مانی اور آپ پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتی رہی تو بحکم الٰہی آپ نے اپنی قوم کو عذاب کی پیشین گوئی فرمائی اور خود اللہ کے حکم کے بغیر کہیں دور جانے کے ارادہ سے بستی چھوڑ کر نکل پڑے اور نہر فرات کے کنارے آپ پہونچے یہاں ایک کشتی سواروں سے بھری کھڑی تھی آپ اس میں سوار ہو گئے یہ کشتی کچھ دور چلنے کے بعد ڈگمگانے لگی اور ڈوبنے کے قریب ہو گئی تو کشتی والوں نے اپنے عقیدہ کے مطابق کہا ہم میں کوئی اپنے آقا سے بھاگا ہوا غلام ہے لہٰذا قرعہ اندازی کر کے اس کو نکالا جائے چنانچہ قرعہ میں حضرت یونسؑ کا نام نکلا مگر آپکی بزرگی اور نورانی صورت دیکھ کر کسی کو یقین نہ آیا لہٰذا دوبارہ قرعہ ڈالا گیا تو اس میں بھی آپ کا ہی نام نکلا پھر بھی تسلی نہ ہوئی تو تیسری مرتبہ پھر قرعہ اندازی کی گئی تو اس میں بھی آپ ہی کا نام نکلا تو آپ خود دریا میں کود گئے یا کشتی والوں نے آپ کو سپرد دریا کر دیا فوراً ہی اللہ نے ایک بڑی مچھلی کو حکم دیا کہ یونسؑ کو اپنے پیٹ میں قید کر لے وہ تیری خوراک نہیں بلکہ مہمان ہے اس پر ذرا بھی کوئی خراش وغیرہ نہ آنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اگر یونسؑ ہمارا ذکر نہ کرتا تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ سے نہ نکلتا بلکہ اسکی غذا بن کر ختم ہو جاتا اور پھر قیامت کے روز زندہ کیا جاتا مگر چونکہ وہ بہت زیادہ ذکر کیا کرتے تھے اور مچھلی کے پیٹ میں جا کر بھی ایک خاص ذکر (لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ) اس تسبیح

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾

اور جس جسکو یہ لوگ خدا کا شریک ٹھہرا رہے ہیں اُن کی تو یہ کیفیت ہے کہ ان میں جو جنات ہیں خود انکا یہ عقیدہ ہے کہ (انمیں جو کافر ہیں) وہ

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ

(عذاب میں گرفتار ہونگے۔ اللہ ان باتوں سے پاک ہے جو جو یہ بیان کرتے ہیں مگر جو اللہ کے خاص (ایمان والے) بندے ہیں۔ سو تم اور تمہارے سلے

عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ

معبود خدا سے کسی کو نہیں پھیر سکتے - مگر اسی کو جو کہ (علم الہی میں) جہنم رسید ہونے والا ہے - اور ہم میں سے ہر ایک کا

مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾

ایک معین درجہ ہے اور (خدا کے حضور میں حکم سننے کے وقت یا عبادت کیوقت)

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾

ہم صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں - اور ہم (خدا کی) پاکی بیان کرنے میں بھی لگے رہتے ہیں -

مشرکین عرب کے عقائد باطلہ کی تردید

مشرکین عرب کا ایک عقیدہ یہ بھی تھا کہ (نعوذ باللہ) فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا کہ انکی مائیں کون ہیں تو جواب دیتے کہ جنوں کے سردار کی لڑکیاں فرشتوں کی مائیں ہیں اس طرح یہ نالائق اللہ کا رشتہ فرشتوں اور جنوں دونوں سے جوڑتے تھے جب کہ اللہ نے سورۂ اخلاص میں صاف صاف اعلان فرمادیا کہ نہ میرے کوئی اولاد ہے اور نہ خاندان - ان احمقوں سے کوئی پوچھے وہ زبردست طاقت وقدرت والی ذات (اللہ تعالیٰ) اپنے لئے لڑکیاں تجویز کرے اور تمہارے لئے لڑکے - اے مشرکین عرب ایک تو تمہاری یہ گستاخی کہ اللہ کیلئے اولاد ثابت کرتے ہو اور پھر اولاد بھی ناقص العقل اور کمزور ، لعنت ہے تم پر اپنے لئے لڑکے پسند کرتے ہو اور اللہ کیلئے لڑکیاں ، کیسی گھٹیا ذہنیت ہے تمہاری -

اور جنوں کے متعلق یہ خیال تم نے اپنی طرف سے گھڑلیا ہے کبھی ان سے پوچھا بھی تو ہوتا کہ کیا واقعی تمہارے سرداروں کی لڑکیاں اللہ کی بیویاں ہیں ،، سنو جنات کا عقیدہ تو یہ ہے کہ ہم میں جو مجرم ہیں وہ گرفتار ہو کر اللہ کے سامنے میدان محشر میں لا کھڑے کئے جائیں گے اور پھر ایک ایک بات کی باز پرس ہوگی اور سزا دی جائے گی - ذرا سوچو کوئی داماد اپنے سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ ایسا معاملہ کیا کرتا ہے

افسوس تمہاری عقل پر بالکل ہی پتھر پڑ گئے ۔

اور ذرا یہ تو بتلاؤ تم نے جو یہ باطل عقیدے بنا رکھے ہیں ان کی تمہارے پاس کوئی دلیل بھی ہے یا نہیں، جب ہم نے فرشتوں کو پیدا کیا تھا کیا تم اس وقت وہاں موجود تھے جو ان کو لڑکیاں بتلاتے ہو یا تمہارے پاس کوئی آسمانی (سچی تحقیقی) کتاب ہے جسمیں یہ سب کچھ لکھا ہے تو لاؤ وہ ہمیں دکھاؤ مگر ایسا کچھ بھی نہیں بس یہ کھلا جھوٹ بول کر اللہ کیلئے اولاد ہونے اور فرشتوں کے بیٹیاں ہونے کا بہتان لگا رہے ہیں ۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے مشرکین تم اور تمہارے باطل معبود کسی کو گمراہ کرنے کیلئے کتنی ہی کوشش کرلیں گمراہ نہیں کر سکتے مگر صرف اسی کو جس نے مسلسل گناہ کر کے اپنے دل کو سیاہ کر لیا ہو اور پھر ہم نے اس کے بارے میں جہنمی ہونے کا فیصلہ کر دیا ہو ۔

اے مشرکین عرب تم نے عقیدہ بنا رکھا ہے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں اور ہمارے معبود ہیں مگر فرشتوں کا اپنے بارے میں کیا خیال ہے اس کو بھی دھیان سے سن لو ان آیات ہی میں فرمایا گیا ہے فرشتے کہہ رہے ہیں ہم اللہ کے بندے اور غلام ہیں اللہ نے ہمیں جس کام پر مقرر فرما دیا ہے ہم اسی پر لگے رہتے ہیں اپنی رائے سے کچھ نہیں کرتے ہم نہایت ادب کے ساتھ اللہ کے حضور میں صف بستہ کھڑے رہتے ہیں اور جو حکم ہوتا ہے اسے بجا لاتے ہیں اور ہم اللہ کی پاکی بیان کرنے میں لگے رہتے ہیں ۔

اے مشرکین عرب فرشتے تو خود اپنا بندہ اور محکوم ہونا بیان کر رہے ہیں اور تم انھیں معبود کہہ رہے ہو یہ کیسی کھلی حماقت ہے ۔

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

اور یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی نصیحت کی کتاب (پہلے لوگوں کی

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

کتابوں کے) طور پر آتی تو ہم اللہ کے خاص بندے ہوتے ۔ پھر یہ لوگ اس کا انکار کرنے لگے سو (خیر) اب انکو (اسکا انجام)

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾

معلوم ہوا جاتا ہے ۔ اور ہمارے خاص بندوں یعنی پیغمبروں کے لئے ہمارا یہ قول پہلے ہی سے مقرر ہو چکا ہے ۔ کہ بیشک وہی غالب کئے جاوینگے

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ

اور (ہمارا تو قاعدہ عام ہے کہ) ہمارا ہی لشکر غالب رہتا ہے ۔ تو آپ (تسلی رکھیے اور) تھوڑے زمانہ تک (صبر کیجیے اور) انکی مخالفت

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ

اور ایذا رسانی کا خیال نہ کیجئے - اور (ذرا) انکو دیکھتے رہیئے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے کیا ہمارے عذاب کا تقاضا کر رہے ہیں -

فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۱۷۷﴾ وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ

سو وہ (عذاب) جب اُنکے روبرو آنازل ہوگا سو وہ دن اُن لوگوں کا جن کو ڈرایا جاچکا تھا بہت ہی برا ہوگا (ٹل نہ سکے گا)، اور آپ

فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾

تھوڑے زمانہ تک ان کا خیال نہ کیجئے - اور دیکھتے رہیئے سو عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے - آپ کا رب جو بڑی عظمت والا ہے ان باتوں سے پاک ہے جو یہ (کافر)

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

بیان کرتے ہیں اور سلام ہو پیغمبروں پر - اور تمام تر خوبیاں اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

ع ۵

اہل عرب کی ایک تمنّا کی تکمیل

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کفار عرب تمنا کیا کرتے تھے کہ اگر اللہ کا کوئی رسول ہمارے پاس تشریف لاتا اور ہمارے پاس بھی یہود و نصاریٰ کی طرح اللہ کی کتاب آتی تو ہم انکی تعلیمات پر خوب عمل کرتے۔ مگر جب اللہ کی کتاب (قرآن کریم) جو پہلی آسمانی کتابوں کے مقابلہ میں بہت بلند درجہ کی ہے لیکر محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے تو یہ اپنے وعدہ کو بھول گئے اور اللہ کی کتاب کا انکار کر دیا اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے لگے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں عنقریب ان کو اس مخالفت کا پتہ چل جائیگا یعنی دنیا سے آنکھ بند کرتے ہی عذاب کا سلسلہ شروع ہو جائیگا۔

انہی آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کیلئے فرمایا گیا ہے کہ آج یہ لوگ آپ کو ضرور تکالیف پہونچا رہے ہیں مگر جلد ہی آپ ان پر غالب آنے والے ہیں چنانچہ اس کے بعد اللہ نے جنگ بدر سے لیکر فتح مکہ تک ہر جہاد میں اور ہر محاذ پر آپ کو فتح و کامیابی عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں آج تو یہ کافرین و مشرکین عذاب کی جلدی مچا رہے ہیں مگر جب وہ ان پر مسلط ہوگا تو وہ وقت ان کیلئے بہت ہی خطرناک ہوگا کہ ہمارے عذاب میں گھر لئے جائیں گے اور اسی پر بس نہیں بلکہ آخرت میں اس سے کہیں زیادہ دردناک عذاب دیا جائیگا۔

سورۃ الصٰفٰت کی آخری تین آیتوں کی اہمیت و فضیلت

اس سورت کی آخری تین آیتوں میں تمام اصل مضامین (توحید و رسالت) کا خلاصہ پیش فرمادیا گیا ہے چنانچہ مشرکین جو اللہ کے متعلق طرح طرح کے غلط عقیدے

کھڑے ہوئے تھے ان سب کو رد کرنے کیلئے فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام کمالات اور خوبیوں والی ہے اور ان تمام باتوں سے پاک وصاف ہے جو یہ کافرین ومشرکین کہتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام کس قدر قابل عظمت ہیں اور ان کا مقام اللہ کے نزدیک کیا ہے اس کو واضح کرنے کیلئے فرمادیا کہ ان پر اللہ کی طرف سے سلام آتا ہے بس جس پر اللہ کی سلامتی ہوجائے سمجھ لو اسے دونوں جہاں کی تمام بھلائیاں مل گئیں اور وہ اللہ کا مقرب ہوگیا ان کو اگر کوئی ذراسی بھی تکلیف پہونچا ئیگا تو اللہ اسے سخت عذاب دیگا۔

نماز کے بعد، وعظ وتقریر کے ختم پر اور مجلس کے اختتام پر ان تین آیتوں کے پڑھنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے چنانچہ حضرت ابوسعید خدری رضہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز ختم ہونے کے بعد یہ تین آیتیں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ قیامت کے دن اس کو خوب اجر وثواب ملے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی مجلس کے اخیر میں یہ تینوں آیتیں پڑھا کرے اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۚ ۝ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۚ ۝
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ع

الحمد للہ سورۂ الصّٰفّٰت کی تفسیر بحسن وخوبی مکمّل ہوئی

سُوْرَةُ صٓ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ ثَمَانٍ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ   بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورہ ص مکہ میں نازل ہوئی اسمیں اٹھاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں   شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ﴿۲﴾

ص قسم ہے قرآن کی جو نصیحت سے پُر ہے۔ بلکہ (خود) یہ کفار (ہی) تعصب اور (حق کی) مخالفت میں ہیں۔

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ﴿۳﴾ وَ

اُن سے پہلے بہت سی اُمتوں کو ہم (عذاب سے) ہلاک کرچکے ہیں۔ سو انہوں نے (ہلاکت کے وقت) بڑی ہائے پکار کی اور وہ وقت

عَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۴﴾

خلاصی کا نہ تھا۔ اور ان کفار (قریش) نے اس بات پر تعجب کیا کہ اُنکے پاس ان (ہی) میں سے ایک (پیغمبر) ڈرانیوالا آگیا۔ اور کہنے لگے کہ

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ⑤ وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ

یہ شخص (خوارق میں) ساحر اور (دعوائے نبوت میں) جھوٹا ہے (اور) کیا (یہ شخص سچا ہو سکتا ہے کہ) اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی

مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ ⑥

معبود رہنے دیا۔ واقعی یہ بہت ہی عجیب بات ہے اور (توحید کا مضمون سُن کر) ان کفار میں کے رئیس یہ کہتے ہوئے چلے کہ (یہاں سے) چلو اور اپنے معبودوں (کی عبادت

مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ ⑦ أَؤُنْزِلَ

پر) قائم رہو یہ کوئی مطلب کی بات ہے، ہم نے تو یہ بات (اپنے) پچھلے مذہب میں نہیں سنی ہو نہ ہو یہ (اس شخص کی) گھڑت ہے۔ کیا ہم سب میں سے

عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا ۚ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْ ذِكْرِي ۖ بَلْ لَمَّا

اسی شخص پر کلام الٰہی نازل کیا گیا بلکہ یہ لوگ (خود) میری وحی کی طرف سے شک (یعنی انکار) میں ہیں بلکہ (اصل وجہ یہ

يَذُوقُوا عَذَابِ ⑧

ہے کہ) انہوں نے ابھی تک میرے عذاب کا مزہ نہیں چکھا۔

سورۂ صٓ کی ابتدائی آیات کا واقعہ شانِ نزول

ان آیات کا شانِ نزول ترمذی شریف میں ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ ابوطالب زیادہ بیمار ہوئے تو قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار جس میں ابوجہل بھی تھا اور اس وقت حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بھی تشریف فرما تھے۔ ان سرداروں نے ابوطالب سے کہا اپنے بھتیجے کو سمجھا دیجئے یہ ہمارے بتوں کی مخالفت نہ کرے ابوطالب نے آپ سے کہا یہ آپکی شکایت کر رہے ہیں آپ نے فرمایا میں انہیں صرف ایک بات کی دعوت دیتا ہوں اس کو قبول کر لینے سے پورا عرب ان کا مطیع و فرمانبردار ہو جائیگا اور تمام عجم پر ان کی حکمرانی ہوگی۔ ابوجہل نے پوچھا وہ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کلمہ لا الٰہ الا اللہ قبول کر لو یہ سن کر تمام سردار جانے کیلئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا اتنے سارے معبودوں کو چھوڑ کر تم ہم سے ایک معبود کی بندگی کرانا چاہتے ہو یہ تو بڑی عجیب بات ہے ایسی بات تو ہم نے اپنے سے پہلے مذہب والوں سے نہیں سنی یہ سب انکی من گھڑت بات ہے اور یہ شخص جھوٹا اور جادوگر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں ابھی انھوں نے

اقوال وتحقیق

صٓ ،، بھی حروف مقطعات میں سے ہے اس کے معنی ومراد اللہ ہی جانتے ہیں بعض عربی دانوں نے اس کے معنی حقانیت وصداقت کے بتلائے ہیں واللہ اعلم (ابن کثیر)

ہمارے عذاب کا مزہ نہیں چکھا اس لئے اس طرح کی باتیں بنا رہے ہیں -
اس سورت کی شروع کی چند آیات میں فرمایا گیا ہے کہ یہ قرآن سراسر عبرت و نصیحت ہے مگر اس سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جن کے دل میں ایمان ہے کافر لوگ اس کے فائدہ سے اس لئے محروم ہیں کہ ان کے اندر غرور و تکبر ہے اور وہ قرآن و رسول کے مخالف ہیں ان کو چاہیئے کہ پچھلی ان قوموں کا انجام دیکھیں جو انکی طرح غرور و تکبر کرتی تھیں اور اللہ و رسول کی مخالفت کرتی تھیں - جب اللہ نے ان کو عذاب میں مبتلا کر دیا تو پھر وہ چیخ و پکار کر کے عذاب سے بچنے کی فریاد کرنے لگے مگر وہ عذاب اب کہاں ٹلنے والا تھا بس ! اے قریش مکہ تم اس سے عبرت حاصل کرو کہیں ایسا نہ ہو تمہاری ان نافرمانیوں اور گستاخیوں کی وجہ سے اللہ کا عذاب تمہیں آدبوچے اور پھر تم فریاد کرو ، چلاؤ اور اس سے کوئی فائدہ نہ ہو -

---

أَمْ عِندَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيزِ الْوَهَّابِ ﴿٩﴾

کیا ان لوگوں کے پاس آپ کے پروردگار زبردست فیاض کی رحمت کے خزانے

أَمْ لَهُم مُّلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ فَلْيَرْتَقُوا فِي الْأَسْبَابِ ﴿١٠﴾

ہیں (جس میں نبوت بھی داخل ہے) یا کیا ان کو آسمان و زمین اور جو چیزیں انکے درمیان ہیں ان کا اختیار حاصل ہے (اگر اختیار ہے) تو انکو

جُندٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِّنَ الْأَحْزَابِ ﴿١١﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ

چاہیئے کہ سیڑھیاں لگا کر (آسمان پر) چڑھ جاویں اس مقام پر ان لوگوں کی یونہی ایک بھیڑ ہے منجملہ (مخالفین رسل کے) گروہوں کے جو

وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ﴿١٢﴾ وَثَمُودُ وَقَوْمُ لُوطٍ وَأَصْحَٰبُ لْـَٔيْكَةِ ۚ

شکست دیئے جاوینگے - ان سے پہلے بھی قوم نوح اور عاد اور فرعون نے جس (کی سلطنت) کے کھونٹے گڑ گئے تھے اور ثمود نے اور قوم لوط اور

أُولَٰٓئِكَ الْأَحْزَابُ ﴿١٣﴾ إِن كُلٌّ إِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿١٤﴾ وَ

اصحاب ایکہ نے تکذیب کی تھی (اور) وہ گروہ یہی لوگ ہیں - ان سب نے صرف رسولوں کو جھٹلایا تھا سو میرا عذاب (ان پر) واقع ہو گیا - اور

مَا يَنظُرُ هَٰٓؤُلَآءِ إِلَّا صَيْحَةً وَٰحِدَةً مَّا لَهَا مِن فَوَاقٍ ﴿١٥﴾ وَقَالُوا

یہ لوگ بس ایک زور کی چیخ کے منتظر ہیں جس میں دم لینے کی گنجائش نہ ہوگی (مراد اس سے قیامت ہے) اور یہ لوگ کہتے

رَبَّنَا عَجِّل لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿١٦﴾

ہیں کہ اے ہمارے رب ہمارا حصہ ہم کو روز حساب سے پہلے دے دے -

رکوع ۱۰

قریش مکہ کے ایک اعتراض کا جواب

قریش مکہ یہ بھی کہتے تھے کہ کیا ہم سب میں محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی نبوت کے لائق تھے جب کہ نہ ان کے پاس مال و دولت ہے اور نہ سرداری و سلطنت، مختلف انداز میں اس کے جواب ان آیات میں دیئے گئے ہیں۔

۱۔ کیا اللہ کی رحمت کے خزانے جسمیں نبوت بھی داخل ہے ان لوگوں کے پاس ہیں کہ جس کو ان کا جی چاہے نبوت دیدیں، ایسا نہیں بلکہ ہر قسم کے خزانے اللہ کے قبضہ میں ہیں بس وہ جس کو مناسب سمجھتا ہے منصب نبوت سے سرفراز فرما دیتا ہے اس میں انہیں کوئی اعتراض کا حق نہیں۔

۲۔ اور کیا آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں پر انہیں اختیار حاصل ہے کہ جس کو یہ چاہیں اسی کو نبوت ملنی چاہیئے ایسا بھی نہیں پھر ان کا اعتراض لا حاصل ہے۔

۳۔ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو نبوت نہ ملے یہ تو تمہارے اختیار و قدرت سے باہر ہے بس اب ایسا کر دکوئی سیڑھی وغیرہ تیار کرکے آسمان پر چڑھ جاؤ اور وہاں سے آپؐ پر وحی آنا بند کرادو۔۔۔ مگر یہ بھی تمہارے قبضہ کی بات نہیں بس ان بیہودہ باتوں سے اپنا منھ بند کرلو۔

اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلّی دینے کیلئے فرمایا ان کے پاس آسمان وزمین کے خزانے تو کیا ہوتے ان کے پاس تو اتنی طاقت وقدرت بھی نہیں کہ آپ کا مقابلہ ہی کرسکیں عنقریب ان کے لشکر آپ کے ذریعہ شکست کھائیں گے۔ چنانچہ یہ منظر لوگوں نے جنگ بدر سے فتح مکہ تک اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔

اے قریش مکہ اپنے سے پہلی قوموں کے حالات بھی دیکھ لو جب انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور اس کے رسولوں کو ستایا اور جھٹلایا تو اللہ نے ان کو ہلاک کرڈالا جیسے قوم نوح، قوم عاد قوم ثمود، قوم لوط، فرعون اور اس کی قوم، اصحاب ایکہ یعنی حضرت شعیبؑ کی قوم بس یہ اتنی زور وقوت اور لشکر و سلطنت والے رسولوں کو جھٹلانے کی وجہ سے اپنے کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکے تو تم اے کفار مکہ کیا اپنا بچاؤ کرسکو گے تم تو ان سے طاقت وقوت میں بہت کم ہو۔

ان واقعات وحالات سے عبرت ونصیحت حاصل کرنے کے بجائے کفار مکہ نڈر ہو کر کہنے لگے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے پروردگار کا عذاب کہاں ہے لاؤ اس کو ہمارے اوپر مسلط کردو، اور آخر وہ قیامت کب آئیگی اس کو بھی لے آؤ۔ یہاں ان کے جواب میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ انھیں صرف ایک چیخ کا انتظار ہے یعنی یہ عذاب الٰہی کے منتظر ہیں اس عذاب سے ان کا تمام غرور وتکبر ڈھل جائے گا۔ یہ عذاب دنیا میں بھی آسکتا ہے اور آخرت میں بھی جس کا یہ مذاق اڑا کر انکار کرتے ہیں۔

چنانچہ قیامت میں جب حضرت اسرافیلؑ صور پھونکیں گے تو یہ بری طرح گھبرا جائیں گے

ان کی حالت خراب ہو جائیگی اور یہ حواس باختہ ہو جائیں گے اس وقت ان کی ایک ایک حرکت کی باز پرس ہوگی اور انہیں دردناک عذاب دیا جائیگا اس وقت ان کو یقین آئیگا واقعی اللہ کا عذاب برحق ہے جس کا ہم دنیا میں مذاق اڑایا کرتے تھے اور اس کے رسولوں کا فرمان جو وہ ہمیں دنیا میں سنایا کرتے تھے بالکل سچ تھا۔

اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ

آپ ان لوگوں کے اقوال پر صبر کیجئے۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾ اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ

اور ہمارے بندے داؤدؑ کو یاد کیجئے۔ جو بڑی قوت (اور ہمت) والے تھے وہ (خدا کی طرف) بہت رجوع ہونے والے تھے ہمنے

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ لا وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَ

پہاڑوں کو حکم کر رکھا تھا کہ اُن کے ساتھ شام اور صبح تسبیح کیا کریں۔ اور (اسی طرح) پرندوں کو بھی جو (تسبیح کے وقت ان کے پاس) جمع ہو جاتے

شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾

تھے سب انکی (تسبیح کی) وجہ سے مشغولِ ذکر رہتے اور ہم نے اُن کی سلطنت کو بڑی قوت دی تھی اور ہمنے انکو حکمت اور فیصلہ کرنیوالی تقریر عطا فرمائی تھی

قصہ داؤد علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کافرین و مشرکین کی گستاخیوں اور تکلیفوں پر صبر کیجئے اور داؤد (علیہ السلام) کا قصہ یاد کیجئے (جو پہلے سورۂ بقرہ، انبیا و سبا میں گذر چکا) جن کو طالوت کے عہد حکومت میں تکالیف کا سامنا کرنا پڑا آپ نے صبر کیا۔

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ حضرت داؤدؑ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کیلئے بڑی ہمت وقوت عطا فرما رکھی تھی اور وہ اللہ کا صبح و شام خوب ذکر کیا کرتے تھے۔ پہاڑوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے حکم فرما رکھا تھا کہ وہ بھی صبح و شام حضرت داؤدؑ کے ساتھ ذکر و تسبیح میں شریک رہیں اسی طرح پرندوں کو بھی یہی حکم دے رکھا تھا چنانچہ پرندے ان اوقات میں آپ کے پاس جمع ہو کر آپ کے ساتھ ذکر و تسبیح میں مشغول ہو جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم سلطنت اعلیٰ عقل و سمجھ اور اعلیٰ قسم کی قوت فیصلہ سے نواز رکھا تھا۔

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ

اور بھلا آپ کو ان اہلِ مقدمہ کی خبر بھی پہنچی ہے۔

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿۲۱﴾ اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

جبکہ وہ لوگ (داؤد کے) عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر داؤد کے پاس آئے تو وہ

قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ

(ان کے اس طرح آنے سے) گھبرا گئے۔ وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ڈریں نہیں ہم دو اہل معاملہ ہیں کہ ایک نے دوسرے پر (کچھ) زیادتی کی ہے۔ سو

وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَاۤ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ ۟ لَهٗ تِسْعٌ وَّ

آپ ہم میں انصاف سے فیصلہ کر دیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہم کو (معاملہ کی) سیدھی راہ بتا دیجئے (پھر ایک شخص بولا کہ مقدمہ یہ ہے کہ)

تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۟ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَعَزَّنِیْ فِی

یہ شخص میرا بھائی ہے اسکے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس (صرف) ایک دنبی ہے سو یہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھ کو دے ڈال اور بات چیت

الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾ قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰی نِعَاجِهٖ ؕ وَاِنَّ كَثِیْرًا

میں مجھکو دباتا ہے۔ داؤدؑ نے کہا یہ جو تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملانے کی درخواست کرتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شرکاء کی

مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا

عادت ہے کہ) ایک دوسرے پر (یوں ہی) زیادتی کیا کرتے ہیں۔ مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے

الصّٰلِحٰتِ وَقَلِیْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ

ہیں ، اور ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں۔ اور داؤدؑ کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان کیا ہے۔ سو انہوں نے اپنے رب کے

خَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَ

السجدۃ

سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے سو ہم نے ان کو وہ (امر) معاف کر دیا اور ہمارے یہاں اُن کے لئے (خاص)

حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

قرب اور (اعلیٰ درجہ کی) نیک انجامی ہے۔

حضرت داؤدؑ کی آزمائش

ان آیات میں ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ کو ان دو آدمیوں کا واقعہ معلوم ہے جو اپنا مقدمہ عجیب انداز سے لیکر داؤدؑ کے پاس حاضر ہوئے کہ آپ اپنے عبادت خانہ میں عبادت میں مشغول تھے اور دربانوں کو ہدایت تھی کوئی اندر نہ آئے بس اسی دوران

دو آدمی دیوار پھاند کر عبادت خانہ میں داخل ہو گئے حضرت داؤد ؑ انہیں دیکھ کر حیران رہ گئے
کہ آخر یہ اندر کیسے گھس آئے۔ بہرحال ان دونوں نے کہا آپ حیران نہ ہوں ہم دونوں اپنے ایک
جھگڑے کا فیصلہ کرانے آئے ہیں ان میں سے ایک بولا یہ میرا دینی بھائی ہے اس کے پاس ننانوے ۹۹
دنبیاں (دُنبہ کی مادہ) ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے یہ مجھ سے میری ایک دنبی بھی چھیننا چاہتا
ہے اور چرب زبان ہونے کی وجہ سے باہمی گفتگو میں مجھے زیر کر دیتا ہے بس آپ ہم میں انصاف سے
فیصلہ کر دیجئے نا انصافی نہ کیجیے۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے شریعت کے قانون کے مطابق ثبوت وغیرہ طلب کئے ہوں گے
اور اس کے بعد فیصلہ فرمایا کہ اگر واقعی یہ تیری ایک دنبی لینا چاہتا ہے تو یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے مگر ہم تجھ پر ظلم
نہیں ہونے دینگے اور عام طور پر شرکا ایک دوسرے پر ظلم ہی کرتے ہیں کہ طاقتور کمزور کو دباتا ہے مگر وہ لوگ
جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے ہیں وہ انصاف کو قائم رکھتے ہیں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

اس کے بعد آپ کو خیال ہوا کہ یہ لوگ بے خوف وخطر دیوار پھاند کر اندر گھس آئے اور بے باکانہ
طور پر بلکہ گستاخانہ طور پر بادشاہِ وقت سے بات کرنے لگے اس میں ضرور اللہ کی طرف سے میرا امتحان و آزمائش
ہے لہٰذا فوراً ہی اپنے رب سے توبہ کی اور سجدے میں گر پڑے اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا اور فرمایا
اے داؤد ؑ ہمارے یہاں تیرا خاص درجہ اور بہترین ٹھکانہ ہے یعنی جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام ہے۔

بعض حضرات نے فرمایا جس کی تائید حضرت ابن عباس رضؓ کے فرمان سے بھی ہوتی ہے
کہ حضرت داؤد ؑ نے ایسا نظام الاوقات بنا رکھا تھا کہ ہر وقت گھر کا کوئی نہ کوئی فرد ذکر و تسبیح اور نماز وغیرہ میں
مشغول رہتا تھا ایک دن آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا الٰہی رات دن میں کوئی لمحہ بھی ایسا نہیں جس میں
میرے گھر والے آپکی عبادت میں مشغول نہ رہتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد ؑ یہ سب میری
توفیق سے ہے اور میں ایک دن تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دوں گا، اس کے بعد وہ مقدمہ والا واقعہ پیش
آیا کہ آپ عبادت سے ہٹ کر ان کا فیصلہ کرنے میں لگ گئے اس وقت گھر کا کوئی دوسرا فرد بھی عبادت میں
مشغول نہ تھا اس پر حضرت داؤد ؑ کو اپنی غلطی کا احساس ہوا اور فوراً توبہ و استغفار کی اور سجدہ میں گر گئے۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ

اے داؤدؑ ہمنے تم کو زمین پر حاکم بنایا ہے۔ سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ

النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ

کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا اگر ایسا کرو گے تو) وہ خدا کے رستے سے تمکو بھٹکا دیگی

الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾ ع ۲ ۱۱

(اور) جو لوگ خدا کے رستے سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ روز حساب کو بھولے رہے۔

حضرت داؤدؑ کو ہدایت

اس آیت میں حضرت داؤد علیہ السلام کو ہدایت فرمائی گئی ہے کہ اے داؤدؑ ہم نے تم کو زمین پر خلیفہ بنایا ہے یعنی رسالت ونبوت کے ساتھ حکومت وسلطنت بھی عطا فرمائی ہے۔ بس لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کرتے رہنا یعنی جس طرح اب تک کرتے رہے ہو آئندہ بھی اسی طرح کرتے رہنا۔ اور نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا یعنی جس طرح اب تک نہیں کی آئندہ بھی مت کرنا اور اگر خواہش نفس کی پیروی کروگے تو اللہ آپ کو اپنے راستہ سے بھٹکا دیگا اور جو لوگ اللہ کے راستہ سے بھٹکے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہوگا اس وجہ سے کہ وہ حساب کے دن (روز قیامت) کو بھولے رہے۔

اس آیت میں حضرت داؤدؑ کو مخاطب فرما کر تمام ہی خلفاء، بادشاہ اور صاحب اقتدار لوگوں کو خاص طور پر تین باتوں کی ہدایت فرمائی گئی ہے ۱؎ انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنا ۲؎ خواہش نفس کی پیروی مت کرنا کیوں کہ یہی چیز گمراہ کرنے والی ہے ۳؎ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہنا کہ ایک دن اس کو ہر ہر بات کا حساب دینا ہے بس جس کے دل میں خوف خدا اور حساب کا ڈر ہوگا وہ نہ کبھی بے انصافی اور ظلم وستم کرسکتا ہے اور نہ ہی خواہش نفس کی پیروی کرے گا۔

ولید بن عبدالملک کا ایک واقعہ

ایک مرتبہ حضرت ابو زرعہ سے بادشاہ وقت ولید بن عبدالملک نے دریافت کیا، کیا خلیفۂ وقت سے بھی اللہ کے یہاں حساب لیا جائیگا، آپ نے فرمایا سچ بتادوں، خلیفہ نے فرمایا ضرور سچ ہی بتلایئے آپ کو ہر طرح کا امان ہے۔ فرمایا اے امیرالمؤمنین اللہ کے نزدیک آپ سے بہت بڑھ کر حضرت داؤدؑ کا درجہ ہے انھیں خلافت کے ساتھ ساتھ نبوت بھی عطا فرما رکھی تھی مگر باوجود اس کے ان کو وہ ہدایات فرمائی گئیں جن کا ذکر اوپر اس آیت کی تفسیر میں ہوا جس میں حساب لئے جانے کا بھی سختی کے ساتھ ذکر ہے۔

اقوال وتحقیق

حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنی کس غلطی کا احساس ہوا اس کے متعلق بہت سے واقعات مذکور ومشہور ہیں جو غیر مستند اور اسرائیلی روایات سے لئے گئے ہیں ہم نے ان سب سے احتراز کیا ہے

محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ ومشائخہ

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ذٰلِكَ ظَنُّ

اور ہم نے آسمان و زمین کو اور جو چیزیں ان کے درمیان موجود ہیں انکو خالی از حکمت پیدا نہیں کیا۔ یہ (یعنی

الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿٢٧﴾ اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ

اُن کا خالی از حکمت ہونا) ان لوگوں کا خیال ہے جو کافر ہیں سو کافروں کیلئے (آخرت میں) بڑی خرابی ہے یعنی دوزخ ہاں تو کیا ہم ان لوگوں کو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِى الْاَرْضِ ۖ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ

جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے ان کی برابر کردینگے جو (کفر وغیرہ کرکے) دنیا میں فساد کرتے پھرتے ہیں۔ یا ہم پرہیزگاروں

كَالْفُجَّارِ ﴿٢٨﴾ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ

کو بدکاروں کے برابر کردینگے۔ یہ ایک بابرکت کتاب ہے جس کو ہم نے آپ پر اسواسطے نازل کیا ہے تاکہ

وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٩﴾

لوگ اسکی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ اہل فہم نصیحت حاصل کریں

آسمان وزمین کو پیدا کرنا خالی از حکمت نہیں

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان کی چیزوں کو یونہی بیکار پیدا نہیں کیا بلکہ اس میں بڑی بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں ایک اہم حکمت یہ بھی ہے کہ ان سے اللہ کی قدرت اور توحید ثابت ہوتی ہے۔ مگر کافران چیزوں کو خالی از حکمت سمجھتے ہیں بس ان کیلئے آخرت میں بڑی خرابی ہے یعنی جہنم ان کا ٹھکانہ ہوگا۔ یہ کافر قیامت کا بھی انکار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مومن و کافر، اچھے برے، پرہیزگار و گنہگار برابر ہو جائیں ایسا نہیں یہ انصاف کے خلاف ہے کہ سب کے ساتھ ایک ہی معاملہ کیا جائے بلکہ ان سب کیلئے ہم نے جزاوسزا کا وقت مقرر کر رکھا ہے اور وہ ہے قیامت کا دن بس ہم مومن و پرہیزگاروں کو جزا دیں گے اور کافر و گنہگاروں کو سزا دینگے۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انہی اچھی بری باتوں کو سمجھانے کیلئے ہم نے آپ پر قرآن کریم نازل فرمایا ہے تاکہ صاحب فہم لوگ اس ہدایت و نصیحت کے خزانہ اور برکت والی کتاب میں غور وفکر کرکے ہدایت کی روشنی حاصل کریں۔

وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝۳۰ۭ اِذْ

اور ہم نے داؤد کو سلیمانؑ عطا کیا بہت اچھے بندے تھے کہ (خدا کی طرف) بہت رجوع ہونیوالے تھے

عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝۳۱ۙ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ

(ریحنا کچھ وہ قصہ ان کا یاد کرنے کے قابل ہے) جبکہ شام کے وقت اُن کے روبرو اصیل (اور عمدہ گھوڑے) پیش کئے گئے۔ تو کہنے لگے

الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّىْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۳۲ۣ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ

کہ (افسوس) میں اس مال کی محبت میں (لگ کر) اپنے رب کی یاد سے غافل ہو گیا۔ یہاں تک کہ آفتاب پردہ (مغرب) میں چھپ گیا

مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝۳۳

(پھر حشم و خدم کو حکم دیا کہ) ان گھوڑوں کو ذرا پھر تو میرے سامنے لاؤ سو انہوں نے انکی پنڈلیوں اور گردنوں پر (تلوار سے) ہاتھ صاف کرنا شروع کیا۔

حضرت سلیمانؑ کا گھوڑوں کو ذبح کر ڈالنا

منکرین قیامت کو کچھ نصیحتیں فرما کر یہاں سے پھر انبیاء علیہم السلام کے واقعات کے ذکر کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

ان آیات میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا جو واقعہ بیان کیا گیا ہے اسکی دو تفسیریں منقول ہیں۔

اکثر مفسرینؒ نے ان آیات کی یہ[1] تفسیر کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ جہاد کے گھوڑوں کے معائنہ میں ایسے مشغول ہوئے کہ آفتاب غروب ہو گیا اور اس وقت جو نماز پڑھنے کا معمول تھا وہ چھوٹ گئی، یہ نماز نفل بھی ہو سکتی ہے اور فرض بھی۔ انبیاء علیہم السلام نفلی عبادت میں بھی غفلت ولاپرواہی کی تلافی کرتے ہیں۔ اور اگر یہ نماز فرض تھی تو اس کے قضاء ہو جانے سے اگرچہ گناہ لازم نہیں آتا مگر آپ نے اپنے اعلیٰ منصب نبوت کی وجہ سے اس کے تدارک کیلئے گھوڑوں کو قربان کیا۔

اگر کوئی یہ شبہ کرے کہ جہاد کے گھوڑوں کو کیوں قربان کر ڈالا تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کے پاس گھوڑے اس کثرت سے تھے کہ ان چند گھوڑوں کے ذبح کرنے سے ان جہادی گھوڑوں میں کوئی کمی نہیں آئی

[1] اس تفسیر کی تائید ایک مرفوع حدیث سے ہوتی ہے جس کی سند کو علامہ سیوطیؒ نے طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے حسن قرار دیا ہے حدیث یہ ہے کہ حضرت اُبی بن کعبؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ حضرت سلیمانؑ نے گھوڑوں کی گردن اور پنڈلیاں تلوار سے کاٹ دیں۔

نیز یہ گھوڑے آپ کے ذاتی تھے اور جس طرح جہاد مذہب اسلام کا ایک شعبہ اور عبادت ہے اسی طرح اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا بھی عبادت ہے حضرت سلیمان ؑ کی شریعت میں گھوڑے کو ذبح کرنا اسی طرح جائز تھا جس طرح اونٹ، بھینس، گائے، بکری وغیرہ۔

ان آیات کی دوسری تفسیر حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے جو پہلی تفسیر سے بالکل مختلف ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان کے سامنے جہادی گھوڑے معائنہ کیلئے پیش کئے گئے آپ انھیں دیکھکر خوش ہوئے اور فرمایا مجھے ان گھوڑوں سے تعلق و محبت دنیا کی وجہ سے نہیں کہ یہ قیمتی مال ہے بلکہ اس وجہ سے ہے کہ یہ اعلاء کلمۃ اللہ کا ذریعہ ہیں جہاد کیلئے تیار کئے گئے ہیں جو ایک اہم عبادت ہے۔ یہ گھوڑے جو آپ کے پاس سے لے جائے جا چکے تھے آپ نے دوبارہ ان کو اپنے پاس حاضر کرایا اور جذبۂ محبت میں انکی گردنوں اور پنڈلیوں پر پیار سے ہاتھ پھیرنے لگے۔

قرآن کریم کے الفاظ کے لحاظ سے دونوں تفسیروں کی گنجائش ہے مگر پہلی تفسیر کے حق میں چونکہ ایک مرفوع حدیث آگئی ہے لہذا اسکی اہمیت و قوت بڑھ گئی۔

سورج کی واپسی کا قصہ

اس واقعہ میں بعض حضرات یہ بات بھی جوڑے ہوئے ہیں کہ عصر کی نماز قضا ہو جانے پر حضرت سلیمان ؑ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ سورج کو دوبارہ لوٹا دیا جائے چنانچہ سورج کو دوبارہ لوٹا دیا گیا اور آپ نے عصر کی نماز ادا کی اس کے بعد سورج دوبارہ غروب ہو گیا۔ مفسرینؒ نے اس واقعہ کی تردید کی ہے کیونکہ یہ واقعہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى

اور ہمنے سلیمان ؑ کو (ایک اور طرح سے بھی) امتحان میں ڈالا

كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا

اور ہمنے انکے تخت پر (ایک ادھورا) دھڑ لاڈالا پھر انہوں نے خدا کی طرف رجوع کیا (رجوع کیا) دعا مانگی کہ اے

يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ

رب میرا (پچھلا) قصور معاف کر اور (آئندہ کے لئے) مجھ کو ایسی سلطنت دے کہ میرے سوا (کسی کو میسر نہ ہو) آپ بڑے دینے والے ہیں۔ سو ہمنے

تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ

انکی دعا قبول کی (اور نیز) ہم نے ہوا کو انکے تابع کر دیا کہ وہ انکے حکم سے جہاں وہ (جانا) چاہتے نرمی سے چلتی۔ اور جنات کو بھی ان کا تابع کر دیا۔ یعنی تعمیر

غَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِى الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾ هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ

بنانے والوں کو بھی اور غوطہ خوروں کو بھی اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے رہتے تھے (اور ہم نے یہ سامان دے کر ارشاد فرمایا کہ)

اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾

یہ ہمارا عطیہ ہے سو خواہ (کسی کو) دو یا نہ دو تم سے کچھ دار و گیر نہیں - اور (علاوہ اسکے) ان کے لئے ہمارے یہاں (خاص) قرب اور نیک انجامی ہے

ع ۱۲/۴

حضرت سلیمانؑ کی آزمائش

ارشاد ہے کہ ہم نے سلیمانؑ کو ایک اور طرح سے آزمایا کہ انکے تخت پر ایک دھڑ ڈالا گیا یہ دھڑ کس کا تھا؟ کس نے ڈالا؟ کیوں ڈالا گیا؟ اس کے متعلق قرآن و حدیث نے کوئی وضاحت نہیں کی البتہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک اور واقعہ بخاری شریف وغیرہ میں بیان کیا گیا ہے۔ کچھ مفسرینؒ نے اس واقعہ کے بعض حصوں کو قرآن کریم کی اس آیت سے ملتا جلتا دیکھ کر اس آیت کی تفسیر قرار دیا ہے۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمانؑ نے یہ خیال ظاہر فرمایا کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں سے صحبت کروں گا ہر بیوی سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا یہ کہتے وقت آپ انشاء اللہ بھول گئے، اللہ کو اپنے نبی کا یہ دعویٰ بلا انشاء اللہ کے پسند نہ آیا اسلئے تمام بیویوں میں سے صرف ایک بیوی کے ادھورا مردہ بچہ پیدا ہوا۔

بعض مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ دایہ نے یہ بچہ لاکر آپ کے تخت پر رکھدیا اس پر حضرت سلیمانؑ کو احساس ہوا کہ یہ میرے انشاء اللہ نہ کہنے کی وجہ سے ہوا ہے، اپنی اس کوتاہی پر توبہ و استغفار کیا اور اپنے پروردگار کی طرف پہلے سے زیادہ متوجہ ہوگئے حدیث پاک میں ہے کہ اگر سلیمانؑ انشاء اللہ کہہ لیتے تو اللہ انکی تمنا پوری فرمادیتا۔

تنبیہ! اس موقع پر بہت سے اسرائیلی واقعات انگوٹھی اور جنوں وغیرہ کے ذکر کئے گئے ہیں مگر وہ سب غیر مستند ہیں اس لئے ہم نے ان کو نہیں لکھا۔

اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے دعا کی الٰہ العٰلمین مجھے ایسی حکومت و سلطنت عطا فرما جو میرے علاوہ کسی کو میسر نہ ہو چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا قبول فرمائی اور بے مثال سلطنت سے نوازا چنانچہ ہوا کو آپ کے تابع کردیا وہ آپ کے حکم کے مطابق نرمی سے چلتی تھی جب آپ کو کہیں جانا ہوتا تو ہوا کو اس طرف چلنے کا حکم دیتے ہوا آپ کے تخت کو وہاں پہونچا دیتی۔ اس تیز سواری کی وجہ سے آپ کا وقت بھی بچ جاتا اور گھوڑوں وغیرہ کی ضرورت بھی نہ پڑتی۔ اور اسی طرح آپ کے تابع جنات کو بھی کردیا تھا ان سے آپ بڑے بڑے تعمیری کام کراتے تھے اور سمندر میں غوطہ لگوا کر موتی وغیرہ نکلواتے تھے اور کچھ جنات اس طرح کے بھی تھے جن کو زنجیروں میں جکڑ کر رکھا جاتا تھا غالباً یہ وہ سرکش جنات ہوں گے جو آپ کا حکم ماننے سے انکار کرتے ہوں گے۔ انھیں قید کی سزا دی جاتی ہوگی۔

حکومت چلانے کیلئے خزانہ کی بھی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا یہ دو بڑی بڑی طاقتیں ہوا اور جن آپ کے

تابع کر کے فرمایا یہ خزانہ لو اس کے تم مالک ہو جہاں تمہارا جی چاہے اس کو خرچ کرو اس کے بارے میں تم سے کوئی حساب وکتاب نہ ہوگا۔

حضرت سلیمانؑ کا حکومت طلب کرنا دنیوی غرض کیلئے نہ تھا بلکہ دین خداوندی کو دنیا میں پھیلانے کیلئے تھا کیونکہ طاقت و دبدبہ کے بعد سرکش و نافرمان لوگ بھی مطیع و فرمانبردار ہو جاتے ہیں۔

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ

اور آپ ہمارے بندے ایوبؑ کو یاد کیجئے۔ جبکہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھ کو رنج۔ اور

وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ﴿۴۲﴾ وَ

آزار پہنچایا ہے۔ اپنا پاؤں مارو یہ نہانے کا ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کا۔ اور

وَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۴۳﴾

ہم نے ان کو ان کا کنبہ عطا فرمایا اور انکے ساتھ (گنتی میں) اُن کے برابر اور بھی (دیئے) اپنی رحمت خاصہ کے سبب سے اور اہل عقل کیلئے

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ۭ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ۭ

یادگار رہنے کے سبب سے۔ اور تم اپنے ہاتھ میں ایک مٹھا سینکوں کا لو اور اس سے مارو اور قسم نہ توڑو بے شک ہم نے انکو صابر پایا۔

نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾

اچھے بندے تھے کہ بہت رجوع ہوتے تھے۔

حضرت ایوبؑ کے خلاف شیطانی چال

حضرت ایوب علیہ السلام کا قصہ بالتفصیل سورۂ انبیاء میں گذر چکا ہے یہاں بعض باتوں کا ذکر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت ایوبؑ نے اپنے رب کو پکارا کہ شیطان نے مجھے رنج و تکلیف پہونچائی ہے۔ شیطان نے آپ کو کیا تکلیف پہونچائی ہے اسکی بہت سی تفسیریں کی گئی ہیں لیکن سب سے بہتر و مستند وہ ہے جس کو حضرت تھانویؒ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں اختیار فرمایا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت ایوبؑ کی بیماری کے زمانہ میں ایک مرتبہ شیطان ایک حکیم کی شکل میں حضرت ایوبؑ کی بیوی کو ملا انھوں نے اس سے اپنے شوہر کے علاج کی درخواست کی اس نے کہا میں علاج تو کردوں گا مگر میری یہ شرط ہے کہ شفاء ہو جانے پر یوں کہہ دینا کہ تم نے میرے شوہر کو شفا دی ہے۔ نذرانہ (فیس وغیرہ) تم سے کچھ نہیں لوں گا۔

یہ پورا واقعہ بیوی نے آکر شوہر سے عرض کیا حضرت ایوبؑ نے فرمایا بھلی مانس وہ تو شیطان تھا

میں عہد کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے شفا دیدے تو میں تجھ کو سو قمچیاں ماروں گا۔ بس آپ کو اس واقعہ سے سخت رنج پہونچا کہ میری بیماری کی وجہ سے شیطان کا یہاں تک حوصلہ بڑھا کہ میری بیوی ہی سے ایسی بات کہلوانا چاہتا ہے جو ظاہری طور پر شرک ہے۔

بس اس واقعہ سے بے چین ہو کر پہلے سے زیادہ گڑگڑا کر اپنے رب سے دعا کی کہ مجھے اس پریشانی سے نجات عطا فرما اللہ نے آپکی دعا قبول کی اور حکم فرمایا کہ اپنا پاؤں زمین پر مارو چنانچہ انھوں نے زمین پر پاؤں مارا تو اس سے ٹھنڈے پانی کا ایک چشمہ ابل پڑا۔ اللہ نے فرمایا اے ایوب تم اس پانی سے غسل بھی کرو اور اس کو پیو بھی چنانچہ آپ نے دونوں کام کئے تو اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شفا عطا فرمادی اور آپ کے گھر والے جو مرچکے تھے اپنی مہربانی سے اللہ تعالیٰ نے اس سے دوگنے عطا فرمائے بس سمجھدار لوگوں کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو کیسا اچھا بدلہ عطا فرماتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت ایوبؑ نے اپنی قسم پوری کرنے کا ارادہ کیا چونکہ بیوی نے آپکی خدمت بہت زیادہ کی تھی اور اس سے کوئی گناہ بھی نہیں ہوا تھا اس لئے اللہ نے اپنی رحمت و مہربانی سے فرمایا اے ایوب سو سینکوں کا ایک مٹھا لو اور اسے اپنی بیوی کے مار کر اپنی قسم پوری کرلو۔

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ

اور ہمارے بندوں ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کو یاد کیجئے جو

اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾

ہاتھوں والے اور آنکھوں والے تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص بات کے ساتھ مخصوص کیا تھا کہ وہ یاد آخرت

وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ

کی ہے۔ اور وہ (حضرات) ہمارے یہاں منتخب اور سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں اور اسمٰعیلؑ اور الیسعؑ اور

وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾ ھٰذَا ذِكْرٌ

ذوالکفلؑ کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب بھی سب سے اچھے لوگوں میں سے ہیں ایک نصیحت کا مضمون تو یہ ہوچکا

انبیاءؑ کے حالات نصیحت ہیں

ان آیات میں اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی فضیلت بیان فرمارہے ہیں ان کے حالات سورۂ انبیاء و انعام میں گذرچکے ہیں یہاں ان کی طرف اشارہ کرکے یاد دہانی کرائی جارہی ہے۔ ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیم، اسحاق یعقوب علیہم السلام کے اعمال بہت عمدہ تھے اور وہ صحیح علم بھی رکھتے تھے ان کے نزدیک دنیا کی کوئی اہمیت

نہ تھی انھیں ہر وقت آخرت ہی کا خیال رہتا تھا اور اسی طرح حضرت اسمٰعیل، الیسع، ذوالکفل علیہم السلام یہ سب بھی اللہ کے پسندیدہ تھے بس ان کی زندگی سے نصیحت حاصل کی جائے۔

وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ

اور پرہیزگاروں کیلئے (آخرت

مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ

میں) اچھا ٹھکانا ہے۔ یعنی ہمیشہ رہنے کے باغات جن کے دروازے اُن کے واسطے کھلے ہونگے۔ وہ ان باغوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہونگے۔

فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾

(اور) وہ وہاں (جنت کے خادموں سے) بہت سے میوے اور پینے کی چیزیں منگوائیں گے اور انکے پاس نیچی نگاہ والیاں ہم عمر ہوں گی

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾

(اے مسلمانو! یہ وہ (نعمت) ہے جس کا تم سے روزِ حساب آنے پر وعدہ کیا جاتا ہے۔ بیشک یہ ہماری عطا ہے اسکا کہیں ختم ہی نہیں

متقین کیلئے خوشخبری

انبیاء علیہم السلام کی فضیلت بیان کرنے کے بعد اب متقی و پرہیزگاروں کو خوشخبری سنائی جارہی ہے جو انبیاء کے تبلائے ہوئے راستہ پر چلتے تھے اور چلتے ہیں۔ ارشاد ہے کہ ایسے لوگوں کیلئے آخرت میں بہترین ٹھکانہ یعنی جنت ہے وہاں یہ بڑے مزے سے تکیہ لگائے آرام کریں گے اور کھانے پینے کی ہر قسم کی اعلیٰ درجہ کی اشیاء موجود ہونگی جس چیز کو طبیعت چاہے گی اشارہ کرتے ہی خادم فوراً لاکر حاضر کردے گا۔ ان کو شرمیلی حوریں بھی عطا کی جائیں گی جو ہم عمر ہونگی۔ یعنی اپنے شوہروں کے ہم عمر ہونگی تاکہ مزاج خوب ملے۔ اور دوسری تفسیر اس کی یہ بھی کی گئی ہے کہ وہ حوریں آپس میں ہم عمر ہونگی تاکہ آپس میں ایک دوسری سے سہیلی اور دوست کی طرح رہیں سوکنوں کی طرح نہیں۔ اس سے بھی شوہروں کو راحت و سکون ملے گا۔

اقوال و تحقیق

! اُولِی الْاَیْدِیْ وَالْاَبْصَارِ ہ یعنی ہاتھوں اور آنکھوں والے تھے اس سے اشارہ اس طرف کیا گیا ہے کہ ہاتھوں سے کام کرنے والے تھے قوتِ عمل خوب تھی ہمہ وقت اعمال صالحہ اور یاد الٰہی میں لگے رہتے تھے اور آنکھوں سے اللہ کی قدرت کی نشانیاں دیکھ کر توحید کے متعلق اپنے یقین میں اضافہ کرتے تھے۔

حاصل یہ کہ ان میں قوت عملیہ اور علمیہ اعلیٰ درجہ کی تھی۔ هٰذَا ذِكْرٌ ط اس کی ایک تفسیر اوپر مذکور ہوئی کہ انبیاء کے واقعات نصیحت ہیں، دوسری یہ کہ قرآن کریم نصیحت ہے۔

محمد یعقوب قاسمی غفرلہٗ ولوالدیہ ومشائخہ

المنزل

هذا ۚ وإن للطاغين لشر مآب ﴿٥٥﴾ جهنم يصلونها فبئس المهاد ﴿٥٦﴾

یہ بات تو ہو چکی اور سرکشوں کے لئے بُرا ٹھکانا ہے ۔ یعنی دوزخ اس میں وہ داخل ہوں گے سو بہت ہی بُری جگہ ہے

هذا فليذوقوه حميم وغساق ﴿٥٧﴾ وآخر من شكله أزواج ﴿٥٨﴾ هذا

یہ کھولتا ہوا پانی اور پیپ ہے ۔ سو یہ لوگ اسکو چکھیں اور (اسکے علاوہ) اور بھی اسی قسم کی (ناگوار) طرح طرح کی چیزیں ہیں

فوج مقتحم معكم ۖ لا مرحبا بهم ۚ إنهم صالو النار ﴿٥٩﴾ قالوا بل أنتم

یہ ایک جماعت اور آئی جو تمہارے ساتھ (عذاب میں شریک ہونے کے لئے دوزخ میں) گھس رہے ہیں ان پر خدا کی مار یہ بھی دوزخ ہی میں

لا مرحبا بكم ۖ أنتم قدمتموه لنا ۖ فبئس القرار ﴿٦٠﴾ قالوا ربنا من

آرہے ہیں ۔ وہ (اتباع ان متبوعین سے) کہینگے بلکہ تمہارے ہی اوپر خدا کی مار (کیونکہ) تم ہی تو یہ (مصیبت) ہمارے آگے لائے سو (جہنم) بہت ہی بُرا ٹھکانہ

قدم لنا هذا فزده عذابا ضعفا في النار ﴿٦١﴾ وقالوا ما لنا لا نرى

ہے ۔ دعا کرینگے کہ اے ہمارے پروردگار جو شخص اس (مصیبت) کو ہمارے آگے لایا ہو اسکو دوزخ میں دو نا عذاب دیجیو اور وہ لوگ کہیں گے کہ کیا بات

رجالا كنا نعدهم من الأشرار ﴿٦٢﴾ أتخذناهم سخريا أم زاغت عنهم

ہے ہم ان لوگوں کو (دوزخ میں) نہیں دیکھتے جن کو ہم بُرے لوگوں میں شمار کرتے تھے ۔ کیا ہم نے ان لوگوں کی ہنسی کر رکھی تھی یا اُن (کے دیکھنے)

الأبصار ﴿٦٣﴾ إن ذلك لحق تخاصم أهل النار ﴿٦٤﴾ ع ۴

سے نگاہیں چکرا رہی ہیں ۔ یہ بات یعنی دوزخیوں کا لڑنا جھگڑنا بالکل سچی بات ہے ۔

کافروں کا انجام

پچھلی آیات میں مومنین متقین کا ذکر تھا اب ان آیات میں سرکشوں، نافرمانوں، کافروں کے متعلق بیان ہے کہ آخرت میں ان کا ٹھکانہ جہنم ہوگا جو بہت ہی بُری جگہ ہے وہاں ان کو پینے کیلئے کھولتا ہوا پانی اور پیپ وغیرہ دی جائیگی ۔

جہنم میں پہلے کافروں کے رہنما اور پیشواؤں کو داخل کیا جائے گا اس کے بعد ان کے پیروکار اور ماننے والے داخل کیے جائیں گے انھیں دیکھکر پیشوا کہیں گے لو وہ بھی جہنم میں آرہے ہیں ان پر خدا کی مار ہو ۔ پیروکار کہیں گے کمبختو تمہیں پر خدا کی پھٹکار ہو تمہاری ہی وجہ سے آج ہمیں جہنم میں آنا پڑا غرضیکہ ایک دوسرے کو الزام دے رہے ہوں گے اس وقت پیروکار اپنے پیشواؤں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے الٰہ العالمین انہی کی وجہ سے آج ہمیں دوزخ میں آنا پڑا ہے آپ انھیں ہم سے دوگنا سزا دیجئے ۔

اس آپسی گفتگو کے بعد کافر آپس میں کہیں گے یہاں دوزخ میں وہ لوگ کہیں نظر نہیں آرہے ہیں جن کو ہم دنیا میں بُرا اور حقیر و ذلیل سمجھتے تھے ان کا مذاق اڑاتے تھے یعنی مسلمان، یہ ان کے لئے اور تکلیف و دکھ کی بات ہوگی کہ جن لوگوں کو ہم ذلیل سمجھتے تھے وہ آج یہاں ہیں ہی نہیں ضرور وہ جنت ہی میں ہوں گے جیساکہ وہ دنیا میں کہا کرتے تھے اور ہمیں بھی سمجھایا کرتے تھے کہ کفر چھوڑ کر ایمان لے آؤ جنت میں داخلہ ہو جائیگا اس پر انھیں مزید افسوس ہوگا کہ ہم نے ان کی بات نہ مانی اور آج جہنم کی آگ میں بھُنا پڑ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں ہماری ان بتائی ہوئی باتوں کو کہانی اور افسانہ مت سمجھو بلکہ ضرور بالضرور اسی طرح تم آخرت میں لڑو گے اور افسوس کرو گے ۔ بس سمجھداری کی بات یہی ہے کہ کفر کو چھوڑ کر ایمان و اعمال صالحہ اختیار کرلو تاکہ جہنم کی آگ اور وہاں کی ذلت و رسوائی سے بچ سکو ۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ

آپ کہہ دیجئے کہ میں تو تمکو عذاب خداوندی سے ڈرانیوالا

مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا

ہوں اور بجز اللہ واحد غالب کے کوئی لائق عبادت کے نہیں ہے۔ وہ پروردگار ہے آسمانوں اور زمین کا اور ان چیزوں کا جو

بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾ قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿٦٧﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿٦٨﴾

ان کے درمیان ہیں (اور وہ) زبردست بڑا بخشنے والا ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ یہ ایک عظیم الشان مضمون ہے۔ جس سے تم (بالکل ہی) بے پروا

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٦٩﴾ اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ

ہو رہے ہو۔ مجھ کو عالم بالا کی بحث (وگفتگو) کی کچھ بھی خبر نہ تھی جبکہ وہ (تخلیق آدم کے بارے میں) جھگڑ رہے تھے میرے پاس (جو) وحی

اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٠﴾ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا

(آتی ہے تو) محض اس سبب سے آتی ہے کہ میں (منجانب اللہ) صاف صاف ڈرانے والا (بھیجا گیا) ہوں۔ جبکہ آپکے رب نے فرشتوں سے ارشاد فرمایا

مِّنْ طِيْنٍ ﴿٧١﴾ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ

کہ میں گارے سے ایک انسان کو (یعنی اسکے پتلے کو) بنانیوالا ہوں۔ سو میں جب اسکو پورا بنا چکوں اور اسمیں اپنی (طرف سے) جان ڈال دوں تو تم سب

سٰجِدِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ

اسکے روبرو سجدہ میں گر پڑنا۔ سو (جب اللہ نے اسکو بنا لیا تو) سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم کو) سجدہ کیا۔ مگر ابلیس نے کہ وہ غرور میں آگیا

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧٤﴾ قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ

اور کافروں میں سے ہو گیا - حق تعالےٰ نے فرمایا کہ اے ابلیس جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھوں بنایا اسکو سجدہ کرنے سے تجھکو کون چیز

بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿٧٥﴾ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ

مانع ہوئی کیا تو غرور میں آگیا (اور واقع میں بڑا نہیں ہے) یا یہ کہ تو (واقع میں ایسے) بڑے درجہ والوں میں ہے - کہنے لگا کہ (حق تو یہ واقع ہے یعنی) میں آدم سے بہتر ہوں (کیونکہ) آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس (آدم) کو خاک سے پیدا کیا ہے

مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿٧٦﴾ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿٧٧﴾

ارشاد ہوا کہ تو (اچھا پھر) آسمان سے نکل کیونکہ بیشک تو (اس حرکت سے) مردود ہو گیا - اور بیشک تجھ پر میری لعنت رہے گی قیامت کے دن تک - کہنے لگا تو پھر مجھ کو مہلت

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٧٨﴾ قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ

يُبْعَثُوْنَ ﴿٧٩﴾ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٨٠﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٨١﴾

دیجئے قیامت کے دن تک ارشاد ہوا کہ جب تو مہلت مانگتا ہی تو (جا) تجھ کو وقت معین کی تاریخ تک مہلت دی گئی - کہنے لگا (جب مجھکو مہلت

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٢﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٨٣﴾

مل گئی) تو (مجھ کو بھی) تیری عزت کی قسم کہ میں ان سب کو گمراہ کروں گا - بجز آپ کے ان بندوں کے جو ان میں منتخب کئے گئے ہیں -

قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿٨٤﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ

ارشاد ہوا کہ میں سچ کہتا ہوں اور میں تو ہمیشہ) سچ ہی کہا کرتا ہوں کہ میں تجھ سے اور جو ان میں تیرا ساتھ دے ان سب سے دوزخ کو بھر دونگا

اَجْمَعِيْنَ ﴿٨٥﴾ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿٨٦﴾

آپ کہہ دیجیے کہ میں تم سے اس قرآن (کی تبلیغ) پر نہ کچھ معاوضہ چاہتا ہوں اور نہ میں بناوٹ کرنیوالوں سے ہوں یہ قرآن تو (اللہ کا کلام اور) دُنیا

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٧﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿٨٨﴾

جہان والوں کے لئے بس ایک نصیحت ہے اور تھوڑے دنوں پیچھے تم کو اس کا حال معلوم ہو جائیگا (یعنی مرنے کے ساتھ ہی حقیقت کھل جائیگی کہ یہ حق تھا)

قیامت کا آنا یقینی ہے

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرکین مکہ سے کہہ دیجئے کہ میں تو تمہیں صرف اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں - عبادت و بندگی کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں وہی سب پر غالب ہے آسمان و زمین اور انکی تمام چیزوں کا وہی مالک ہے - اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے یہ بھی کہہ دیجئے کہ قیامت کی خبر ایک بہت بڑی اور

یقینی ہے جس کی اطلاع میں تم کو دے رہا ہوں مگر افسوس تم اس کو نہ دھیان سے سن رہے ہو اور نہ اس پر یقین لا رہے ہو بلکہ الٹا مذاق اڑا رہے ہو کہ وہ قیامت کیوں آئیگی؟ کب آئیگی؟ کس طرح آئیگی؟ جب اسے آنا ہی ہے تو اسے ابھی کیوں نہیں لے آتے وغیرہ مگر یاد رکھو تمہاری یہ لاپرواہی اور بے فکری تمہیں سخت نقصان دے گی۔

اور یہ جو میں تمہیں عالم بالا (آخرت) کی خبریں قیامت وغیرہ سے متعلق دے رہا ہوں ان کے معلوم ہونے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے وحی، اور وحی صرف اللہ اپنے رسولوں کے پاس بھیجتا ہے بس اس سے میری رسالت ثابت ہو گئی۔

عالم بالا کی خبر سے بعض مفسرینؒ نے وہ گفتگو مراد لی ہے جو حضرت آدم کی پیدائش سے متعلق اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور شیطان کے درمیان ہوئی تھی جس کا تفصیلی ذکر سورۂ بقرہ میں گذر چکا ہے یہاں بھی اس کا ذکر ہے کہ عالم بالا میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں مٹی سے ایک انسان بنانے والا ہوں جب وہ بن کر تیار ہو جائے تو تم سب اسکو سجدہ کرنا بس حضرت آدمؑ کے بن جانے کے بعد تمام فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور بڑائی دکھائی اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا اے ابلیس تو نے میرے بنائے ہوئے انسان کو سجدہ کیوں نہیں کیا اس نے جواب دیا میں اُس انسان سے بہتر ہوں کیونکہ مجھے آپ نے آگ سے بنایا ہے اور اس کو خاک سے اور آگ کا درجہ خاک سے بڑھا ہوا ہے بس اعلیٰ ادنیٰ کو سجدہ کرے یہ اصول کے خلاف ہے اس اصولی چکر میں پھنس کر کمبخت یہ بھول گیا کہ حکم کس کا ہے اور سجدہ کرنے میں کس کے حکم کی تعمیل ہو رہی ہے اور سجدہ نہ کر کے میں ناراض کس کو کر رہا ہوں شیطان کی یہ گستاخانہ بات سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا یہاں سے نکل جا آج سے تو اپنی اس حرکت کی وجہ سے راندۂ درگاہ ہو گیا ہے اور قیامت تک تجھ پر میری لعنت دھتکار رہے گی۔ شیطان نے اللہ سے عرض کیا الٰہ العٰلمین جب آپ نے مجھے آدم کی وجہ سے مردود قرار دے ہی دیا ہے تو آپ مجھے قیامت تک مہلت دیجئے تاکہ میں آدم اور اس کی اولاد کو گمراہ کرتا رہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں ان سب سے جو تیرے طریقہ پر چلیں گے جہنم کو بھر دوں گا۔

ان آیات کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے فرما دیجئے کہ میں جو تم کو عالم بالا اور دین اسلام کی باتیں بتلاتا ہوں اس پر میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں لیتا، اور یہ قرآن جس کی میں تمہیں تبلیغ کرتا ہوں اللہ کی طرف سے ایک نصیحت نامہ ہے جس سے سراسر اے لوگو تمہارا ہی فائدہ ہے بس اگر حق واضح ہو جانے کے بعد بھی تم نہیں مانتے تو مرنے کے بعد یہ حقیقت کھل کر تمہارے سامنے آجائے گی۔

سُورَةُ الزُّمَرِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَّسَبْعُونَ آيَةً وَّثَمَانِي رُكُوعَاتٍ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ زمر مکہ میں نازل ہوئی اسمیں پچھتر آیتیں اور آٹھ رکوع ہیں — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿۱﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے — ہم نے ٹھیک طور پر اس کتاب کو آپ کی طرف نازل

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝٢ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ

کیا ہے سو آپ (قرآن کی تعلیم کے موافق) خالص اعتقاد کرکے اللہ کی عبادت کرتے رہیئے۔ یاد رکھو عبادت جو کہ (شرک سے) خالص ہو اللہ ہی کیلئے

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى

سزاوار ہے اور جن لوگوں نے خدا کے سوا اور شرکا تجویز کر رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم تو ان کی پرستش صرف اسلئے کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کا مقرب

اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ۬ اِنَّ

بنادیں تو اُنکے (اور ان کے مقابل اہل ایمان کے) باہمی اختلافات کا (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ایسے

اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝٣

شخص کو راہ پر نہیں لاتا جو (قولاً) جھوٹا اور (اعتقاداً) کافر ہو

عبادت و بندگی کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ یہ قرآن اس ذات کی طرف سے نازل کیا گیا ہے جو غالب و زبردست اور باحکمت ہے اس کتاب کے حق اور سچ ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں، بس اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ صرف اسی غالب و زبردست ذات اللہ جل جلالہ کی عبادت و بندگی کرتے رہیئے جسطرح کہ اب تک کرتے چلے آئے ہیں اور اعلان کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ صرف اسی کی بندگی کو قبول کرتا ہے جو خالص اللہ کیلئے کرے اس میں شرک وریا بالکل نہ ہو اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا دوسرے معبود بنا رکھے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم انکی پوجا اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ کا مقرب بنادیں عموماً مشرک لوگ یہی کہا کرتے تھے کہ ان چھوٹے خداؤں اور دیوتاؤں کی پرستش کرکے ہم بڑے خدا سے نزدیک ہو جائیں گے اور وہ ہم پر مہربانی کرے گا جس سے ہمارے کام بن جائیں گے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا الخ تین قبیلوں کے متعلق نازل ہوئی ۱ قبیلہ عامر ۲ قبیلہ کنانہ ۳ قبیلہ سلمہ یہ تینوں قبیلے بتوں کی پوجا کرتے تھے اور فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے اور کہتے تھے انکی پوجا ہم صرف اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ ہم کو خدا کا مقرب بنادیں اس کا ان کو یہاں یہ جواب دیا گیا ہے کہ اس طرح کی بے بنیاد باتیں بنا کر تم اہل حق سے اختلاف کر رہے ہو بس قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کا عملی فیصلہ فرمادیں گے کہ صرف اللہ کی بندگی کرنے والوں کو جنت کی طرف روانہ کر دیا جائے گا اور شرک کرنے والوں کو دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ فکر مند نہ ہوں کہ اس قدر مضبوط و مستحکم دلائل آنے کے بعد بھی یہ لوگ کفر و شرک پر اڑے ہوئے ہیں کیونکہ جس شخص کا خود ہی ایمان قبول کرنیکا ارادہ نہ ہو اللہ تعالیٰ بھی اسے ہدایت سے نہیں نوازتے۔

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا

اگر (بالفرض) اللہ تعالیٰ کسی کو اولاد بنانے کا ارادہ کرتا

لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④

تو ضرور اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا منتخب فرماتا وہ پاک ہے وہ ایسا اللہ ہے جو واحد ہے زبردست ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ

اس نے آسمان و زمین کو حکمت سے پیدا کیا۔ وہ رات (کی ظلمت) کو دن (کی روشنی کے محل یعنی ہوا) پر لپیٹتا ہے

النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

اور دن (کی روشنی) کو رات پر لپیٹتا ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ (ان میں سے) ہر ایک وقت مقرر تک چلتا رہے گا۔

اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ⑤

یاد رکھو کہ وہ زبردست ہے بڑا بخشنے والا (بھی) ہے

اللہ اولاد سے پاک ہے

یہاں ان لوگوں کے باطل عقیدے کی تردید کی جارہی ہے جو کہتے تھے کہ اللہ کے اولاد ہے جیسے مشرکین مکہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اور یہود کہا کرتے تھے کہ حضرت عزیرؑ اللہ کے بیٹے ہیں اسی طرح عیسائی کہتے تھے حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں۔ یہاں اس کا رد اس طرح کیا گیا کہ اگر اللہ اپنے لئے اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو وہ اسکی مخلوق ہی میں سے بنتی کیونکہ ساری مخلوق اسی کی بنائی ہوئی ہے اور مخلوق میں کوئی بھی چیز اللہ کے برابر نہیں یہ مخلوق وہ خالق دونوں میں کسی بھی طرح اشتراک وبرابری نہیں پھر کیسے باپ بیٹے بن سکتے ہیں بس ثابت ہوگیا کہ اللہ کے کوئی اولاد نہیں اس کے علاوہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر اللہ تعالیٰ نے صاف صاف ارشاد فرمایا ہے کہ میرے کوئی اولاد نہیں میں یکتا ہوں نہ مجھ سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ میں کسی سے پیدا ہوا ہوں۔

دنیا کا دستور بھی ہے کہ ایک شخص کسی چیز کا اپنے لئے انکار کرے تو آپ بلا وجہ اس کے ذمہ نہیں تھوپ سکتے، وہ تو احکم الحاکمین اور خالق کائنات ہے اس کیلئے اس طرح کی چیزیں ٹھہرانا بہت بڑی گستاخی ہے جس کا نتیجۂ بد جلد سامنے آجائیگا بس اس زبردست قدرت والی ذات کے متعلق اس طرح کے عقیدوں سے توبہ کرنی چاہیئے۔

اللہ کی قدرت اسی سے ظاہر ہے کہ اس نے اتنے وسیع وعریض اور مضبوط ومستحکم آسمان وزمین بنائے اور وہی رات کو دن اور دن کو رات میں بدل دیتا ہے کہ رات کے اندھیرے پر آہستہ آہستہ دن کی روشنی پھیل جاتی ہے

اور پھر دن کی روشنی پر آہستہ آہستہ رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے۔ اور اس نے چاند سورج کیلئے الگ الگ وقت مقرر فرمائے وہ ان وقتوں کے مطابق اپنے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔

بس ان تمام چیزوں سے اللہ کا غلبہ اور وحدانیت ثابت ہے۔

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ

اُس نے تم لوگوں کو تنِ واحد (یعنی آدمؑ) سے پیدا کیا پھر اسی سے اس کا

مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۭ يَخْلُقُكُمْ

جوڑا بنایا اور (بعد اس حدوث کے) تمہارے (نفع بقا کے) لئے آٹھ نر و مادہ چارپایوں کے پیدا کئے وہ تم کو ماؤں کے

فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۭ

پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد دوسری کیفیت پر بناتا ہے تین تاریکیوں میں

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶

یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی سلطنت ہے۔ اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو (ان دلائل کے بعد) تم کہاں (حق سے) پھرے چلے جا رہے ہو

اللہ کی قدرت وتوحید کے دلائل

اس سے پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی زبردست قدرت والی ہے کہ اس نے آسمان وزمین پیدا فرمائے یہاں بیان ہے کہ اسی غلبہ والی ذات نے اے لوگو تم کو بھی پیدا فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک شخص یعنی حضرت آدمؑ سے پیدا فرمایا ہے اور حضرت آدمؑ ہی سے انکی بیوی حضرت حوّا کو پیدا فرمایا ہے اور اسی ذات نے تمہارے فائدہ کیلئے چوپاؤں میں آٹھ نر و مادہ کو پیدا فرمایا ہے جن کا ذکر پارہ ۸ سورۂ انعام میں گذر چکا ۱۔ اونٹ ۲۔ گائے ۳۔ بھیڑ ۴۔ بکری، چار نر چار مادہ اس طرح کل آٹھ ہو گئے تاکہ انکی نسل بھی پھیلتی رہے خاص طور پر ان جانوروں کو اس لئے ذکر فرمایا کہ یہ انسان کے زیادہ کام آتے ہیں۔

اور اسی ذات نے تم کو ماں کے پیٹ میں ایک کیفیت کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری کیفیت میں پیدا فرمایا ہے یعنی پہلے نطفہ (منی) کی شکل ہوتی ہے اور پھر لوتھڑے کی اور پھر گوشت پوست وغیرہ کی اور اسی طرح تین اندھیریوں میں بچہ کی تکمیل ہوتی ہے ۱۔ ماں کا پیٹ ۲۔ رحم ۳۔ جھلی اور آخر میں اسی جھلی کے ساتھ بچہ باہر آجاتا ہے۔ بچہ کو اس طرح پیدا کرنے سے اللہ تعالیٰ کا کمالِ قدرت اور کمالِ علم ظاہر ہے۔ بس جس ذات نے تمام چھوٹی بڑی چیزوں کو پیدا فرمایا ہے اور اپنے علم وقدرت سے ان کا نظام چلا رکھا ہے وہی ذات مستحق عبادت وبندگی ہے مگر افسوس اے لوگو حق کے اس قدر واضح ہو جانے کے بعد بھی تم گمراہی کی طرف بھٹکے چلے جا رہے ہو

بس کفر و شرک کو چھوڑ کر توحید کا دامن مضبوطی سے تھام لو اسی میں تمہاری کامیابی ہے ۔

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ

اگر تم کفر کروگے تو خدا تعالیٰ تمہارا حاجتمند نہیں اور وہ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتا اور

تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۗ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

اگر تم شکر کروگے تو اسکو تمہارے لئے پسند کرتا ہے اور کوئی کسی (کے گناہ) کا بوجھ نہیں اٹھاتا پھر اپنے پروردگار کے پاس

مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۗ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

تم کو لوٹ کر جانا ہوگا سو وہ تم کو تمہارے سب اعمال جتلا دے گا وہ دلوں تک کی باتوں کا جاننے والا ہے

اللہ کی بندگی سے انسان ہی کا فائدہ ہے

توحید کے دلائل کے بعد اب ارشاد ہے کہ اے لوگو اگر تم کفر کروگے تو اس سے اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ تمہاری عبادت و بندگی کا وہ ضرورتمند نہیں چنانچہ حضرت موسیٰ ؑ کا فرمان منقول ہے کہ اے لوگو اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام جاندار کفر میں مبتلا ہو جائیں تو اس میں اللہ تعالیٰ کا کوئی نقصان نہیں وہ ساری مخلوق سے بے نیاز ہے ۔ مسلم شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندو اگر تمہارے سب اول و آخر انسان و جن مل کر بھی نافرمانی و سرکشی اور کفر و شرک اختیار کرلیں تو میری بادشاہت میں ذرا بھی کمی نہیں آئیگی ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اللہ اپنے بندوں کیلئے کفر کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اس نے کفر کا انجام جہنم مقرر فرما رکھا ہے اس لئے وہ اپنی صفت رحم کی وجہ سے یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کے بندے جہنم کی آگ میں جلیں۔ لیکن اگر کوئی خود ہی اس میں کودنا چاہے تو پھر اس میں اپنی مرضی ۔

اللہ تعالیٰ شکر کو پسند فرماتے ہیں اور شکر میں سب سے بڑا درجہ ایمان ہے کہ ایمان قبول کرے اور پھر اسکی دیگر نعمتوں کا شکر ادا کرے اللہ تعالیٰ شکر (ایمان) کو اس لئے پسند فرماتے ہیں کہ اس کا انجام جنت ہے ۔

اے لوگو یاد رکھو اپنے کفر و شرک کا انجام تمہیں خود بھگتنا ہے اس سے تم بچ نہیں سکتے کیوں کہ آخر کار ایک دن تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اس وقت تمہارے چھوٹے بڑے اور ظاہر و پوشیدہ تمام اعمال سامنے کر دیئے جائیں گے اور ایک ایک عمل کی سزا دی جائے گی ۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً

اور (مشرک) آدمی کو جب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو اسی کی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتا ہے پھر جب اللہ

مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ يَدْعُوٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ

اس کو اپنے پاس سے نعمت (امن و آسائش کی) عطا فرما دیتا ہے تو جسکے لئے پہلے سے (خدا کو) پکار رہا تھا اسکو بھول جاتا ہے اور خدا کے

عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ⑧

شریک بنانے لگتا ہے۔ جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) گمراہ کرتا ہے۔ آپ (ایسے شخص سے) کہدیجئے کہ اپنے کفر کی بہار تھوڑے دن

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَآئِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا

اور لوٹ لے (پھر آخر کار) تو دوزخیوں میں سے ہونے والا ہے۔ بھلا جو شخص اوقاتِ شب میں سجدہ و قیام (یعنی نماز) کی حالت میں عبادت کر رہا ہو آخرت سے ڈر رہا ہو

رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ

اور اپنے پروردگار کی رحمت کی اُمید کر رہا ہو۔ آپ کہئے کیا علم والے اور جہل والے (کہیں) برابر ہوتے ہیں

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑨ ع

وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں جو اہلِ عقل (سلیم) ہیں۔

ع ۱۵

مشرکین کی عجب حالت

یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ ان کافرین و مشرکین کی بھی عجب حالت ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو یہ اپنے معبودان باطل سے نا امید ہو کر اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں انکی پکار سن کر جب اللہ تعالیٰ انکی مصیبت کو دور فرما دیتے ہیں تو یہ اللہ کو بھول جاتے ہیں اور پھر انھیں معبودان باطل کی پرستش کرنے لگتے ہیں جو انکی مصیبت میں کام نہیں آئے تھے اس طرح خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور اپنے قول و فعل سے دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔

یاد رکھو اللہ کا انکار کر کے تم اپنے کو دھوکہ میں ڈال رہے ہو بس دنیا میں چند روز مزے کر لو پھر ہمیشہ دوزخ میں جلتے رہو گے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ایک وہ بندہ جو رات میں اٹھ کر عبادت الٰہی میں مشغول ہوتا ہے اور آخرت کے خوف سے سجدہ میں اپنے رب کے سامنے گڑگڑاتا ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت سے امید باندھے رہتا ہے کہ میرا رب بڑا بخشنے والا ہے۔

ترمذی شریف کی روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس تشریف لے گئے جس کا انتقال ہونے کو تھا آپ نے اس سے پوچھا تو اپنے آپ کو کس حالت میں پاتا ہے اس نے عرض کیا خوف اور امید کی حالت میں، آپ نے فرمایا جس شخص کے دل میں ایسے وقت میں یہ دونوں چیزیں جمع ہو جائیں

تو اسکی امید اللہ تعالیٰ پوری کرتا ہے اور اس کے خوف سے اسے نجات عطا فرماتا ہے۔
بس کیا راتوں کو اٹھنے والا یہ نیک بخت شخص اس بدبخت شخص کے برابر ہو سکتا ہے جو مصیبت ٹل جانے کے بعد اللہ کو بھول جاتا ہے ہرگز نہیں، بس عالم اور جاہل کبھی برابر نہیں ہو سکتے اور اس بات کو بھی وہی لوگ سمجھتے ہیں جنھیں اللہ نے عقل سلیم عطا فرما رکھی ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ط

آپ (مومنین کو میری طرف سے) کہیئے کہ اے میرے ایمان والے بندو تم اپنے پروردگار

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ط وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ط اِنَّمَا

سے ڈرتے رہو۔ جو لوگ اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لئے نیک صلہ ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے

يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ

مستقل رہنے والوں کو ان کا صلہ بے شمار ہی ملے گا۔ آپ کہہ دیجئے کہ مجھکو (منجانب اللہ) حکم ہوا ہے کہ

اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ

میں اللہ کی اس طرح عبادت کروں کہ عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھوں اور مجھ کو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ سب مسلمانوں میں اول

اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ

میں ہوں آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے اگر (بالفرض محال) میں اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔ آپ کہہ دیجئے

مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾ فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ط قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ

کہ میں تو اللہ ہی کی عبادت اس طرح کرتا ہوں کہ اپنی عبادت کو اسی کے لئے خالص رکھتا ہوں۔ سو خدا کو چھوڑ کر تمہارا دل جس چیز کو چاہے اسکی عبادت کرو

الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

آپ (یہ بھی) کہہ دیجئے کہ پورے زیاں کار وہی لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے قیامت کے روز خسارہ میں پڑے۔ یاد رکھو کہ صریح

الْمُبِيْنُ ﴿۱۵﴾ لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ط ذٰلِكَ

خسارہ یہ ہے۔ ان کے لئے ان کے اوپر سے بھی آگ کے محیط شعلے ہوں گے اور ان کے نیچے سے بھی آگ کے محیط شعلے ہوں گے۔

يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ط يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾

وہی (عذاب) ہے جس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اے میرے بندو مجھ سے (یعنی میرے عذاب سے) ڈرو

تفسیر! ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرے بندوں سے فرما دیجئے کہ اپنے رب سے ڈر کر گناہوں سے بچتے رہو اور اس کی عبادت واطاعت میں لگے رہو بس تمہیں فلاح دارین نصیب ہوگی اور اگر تمہیں تمہارے وطن والے نیکی کا راستہ اختیار کرنے سے روکیں تو اللہ کی زمین بہت وسیع ہے ہجرت کرکے دوسری جگہ چلے جاؤ اور اس میں تمہیں جو تکلیفیں اٹھانا پڑیں ان پر صبر کرو اس پر تمہیں بے شمار اجر وثواب ملے گا۔

آپ ان سے یہ بھی فرما دیجئے کہ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں خالص اللہ کی عبادت کروں یعنی اس میں شرک کا شائبہ نہ ہو۔ اور میرے رب نے مجھے یہ حکم بھی دیا ہے کہ میں اس امت کے سب مسلمانوں میں سب سے پہلے اسلام کو حق ماننے والا ہوں۔ آپ یہ بھی فرما دیجئے اگر بالفرض محال میں اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن یعنی قیامت کے عذاب سے ڈرتا ہوں بس میں تو اللہ کے حکم کے مطابق پورے اخلاص کے ساتھ صرف اللہ کی بندگی کرتا ہوں۔

اس انداز سے دوسروں کو اسلام کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے کہ میں تمہیں اس چیز کی دعوت دے رہا ہوں جو تمہارے لئے بہتر ہے اگر یہ بہتر نہ ہوتی تو میں اس کو اپنے لئے اختیار نہ کرتا بہرحال میں نے سب کچھ کھول کر تمہارے سامنے رکھ دیا ہے تم اب بھی نہ مانو تو تمہاری مرضی جس کی چاہے پوجا کرتے پھرو مرنے کے بعد اس کا مزہ چکھ لوگے اے کافرین ومشرکین قیامت کے دن تم اپنی جان کی طرف سے بھی خسارہ میں رہوگے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے بھی کیونکہ تم نے انھیں شرک پر قائم رکھا بس وہ بھی جہنم میں ڈالدیئے جائیں گے اور تم بھی، وہاں آگ تم کو چاروں طرف سے گھیرے گی بس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اسی عذاب سے ڈرا رہے ہیں تاکہ ڈر کر کفر وشرک چھوڑ دیں اور صرف اللہ کی بندگی کرکے مستحق جنت ہوں۔

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ

اور جو لوگ شیطان کی عبادت سے بچتے

اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ

ہیں (مراد غیر اللہ کی عبادت ہے) اور (رحمٰن) اللہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں وہ مستحق خوشخبری سنانے کے ہیں سو آپ میرے ان بندوں کو خوشخبری

يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ۭ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ

سنا دیجئے جو اس کلام (الٰہی) کو کان لگا کر سنتے ہیں۔ پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں۔ یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی

وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾

اور یہی ہیں جو اہل عقل ہیں۔

اللہ کی بندگی کرنے والوں کیلئے خوشخبری

اس سے پہلے شیطان کے راستے پر چلنے اور بتوں کی پوجا کرنے والوں کا انجام بیان کیا گیا تھا یہاں ارشاد ہے کہ جو لوگ شیطان کی اطاعت سے بچتے ہیں یعنی اس کا کہا نہیں مانتے اور تمام معبودانِ باطل سے منہ موڑ کر صرف اللہ کی بندگی کرتے ہیں ایسے لوگوں کیلئے رضاءِ الٰہی اور جنت کی خوشخبری ہے اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرے ان بندوں کو بھی خوشخبری سنا دیجئے جو میرا کلام (قرآن کریم) پوری توجہ کے ساتھ سنتے ہیں اور پھر اس پر عمل کرتے ہیں بس یہ لوگ ہدایت یافتہ اور عقل سلیم والے ہیں۔

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ۭ

بھلا جس شخص پر عذاب کی (ازلی تقدیری) بات محقق ہو چکی۔

اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ⑲ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ

تو کیا آپ ایسے شخص کو جو کہ (علم الٰہی میں) دوزخ میں ہے چھڑا سکتے ہیں لیکن جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اُن کیلئے

فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ڛ وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ

(جنت کے) بالاخانے ہیں جن کے اوپر اور بالاخانے ہیں جو بنے بنائے تیار ہیں ان کے نیچے نہریں

اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ⑳

چل رہی ہیں یہ اللہ نے وعدہ کیا ہے (اور) اللہ وعدہ خلاف نہیں کرتا

اقوال و تحقیق !

فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ الخ ۱ یعنی قرآن کی اچھی باتوں پر عمل کرتے ہیں اور قرآن کی تمام ہی باتیں اچھی ہیں اس لئے مطلب یہ ہوا کہ پورے قرآن پر عمل کرتے ہیں ۲ جہاں قرآن نے اجازت دی ہے چاہے یہ کرو چاہے وہ، ایسے موقع پر یہ اس پر عمل کرتے ہیں جو زیادہ بہتر اور اچھا ہوتا ہے مثلاً قرآن کریم میں ہے کہ چاہے اپنا بدلہ لے لو چاہے معاف کردو مگر معاف کردینا زیادہ بہتر ہے تو یہ حضرات معاف کرنے پر عمل کرتے ہیں ۳ قول سے مراد لوگوں کی باتیں ہیں بس یہ حضرات سب کی باتیں سنتے ہیں اور ان میں جو بات اچھی (شریعت کے مطابق) ہوتی ہے اس پر عمل کرتے ہیں۔

ابن زید نے فرمایا کہ یہ دونوں آیتیں ان تین حضرات کے متعلق نازل ہوئیں ۱ عمرو بن نفیل ۲ ابوذر غفاری ۳ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم۔

مومن وکافر کا انجام

ارشاد ہے کہ جن لوگوں پر انکی سرکشی ہٹ دھرمی اور بداعمالیوں کی وجہ سے جہنم میں جانا مقدر ہو چکا ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان کی طرف سے غمگین وفکر مند نہ ہوں ان کیلئے ہدایت کہاں ممکن حضرت ابن عباس رضی نے فرمایا اس سے مراد ابو لہب اور اس کا بیٹا ہے۔ ہاں جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے فرمان کے مطابق زندگی گذارتے ہیں وہ جنت کے ایسے محلوں میں مزے کریں گے جو کئی کئی منزلہ ہیں اور ان کے نیچے صاف وشفاف نہریں جاری ہیں اللہ کی شان یہ ہے کہ وہ جو وعدہ فرماتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي

(اے مخاطب) کیا تو نے اس (بات) پر نظر نہیں کی کہ اللہ تعالے نے آسمان سے

الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا

پانی برسایا پھر اسکو زمین کے سوتوں میں داخل کر دیتا ہے پھر (جب وہ ابلتا ہے تو) اسکے ذریعے سے کھیتیاں پیدا کرتا ہے جس کی مختلف قسمیں ہیں پھر وہ کھیتی

ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿21﴾ اَفَمَنْ

بالکل خشک ہو جاتی ہے سو اسکو تو زرد دیکھتا ہے پھر (اللہ تعالیٰ) اسکو چورا چورا کر دیتا ہے اس (نمونہ) میں اہل عقل کے لئے بڑی عبرت ہے۔ سو جس

شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰي نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ

شخص کا سینہ اللہ تعالے نے اسلام (کے قبول کرنے) کیلئے کھول دیا اور وہ اپنے پروردگار کے (عطا کئے ہوئے) نور پر ہے (کیا وہ

قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿22﴾

شخص اور اہل قساوت برابر ہیں) سو جن لوگوں کے دل خدا کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے انکے لئے بڑی خرابی ہے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں

اللہ کی شان قدرت

اللہ کی شان قدرت دیکھئے کہ وہ آسمان سے پانی برساتا ہے وہ پانی زمین میں جذب ہو جاتا ہے اور اس پانی کو چشمے وغیرہ کی صورت میں لوگوں کی ضرورت کے لحاظ سے نکالا جاتا ہے اسی طرح آسمانی پانی برف کی شکل میں پہاڑوں پر جم جاتا ہے جسے پہاڑ جذب کر لیتے ہیں پھر ان پہاڑوں سے سوتیں بہتی ہیں بس ان چشموں اور آبشاروں کا پانی ندی نالوں کے ذریعہ کھیتوں میں پہونچتا ہے جس سے کھیتیاں لہلہانے لگتی ہیں اور اس سے مختلف رنگ وبو، شکل وصورت اور مختلف ذائقوں کی پیداوار ہوتی ہے بہرحال یہ کھیتی آہستہ آہستہ بڑھتی ہے اور جب مکمل بڑھ چکتی ہے تو خشک ہو جاتی ہے پھر اس کو کاٹ لیا جاتا ہے اور روندکر ریزہ ریزہ کر لیا جاتا ہے جس سے غلہ الگ اور بھوسہ وغیرہ الگ ہو جاتا ہے

بس اس میں عقلمندوں کیلئے بڑی عبرت و نصیحت ہے اے انسان تیری حالت بھی اسیطرح ہے کہ تو آہستہ آہستہ پرورش پاتا ہے جوان ہو کر لہلہاتا ہے اور آخر تجھ پر بھی بڑھاپے کی زردائی چھا جاتی ہے اور پھر مر کر مٹی میں مل کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے اور پھر چھٹائی ہوتی ہے کہ مومنوں کو جنت میں اور کافروں کو دوزخ میں پہونچا دیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جس کا دل اللہ نے اسلام قبول کرنے کیلئے کھول دیا اور اس کے نتیجہ میں اسکو ایک خاص نور حاصل ہو گیا جس کی وجہ سے وہ ایمان لے آتا ہے اور ہدایت یاب ہو جاتا ہے کیا ایسا شخص اس آدمی کے برابر ہو سکتا ہے جس کا دل اس قدر سخت ہے کہ ایمان قبول کرنے کیلئے پسیجتا ہی نہیں، ہرگز نہیں، یہ شخص کھلا گمراہ ہے اور اس کیلئے عذاب الٰہی تیار ہے۔

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ

اللہ نے بڑا عمدہ کلام

الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ

نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے جو کہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔

يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ۭ

بدن کانپ اٹھتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم (اور منقاد) ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝۲۳

یہ (قرآن) اللہ کی ہدایت ہے جس کو وہ چاہتا ہے اسکے ذریعہ سے ہدایت کرتا ہے اور خدا جس کو گمراہ کرتا ہے اس کا کوئی ہادی نہیں۔

قرآن کریم کی چند صفات

اس آیت میں قرآن مقدس کی چند صفات بیان فرمائی گئی ہیں۔

ایک صفت اس کی یہ ہے کہ یہ سب سے عمدہ کلام ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے دنیا میں کسی کا کلام بھی اس سے بہتر نہیں۔ دوسری صفت یہ ہے کہ اسکی آیتیں متشابہ ہیں یعنی ایک دوسری سے ملتی جلتی ہیں اور صحت معانی، حسن عبارت اور افادۂ عام میں ایک جیسی ہیں۔ تیسری صفت یہ ہے کہ اسکی آیتیں مثانی ہیں یعنی ایک مضمون کو ذہن نشین کرنے کیلئے بار بار دہرائی گئی ہیں جیسے وہ آیات جن میں وعدہ و وعید، امر و نہی، احکام و قصص وغیرہ ذکر کئے گئے ہیں۔

چوتھی صفت یہ ہے کہ اللہ کے خوف اور اسکی عظمت سے قرآن سننے اور پڑھنے والوں کا یہ حال ہوتا ہے

کہ ان کے دل کانپنے لگتے ہیں اور ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسی کلام الٰہی کی وجہ سے اللہ کی یاد میں دل نرم ہو جاتے ہیں حاصل یہ کہ اللہ کی عظمت کرنے والے اور اس سے ڈرنے والے جب قرآن کریم کی وہ آیات جن میں اللہ کے عذاب اور جہنم وغیرہ سے ڈرایا گیا ہے ان کو پڑھتے یا سنتے ہیں تو ان کے دل کانپنے لگتے ہیں اور ان کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور جب وہ آیات پڑھتے یا سنتے ہیں جن میں اجر و ثواب اور اللہ کی خوشنودی و جنت وغیرہ کا ذکر ہے تو یہ بوجہ خوشی کے اللہ کی طرف جھک جاتے ہیں یعنی اسکی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں اور اللہ سے ان کا تعلق مزید بڑھ جاتا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ کرامؓ کا عام حال یہی تھا کہ جب ان کے سامنے قرآن پڑھا جاتا تھا تو انکی آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے اور بدن کا رونگٹ کھڑا ہو جاتا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے خوف سے جس بندے کے بدن کا رونگٹا کھڑا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن پر آگ کو حرام کر دیتے ہیں۔

اس آیت کے اخیر میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سعادت مندوں کو ہدایت یاب کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے اور جو بد بخت ہیں صحیح راہ سے بھٹک گئے انھیں کوئی صحیح راستہ پر نہیں لا سکتا۔

اَفَمَنْ یَّتَّقِیْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَقِیْلَ

بھلا جو شخص اپنے منہ کو قیامت کے روز سخت عذاب کی سپر بنا دے گا۔ اور ایسے

لِلظّٰلِمِیْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

ظالموں کو حکم ہوگا کہ جو کچھ تم کیا کرتے تھے (اب) اسکا مزہ چکھو۔ تو کیا یہ (معذب) اور جو ایسا نہ ہو برابر ہو سکتے ہیں

فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَیْثُ لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْیَ

جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہیں انہوں نے بھی (حق کو) جھٹلایا تھا سو ان پر (خدا کا) عذاب ایسے طور پر آیا کہ ان کو خیال بھی نہ تھا۔ سو

فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

اللہ تعالیٰ نے انکو اسی دنیوی زندگی میں بھی رسوائی کا مزہ چکھایا اور آخرت کا عذاب اور بھی بڑا (اور سخت) ہے کاش یہ لوگ سمجھ جاتے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ

اور ہم نے لوگوں کی (ہدایت) کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کے (ضروری) عمدہ مضامین بیان کئے ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت

یَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾

پکڑیں۔ جس کی کیفیت یہ ہے کہ وہ عربی قرآن ہے جسمیں ذرا کجی نہیں (اور) تاکہ یہ لوگ ڈریں

تفسیر! ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ قیامت کے دن کافر عذاب سے بچنے کیلئے اپنے چہرہ کو ڈھال بنائے گا سامنے سے جب کسی چیز کا حملہ ہوتا ہے تو عام طور پر اسے ہاتھوں پیروں سے رد کا جاتا ہے مگر چونکہ کافرین کے ہاتھ پاؤں باندھ کر جہنم میں ڈالا جائے گا اس لئے وہ عذاب کو اپنے چہرہ سے رد کرنے کی کوشش کرے گا بس یہ جہنمی کافر اس مومن بندہ سے جیسے آخرت میں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہ ہوگی برابر ہوسکتا ہے، ہرگز نہیں۔ اس کافر جہنمی سے کہا جائیگا تجھے یہ عذاب تیرے ان بداعمال کی وجہ سے دیا جارہا ہے جو تو دنیا میں کرکے آیا ہے۔

اے کفار مکہ تم سے پہلے بھی جن لوگوں نے حق کو جھٹلایا تھا ان پر عذاب اس طرح آیا کہ انھیں اس کا وہم وگمان بھی نہ تھا بس انھیں اللہ نے رسوائی کے عذاب میں مبتلا کیا کسی قوم کو زمین میں دھنسادیا، کسی قوم کے چہرہ بگاڑ دیئے، کسی قوم پر آسمان سے پتھر برسائے گئے، کسی قوم کی بستی الٹ دی، کسی قوم کو غرق کردیا گیا وغیرہ بس اس طرح انھیں سزا بھی ملی اور دنیا میں رسوا و بدنام بھی ہوئے اور آخرت میں اس سے زیادہ سخت عذاب ان کو دیا جائے گا۔ کاش یہ لوگ ان باتوں کو سمجھتے اور اپنے آپ کو عذاب الٰہی سے بچاتے

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم نے اس قرآن میں جس میں ذرا بھی کجی نہیں ہر قسم کی ضروری باتیں صاف صاف اور واضح طور بیان کردی ہیں تاکہ اس سے لوگ نصیحت حاصل کریں۔ اور اسمیں اس طرح کے واقعات و قصص اور مضامین بھی بیان کردیئے گئے ہیں جس سے لوگوں کے دلوں میں ڈر پیدا ہو اور وہ برے کاموں سے بچیں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ

اللہ تعالیٰ نے (موحد و مشرک کے بارے میں) ایک مثال بیان فرمائی کہ ایک شخص (غلام) ہے جس میں کئی ساجھی ہیں جنہیں باہم ضد اضدی (بھی) ہے اور ایک

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ

اور شخص ہے کہ پورا ایک ہی شخص کا (غلام) ہے (تو) کیا ان دونوں کی حالت یکساں (ہوسکتی) ہے۔ الحمد للہ بلکہ (قبول نہ کیا) انہیں اکثر

وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ع ۳

سمجھتے بھی نہیں آپکو بھی مرنا ہے اور انکو بھی مرنا ہے۔ پھر قیامت کے روز تم مقدمات اپنے رب کے سامنے پیش کروگے (اسوقت عملی فیصلہ ہوجاوے گا)

مشرک و موحّد کی مثال

چونکہ مثال سے بات اچھی طرح سمجھ میں آجاتی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مشرک[1] و موحد کی حالت کو یہاں مثال سے سمجھایا ہے ارشاد ہے کہ

---

[1] مشرک، کئی معبودان باطل کی پرستش کرنیوالا۔ موحد ایک معبود حقیقی کی بندگی کرنے والا۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ ومشائخہ

ایک وہ غلام جس کے کئی آقا و مالک ہیں اور وہ سب ٹیڑھی عقل کے اور ضدی ہیں ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ غلام صرف میرے کام میں لگا رہے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح کی کھینچ تان اور کش مکش میں یہ غلام سخت پریشان رہے گا اور کئی آقاؤں کو خوش رکھنے کی فکر میں اس کو سکون نہ مل سکے گا، نیز اس کی ضروریات بھی صحیح طور پر پوری نہ ہو سکیں گی کیونکہ ہر ایک آقا یہ سوچ کر لاپروائی کرے گا کہ میں کیوں کروں وہ کرے گا۔

اور اس کے بالمقابل ایک وہ غلام ہے جس کا آقا و مالک ایک ہے اس کو خوش رکھنے میں غلام کو کسی طرح کی پریشانی نہ ہوگی بلکہ دلجمعی کے ساتھ وہ اسکی خدمت کرتا رہے گا اور آقا بھی اسکی ضروریات پوری کرتا رہے گا بس بالکل ان دونوں غلاموں کی طرح مشرک و موحد ہیں کہ موحد کو سکون ہوگا اور وہ ایک معبود کو آسانی سے خوش کر سکتا ہے اور مشرک کئی معبودوں کو خوش کرنے کی فکر میں الجھا رہے گا اس کو سکون نصیب نہ ہوگا۔

بیشک تمام خوبیوں والی ذات اللہ ہی کی ہے جس نے حق بات کو اس قدر واضح انداز میں ہمیں سمجھا دیا ہے مگر پھر بھی اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بھی دنیا سے کوچ کر کے ہمارے پاس آنے والے ہیں اور کافر و مشرک بھی مر کر ہمارے ہی دربار میں حاضر ہوں گے اس وقت ہم آپ کے اور ان کے تمام جھگڑوں کا عملی فیصلہ کر دیں گے کہ ماننے والوں کو جنت میں اور نہ ماننے والوں کو جہنم میں پہونچا دیں گے۔

الحمد للہ پارہ ۲۳ وما لی کی تفسیر بحسن و خوبی مکمل ہوئی۔

تفسیر ھذا ذیلی کتب تفاسیر سے مستفاد ہے

(۱) بیان القرآن (۲) معارف القرآن (۳) تفسیر ابن کثیر (۴) فوائد عثمانیہ (۵) تفسیر مظہری وغیرہم

ہر قسم کی دینی و درسی کتب اس پتہ سے طلب فرمائیں!

خط و کتابت کیلئے پتہ } **ادارہ دعوت و تبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی سہارنپور یوپی پن ۲۴۷۰۰۱**

اس تفسیر کلام پاک کی ممبری کیلئے اپنے احباب و متعلقین کے پتے روانہ فرما کر اشاعت قرآن میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ تعالی

:: کتابت عطاء الرحمن قاسمی ::

آسان تفسیر کے متعلق اکابرین کے ارشادات

حضرت مولانا مفتی مظفر حسین صاحب ناظم اعلیٰ جامعہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

''اس وقت میرے پیش نظر مولانا محمد یعقوب صاحب فاضل دارالعلوم دیوبند کی ''آسان تفسیر'' ہے، جو اسم با مسمّٰی ہے، میں اپنی مصروفیات کے سبب اس کا مطالعہ نہیں کر سکا ہوں۔ مگر اس کے جو عنوانات اور سطور نظر سے گذری ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ موصوف نے حضرت حکیم الامت مولانا تھانویؒ کے ترجمہ کے ساتھ مختلف تفسیروں سے اخذ کر کے جو تفسیر تحریر کی ہے اور اقوال و تحقیق کے ساتھ جو اقتباسات لکھے ہیں وہ نہایت سہل اور آسان زبان میں ہیں جو عوام و خواص دونوں کے لئے مفید اور نافع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس خدمت کو شرف قبول بخشے۔ آمین''

حضرت مولانا سید محمد عاقل صاحب صدر مدرس مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

''آسان تفسیر میں مؤلف نے قرآن پاک کی آیات کی تفسیر و تشریح نہایت سہل انداز میں لکھی ہے، بغلی سرخیوں کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اخذ مضامین میں کتنی سہولت ہو جاتی ہے کلام پاک میں جہاں جہاں انبیاء سابقین اور امم سابقہ کے واقعات کا ذکر آیا ہے ان واقعات کی حسب ضرورت تفصیل بھی لکھی گئی ہے، آیات کا شان نزول، باہمی ربط، اس کے علاوہ بھی بعض علمی نکات طلبہ اور اہل علم کی رعایت میں اس تفسیر میں شامل کر دئے گئے ہیں اور یہ تمام چیزیں تفسیر کی مستند و معتبر کتب سے لی گئی ہیں''۔

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مرتب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

''مولانا محمد یعقوب فاضل دیوبند نے آسان تفسیر کے نام سے کم پڑھے لکھے لوگوں کے لئے تفسیری سلسلہ شروع کر رکھا ہے چونکہ مولانا موصوف کا مزاج علمی ہے اس لئے یہ تفسیر بھی علمی نکات سے مالامال ہے، زبان عام فہم اور ہلکی پھلکی ہے ہر شخص آسانی کے ساتھ اس سے استفادہ کر سکتا ہے''۔

آسان تفسیر بتیس۳۲ قسطوں پر مشتمل ہے وی، پی رجسٹری کے ذریعہ روانہ کی جاتی ہیں۔ ایک خط لکھ کر گھر بیٹھے پوسٹ مین سے حاصل کیجئے۔

(نوٹ) خواہشمند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت قرآن میں معاون بنیں فجزاکم اللہ

موبائل نمبر — 9837375773

خط و کتابت کیلئے پتہ

ادارہ دعوت و تبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور ۲۴۷۰۰۱ (یوپی)

IDARA DAWAT O TABLIGH GALI No 2 AALI KI CHUNGI MANDI SAMITI ROAD SAHARANPUR 247001(U.P)

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر قرآن کریم

آسان تفسیر

پارہ ۲۴

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

سابق استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم سہارنپور

ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی ۲ آل کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی

MOBILE : 9837375773

50/-

اس دور کی سب سے آسان و عام فہم اور مستند تفسیر کلام پاک
جسکا ہر گھر میں ہونا نہایت ضروری ہے

آسان تفسیر اردو

ترجمہ قرآن شریف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی فاضل دار العلوم دیوبند

پارہ فمن اظلم ۲۴

(شائع کردہ)

ادارہ دعوت و تبلیغ زکریا آباد گلی ۲ آلی جنگی سہارنپور یو۔پی ۲۴۷۰۰۱

ہدیہ

فہرست مضامین آسان تفسیر پارہ فمن اظلم ۲۴

مضامین	صفحہ
ظالم لوگ	۳
واقعۂ شان نزول	۴
شان نزول	۵
موت وزندگی اللہ کے قبضہ میں ہے	۶
مشرکین کا بے بنیاد عقیدہ	۷
آخرت میں مشرکین کی بری حالت	۸
اقوال وتحقیق	〃
مشرکین کی بری عادت	۱۰
واقعۂ شان نزول	۱۱
قرآن سب سے بہتر کلام ہے	۱۲
اللہ پر جھوٹ بولنے کا انجام	۱۳
اقوال وتحقیق	〃
شان نزول	۱۴
ایک سوال کا جواب	۱۵
قیامت کے دن جب صور پھونکا جائیگا	〃
کافرین کو دوزخ میں دھکیلا جائیگا	۱۷
مومنین کو جنت میں داخل کیا جائیگا	۱۸
سورۂ مومن کی فضیلت ،	۱۹
کافرین کی خوشحالی سے دھوکہ مت کھائیے	۲۰
فرشتوں کا مومنین کیلئے دعاء واستغفار کرنا	۲۱

مضامین	صفحہ
تفسیر	۲۲
اللہ کی مہربانیاں	۲۳
قیامت کے دن کلیجے منہ کو آجائیں گے	۲۵
تذکرہ حضرت موسیٰ وفرعون	۲۶
فرعون کو اپنی خدائی کی فکر ہوئی	۲۷
اقوال وتحقیق	〃
دربار فرعون میں ایک مومن کی تقریر	۲۸
مومن شخص کی تقریر کا دوسرا حصہ	۲۹
اقوال وتحقیق	〃
مرد مومن کی اپنی قوم کو دعوتِ حق	۳۱
فرعون کی سرکشی	〃
مرد مومن کی اپنی قوم کو نصیحت	۳۲
مرد مومن اور فرعون کی داستان کشمکش	۳۳
کافرین کا دوزخ میں جھگڑنا	۳۵
آخر فتح مومنین کی ہی ہوگی	۳۶
اقوال وتحقیق	۳۷
مرنے کے بعد انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائیگا	۳۸
اللہ کی قدرت کی نشانیاں	۴۰
شان نزول	〃
انسان کی پیدائش کے مراحل	۴۱

مضامین	صفحہ
اللہ کے احکامات کو جھٹلانے کا انجام	۴۲
احکام الٰہی کو جھٹلانیوالوں پر عذاب کا آنا یقینی ہے	۴۳
احسان خداوندی	۴۴
انبیاء کو جھٹلانے کا انجام	۴۵
قرآن صحیفۂ رحمت وہدایت	۴۶
آسمان وزمین وغیرہ کو چھ دن میں پیدا کیا گیا	۴۸
قوم عاد کی تباہی	۵۱
قوم ثمود کی ہلاکت	〃
آخرت میں انسان کے اعضاء گواہی دینگے	۵۳
کفار کا تلاوت قرآن کے وقت شور مچانا	۵۴
رحمت خداوندی کے مستحق، اقوال وتحقیق	۵۵
دعوت وتبلیغ میں صبر سے کام لیاجائے	۵۶
قدرتِ خداوندی کی نشانیاں	۵۷
آیاتِ قرآنی میں کج روی کی سزا	۵۸
منکرین قرآن کا انجام	۵۹
کفار مکہ کی عجیب حالت	〃
قرآن کی دو صفات	۶۰
حضورؐ کو تسلی	〃

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ

سو اس شخص سے زیادہ بے انصاف کون ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچی بات کو (یعنی قرآن کو) جبکہ وہ اس کے

بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

پاس (رسول کے ذریعہ سے) پہنچی جھٹلاوے کیا (قیامت کے دن) جہنم میں ایسے کافروں کا ٹھکانہ نہ ہوگا

وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور جو لوگ سچی بات لے کر آئے اور (خود بھی) اس کو سچ جانا تو یہ لوگ پرہیزگار ہیں (اُن کا

الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا

فیصلہ یہ ہوگا کہ) وہ جو کچھ چاہیں گے ان کے لئے اُن کے پروردگار کے پاس سب کچھ ہے یہ صلہ ہے

الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِىْ عَمِلُوْا

نیک کاروں کا تاکہ اللہ تعالیٰ اُن سے اُن کے بُرے عملوں کو دور کردے

وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِىْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

اور اُن کے نیک کاموں کے عوض اُن کو ان کا ثواب دے

ظالم لوگ

ارشاد ہے کہ اس سے زیادہ ظلم و نا انصافی کرنے والا کون ہوگا جو اللہ کی شان میں جھوٹ بولے مثلاً اللہ کا شریک ٹھہرائے یا اللہ کیلئے اولاد تجویز کرے یا ایسی باتیں اللہ کی طرف منسوب کرے جو اسکی شان کے لائق نہیں۔ اور جھٹلائے سچی بات کو یعنی انبیاء علیہم السلام جو سچی باتیں اللہ کی طرف سے لیکر آئے انکو سنتے ہی جھٹلا دے، بس ایسے ظالموں کا ٹھکانہ دوزخ کے علاوہ اور کہاں ہو سکتا ہے۔

یہ حال تو کافرین و مشرکین کا تھا آگے مومنین کے متعلق ارشاد ہے کہ ان کا یہ حال ہے کہ جو لوگ سچی بات (یعنی اللہ کے احکامات) لیکر آئے اس سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں اور جنھوں نے اس سچی بات کو مانا اس سے مراد مومنین ہیں بس یہی لوگ یعنی انبیاء اور ان کے ماننے والے مومنین ہی اللہ سے ڈرنے والے ہیں، ان ڈرنے والوں اور اعمال حسنہ کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں وہ سب کچھ عطا فرمائے گا جو یہ چاہیں گے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے اور نیکیاں قبول کر لیتا ہے کیونکہ اگر ان سے کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو یہ بے چین ہو کر اللہ سے توبہ و استغفار کرتے ہیں اور اخلاص سے اعمال حسنہ کرتے رہتے ہیں۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ

کیا اللہ تعالےٰ اپنے بندہ (خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت) کے لئے کافی نہیں اور یہ لوگ آپکو ان جھوٹے معبودوں سے ڈراتے

دُوْنِهٖ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَّهْدِ

ہیں جو خدا کے سوا تجویز کر رکھے ہیں اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جس کو وہ ہدایت دے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِى انْتِقَامٍ ۝

اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، کیا خدا تعالےٰ زبردست انتقام لینے والا نہیں

واقعۂ شان نزول

امام بغوی سے مروی ہے کہ بت پرست لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتوں کی ناراضگی سے ڈراتے تھے اور کہتے تھے تم ان بتوں کو بُرا کہنے سے اپنی زبان روکو نہیں تو یہ تمہیں بدحواس اور پاگل کر دیں گے۔

اس آیت میں آپ کو تسلی اور بت پرستوں کو جواب دیا گیا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کیلئے کافی نہیں یعنی یقیناً اے بت پرستو اللہ تعالیٰ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو کافی ہے وہ ہر طرح سے آپکی حفاظت فرمائیگا تم اور تمہارے بت آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ اور اے احمق بت پرستو یاد رکھو اللہ تعالیٰ زبردست بدلہ لینے والے ہیں تم جو اللہ کے پیارے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج پہونچا رہے ہو اللہ تعالیٰ ضرور تم سے اس کا بدلہ لیگا یعنی تمہیں سخت سزا و عذاب دے گا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر (آپ) ان سے پوچھیں کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ

اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِىَ

نے آپ (ان سے) کہئے کہ بھلا پھر یہ تو بتلاؤ کہ خدا کے سوا تم جن معبودوں کو پوجتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھکو

اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِىْ بِرَحْمَةٍ هَلْ

کوئی تکلیف پہنچانا چاہے، کیا یہ معبود اس کی دی ہوئی تکلیف دور کر سکتے ہیں۔ یا اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی عنایت کرنا چاہے کیا

هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ

یہ معبود اس کی عنایت کو روک سکتے ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ (اس سے ثابت ہو گیا کہ) میرے لئے خدا کافی ہے، توکل کرنیوالے

الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿۳۸﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ

اسی پر توکل کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ تم اپنی حالت پر عمل کیے جاؤ، میں بھی عمل کر رہا ہوں سو اب

فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

جلدی تم کو معلوم ہوا جاتا ہے۔ کہ وہ کون شخص ہے جس پر (دنیا میں) ایسا عذاب آیا چاہتا ہے جو اس کو رسوا کردے گا

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ

اور (بعد مرگ) اس پر دائمی عذاب نازل ہوگا۔ ہم نے آپ پر یہ کتاب لوگوں کے (نفع کے) لیے اتاری جو حق کو لیے ہوئے ہے

فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ

سو جو شخص راہِ راست پر آوے گا تو اپنے نفع کے واسطے اور جو شخص بے راہ رہے گا تو اس کا بے راہ ہونا (یعنی اس کا وبال)

وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾

ع ۲

اسی پر پڑے گا اور آپ ان پر (کچھ بطور ذمہ داری کے) مسلط نہیں کیے گئے۔

تفسیر

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ ان کفار مکہ سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے پیدا کیا ہے آپ ان سے کہیے بھلا پھر یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے تو کیا تمہارے یہ معبود (بت) اللہ کی دی ہوئی تکلیف کو دور کر سکتے ہیں یا اگر اللہ اپنی رحمت سے مجھے نوازنا چاہے تو کیا یہ تمہارے معبودانِ باطل مجھے اس نعمت سے محروم کردیں گے۔

شانِ نزول

حضرت مقاتلؒ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کفار مکہ سے یہی سوال کیا تو وہ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا اس پر اللہ نے یہ آیت قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ الخ نازل فرمائی یعنی آپ کہہ دیجیے میرے لیے اللہ کافی ہے یعنی مجھے سکھ دینے اور دکھ دور کرنے کے واسطے اللہ کافی ہے بس بھروسہ کرنے والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان سے کہہ دیجیے اے میری قوم جب تم میری نہیں مانتے تو اپنے طریقہ پر عمل کیے جاؤ میں اپنے رب کے بتلائے ہوئے طریقہ پر عمل کرتا رہوں گا اور اس کا انجام تم کو جلد ہی معلوم ہو جائے گا کہ کس پر دنیا میں رسوا کردینے والا عذاب آتا ہے چنانچہ جنگ بدر میں کفار کو مسلمانوں کے ہاتھوں رسوا کن سزا ملی اور آخرت میں انکو ہمیشگی کا عذاب دیا جائے گا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کرکے فرمایا کہ ہم نے آپ پر یہ قرآن حق کے ساتھ نازل فرما کر تمام انسانوں اور جنوں کی ہدایت کا ذریعہ بنایا بس جو اس کے احکامات کو مانے گا وہ اپنا ہی فائدہ

کرے گا اور جو اس سے ہٹ کر دوسری راہ اختیار کرے گا وہ اپنا ہی نقصان کرے گا، بس ہر شخص کو منوانا آپکے ذمہ نہیں آپ کا کام صرف اسکی تبلیغ کر دینا ہے۔

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ

اللہ ہی قبض (یعنی معطل) کرتا ہے (اُن)

مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى

جانوں کو اُن کی موت کے وقت اور ان جانوں کو بھی جنکی موت نہیں آئی اُن کے سونے کے وقت پھر ان جانوں کو تو روک

عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ

لیتا ہے جن پر موت کا حکم فرما چکا ہے اور باقی جانوں کو ایک میعاد معین تک کے لئے رہا کر دیتا ہے ۔ اس میں

فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾

ان لوگوں کے لئے جو کہ سوچنے کے عادی ہیں دلائل ہیں

موت وزندگی اللہ کے قبضہ میں ہے

دنیا کی ہر چیز سے اللہ کی قدرت ظاہر ہوتی ہے غور وفکر کرنے والوں کو کوئی نہ کوئی نشانی نظر آ ہی جاتی ہے انہی میں سے ایک چیز انسان کا سونا اور جاگنا ہے جس سے مرکر دوبارہ زندہ ہونے کا عقیدہ صاف طور سے سمجھ میں آجاتا ہے اور یہ بات بھی سمجھ میں آجاتی ہے کہ انسان کا زندہ رکھنا اور مارنا صرف اللہ کے قبضہ وقدرت میں ہے۔ چنانچہ اس آیت اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الخ میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ ہی قبض کرلیتا ہے انسانوں کی روح کو مرنے کے وقت اور سونے کے وقت بس فرق اتنا ہے کہ مرنے والے کی روح کا بدن سے بالکل تعلق ختم ہو جاتا ہے اور سونے والے کی روح کا تعلق بدن سے اسقدر رہتا ہے کہ نبض وغیرہ چلتی رہتی ہے ۔ اور دوسرا فرق یہ کہ مرنے والے کی روح واپس نہیں آتی اور سونے والے کی روح واپس آجاتی ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نیند کے وقت روح بدن سے نکل جاتی ہے مگر اس کا مخصوص تعلق بدن سے بذریعہ شعاع کے رہتا ہے جس سے زندگی ختم نہیں ہوتی (جیسے سورج لاکھوں میل سے شعاعوں کے ذریعہ زمین کو گرم رکھتا ہے)

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ

ہاں کیا ان (مشرک) لوگوں نے خدا کے سوا دوسروں

اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾

کو (معبود) قرار دے رکھا ہے جو (ان کی) سفارش کرینگے آپ کہہ دیجئے اگرچہ یہ کچھ بھی قدرت نہ رکھتے ہوں اور کچھ بھی علم نہ رکھتے

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

ہوں آپ کہہ دیجئے کہ سفارش تو تمام تر خدا ہی کے اختیار میں ہے تمام آسمانوں اور زمین کی سلطنت اسی کی ہے۔

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ

پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے - اور جب فقط اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل منقبض

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ

ہوتے ہیں جو کہ آخرت کا یقین نہیں رکھتے اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر آتا ہے

اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

تو اسی وقت وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں آپ کہیئے کہ اے اللہ آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا

باطن اور ظاہر کے جاننے والے آپ ہی (قیامت کے روز) اپنے بندوں کے درمیان اُن امور میں فیصلہ

كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾

فرما دیں گے جن میں وہ باہم اختلاف کرتے تھے

مشرکین کا بے بنیاد عقیدہ

مشرکین کا عقیدہ تھا اللہ کی بارگاہ میں بت ہماری سفارش کریں گے جس سے ہماری مغفرت ہو جائیگی اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر ان کے عقیدہ کو رد کر دیا کہ اے احمقو کیا تم ایسوں سے سفارش کی امید رکھتے ہو جن میں نہ تو کسی طرح کی طاقت و قدرت اور نہ ہی کسی طرح کی عقل و سمجھ یہ بے جان و بے حس مٹی و پتھر کے تراشے ہوئے بت کسی کام نہیں آئیں گے۔

بس اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرکین سے فرما دیجئے کہ سفارش تو اللہ ہی کے اختیار میں ہے اللہ کی اجازت کے بغیر کسی فرشتے، جن، انسان بلکہ پیغمبروں تک کی بھی مجال نہیں کہ وہ سفارش کر سکیں۔ بس یاد رکھو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اس پر راج اللہ ہی کا ہے اور اے انسانو تمہیں آخر کار اللہ ہی کے دربار میں حاضری دینی ہے اس لئے سمجھ داری اسی میں ہے کہ غیر اللہ کے سب در چھوڑ کر صرف اللہ کے در سے ناطہ

جوڑلو تاکہ جب اللہ کے سامنے حاضری ہو تو شرمندہ دنا کام نہ ہونا پڑے۔
افسوس اللہ کی قدرت وتوحید کے بے شمار واضح دلائل آنے کے بعد بھی ان مشرکین کا یہ حال ہے کہ جب اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل بجھ جاتے ہیں اور جب بتوں کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل خوش ہو جاتے ہیں، اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکین کی حالت سے غمگین نہ ہوں اللہ تعالیٰ جو ظاہر و باطن کی ہر چیز کو بخوبی جانتا ہے وہ قیامت کے دن اپنے بندوں کے درمیان اس چیز (یعنی توحید و شرک) میں عملی فیصلہ فرمادیں گے جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں کہ توحید اختیار کرنے والے مومنوں کو جنت میں داخلہ کا حکم فرمادیں گے اور مشرکین کو جہنم میں بھیجنے کا حکم فرمادیں گے۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِى الْاَرْضِ

اور اگر ظلم (یعنی شرک و کفر) کرنے والوں کے پاس دنیا بھر کی تمام چیزیں ہوں

جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ

اور ان چیزوں کے ساتھ اتنی چیزیں اور بھی ہوں تو وہ لوگ قیامت کے دن سخت عذاب سے چھوٹ جانے کے لئے

الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾

(بے تامل) انکو دینے لگیں۔ اور خدا کی طرف سے ان کو وہ معاملہ پیش آوے گا جس کا ان کو گمان بھی نہ تھا اور (اس وقت)

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾

ان کو تمام اپنے برے اعمال ظاہر ہو جاویں گے اور جس (عذاب) کے ساتھ وہ استہزاء کیا کرتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا۔

آخرت میں مشرکین کی بُری حالت

قیامت کے دن ظالم ومشرکین کو جو اللہ کی شان میں طرح طرح کی گستاخیاں کرتے تھے سخت ترین عذاب دیا جائیگا جس سے انکی

اقوال وتحقیق

وَبَدَا لَهُمْ الخ (یعنی اللہ کی طرف سے انہیں وہ معاملہ پیش آئیگا جس کا انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا) اس آیت کی تفسیر میں علماء مفسرین رح کے مختلف اقوال ہیں اپند کو یہاں سپرد قرطاس کیا جاتا ہے ۱ آخرت میں مشرکین کو ایسے عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا جس کا انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا ۲ دنیا میں ان کا خیال تھا کہ بت ہماری سفارش کریں گے ۳ ان کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد نہ ہم زندہ ہونگے نہ حساب وکتاب دیا جائیگا ۴ ان کا خیال تھا کہ ہم آخرت میں مومنوں سے زیادہ بہتر ہوں گے۔ بس آخرت میں معاملہ انکے خیال کے برعکس ہو جائیگا جس کا انہیں وہم وگمان بھی نہ تھا۔

محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

حالت بہت ہی بری اور خراب ہو جائیگی اس وقت ان کے پاس بفرض محال زمین کے تمام خزانے بلکہ اس کا ڈبل بھی ہو تو وہ عذاب الٰہی سے بچنے کیلئے سب کچھ دینے کو تیار ہو جائیں گے مگر وہاں نہ ان کے پاس کچھ ہوگا اور نہ ہی بارگاہ الٰہی میں کچھ قبول کیا جائیگا۔

بس جو جو گناہ انھوں نے دنیا میں کئے ہوں گے وہ تمام ان کے سامنے کردیئے جائیں گے اور عذاب الٰہی کا ایسا مزہ چکھیں گے جو کبھی ان کے وہم و گمان میں بھی نہ گذرا ہوگا اور دین حق اور عذاب الٰہی کا جو مذاق یہ دنیا میں اڑایا کرتے تھے وہ سب عذاب آخرت میں ان پر مسلط ہو کر رہے گا۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ

پھر جس وقت (اس مشرک) آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارتا ہے۔ پھر جب ہم

نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ

اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرما دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو مجھ کو (میری) تدبیر سے ملی ہے بلکہ وہ ایک آزمائش

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ

ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں یہ بات (بعض) ان لوگوں نے بھی کہی تھی جو ان سے

قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾ فَاَصَابَهُمْ

پہلے ہو گذرے ہیں (جیسے قارون نے کہا تھا) سو ان کی کارروائی ان کے کچھ کام نہ آئی، پھر ان کی تمام بداعمالیاں

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ

ان پر آپڑیں (اور سزایاب ہوئے) اور ان میں بھی جو ظالم ہیں ان پر بھی ان کی بداعمالیاں ابھی

سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ

پڑنے والی ہیں اور یہ (خدا تعالٰی کو) ہرا نہیں سکتے کیا ان لوگوں کو (احوال میں غور کرنے سے)

اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ

یہ معلوم نہیں ہوا کہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے زیادہ رزق دیتا ہے اور وہی جسکے لئے چاہتا ہے تنگی بھی کر دیتا ہے

ع ۵ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾

اس (بسط و قدر) میں ایمان والوں کے واسطے نشانیاں ہیں

مشرکین کی بُری عادت

ان کافرین و مشرکین میں بہت سی بُری عادتیں ہیں انکی ایک بُری عادت یہ ہے کہ جب ان کو کوئی مصیبت پہونچتی ہے تو یہ اللہ کو پکارتے ہیں اور اللہ اپنے فضل سے جب اسکو دور کردیتے ہیں تو یہ اللہ کو بھول جاتے ہیں۔

انکی دوسری بری عادت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انکو اپنی طرف سے کوئی نعمت عطا فرماتے ہیں تو یہ اس پر فخر کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ یہ تو میری عقل و سمجھ اور تدبیر و محنت سے حاصل ہوئی اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ نعمت کا ملنا ہماری طرف سے آزمائش ہے تاکہ ہم دیکھ لیں کہ نعمت ملنے پر یہ ہمارا شکر گذار ہوتا ہے یا اپنی شیخی بھنگارتا ہے مگر زیادہ تر لوگ اس آزمائش کو سمجھتے نہیں۔

اس کے بعد اپنے پیارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب کرکے اپنے زمانہ کے مشرکین کو متنبہ فرمارہے ہیں کہ جسطرح کی باتیں آج تم کررہے ہو اس طرح کی باتیں تم سے پہلے والے لوگ بھی کرچکے ہیں جیسے قارون وغیرہ بس ان کی کمائی (مال و دولت) انکے کچھ کام نہ آئی اور ان کی ناشکری و بداعمالیوں کا وبال ان پر پڑا بس اسی کفر کا اے کفار مکہ تم پر بھی عنقریب وبال پڑنے والا ہے اور یاد رکھو تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے یعنی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر وبال و عذاب نازل کرنا چاہیں اور یہ اس کو روک دیں یا اس سے بچکر کہیں بھاگ جائیں۔

اے لوگو کیا تم کو یہ بات معلوم نہیں یعنی تم کو معلوم ہونا چاہیئے اور اس پر یقین بھی ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہے بے حد و حساب روزی عطا فرمادے اور جس کو چاہے تنگی کی روزی دے۔ بس اس سے ایماندار عقلمند لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ روزی اللہ کے قبضہ و قدرت میں ہے انسان کے علم و ہنر اور عقل و سمجھ پر اس کا کوئی دارومدار نہیں بس انسان کو چاہیئے کہ جائز طریقہ سے محنت کرتا رہے اور پورا پورا بھروسہ اللہ کی ذات پر رکھے وہ جس قدر بہتر و مناسب سمجھےگا اس کو روزی عطا فرمادےگا انسان کو چاہیئے اسی قدر روزی پر خوش رہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا رہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ

آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جنہوں نے (کفر و شرک کرکے) اپنے اوپر

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ

زیادتیاں کی ہیں کہ تم خدا کی رحمت سے ناامید مت ہو بالیقین خدا تعالیٰ تمام (گذشتہ) گناہوں کو معاف فرمادے گا

اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ

واقعی وہ بڑا بخشنے والا بڑی رحمت والا ہے، اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور (اسلام قبول کرنے میں)

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اسکی فرمانبرداری کرو قبل اس کے کہ تم پر عذاب (الٰہی) واقع ہونے لگے اور پھر تمہاری کوئی مدد نہ کی جاوے

واقعۂ شانِ نزول

بخاری و مسلم شریف کی روایت ہے کہ کچھ مشرک ایسے تھے جنھوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور زنا کاری میں مبتلا رہے انھوں نے آکر آپکی خدمت میں عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ جس دین کی دعوت دے رہے ہیں وہ ہے تو بہت اچھا مگر ہم بڑے بڑے بیشمار گناہ کر چکے ہیں تو کیا آپ کا دین قبول کرنے سے ہمارے یہ گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میرے ان بندوں سے فرما دیجئے جنھوں نے کفر و شرک کر کے اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں کہ تم اپنے رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو یعنی یہ خیال نہ کرو کہ ہمارا کفر و شرک اور اس زمانہ کے گناہ ایمان قبول کرنے کے بعد بھی معاف نہ ہوں گے یقین رکھو اللہ تعالیٰ ایمان کی برکت سے پچھلے تمام گناہ جس میں کفر و شرک بھی ہے سب معاف فرما دیتا ہے بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور رحم کرنیوالے ہیں۔

بس تم اپنے رب کی طرف متوجہ ہو جاؤ یعنی شرک سے توبہ کر کے ایمان قبول کر لو اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری میں لگ جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر اللہ کا عذاب ہونے لگے اور پھر تمہاری کوئی مدد بھی نہ کر سکے۔

وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ

اور تم (کو چاہیئے کہ) اپنے رب کے پاس سے آئے ہوئے اچھے اچھے حکموں پر چلو قبل اسکے کہ تم پر آ پہنچے

الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ

عذاب آپڑے اور تم کو (اس کا) خیال بھی نہ ہو کبھی (کل قیامت کو) کوئی شخص کہنے

يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ

لگے کہ افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی اور میں تو (احکام خداوندی پر) ہنستا

السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ

ہی رہا - یا کوئی یہ کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالے (دنیا میں) مجھ کو ہدایت کرتا تو میں بھی پرہیزگاروں میں

الْمُتَّقِينَ ﴿٥٧﴾ أَوْ تَقُولَ حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةً

سے ہوتا - یا کوئی عذاب کو دیکھ کر یوں کہنے لگے کہ کاش میرا (دنیا میں) پھر جانا ہو جاوے

فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٨﴾ بَلَىٰ قَدْ جَاءَتْكَ آيَاتِي فَكَذَّبْتَ

پھر میں نیک بندوں میں ہو جاؤں - ہاں بیشک تیرے پاس میری آیتیں پہنچی تھیں سو تونے انکو جھٹلایا

بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٥٩﴾

اور (جھٹلانا کسی شبہ سے نہ تھا بلکہ) تونے تکبر کیا اور کافروں میں (ہمیشہ) شامل رہا -

قرآن سب سے بہتر کلام ہے

اس آیت میں بہتر بات سے مراد قرآن کریم ہے کیونکہ اللہ کے کلام سے بہتر کس کا کلام ہو سکتا ہے اور پھر قرآن کریم تو تمام آسمانی کتب (توریت، انجیل، زبور وغیرہ) سے بھی بہتر وافضل اور اکمل ہے -

بس اے لوگو تم اس بہتر کلام یعنی قرآنی احکامات پر عمل کرو اس سے پہلے کہ اللہ کا عذاب اچانک آجائے اور تم کو اس کا خیال بھی نہ ہو کہ کہاں سے یا کیسے آیا - اے لوگو تم کو قرآنی احکامات پر عمل کرنے کا حکم اس لئے دیا جارہا ہے تا کہ مرنے کے بعد پچھتانا نہ پڑے اور پھر تم میں سے کوئی قیامت کے دن یوں کہنے لگے افسوس مجھ پر کہ میں نے اللہ کو ماننے میں کس قدر کوتاہی کی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جس ہولناک انجام سے ڈراتے تھے میں اس کو ہنسی میں اڑا دیا کرتا تھا اس کے نتیجہ میں آج مجھے یہ برا دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔ یا کوئی یوں کہنے لگے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت نصیب فرما دیتے تو آج میں بھی پرہیزگاروں میں ہوتا۔ یا عذاب دیکھ کر کوئی یوں کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ مجھے ایک بار پھر دنیا میں بھیجدے تو میں مکمل فرمانبردار بن کر زندگی گذاروں ایک بھی نافرمانی نہ کروں - اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں اے سرکش انسان یہ تمام عذر تیرے بے بنیاد ہیں کیونکہ اپنے رسول کے ذریعہ ہم نے تجھے ایک بات سمجھا دی تھی مگر تونے نہ مانی تکبر کیا اور کافر ہی بنا رہا۔

وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى

اور آپ قیامت کے روز ان لوگوں کے

الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللَّهِ وُجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ

چہرے سیاہ دیکھیں گے جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا - کیا ان متکبرین کا ٹھکانہ جہنم

مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٦٠﴾ وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

ہیں نہیں ہے ۔ اور جو لوگ (شرک و کفر سے) بچتے تھے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کامیابی کیساتھ (جہنم سے)

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦١﴾ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

نجات دیگا ۔ اُن کو ذرا تکلیف نہ پہنچے گی اور نہ وہ غمگین ہونگے (کیونکہ جنت میں غم نہیں) اللہ ہی پیدا کرنے والا ہے ہر چیز کا،

وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿٦٢﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے (اور) اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمانوں

ع ۲ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿٦٣﴾

اور زمین کی ۔ اور جو لوگ (اس پر بھی) اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے وہ بڑے خسارہ میں رہیں گے ۔

اللہ پر جھوٹ بولنے کا انجام

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ قیامت کے روز ان لوگوں کے چہرے سیاہ دیکھیں گے جنھوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تھا ان کا جھوٹ بولنا دو طرح سے تھا اول یہ کہ اللہ کا شریک ٹھہرانا اس کیلئے اولاد ثابت کرنا وغیرہ دوسرے یہ کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور قرآن کریم اللہ کی کتاب ہے اس حقیقت کا انکار کرنا یہ بھی اللہ پر جھوٹ بولنا ہے بس ان جھوٹ بولنے والے متکبرین کا ٹھکانہ جہنم ہے ۔ اس کے برخلاف وہ لوگ جو کفر و شرک سے بچتے تھے اللہ تعالیٰ انکو کامیابی کے ساتھ جہنم سے نجات دیگا اور انکو نہ ذرا سی تکلیف پہونچے گی نہ وہ غمگین ہوں گے کیونکہ جنت ان کا ٹھکانہ ہوگا اور جنت میں نہ غم ہے نہ تکلیف اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے وہی ان کا محافظ و ذمہ دار بھی ہے اور آسمان و زمین کی تمام چیزوں میں مکمل اختیار بھی اسی کو حاصل ہے کیونکہ تمام خزانوں کی چابیاں اسی کے پاس ہیں بس وہ جس کو چاہے جس قدر چاہے عطا فرمادے اور جس کو چاہے نہ دے ۔

بس انسان کو چاہیئے کہ اسی زبردست طاقت و قدرت والی ذات اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو اسکے علاوہ کسی کے سامنے نہ جھکے ۔ افسوس جو شخص یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھکر بھی اللہ کی قدرت کو نہ پہچانے اور اسکی توحید کا قائل نہ ہو تو بس وہ زبردست خسارہ و نقصان میں ہے کہ جنت سے محروم کرکے دوزخ میں ڈالدیا جائیگا

اقوال و تحقیق

مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ جمہور مفسرینؒ کے نزدیک اس سے مراد مطلقاً تمام خزانے ہیں اور حضرت کلبیؒ کے قول کے مطابق مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ سے مراد بارش کے خزانے ہیں اور مَقَالِيْدُ الْاَرْضِ سے مراد سبزے کے خزانے ہیں یعنی سبزی، پھل اور غلہ وغیرہ ——— محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَأْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَقَدْ

آپ (انکے جواب میں) کہہ دیجئے کہ اے جاہلو! کیا پھر بھی تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کرنے کی فرمائش کرتے ہو - اور آپ کی طرف

اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ

بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کی طرف بھی یہ (بات) وحی ہیں بھیجی جاچکی ہے کہ اے عام مخاطب اگر تو شرک

عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ

کریگا تو تیرا کیا کرایا کام (سب) غارت ہوجائے گا اور تو خسارہ میں پڑیگا۔ (تو اے مخاطب کبھی شرک مت کرنا) بلکہ (ہمیشہ) اللہ

مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا

ہی کی عبادت کرنا اور (اللہ کا) شکر گزار رہنا اور (افسوس ہے کہ) ان لوگوں نے خدا کی کچھ عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہیئے

قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ

تھی حالانکہ (اس کی وہ شان ہے کہ) ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی قیامت کے دن اور تمام آسمان لپٹے ہونگے اسکے داہنے ہاتھ میں وہ

وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾

پاک اور برتر ہے، ان کے شرک سے

شانِ نزول

حضرت ابن عباس رضؓ فرماتے ہیں کہ مشرکین نے آپ سے کہا کہ آپ ہمارے معبودوں کی پوجا کرو، ہم آپ کے رب کی پرستش کریں گے اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں فرمایا گیا ہیکہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرک جاہلوں سے فرما دیجئے کہ کیا تم مجھ سے اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرنے کو کہتے ہو، یعنی اے مشرکین افسوس ہے تم پر کہ اللہ کی توحید اور اسکی قدرت کے بیشمار دلائل و شواہد سامنے آجانے کے بعد بھی تم لوگ اندھے اور بیوقوف بنے ہوئے ہو اور احمقوں کی طرح مجھ سے کہتے ہو کہ میں بھی تمہاری طرح قادر مطلق اللہ جل شانہ کی بندگی چھوڑ کر بے جان بتوں کی پوجا شروع کردوں جبکہ ایسا کبھی ممکن نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف اور مجھ سے پہلے والے رسولوں کی طرف وحی بھیجی ہے کہ تم اپنے امتیوں کو میری یہ بات پہونچا دو کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے تمام اعمال اکارت جائیں گے (کیونکہ بغیر ایمان کے کوئی عمل عند اللہ قابل قبول نہیں) اس لئے صرف اللہ ہی کی بندگی کرنی چاہیئے اور اس کا شکر گذار و وفادار بندہ بن کر زندگی گذارنی چاہیئے اس کے بعد ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات جیسی عظیم الشان اور عظیم المرتبت ہے ویسا ان مشرکین نے نہیں جانا اگر یہ اللہ کی بزرگی و برتری اور عظمت و جلال کو سمجھتے تو پھر اسطرح کے احمقانہ کام اور باتیں نہ کرتے کہ بتوں کی عاجزی اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود کہ یہ اپنے اوپر سے مکھیوں وغیرہ کو بھی نہیں اڑا سکتے پھر بھی انکی پرستش و بندگی میں لگے ہوئے ہیں۔ اور حماقت پر حماقت یہ کہ اللہ کے

برگزیدہ و منتخب رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان بتوں کی بندگی کی دعوت دے رہے ہیں جبکہ اللہ کی عظمت و قدرت کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن تمام زمین اللہ کی ایک مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان کاغذ کی طرح لپیٹے ہوئے اللہ کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے۔

ایک سوال کا جواب

اب رہا یہ سوال کہ یہاں اللہ کی مٹھی و ہاتھ کا تذکرہ ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جسم و جسمانیت سے پاک ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مثال کے طور پر سمجھانے کیلئے مٹھی ہاتھ کا تذکرہ کر دیا گیا ہے جیسے بولتے ہیں وہ سب میری مٹھی میں ہیں یا ان سب کی باگ ڈور میرے ہاتھ میں ہے اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ سب میرے قبضہ میں ہیں۔ یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ انسان کو یہی سمجھانا چاہتے ہیں کہ آسمان و زمین اور اسکی ہر ہر چیز میرے قبضہ و قدرت میں ہیں کسی میں بھی اتنی طاقت نہیں کہ شرک و معاصی کرنے پر میرے عذاب سے بچا سکے بس تم کو چاہیئے کہ صرف میری ہی بندگی کرو۔

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي

اور (قیامت کے روز) صور میں پھونک ماری جائے گی، سو تمام آسمان

السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ

اور زمین والوں کے ہوش اڑ جاویں گے مگر جس کو خدا چاہے، پھر اس (صور) میں دوبارہ پھونک ماری

اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۝ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ

جاوے گی تو دفعۃً سب کے سب کھڑے ہو جاوینگے (اور چاروں طرف) دیکھنے لگیں گے۔ اور زمین اپنے رب کے نور (بے کیف)

رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ

سے روشن ہو جاوے گی اور (سب کا) نامۂ اعمال (ہر ایک کے سامنے) رکھ دیا جاوے گا اور پیغمبر اور گواہ حاضر کیے جاویں گے

بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا

اور سب میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کیا جاوے گا اور ان پر ذرا ظلم نہ ہوگا، اور ہر شخص کو اس کے اعمال کا پورا بدلہ

عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

دیا جاوے گا اور وہ سب کے کاموں کو خوب جانتا ہے۔

قیامت کے دن جب صور پھونکا جائیگا

پچھلی آیت میں قیامت کا ذکر تھا یہاں بیان ہے کہ قیامت کے دن صور (بگل) میں پھونک ماری جائیگی جسکی ہیبت ناک

آواز سے آسمان و زمین کے تمام جانداروں کے ہوش اڑ جائیں گے جو زندہ ہوں گے وہ مرجائیں گے اور جو پہلے سے مرچکے ہیں انکی روحوں پر بے ہوشی طاری ہوجائیگی۔
اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اس صور کا اثر ان پر نہیں ہوگا جن پر اللہ نہ چاہے یعنی ان پر موت یا بے ہوشی طاری نہ ہوگی علماء مفسرینؒ نے لکھا ہے کہ اس سے مراد حضرت جبرئیلؑ حضرت میکائیلؑ حضرت اسرافیلؑ ملک الموت اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں مگر بعد میں ان پر بھی موت طاری کردی جائیگی اور سب سے اخیر میں ملک الموت کی موت آئیگی اس وقت حق جل شانہ کے سوا کوئی زندہ نہ ہوگا۔
اسکے بعد دوسرا صور پھونکا جائیگا جس سے مردہ زندہ ہوجائیں گے اور بے ہوش ہوش میں آجائیں گے اور ایکدم کھڑے ہوجائیں گے اور قیامت کے عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگیں گے اس وقت حساب لینے کیلئے اللہ تعالیٰ زمین پر اپنی شان کے مناسب نزول و تجلی فرمائیں گے تو میدان محشر کی زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہوجائیگی حساب کا دفتر کھلے گا اور سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے اور پیغمبروں اور گواہوں کو حاضر کیا جائیگا یہاں گواہ کا مفہوم عام ہے جو پیغمبروں، فرشتوں، امت محمدیہ اور خود انسان کے اعضاء و جوارح (ہاتھ پاؤں وغیرہ) کو شامل ہے بہرحال یہ سب گواہی دینگے اور ہر شخص کے اعمال کا پورے انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنادیا جائیگا کسی پر کسی طرح کی ظلم و زیادتی نہ ہوگی یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی جس کا جیسا عمل ہے وہ سب اللہ کے علم میں ہے اسی کے مطابق بدلہ دیا جائیگا۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال نامے عرش کے نیچے ہیں قیامت کے دن جب حساب و کتاب کیلئے لوگوں کو میدان محشر میں کھڑا کیا جائیگا تو اللہ تعالیٰ ایک ہوا چلائیں گے جو اعمال ناموں کو اڑا کر لائیگی اور دائیں بائیں ہاتھ میں انکو پہونچا دے گی ان اعمال ناموں میں سب سے پہلے یہ لکھا ہوگا اِقْرَاْ كِتَابَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ حَسِيْبًا، (یعنی اپنا اعمال نامہ پڑھ لے آج تو ہی اپنا محاسبہ کرنے کیلئے کافی ہے)

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى

اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بناکر

جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

ہانکے جاویں گے یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو (اس وقت) اس کے دروازے کھولدیئے

خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ

جاوینگے اور ان سے دوزخ کے محافظ (فرشتے بطور ملامت) کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ

تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے۔

آواز سے آسمان و زمین کے تمام جانداروں کے ہوش اڑ جائیں گے جو زندہ ہوں گے وہ مرجائیں گے اور جو پہلے سے مر چکے ہیں انکی روحوں پر بے ہوشی طاری ہو جائیگی۔
اس آیت میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اس صور کا اثر ان پر نہیں ہوگا جن پر اللہ نہ چاہے یعنی ان پر موت یا بے ہوشی طاری نہ ہوگی علماء مفسرین نے لکھا ہے کہ اس سے مراد حضرت جبرئیل ؑ حضرت میکائیل ؑ حضرت اسرافیل ؑ ملک الموت اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ہیں مگر بعد میں ان پر بھی موت طاری کر دی جائیگی اور سب سے اخیر میں ملک الموت کی موت آئیگی اس وقت حق جل شانہ کے سوا کوئی زندہ نہ ہوگا۔
اس کے بعد دوسرا صور پھونکا جائیگا جس سے مردہ زندہ ہو جائیں گے اور بے ہوش ہوش میں آجائیں گے اور ایکدم کھڑے ہو جائیں گے اور قیامت کے عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہو کر دیکھنے لگیں گے اس وقت حساب لینے کیلئے اللہ تعالیٰ زمین پر اپنی شان کے مناسب نزول و تجلی فرمائیں گے تو میدان محشر کی زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو جائیگی حساب کا دفتر کھلے گا اور سب کے اعمال نامے سامنے رکھ دیئے جائیں گے اور پیغمبروں اور گواہوں کو حاضر کیا جائیگا یہاں گواہ کا مفہوم عام ہے جو پیغمبروں، فرشتوں، امت محمدیہ اور خود انسان کے اعضاء و جوارح (ہاتھ پاؤں وغیرہ) کو شامل ہے بہرحال یہ سب گواہی دینگے اور ہر شخص کے اعمال کا پورے انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنا دیا جائیگا کسی پر کسی طرح کی ظلم و زیادتی نہ ہوگی یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی جس کا جیسا عمل ہے وہ سب اللہ کے علم میں ہے اسی کے مطابق بدلہ دیا جائیگا۔ حضرت انس ؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام اعمال نامے عرش کے نیچے ہیں قیامت کے دن جب حساب و کتاب کیلئے لوگوں کو میدان محشر میں کھڑا کیا جائیگا تو اللہ تعالیٰ ایک ہوا چلائیں گے جو اعمال ناموں کو اڑا کر لائیگی اور دائیں بائیں ہاتھ میں انکو پہونچا دے گی ان اعمال ناموں میں سب سے پہلے یہ لکھا ہوگا اِقْرَاْ کِتٰبَکَ کَفٰی بِنَفْسِکَ الْیَوْمَ حَسِیْبًا، (یعنی اپنا اعمال نامہ پڑھ لے آج تو ہی اپنا محاسبہ کرنے کیلئے کافی ہے)

وَسِیْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اِلٰی

اور جو کافر ہیں وہ جہنم کی طرف گروہ گروہ بنا کر

جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ

ہانکے جاویں گے یہاں تک کہ جب دوزخ کے پاس پہنچیں گے تو (اس وقت) اس کے دروازے کھول دیئے

خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ

جاوینگے اور ان سے دوزخ کے محافظ (فرشتے بطور ملامت) کہیں گے کیا تمہارے پاس تم ہی لوگوں میں سے پیغمبر نہیں آئے

وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ

تھے جو تم کو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو تمہارے اس دن کے پیش آنے سے ڈرایا کرتے تھے۔

الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾ قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ

کافر کہیں گے کہ ہاں لیکن عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہا (پھر ان سے) کہا جاویگا (یعنی فرشتے کہیں گے) کہ جہنم کے دروازوں

فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾

میں داخل ہو جاؤ (اور) ہمیشہ اس میں رہا کرو، غرض (خدا کے احکام سے) تکبر کرنے والوں کا برا ٹھکانا ہے۔

کافرین کو دوزخ میں دھکیلا جائیگا

جب حساب وکتاب سے فراغت ہو جائیگی تو کافرین ومشرکین کو دوزخ کی طرف دھکیلا جائیگا گروہ گروہ، چونکہ گناہ کے درجے الگ الگ ہیں اسی کے مطابق الگ الگ انکی ٹولیاں بنادی جائیں گی اور جب یہ دوزخ کے پاس پہونچیں گے تو دوزخ کے دروازے کھول دیئے جائیں گے اس وقت ان سے دوزخ کے نگہبان فرشتے بطور ملامت کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے ہی میں سے (یعنی انسان جس سے فائدہ حاصل کرنا بوجہ ہم جنس ہونیکے آسان تھا) اللہ کے رسول نہیں پہونچے جو تمکو تمہارے رب کی آیتیں پڑھ کر سنایا کرتے تھے اور تم کو اس دن (قیامت) سے ڈرایا کرتے تھے، کافر کہیں گے ہاں ہمارے پاس اللہ کے رسول بھی آئے اور انھوں نے ہمیں اللہ کے عذاب سے بھی ڈرایا، مگر عذاب کا وعدہ کافروں پر پورا ہو کر رہے گا یعنی رسول کی بات کا ہم نے انکار کیا اس لئے آج اس عذاب میں مبتلا ہیں پھر فرشتے ان سے کہیں گے دوزخ میں داخل ہو جاؤ اب تم ہمیشہ اسی میں رہو گے بلا شبہ تکبر کرنے والوں (اللہ کی اطاعت سے منہ موڑنے والوں) کا برا ٹھکانہ ہے۔

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ

اور جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے

اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ

تھے وہ گروہ گروہ ہو کر جنت کی طرف روانہ کئے جاوینگے۔ یہاں تک کہ جب اس (جنت) کے پاس پہنچیں گے اور اسکے دروازے

لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾ وَقَالُوا

(پہلے سے) کھلے ہوئے ہونگے (تاکہ ذرا بھی دیر نہ لگے) اور وہاں کے محافظ (فرشتے) ان سے کہینگے السلام علیکم تم مزہ میں رہو سو اس (جنت) میں ہمیشہ

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ

رہنے کیلئے داخل ہو جاؤ اور (داخل ہو کر) کہیں گے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا اور ہم کو اس سرزمین کا

مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿٧٤﴾ وَتَرَى

مالک بنا دیا کہ ہم جنت میں جہاں چاہیں مقام کریں غرض (نیک) عمل کرنے کا اچھا بدلہ ہے اور آپ فرشتوں کو دیکھیں گے

الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ

کہ (حساب کے اجلاس کے وقت) عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے ہوں گے (اور) اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے،

وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٧٥﴾ ع ٥

اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک فیصلہ کردیا جائے گا اور کہا جاوے گا کہ ساری خوبیاں خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے

مومنین کو جنت میں داخل کیا جائیگا

پچھلی آیات میں کافرین کا ذکر تھا کہ انکو دوزخ میں دھکیل دیا جائیگا اب ان آیات میں مومنین کے متعلق بیان ہے کہ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں یعنی ایمان لائے اور اعمالِ صالحہ کیئے وہ گروہ گروہ ہوکر جنت کی طرف روانہ کیئے جائیں گے جیسے کفر کے درجے الگ الگ ہیں اسی طرح ایمان کے درجات بھی مختلف ہیں بس انکی الگ الگ جماعت بنا کر جنت کی طرف روانہ کردیا جائیگا جب یہ جنت کے قریب پہونچیں گے تو جنت کے دروازے ان کیلئے کھلے ہوئے ہونگے تاکہ انتظار کی زحمت نہ اٹھانا پڑے جنت کے نگہبان فرشتے ان سے بطور اعزاز واکرام کے کہیں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ الخ السلام علیکم تم مزے میں رہو اور اس جنت میں ہمیشہ رہنے کیلئے داخل ہوجاؤ بس مومنین جنت میں داخل ہوجائیں گے اور داخل ہوکر کہیں گے اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا کہ ہم کو جنت کا وارث بنادیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کرنے والوں کو ایسا ہی بدلہ عطا فرماتے ہیں۔

سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ "کا ترجمہ شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن صاحب علیہ الرحمہ نے یہ کیا ہے" سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب جنتی جنت کے دروازے پر پہونچیں گے تو جنت کے دروازہ پر انہیں ایک درخت ملے گا جس کے نیچے دو چشمے جاری ہوں گے پہلے چشمے میں مومن نہائیگا تو اس کا جسم اوپر سے پاک وصاف ہوجائیگا اور جب دوسرے چشمے میں نہائیگا تو اس کا جسم اندر سے پاک وصاف ہوجائیگا اس وقت فرشتے اس کا استقبال کرتے ہوئے کہیں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ" یعنی تم پر سلامتی ہو تم لوگ پاکیزہ ہو اب ہمیشہ کیلئے جنت میں داخل ہوجاؤ۔

اس سورت کے اخیر میں پھر فرمایا گیا کہ جب فیصلہ کیلئے اللہ تعالیٰ نزول و تجلی فرمائیں گے تو فرشتے عرش کے اردگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہونگے اور تمام بندوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کردیا جائیگا جس پر ہر طرف سے پورے جوش وخروش کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا نعرہ بلند ہوگا اس پر دربار الٰہی برخواست ہوجائیگا اور پھر کافرین کا دوزخ اور مومنین کا جنت ہمیشہ کیلئے ٹھکانہ ہوجائے گا۔

الحمد للہ سورۂ زمر کی تفسیر بحسن وخوبی مکمل ہوئی۔

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَهِيَ خَمْسٌ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ مومن مکہ میں نازل ہوئی اس میں پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ

حٰم (اس کے معنی اللہ ہی کو معلوم ہیں) یہ کتاب اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ گناہ کا

الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ

بخشنے والا ہے اور توبہ کا قبول کرنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے۔ قدرت والا ہے۔ اس کے سوا کوئی لائق

اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿٣﴾

عبادت نہیں۔ اسی کے پاس سب کو جانا ہے،

سورۂ مومن کی فضیلت

اس سورۂ مومن سے لیکر سورۂ احقاف تک مسلسل سات سورتیں حٰم سے شروع ہوئی ہیں ان سورتوں کے متعلق حضرت ابن مسعود رضؓ نے فرمایا کہ یہ قرآن کی زینت ہیں حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہر چیز کا ایک مغز اور خلاصہ ہوتا ہے قرآن کا مغز اور خلاصہ یہ سات سورتیں ہیں۔

تفسیر

یہ کتاب (قرآن کریم) اللہ کی طرف سے نازل شدہ ہے اس کتاب کے عظمت و مقام کا اندازہ اس سے کرلیا جائے کہ جس ذات (اللہ تعالیٰ) نے یہ کتاب نازل فرمائی ہے وہ بڑی زبردست غلبہ و قدرت والی ہے اس کے علم کا یہ عالم ہے کہ اسکی نظروں سے کوئی چیز اوجھل نہیں وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے رحیم و کریم اس قدر کہ لوگوں کے گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہے اور اس کا عدل و انصاف ایسا کہ اگر کوئی غلطی کرے گناہ کرے شرک کرے تو اسکو سزا بھی اس کے مطابق سخت دیتا ہے بس اس ذات کے علاوہ کوئی عبادت و بندگی کے لائق نہیں سمجھداری اسی میں ہے کہ صرف اللہ ہی کی بندگی کی جائے کیونکہ ایک دن بالآخر اسی کے دربار میں حاضر ہونا ہے وہاں ایک ایک عمل کا مکمل حساب و کتاب دینا ہوگا۔

مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ

اللہ تعالیٰ کی ان آیتوں میں (یعنی قرآن میں) وہی لوگ ناحق کے جھگڑے نکالتے

كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ﴿٤﴾ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ

ہیں جو (اسکے) منکر ہیں۔ سو ان لوگوں کا شہروں میں (امن و امان سے) چلنا پھرنا آپ کو اشتباہ میں نہ ڈالے ان سے پہلے نوح کی قوم نے

نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۠ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۢ بِرَسُوْلِهِمْ

اور دوسرے گروہوں نے بھی جو ان کے بعد ہوئے (جیسے عاد و ثمود وغیرہم دین حق کو) جھٹلایا تھا اور ہر امت (میں سے جو لوگ ایمان نہ لائے تھے

لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ

(انہوں) نے اپنے پیغمبر کے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا اور ناحق کے جھگڑے نکالے تاکہ اس ناحق سے حق کو باطل کر دیں۔ سو میں نے (آخر) ان پر

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ۝٥ وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ

دارو گیر کی سو (دیکھو) میری طرف سے (انکو) کیسی سزا ہوئی۔ اور اسی طرح تمام کافروں پر آپ کے پروردگار کا یہ قول ثابت ہو چکا کہ وہ

كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۝٦

لوگ (آخرت میں) دوزخی ہوں گے

کافرین کی خوشحالی سے دھوکہ مت کھائیے

جب یہ معلوم ہو چکا کہ قرآن کریم عظیم الشان اور اعلیٰ صفات والی ذات نے نازل فرمایا ہے تو سمجھداری کا تقاضہ یہ تھا کہ لوگ اس کا انکار نہ کرتے اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہ کرتے مگر اس کے باوجود اکثر لوگ قرآن کریم کو نہیں مانتے اس میں جھگڑا و اختلاف اور شک و شبہ کرتے ہیں اور یہ وہی لوگ ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مخاطب فرما کر آپکی امت کو سمجھایا کہ تم ان لوگوں کی خوش حالی سے کہ یہ ایک شہر سے دوسرے شہر میں مستی سے تجارت کرتے پھر رہے ہیں اور مزے کر رہے ہیں دھوکہ مت کھاؤ یہ ہماری طرف سے ان کو ڈھیل ہے جلد ہی ان کو اپنے کیئے کی سزا بھگتنا پڑے گی۔

آپ سے پہلے حضرت نوح ؑ اور دوسرے رسولوں کی امتوں جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا انکے قتل کے درپے ہوئے تو ہم نے انہیں سخت سزائیں دیں اور آخرت میں ان تمام لوگوں کو جنھوں نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا ہمیشہ کیلئے دوزخ کے دہکتے ہوئے انگاروں میں پھینک دیا جائیگا۔

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ

جو فرشتے کہ عرش (الٰہی) کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو فرشتے

حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ

اس کے گرداگرد ہیں وہ اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیئے (اس طرح)

آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ

استغفار کیا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کی رحمت (عامہ) اور علم ہر چیز کو شامل ہے۔ سو ان لوگوں کو بخش دیجئے (جنھوں نے

تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝٧ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ

شرک و کفر سے) توبہ کرلی ہے اور آپ کے رستہ پر چلتے ہیں اور ان کو جہنم کے عذاب سے بچا لیجئے اے ہمارے پروردگار ان کو

جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ

ہمیشہ رہنے کی بہشتوں میں جن کا آپ نے ان سے وعدہ کیا ہے داخل کر دیجئے اور انکے ماں باپ اور بیبیوں اور اولادوں میں جو (جنت کے

اَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٨ لا وَقِهِمُ

لائق (یعنی مومن) ہوں ان کو بھی داخل کر دیجئے، بلاشک آپ زبردست حکمت والے ہیں۔ اور انکو (قیامت کے دن ہر طرح کی) تکالیف

السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَذٰلِكَ

سے بچائیے اور آپ جس کو اس دن کی تکالیف سے بچالیں تو اس پر آپ نے (بہت) مہربانی فرمائی اور یہ

ع ۱ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩

بڑی کامیابی ہے

فرشتوں کا مومنین کیلئے دعاء واستغفار کرنا

پچھلی آیات میں کافرین ومنکرین کی بدحالی کا ذکر تھا کہ انکو دنیا میں بھی سزادی جائیگی اور پھر ہمیشہ کیلئے دوزخ میں پھینک دیا جائیگا اب ان آیات میں مومنین کو خوشخبری سنائی جارہی ہے کہ عرش الٰہی کو اٹھانے والے فرشتے جو اس وقت چار ہیں اور قیامت کے دن آٹھ ہو جائیں گے اور عرش کے ارد گرد رہنے والے بیشمار فرشتے جن کی صفوں کی تعداد بعض روایات میں لاکھوں بیان کی گئی ہے بہر حال یہ تمام مقرب فرشتے جن کا ایمان ویقین اعلیٰ درجہ کا ہے سب کے سب اپنے رب کی تسبیح وتحمید کرتے رہتے ہیں اور مومنین کیلئے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار بلاشبہ تیری رحمت اور علم ہر چیز کو شامل ہے بس ان لوگوں کی جنھوں نے کفر وشرک سے توبہ کرلی ہے اور تیرے راستہ پر چلے ہیں انکی مغفرت وبخشش فرمادے اور انکو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھ اور انکو جنت میں داخل فرمادے جن کا آپ نے ان سے وعدہ فرما رکھا ہے اور انکے والدین بیوی بچوں کو بھی جنت میں داخل فرما دیجئے اگرچہ ان کا ایمان اس درجہ کا نہیں ہے اور اے اللہ قیامت کے دن انکو کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے بلاشبہ یہ عظیم الشان کامیابی صرف تیری مہربانی ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ

جو لوگ کافر ہوئے (اس وقت) ان کو پکارا جاوے گا کہ جیسی تم کو (اس وقت) اپنے سے

أَكْبَرُ مِن مَّقْتِكُمْ أَنفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ﴿١٠﴾

نفرت ہے اس سے بڑھ کر خدا کو (تم سے) نفرت تھی جبکہ تم (دنیا میں) ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے پھر تم نہیں مانا کرتے تھے

قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا

وہ لوگ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم کو دوبار مردہ رکھا اور دوبار زندگی دی سو ہم اپنی خطاؤں کا اقرار کرتے

فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿١١﴾ ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ

ہیں تو کیا (یہاں سے) نکلنے کی کوئی صورت ہے ۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جب صرف اللہ کا نام لیا جاتا تھا،

كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿١٢﴾

تو تم انکار کرتے تھے اور اگر اس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جاتا تھا تو تم مان لیتے تھے سو یہ فیصلہ اللہ کا ہی جو عالیشان (اور) بڑے رتبہ والا ہے

تفسیر

مومنین کو خوشخبری سنانے کے بعد اب کافرین کے متعلق ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کو نہ مانا ان سے آخرت میں پکار کر کہا جائیگا کہ جو آج تم عذاب دیکھ کر اپنے کو لعن وطعن کر رہے ہو اور اپنی زندگی سے بیزار ہو رہے ہو اسی طرح اللہ بھی تم پر لعن وطعن کرتا تھا اور تم سے بیزار ہوتا تھا جب تمہیں ایمان کی دعوت دی جاتی تھی اور تم اسے ٹھکرایا کرتے تھے ۔ اس وقت کافر کہیں گے اے ہمارے رب ہم جو دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتے تھے آج ہمیں اپنی اس غلطی کا احساس ہو گیا ہے کیونکہ ہم اپنے آپ کو آج دوبارہ زندہ دیکھ رہے ہیں بلا شبہ آپ نے ہمیں دو مرتبہ مردہ رکھا اور دو مرتبہ زندہ کیا کہ پیدائش سے پہلے ہم مردہ تھے بے جان مادہ کی صورت میں آپ نے ہمیں بطن مادر سے پیدا کر کے زندہ کیا پھر دنیوی عمر پوری ہونے کے بعد آپ نے ہمیں موت دیکر مردہ کر دیا اور آج قیامت کے دن پھر زندہ کر دیا ہے اب ہمیں آپکی قدرت کا سو فیصد یقین ہو چکا ہے کہ آپ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینے پر پورے قادر ہیں ہم اپنے اس غلط عقیدہ کی آپ سے معافی چاہتے ہیں تو کیا اب ہمارے لئے یہاں سے دنیا میں جانے کی کوئی صورت ممکن ہے ؟ تاکہ دنیا میں جا کر ہم اپنی اس عظیم غلطی کا تدارک کر سکیں انکو جواب دیا جائیگا اب یہاں سے جانا تمہارے لئے ممکن نہیں اب تو اس ہمیشہ کے عذاب میں مبتلا رہو ۔

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ

وہی ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھلاتا ہے اور وہی ہے جو آسمان سے تمہارے لئے رزق بھیجتا ہے اور صرف وہی شخص نصیحت

إِلَّا مَن يُنِيبُ ﴿١٣﴾ فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ

قبول کرتا ہے جو (خدا کی طرف) رجوع (کرنے کا ارادہ) کرتا ہے سو تم لوگ خدا کو

لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

خالص اعتقاد کرکے پکارو گو کافروں کو ناگوار (ہی) کیوں نہ ہو۔

اللہ کی مہربانیاں

اللہ اپنے بندوں پر ایسا مہربان ہے کہ وہ ایسی کھلی کھلی نشانیاں دکھاتا ہے (جیسے چاند، سورج، آسمان وزمین بارش وغیرہ) جس سے اللہ کی توحید [illegible] سمجھنا بالکل آسان ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر مہربانی ہے کہ وہ ان کیلئے آسمان سے رزق بھیجتا ہے یعنی آسمان سے پانی برسا کر زمین سے ہر قسم کے غلے، سبزی، پھل، میوہ وغیرہ اور ان کے جانوروں کیلئے چارہ گھانس وغیرہ اگاتا ہے۔ بس اے لوگو! جب تمہارے سامنے اللہ کی توحید وقدرت پر بیشمار نشانیاں اور دلائل ہیں تو تم کو خالص اللہ کی بندگی کرنا چاہیئے گرچہ کافروں کو ناگوار لگے کہ یہ ہمارے درجنوں دیوتاؤں کو چھوڑ کر ایک اللہ کی بندگی کر رہا ہے مگر یاد رکھو پکا مومن وہی ہے جو کافرین ومشرکین کے بیچ توحید کا نعرہ بلند کرے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ ان نشانیوں سے وہی لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں جو اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں غافل لوگ محروم رہتے ہیں

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ

وہ رفیع الدرجات ہے وہ عرش کا مالک ہے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے وحی یعنی اپنا حکم

عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ

بھیجتا ہے تاکہ (وہ صاحب وحی لوگوں کو) اجتماع کے دن (یعنی قیامت کے دن) سے ڈرائے جس دن سب لوگ (خدا کے) سامنے آموجود

لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۚ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

ہونگے سو کہ ان کی بات خدا سے مخفی نہ رہے گی آج کے روز کس کی حکومت ہوگی، بس اللہ ہی کی ہوگی جو یکتا (اور)

الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ

غالب ہے۔ آج ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جائے گا، آج (کسی پر) ظلم نہ ہوگا۔

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾

اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے

تفسیر ارشاد ہے کہ اللہ بڑے بلند اور اونچے درجات والا ہے وہ عرش کا مالک ہے اور اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرائے یعنی اگر

آسان تفسیر

تم اللہ کی بندگی و اطاعت نہیں کرو گے تو قیامت کے دن سخت پریشان اور بدحال ہو گے اس روز تمام مخلوق قبروں سے نکل کر اللہ کے دربار (میدان محشر) میں حاضری ہو گی اور ان کی کوئی بات اللہ سے پوشیدہ نہ ہو گی اس وقت دنیوی تمام شان و شوکت اور دبدبہ ختم ہو جائیگا بڑے سے بڑا بادشاہ و سردار بھی عاجز و مجبور کھڑا ہو گا بس آج مکمل بادشاہت[1] صرف اللہ ہی کی ہو گی جو زبردست غلبہ و قدرت والا ہے۔

آج (قیامت کے دن) سب کو ان کے کیے کا پورا پورا بدلہ مل جائیگا کسی پر ظلم و زیادتی نہ ہو گی یعنی نہ کسی کی نیکی کم کی جائیگی اور نہ کسی کے گناہ میں زیادتی کی جائیگی بلا شبہ اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والے ہیں بس تمام مخلوق کا حساب اس دنیا کے آدھے دن کے برابر وقت میں لے لیں گے۔

وَاَنۡذِرۡهُمۡ يَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ اِذِ الۡقُلُوۡبُ

اور آپ ان لوگوں کو ایک قریب آنے والے مصیبت کے دن سے ڈرائیے (روز قیامت

لَدَى الۡحَنَاجِرِ كٰظِمِيۡنَ ؕ مَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ حَمِيۡمٍ وَّلَا شَفِيۡعٍ

ہے) ڈرائیے جس وقت کلیجے منہ کو آجاویں گے (اور غم سے) گھٹ گھٹ جاویں گے (اس روز) ظالموں کا نہ کوئی ولی دوست ہو گا اور

يُّطَاعُ ؕ‏ ۱۸ يَعۡلَمُ خَآئِنَةَ الۡاَعۡيُنِ وَمَا تُخۡفِى الصُّدُوۡرُ‏ ۱۹ وَاللّٰهُ

نہ کوئی سفارشی ہو گا جس کا کہا مانا جاوے (وہ ایسا ہے کہ) آنکھوں کی چوری کو جانتا ہے اور ان (باتوں) کو بھی جو سینوں میں پوشیدہ ہیں

يَقۡضِىۡ بِالۡحَـقِّ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَقۡضُوۡنَ

اور اللہ تعالےٰ ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دے گا۔ اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارا کرتے ہیں، وہ کسی طرح کا بھی فیصلہ نہیں کر سکتے

بِشَىۡءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ۲۰ ع اَوَلَمۡ يَسِيۡرُوۡا فِى ع ۲

(کیونکہ) اللہ ہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا ہے کیا ان لوگوں نے ملک میں چل پھر کر

الۡاَرۡضِ فَيَنۡظُرُوۡا كَيۡفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيۡنَ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ

نہیں دیکھا کہ جو (کافر) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا

كَانُوۡا هُمۡ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِى الۡاَرۡضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ

وہ لوگ قوت اور ان نشانوں میں جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں، ان سے بہت زیادہ تھے سو ان کے گناہوں کی وجہ سے خدا نے

[1] یعنی دنیا میں جو مجازی و عارضی بادشاہتیں ہوا کرتی ہیں قیامت کے دن وہ سب چھین لی جائیں گی بس ظاہری و باطنی مکمل بادشاہت قادر مطلق اللہ جل شانہ، کی ہو گی اس کے سامنے دنیوی بادشاہ بھی مغلوب کھڑا ہو گا۔ محمد یعقوب غفرلہ، ولوالدیہ

بِذُنُوبِهِمْ ۗ وَمَا كَانَ لَهُم مِّنَ اللَّهِ مِن وَاقٍ ﴿٢١﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانَت

ان پر دار و گیر فرمائی اور ان کا کوئی خدا کے عذاب سے بچانیوالا نہ ہوا - یہ (مواخذہ) اس سبب سے ہوا کہ ان کے پاس

تَّأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَكَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ۚ إِنَّهُ قَوِيٌّ

ان کے رسول واضح دلیلیں لے کر آتے رہے، پھر انہوں نے نہ مانا تو اللہ تعالےٰ نے ان پر مواخذہ فرمایا۔ بیشک وہ بڑی قوت

شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾

والا سخت سزا دینے والا ہے

قیامت کے دن کلیجے منہ کو آجائیں گے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ آپ لوگوں کو قریب آنیوالے دن (یعنی روز قیامت) سے ڈرائیے اس دن کلیجے منہ کو آجائیں گے اور شدت غم سے گھٹ گھٹ جائیں گے اس دن کافروں کا نہ کوئی یار و مددگار ہوگا اور نہ سفارشی کہ اسکی بات مان کر ان کو عذاب سے چھٹکارہ مل جائے - بس اللہ تعالیٰ جو ہر پوشیدہ چیز کو جانتا ہے وہ صحیح صحیح فیصلہ کردے گا اور اللہ کے علاوہ یہ کافر و مشرک لوگ جن کو اپنا معبود مانتے ہیں وہ بالکل بھی کوئی فیصلہ نہ کرسکیں گے کیونکہ وہ خود اللہ کے سامنے عاجز و مجبور کھڑے ہوں گے یا بوجہ پتھر ہونے کے نیست و نابود ہو چکے ہوں گے -

اور کیا ان کافروں نے اپنے سے پہلے والے کافروں کا انجام نہیں دیکھا جبکہ وہ طاقت و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھے جیسے قوم عاد و ثمود وغیرہ بس ان کے گناہوں کی وجہ سے اللہ نے ان پر اپنا عذاب مسلط کردیا اور ان کے وسیع و عریض بلند و بالا اور مضبوط و مستحکم مکانات کو الٹ دیا اس عذاب الٰہی سے ان کے معبودان باطل میں سے کوئی انکو بچا نہ سکا یہ عذاب ان پر اسلئے نازل ہوا کہ اللہ کے رسولوں نے انھیں اللہ کے احکامات واضح دلائل اور معجزات دکھا کر سمجھائے مگر انھوں نے ایک نہ مانی اور اپنی غلط ڈگر پر ہی قائم رہے یعنی کفر و شرک میں مبتلا رہے -

بس اے مشرکین مکہ تم بھی اللہ کے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کر کے فلاح و کامیابی حاصل نہیں کرسکتے آخر کار اللہ کا رسول ہی غالب ہوگا اور تم مغلوب ہوگے اسی مناسبت سے اگلی آیات میں حضرت موسیٰ و فرعون کا قصہ بیان کیا گیا ہے -

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا وَسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿٢٣﴾

اور ہم نے موسیٰ کو اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ

إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سَاحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا

فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس بھیجا تو ان لوگوں نے کہا کہ یہ جادوگر اور جھوٹا ہے

جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

پھر (اس کے بعد) جب وہ (تمام لوگوں کے) پاس دین حق جو ہماری طرف سے تھا لے کر آئے تو ان (مذکورہ) لوگوں نے (باہم مشورہ کر کے)

مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ۭ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٢٥﴾

کہا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں ان کے بیٹوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دو اور ان کافروں کی تدبیر محض بے اثر

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّىْٓ اَخَافُ

رہی　اور فرعون نے (اہل دربار سے) کہا کہ مجھ کو چھوڑ دو میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں اور اسکو چاہیئے کہ اپنے رب کو (مدد کے لئے) پکارے

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ

مجھ کو اندیشہ ہے کہ وہ (کہیں) تمہارا دین (نہ) بدل ڈالے یا ملک میں کوئی خرابی (نہ) پھیلا دے۔ اور موسیٰ نے (جب یہ بات سنی تو)

مُوْسٰٓى اِنِّىْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ

کہا کہ میں اپنے اور تمہارے (یعنی سب کے) پروردگار کی پناہ لیتا ہوں۔ ہر خود دماغ شخص (کے شر) سے جو روز حساب پر

بِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿٢٧﴾

یقین نہیں رکھتا ۔

تذکرہ حضرت موسیٰؑ و فرعون

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ ہم نے موسیٰؑ کو اپنے احکام اور واضح دلیل یعنی معجزہ دے کر فرعون اور ہامان[1] اور قارون کے پاس بھیجا تو انھوں نے کہا موسیٰؑ جادوگر ہے اور جھوٹا ہے معجزے دیکھ کر کہ لاٹھی کا سانپ بنا دیا وغیرہ جادوگر کہا اور آپ نے جو نبوت کا دعویٰ کیا اس دعوے میں آپکو جھوٹا کہا۔　بہرحال جب حضرت موسیٰؑ اللہ کی طرف سے دیا ہوا دین حق لیکر عام لوگوں کے پاس پہونچے تو بجائے اس کے کہ وہ اس دین حق کو قبول کرتے یہ مشورہ کرنا شروع کر دیا کہ جو لوگ ایمان لے آئے ہیں ان کے لڑکوں کو قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو زندہ رکھا جائے یعنی جیسے حضرت موسیٰؑ کے پیدا ہونے سے پہلے کیا تھا ایسا ہی اب دوبارہ کیا جائے تاکہ قوم بنی اسرائیل کی ذلت و توہین ہو انکی تعداد بھی گھٹے اور ان کے دلوں پر ہمارا رعب بھی جم جائے اور انھیں یہ بھی احساس ہو جائے کہ یہ سب آفتیں ہم پر حضرت موسیٰؑ کی وجہ سے آ رہی ہیں اور پھر یہ ان کا ساتھ چھوڑ دیں اسطرح

[1] ہامان فرعون کا وزیر تھا اور قارون بنی اسرائیل کا سب سے بڑا مالدار تھا قارون کا مکمل قصہ آسان تفسیر پارہ ۲۰ صہ ۳۵ و صہ ۳۶ پر ملاحظہ فرما لیا جائے۔ ——— محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

موسیٰؑ کی دعوتِ دین فیل ہو جائے گی اور ہم اپنی اس تدبیر سے کامیاب ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اس طرح کی شرانگیز اور بیہودہ تدبیروں سے کیا ہوتا ہے ہم اپنے مومن و مخلص بندوں کی مدد فرما کر مخالفین کے سب منصوبے فیل کر دیتے ہیں بہر حال فرعون اور اسکی قوم نے دین حق کو روکنا چاہا اور حضرت موسیٰؑ کو ذلیل کرنا چاہا مگر اللہ تعالیٰ نے انکی تمام کوششوں اور تدبیروں کو بے اثر اور ناکام بنادیا اور دین حق کو فروغ ملا اور حضرت موسیٰؑ اور ان کے ساتھیوں کو عزت عطا ہوئی۔

نوٹ :۔ کسی روایت میں اسکی صراحت نہیں کہ یہ اپنے اس گندے منصوبے پر عمل بھی کر سکے یا نہیں۔

فرعون کو اپنی خدائی کی فکر ہوئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے طریقۂ زندگی اور معجزات وغیرہ دیکھ کر لوگ دین حق قبول کرنے لگے تو فرعون کو اپنی خدائی اور سلطنت کی فکر ہوئی تو اس نے اپنے درباریوں سے کہا مجھے چھوڑ دو تاکہ میں موسیٰؑ کو قتل کر ڈالوں اور موسیٰؑ کو چاہیئے کہ وہ میرے مقابلہ میں اپنے رب کی مدد کو پکارے اور اے لوگو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں فساد برپا کر ڈالے۔

فرعون کی اس گفتگو کے طرز سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ بھی حضرت موسیٰؑ سے خائف ہو چکا تھا اور یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ درباریوں کا موسیٰؑ کے قتل کا مشورہ نہیں تھا کیونکہ وہ معجزات دیکھ کر ڈر گئے تھے اور سمجھ رہے تھے کہ اگر ہم نے موسیٰؑ کو کوئی اذیت پہونچائی تو اس کا خدا ہم سے ضرور بدلہ لے گا فرعون کے دل میں بھی یہ ڈر تھا اور وہ خوب سمجھ رہا تھا کہ موسیٰؑ کے ساتھ خدائی طاقت ہے ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے مگر اس نے اپنی جھوٹی شان دکھانے کیلئے درباریوں کے سامنے موسیٰؑ کے قتل کا اظہار کیا۔

حضرت موسیٰؑ کو جب ان کے مشورہ کا پتہ چلا تو آپ نے قوم سے فرمایا فرعون اکیلا تو کیا اگر دنیا کے سارے فرعون یعنی ظالم و جابر جو حساب کے دن یعنی قیامت پر یقین نہیں رکھتے جمع ہو جائیں تب بھی میرا اور تمہارا رب ان کے شر سے ہمیں بچانے کیلئے کافی ہے میں اپنے آپ کو اللہ کی پناہ میں دے چکا ہوں وہی میرا حامی و مددگار ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ

اور (اس مجلس مشورہ میں) ایک مومن شخص نے جو کہ فرعون کے خاندان سے تھے (اور اب تک) اپنا ایمان

اقوال و تحقیق

سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ جادوگر اور جھوٹا کہنے کو یہاں تینوں (فرعون^۱، ہامان^۲، قارون^۳) کی طرف منسوب کیا گیا ہے جبکہ قارون جو قوم بنی اسرائیل میں سے تھا اور حضرت موسیٰؑ پر بظاہر ایمان لا چکا تھا اس کا حضرت موسیٰؑ کو ساحر و کذاب کہنا بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتا، اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ قارون اس وقت بھی منافق ہو جھوٹ اپنا ایمان ظاہر کرتا ہو اور حقیقت میں کافر ہی ہو اللہ تعالیٰ جو غیب کو جاننے والے ہیں اس نے یہاں تینوں کی طرف نسبت کر کے قارون کے ایمان کی حقیقت کھول دی کہ یہ مومن نہیں کافر ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ ساحر کہنے والے حقیقت میں فرعون و ہامان ہی ہوں اور تغلیباً قارون کو بھی شامل کر دیا گیا ہو کیونکہ قارون فرعون ہی کے ساتھ رہتا تھا واللہ اعلم بالصواب وعلمہ اتم واحکم ——— محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

إِيمَانَهُۥٓ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَن يَقُولَ رَبِّىَ ٱللَّهُ وَقَدْ جَآءَكُم

پوشیدہ رکھتے تھے کہا کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب

بِٱلْبَيِّنَٰتِ مِن رَّبِّكُمْ ۖ وَإِن يَكُ كَٰذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُۥ ۖ وَإِن

کی طرف سے (اس دعویٰ پر) دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے اور اگر (بالفرض) وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور

يَكُ صَادِقًا يُصِبْكُم بَعْضُ ٱلَّذِى يَعِدُكُمْ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى

اگر وہ سچا ہوا تو وہ جو کچھ پیشین گوئی کر رہا ہے اس میں سے کچھ تو تم پر (ضرور ہی) پڑے گا، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو مقصود تک نہیں

مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ يَٰقَوْمِ لَكُمُ ٱلْمُلْكُ ٱلْيَوْمَ ظَٰهِرِينَ

پہنچاتا جو (اپنی) حد سے گذر جانے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔ اے میرے بھائیو آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس سرزمین میں

فِى ٱلْأَرْضِ فَمَن يَنصُرُنَا مِنۢ بَأْسِ ٱللَّهِ إِن جَآءَنَا ۚ قَالَ

تم حاکم ہو سو خدا کے عذاب میں ہماری کون مدد کرے گا اگر (ان کے قتل کرنے سے) وہ ہم پر آ پڑا فرعون نے (یہ تقریر

فِرْعَوْنُ مَآ أُرِيكُمْ إِلَّا مَآ أَرَىٰ وَمَآ أَهْدِيكُمْ

سن کر جواب میں) کہا کہ میں تو تم کو وہی رائے دوں گا جو خود سمجھ رہا ہوں (کہ ان کا قتل ہی مناسب ہے)

إِلَّا سَبِيلَ ٱلرَّشَادِ ﴿٢٩﴾

اور میں تم کو عین طریق مصلحت بتلاتا ہوں

دربار فرعون میں ایک مومن کی تقریر

فرعون جب حضرت موسیٰ کے قتل کے متعلق مشورہ کر رہا تھا تو ان درباریوں میں ایک ایسا مومن شخص بھی تھا جس نے اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا جب اس کے کان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر پڑا اور اسے معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ حضرت موسیٰ کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ بول اٹھا کیا تم ایک ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ اپنے اس دعوے پر بہت دلائل اور معجزات بھی پیش کر چکا ہے۔ بس جو شخص اپنے دعوے پر ثبوت پیش کرتا ہو ایسے شخص کو قتل کرنا کہاں کا انصاف ہے اور اگر بفرض محال وہ جھوٹا ہی ہو تو اس کا جھوٹ اسی پر پڑے گا اور جس ذات (یعنی اللہ) کی طرف وہ جھوٹ منسوب کر رہا ہے وہ خود اس کو رسوا و ذلیل کرے اس سے جلد بدلہ لے لے گی ہمیں اسکو قتل کرنے کی کیا ضرورت، سنو اللہ تعالیٰ کا اصول ہے کہ وہ اس شخص کو منزل مقصود تک نہیں پہونچنے دیتے جو حد سے گذرنے والا ہو اور بہت جھوٹ بولنے والا ہو

بس ہمیں اپنی فکر کرنی چاہیئے اگر وہ سچا ہوا اور ہم اسکی مخالفت و تکلیف کے درپیش رہے تو ہمیں ضرور اسکی کچھ نہ کچھ سزا بھگتنا پڑے گی آج تمہارے پاس طاقت و سلطنت ہے فوج و لشکر وغیرہ سب کچھ ہے اس کا گھمنڈ و تکبر مت کرو اگر اللہ کے عذاب نے گھیر لیا تو یہ سب چیزیں کچھ کام نہ آئیں گی اس کا عذاب ہمیں رسوا و ذلیل اور تباہ و برباد کرکے رکھ دیگا۔ درباریوں کا مشورہ اور اس مومن شخص کی تقریر سن کر فرعون نے کہا تمہارے مشورہ اور تقریر سے میرے خیالات میں کوئی تبدیلی نہیں آئی جو کچھ میرے نزدیک مناسب و بہتر اور مصلحت ہے وہی تم سے کہہ رہا ہوں ہم سب کی بھلائی اسی میں ہے کہ موسیٰ ؑ کو قتل کرکے اس قصہ ہی کو ختم کردیا جائے۔

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِّثْلَ
اور اس مومن نے کہا صاحبو! مجھ کو تمہاری نسبت اور امتوں کے سے روزِ بد کا

یَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِیْنَ
اندیشہ ہے۔ جیسا قوم نوح ؑ اور عاد اور ثمود اور ان کے بعد والوں

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ یُرِیْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾ وَیٰقَوْمِ اِنِّیْٓ اَخَافُ
(یعنی قوم لوط وغیرہ) کا حال ہوا تھا اور خدا تعالیٰ تو بندوں پر کسی طرح کا ظلم کرنا نہیں چاہتا۔ اور صاحبو! مجھکو تمہاری

عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ ۚ مَا لَکُمْ مِّنَ اللّٰهِ
نسبت اس دن کا اندیشہ ہے جسمیں کثرت سے ندائیں ہوں گی جس روز (موقف حساب سے) پشت پھیر کر (دوزخ کی طرف) لوٹو گے (اور اس وقت)

مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾
تمکو خدا سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا، اور جس کو خدا ہی گمراہ کرے، اس کا کوئی ہدایت کرنیوالا نہیں۔

مومن شخص کی تقریر کا دوسرا حصہ:۔ اس مومن شخص نے جب دیکھا کہ فرعون اپنی رائے پر جما ہوا ہے اور

اقوال و تحقیق

رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ حضرت ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ اس شخص کا نام حزقیل تھا اور بعض دیگر مفسرینؒ نے شمعان فرمایا ہے حضرت حسن اور مقاتل کے قول کے مطابق یہ اللہ والا شخص فرعون کا چچازاد بھائی تھا حضرت موسیٰ ؑ کے معجزات دیکھکر ایمان لے آیا تھا اور بمصلحت اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھا مگر حضرت موسیٰ ؑ کے قتل کے مشورہ کے موقع پر اس سے رہا نہ گیا اور آخر ایمان ظاہر ہوگیا اس سے پہلے بھی یہ حضرت موسیٰ ؑ کی خفیہ مدد اس وقت کرچکے ہیں جب آپ کے ہاتھوں ایک قبطی شخص کا قتل ہوگیا تھا اور دربار فرعون میں قصاص و بدلہ میں حضرت موسیٰ ؑ کے قتل کا فیصلہ ہو رہا تھا اسی بزرگ شخص نے اس واقعہ کی آکر آپ کو اطلاع دی اور مشورہ دیا کہ ملک مصر چھوڑ کر کسی دوسرے ملک چلے جائیں۔

طالب دعا محمد یعقوب غفرلہٗ ولوالدیہ

حضرت موسیٰ کے قتل کے درپے ہے تو اب اپنی تقریر میں شدت پیدا کی اور عرض کیا کہ اگر تم اسی طرح مخالفت و دشمنی پر اڑے رہے تو مجھے سخت اندیشہ ہے کہیں تمہارے ساتھ بھی وہی معاملہ نہ ہو جو تم سے پہلی ان قوموں کے ساتھ ہوا جنھوں نے اپنے رسول کی مخالفت و دشمنی کی جیسے قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود اور ان کے بعد والی وہ قومیں جنھوں نے اپنے رسولوں کی مخالفت کی اللہ نے ان کو سخت سزا دی۔

اور اے میری قوم مجھے ڈر ہے کہیں تم پر چیخ و پکار کا دن نہ آئے۔ شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس دن سے مراد فرعونیوں کا دریا قلزم میں غرق ہونے والا دن ہے اس دن انکی چیخیں نکل رہی تھیں اور ایک دوسرے کو پکار رہے تھے شاید اس اللہ کے ولی کو کشف ہو گیا ہو کہ فرعونیوں پر ایک دن ایسا آنے والا ہے۔

عام مفسرینؒ نے اس دن سے مراد قیامت کا دن لیا ہے کیونکہ اس دن سخت پریشانیوں کی وجہ سے لوگ چیخ و پکار کر رہے ہونگے یعنی اگر پیغمبر خدا حضرت موسیٰ کے ساتھ تمہارا یہی معاملہ رہا تو مجھے ڈر ہے کہ قیامت کے دن تم سخت قسم کی پریشانیوں میں مبتلا ہوگے اس دن تم میدان محشر سے دوزخ کی طرف ہنکائے جاؤ گے اس وقت تم کو اللہ کے عذاب سے کوئی بچانے والا نہیں ہوگا۔

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ
اور اسکے قبل تم لوگوں کے پاس

يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا زِلْتُمْ فِي شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ
یوسف (علیہ السلام) دلائل (توحید و نبوت کے) لے کر آ چکے ہیں۔ سو تم ان امور میں بھی برابر شک ہی میں رہے جو وہ تمہارے پاس

حَتّٰى إِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُولًا كَذٰلِكَ
لیکر آئے تھے، حتیٰ کہ جب اُن کی وفات ہوگئی تو تم لوگ کہنے لگے کہ بس اب اللہ کسی رسول کو نہ بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ

يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ
آپے سے باہر ہو جانے والوں (اور) شبہات میں گرفتار رہنے والوں کو غلطی میں ڈالے رکھتا ہے۔ جو بلا کسی سند کے کہ انکے

اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۭ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ
پاس موجود ہو، خدا کی آیتوں میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں، اس کرکج بحثی سے خدا تعالیٰ کو بھی بڑی نفرت ہے اور

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾
مومنین کو بھی (اور) اسی طرح اللہ تعالےٰ ہر مغرور جابر کے پورے قلب پر مہر کر دیتا ہے۔

مردِ مومن کی اپنی قوم کو دعوتِ حق

مردِ مومن نے اپنی قوم سے عرض کیا کہ اس سے پہلے بھی اہل مصر کے پاس یعنی تمہاری ہی قوم قبط کے پاس حضرت یوسف ؑ کو اللہ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا تھا وہ اپنی قوم کو دین کی دعوت دیتے رہے اور وہ اس کا انکار کرتے رہے اور برابر آپکی نبوت میں شک کرتے رہے اور جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے اور ملک مصر کی سلطنت کا نظام بگڑا تو کہنے لگے حضرت یوسف ؑ کی ذات اس ملک کیلئے کس قدر برکت والی تھی ایسا نبی آئندہ کوئی نہیں آئیگا۔

حضرت یوسف ؑ کے متعلق اس بیان سے اس مردِ مومن کا مقصد یہ تھا اے میری قوم کے لوگو دیکھو ہمارے بڑوں نے حضرت یوسف ؑ کی آپکی موجودگی میں قدر نہ کی انکی نبوت میں شک کیا اور پھر ان کے دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد پچھتائے کہ انکے جانیکے بعد ہم سے ساری ہی نعمتیں چھن گئیں نہ ہم دنیا کے رہے نہ آخرت کے۔

بس سنبھلو کہیں اسی طرح تم کو بھی نہ پچھتانا پڑے بس حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات بابرکت کو غنیمت جانو انکی قدر کرو ان کے بتلائے ہوئے راستہ پر چلو اسی میں تمہاری کامیابی ہے اور بھائی اگر تم اپنے ہی طریقہ پر جمے رہے تو یاد رکھو اللہ تعالیٰ اور اسکے مومن بندے ایسے لوگوں سے بیزار ہیں جو اللہ کے سچے رسول کی نبوت میں شک کرنے والے اور اللہ کی آیات میں بلا سند و ثبوت جھگڑا کرنے والے ہوں اور خوب سمجھ لو جس سے اللہ اور اس کے مومن بندے بیزار ہوں ان سے زیادہ ملعون و بدبخت کون ہوسکتا ہے اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ غرور و تکبر کرنے والوں اور حد سے زیادہ سرکشی کرنے والوں کے دلوں پر مہر لگا دیتے ہیں پھر ان میں حق قبول کرنے کی صلاحیت نہیں رہتی۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝٣٦

اور فرعون نے کہا اے ہامان میرے واسطے ایک بلند عمارت بنواؤ شاید میں آسمان پر جانے کی راہوں تک پہنچ جاؤں۔

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ۭ وَكَذٰلِكَ

پھر (وہاں جاکر) موسیٰ ؑ کے خدا کو دیکھوں بھالوں اور میں تو موسیٰ ؑ کو جھوٹا ہی سمجھتا ہوں اور اسی طرح فرعون کی (ادر)

زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا كَيْدُ

بدکرداریاں بھی اس کو مستحسن معلوم ہوتی تھیں اور (سیدھے) راستہ سے رک گیا اور فرعون کی (ہر) تدبیر

فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝٣٧ ع

غارت ہی گئی ا

فرعون کی سرکشی

فرعون کی سرکشی اور تکبر بیان ہو رہا ہے کہ اس نے وزیر ہامان سے کہا میرے لئے ایک بہت اونچی عمارت بنواؤ تاکہ میں آسمان کے راستوں اور دروازوں تک پہونچکر موسیٰ ؑ کے خدا کو جھانک کر دیکھ

سکوں اور میرا خیال تو یہ ہے کہ موسیٰ اپنے دعویٰ نبوت میں بالکل جھوٹا ہے۔ یہ بات تو فرعون بھی بخوبی جانتا تھا کہ کسی بھی قسم کی عمارت آسمان تک نہیں پہونچ سکتی بس اس نے اپنی قوم کو بیوقوف بنانے کیلئے یہ مکر و فریب کیا، دراصل اس سے وہ اپنی رعایا پر یہ ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ دیکھو میں ایسا کام کرتا ہوں جس سے موسیٰ کا جھوٹ بالکل کھل جائے گا۔ اور پھر کسی صحیح روایت سے یہ ثابت بھی نہیں کہ ایسی کوئی عمارت تعمیر ہوئی یا نہیں البتہ امام قرطبی رحؒ نے لکھا ہے کہ یہ تعمیر کی گئی تھی مگر کچھ بلندی پر پہونچنے کے بعد منہدم ہوگئی۔ بس فرعون کی بداعمالیاں اس کیلئے خوبصورت بنا دی گئی تھیں جس کی وجہ سے وہ اپنے ہر غلط اور برے کام کو اچھا سمجھتا تھا اور ایسے حالات میں راہ حق پر آنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہی تھی بس فرعون ملعون کے جس قدر مکر و فریب اور منصوبے حضرت موسیٰ ؑ کے خلاف تھے وہ الٹے فرعون پر پڑے اور اسکی تباہی کا ذریعہ بنے۔ حضرت موسیٰ ؑ کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

وَقَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ

اور اس مومن نے کہا کہ اے بھائیو! تم میری

اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ۚ﴿۳۸﴾ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ؗ

راہ پر چلو میں تم کو ٹھیک رستہ بتلاتا ہوں اے بھائیو! یہ دنیوی زندگانی محض حظ چند روزہ ہے

وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰٓی

اور اصل ٹھیرنے کا مقام تو آخرت ہے (وہاں جزا کا یہ قانون ہے کہ) جو شخص گناہ کرتا ہے اس کو تو برابر سرابر ہی

اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ

بدلہ ملتا ہے، اور جو نیک کام کرتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ مومن ہو

فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾

ایسے لوگ جنت میں جاویں گے (اور) وہاں بے حساب اُن کو رزق ملے گا۔

مرد مومن کی اپنی قوم کو نصیحت

اے میری قوم تم میرے بتلائے ہوئے راستہ پر چلو یہی ہدایت کا راستہ ہے جس راستہ کو فرعون ہدایت کا راستہ بتلاتا ہے وہ گمراہی کا راستہ ہے۔ میرے بھائیو یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اصل رہنے کی جگہ تو آخرت ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہے بس سمجھداری یہ ہے کہ وہ طریقہ اختیار کیا جائے جس سے آخرت کی زندگی بہتر بنے اور آخرت کی زندگی بہتر بنتی ہے ایمان اور اعمال صالحہ سے، بس جو ایمان لا کر نیک کام کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کو جنت میں داخل کر دیا جائے گا جنت میں ان کو ہر طرح کی نعمتیں بے شمار و بے حساب ملیں گی۔

وَ يٰقَوْمِ مَا لِيْۤ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾

اور اے میرے بھائیو! یہ کیا بات ہے کہ میں تو تم کو (طریق) نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف بلاتے ہو،

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ٘ وَّ اَنَا

(یعنی) تم مجھ کو اس بات کی طرف بلاتے ہو کہ میں خدا کے ساتھ کفر کروں اور ایسی چیز کو اس کا ساجھی بناؤں جس (کے ساجھی ہونے) کی میرے پاس

اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِيْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾ لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِيْۤ اِلَيْهِ لَيْسَ

کوئی بھی دلیل نہیں اور میں تم کو خدائے زبردست خطابخش کی طرف بلاتا ہوں، یقینی بات ہے کہ تم جس چیز (کی عبادت) کی طرف مجھ کو بلاتے ہو وہ نہ تو

لَهٗ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَ لَا فِي الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَنَّ

دنیا ہی میں پکارے جانے کے لائق ہے اور نہ آخرت ہی میں اور (یقینی بات ہے کہ) ہم سب کو خدا کے پاس جانا ہے، اور جو لوگ

الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَاۤ اَقُوْلُ لَكُمْ ط

دائرہ (عبودیت) سے نکل رہے ہیں وہ سب دوزخی ہوں گے، سو آگے چل کر تم میری بات کو یاد کرو گے

وَ اُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ اِلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾ فَوَقٰىهُ

اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، خدا تعالے سب بندوں کا نگران ہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس

اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

(مومن) کو ان لوگوں کی مضر تدبیروں سے محفوظ رکھا۔ اور فرعون والوں پر (مع فرعون کے) موذی عذاب نازل ہوا جس کا

اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِيًّا ج وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ قف

آگے بیان ہے کہ) وہ لوگ (برزخ میں) صبح و شام آگ کے سامنے لائے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہو گی (حکم ہو گا کہ)

اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

فرعون والوں کو (مع فرعون کے) نہایت سخت آگ میں داخل کرو۔

مرد مومن اور فرعون کی داستان کشمکش

مرد مومن نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے عرض کیا یہ بڑی عجیب بات ہے کہ میں تو تمہیں اللہ کے راستہ پر لا کر عذاب الٰہی سے نجات دلانا چاہتا ہوں اور تم الٹے مجھے ہی کفر کے راستہ پر لانے اور دوزخ کی آگ میں دھکیل نے کی فکر میں ہو۔ افسوس تم مجھے کفر و شرک کی طرف بلا رہے ہو اور مجھ سے کہتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کر دوں اور ایسی چیزوں کو اللہ کا ساجھی سمجھوں جن کے ساجھی

ہونے کی میرے پاس کوئی دلیل نہیں اور میں تمہیں اس ذات عظیم کی طرف بلا رہا ہوں جو زبردست طاقت وقوت والی اور اپنے بندوں کی خطائیں بخشنے والی ہے اور تم مجھے جن کی طرف بلا رہے ہو یعنی اللہ کے سوا دوسروں کیطرف وہ اس قابل ہی نہیں کہ انہیں پکارا جائے نہ وہ دنیا میں تمہاری پکار سن کر تمہاری حاجت روائی کر سکتے ہیں اور نہ آخرت میں پکار سن کر تمہیں عذاب الٰہی سے نجات دلا سکتے ہیں۔

اے میری قوم والو مرنے کے بعد ہم سب کو اللہ کے دربار میں حاضری دینی ہے جو لوگ اللہ کے علاوہ کی پرستش کرتے ہیں ان سب کو دوزخ میں جانا پڑے گا آج میری باتیں تمہاری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں مگر بعد میں میری ان باتوں کو یاد کر کے تم پچھتاؤ گے کہ اگر ہم اس شخص کی بات مان لیتے تو آج رسوائی کے عذاب میں مبتلا نہ ہونا پڑتا۔

یہ باتیں سن کر ہو سکتا ہے قوم نے اس مرد مومن کو قتل وغیرہ کی دھمکی دی ہو اس لئے یہ مرد خدا عرض کرتا ہے کہ میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں وہ اپنے سبھی بندوں کا نگران و محافظ ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے اس مرد مومن کو فرعون اور قوم فرعون کی بدترین تدبیروں اور قتل وغیرہ کے گندے منصوبوں سے بچا لیا فرعون اور اسکی قوم کو عذاب الٰہی نے اپنی پکڑ میں لے لیا چنانچہ دنیا میں ان کو غرق کا عذاب دیا گیا کہ فرعون مع اپنی قوم اور عظیم لشکر کے دریائے قلزم میں غرق کر دیا گیا اور آخرت میں قیامت کے بعد ہمیشہ کیلئے جہنم کے دہکتے ہوئے انگاروں میں ان سب کو ڈال دیا جائیگا جیسا کہ اگلی آیت اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ الخ میں فرمایا گیا کہ روزانہ صبح وشام ان کو دوزخ کے سامنے لایا جائیگا جس سے ان پر مسلسل عذاب جہنم کا خوف و دہشت طاری رہے گا اور پھر قیامت کے بعد حساب وکتاب ہو کر انھیں سخت ترین عذاب جو جہنم میں دیا جائیگا مبتلا کر دیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے مروی ہے کہ قوم فرعون کی روحیں سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہو کر روزانہ دو مرتبہ صبح و شام دوزخ کے سامنے کی جاتی ہیں اور ان سے کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانہ ہے (یعنی قیامت کے بعد تم کو ہمیشہ کیلئے اسی جہنم میں رہنا ہے) یہ تو خاص فرعونیوں کیلئے ہے اور باقی تمام بندوں کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا اس کے متعلق بخاری ومسلم شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جب کوئی مر جاتا ہے تو اسکی قیام گاہ صبح وشام اس کے سامنے لائی جاتی ہے اگر وہ جنتی ہوتا ہے تو جنت اسکو دکھائی جاتی ہے اور اگر دوزخی ہوتا ہے تو دوزخ اسکو دکھائی جاتی ہے اور ان سے کہا جاتا ہے قیامت کے بعد تمہارا مستقل ٹھکانہ یہی ہے۔

وَاِذْ يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ

اور جب کہ کفار دوزخ میں ایک دوسرے سے

فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰۗؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ

جھگڑیں گے تو ادنیٰ درجہ کے لوگ (یعنی تابعین) بڑے درجہ کے لوگوں سے کہیں گے کہ ہم (دنیا میں) تمہارے تابع تھے سو کیا

اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝۴۷ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا

تم ہم سے آگ کا کوئی جزو ہٹا سکتے ہو وہ بڑے لوگ کہیں گے کہ ہم سب

إِنَّا كُلٌّ فِيهَا إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ وَقَالَ الَّذِينَ

ہی دوزخ میں ہیں اللہ تعالیٰ بندوں کے درمیان فیصلہ کر چکا - اور (اسکے بعد) جتنے لوگ

فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ

دوزخ میں ہونگے، جہنم کے مؤکل فرشتوں سے (درخواست کے طور پر) کہینگے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے

الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُم بِالْبَيِّنَاتِ ۖ قَالُوا

عذاب ہلکا کردے - فرشتے کہیں گے کہ (یہ بتلاؤ) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے تھے دوزخی کہیں گے

بَلَىٰ ۚ قَالُوا فَادْعُوا ۗ وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿۵۰﴾ ع ۵

کہ ہاں آتے تو رہے تھے فرشتے کہیں گے کہ پھر تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا محض بے اثر ہے -

کافرین کا دوزخ میں جھگڑنا

جب کافرین دوزخ میں داخل کردیئے جائیں گے تو وہاں عذاب کی شدت سے گھبرا کر آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑیں گے چھوٹے درجے کے لوگ بڑے درجے کے لوگوں سے کہیں گے دنیا میں ہم تمہاری تابعداری و فرمانبرداری کیا کرتے تھے آج تم دیکھ رہے ہو ہم اس سخت عذاب میں مبتلا ہیں تو کیا تم اس عذاب کو کچھ کم کرسکتے ہو یعنی جب دنیا میں تم نے ہمیں اپنا پیروکار و تابع بنا رکھا تھا تو آج تمہیں ہماری مدد کرنا چاہیئے -

جواب میں بڑے لوگ کہیں گے ہم سب ہی دوزخ میں ہیں یعنی ہم اپنا عذاب کم کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تو تمہارا عذاب کیا کم کریں گے اللہ تعالیٰ ہر ایک کے جرم کے مطابق آخری فیصلہ فرما چکے ہیں اب اس عذاب سے چھٹکارہ کا کوئی راستہ نہیں ان کے جواب سے مایوس ہو کر اب چھوٹے بڑے سب مل کر دوزخ کے فرشتوں سے بطور درخواست عرض کریں گے تم ہی اپنے رب سے ہمارے لئے سفارش کرکے کسی دن کا عذاب ہلکا کرادو یعنی ہمیں اپنے جرم کا اقرار ہے ہم ایسے تو نہیں کہ ہم سے عذاب ختم کردیا جائے مگر اے فرشتوں تم اللہ کے مقرب ہو اگر تمہارے کہنے سے ہم سے کسی دن کا عذاب ہلکا ہوجایا کرے تو ہمیں کچھ سکون مل جائیگا فرشتے ان سے کہیں گے کیا دنیا میں تمہارے پاس اللہ کے رسول معجزات لیکر نہیں آتے رہے؟ دوزخی کہیں گے ہاں آتے تو رہے مگر ہم نے انکی نہیں مانی فرشتے کہیں گے ہم تو عذاب کے فرشتے ہیں ہمارا تو کام سفارش کرنا نہیں یہ کام تو رسولوں کا ہے اور انکی تم نے مانی نہیں وہی تمہارے لئے کیا سفارش کریں گے بس خود ہی دعا کرلو مگر اب تمہاری دعا بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ یہاں بغیر ایمان کے دعا قبول نہیں ہوتی اور ایمان کا موقع تم کھو چکے ہو کیونکہ ایمان دنیا ہی میں لایا جاسکتا تھا بس اب تمہارے لئے عذاب سے بچنے کا کوئی راستہ نہیں دوزخ ہی میں پڑے چلاتے رہو -

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ
ہم اپنے پیغمبروں کی اور ایمان والوں کی دنیوی زندگانی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس روز بھی جس میں گواہی دینے والے (یعنی

الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ
فرشتے جو کہ اعمال نامے لکھتے تھے) جس دن کہ ظالموں (یعنی کافروں) کو انکی معذرت کچھ نفع نہ دے گی اور ان کے لئے لعنت ہوگی

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾
اور انکے لئے اس عالم میں خرابی ہوگی

آخر فتح مومنین کی ہی ہوگی

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں کہ ہم اپنے رسولوں اور ان کے ماننے والے مومنین کی دنیوی زندگی میں بھی مدد فرماتے ہیں یعنی آخرت میں تو فرماتے ہی ہیں دنیا میں بھی فرماتے ہیں دیکھ لو دلائل و معجزات سے تو انکی مدد ہوتی ہی ہے ظاہری اور مادّی اعتبار سے بھی آخر کار انہی کو عزت و کامیابی ملتی ہے چاہے درمیان میں کتنے ہی نشیب و فراز اور آزمائشیں آئیں انجام کار فتح رسولوں اور مومنوں ہی کو ہوگی چنانچہ سورہ آل عمران رکوع ١۴ میں فرمایا گیا ہے "اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" یعنی تمہیں اعلیٰ و برتر رہوگے (اور کامیابی تمہارے ہی قدم چومے گی) اگر تم (حقیقی) مومن ہوگے، مطلب یہ کہ مومنین کی جو صفات قرآن و حدیث نے بیان فرمائی ہیں اگر وہ صاحب ایمان کے اندر ہونگی تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ فتح و کامیابی انکو نہ ملے۔

اس کے بعد فرمایا اے رسولوں اور مومنوں اس دن بھی ہم تمہاری مدد فرمائیں گے جب فرشتے گواہی دینے کیلئے کھڑے ہوں گے یعنی قیامت کے دن جب فرشتے رسولوں کے متعلق گواہی دیں گے کہ اے اللہ انھوں نے تیرے احکامات اپنی اپنی امتوں کو پہونچا دیئے تھے مگر کافروں نے انکو جھٹلا دیا تھا بس اس دن ان کافرین کا کوئی عذر اور بہانہ کام نہ دیگا کہ ہم اسوجہ سے ایمان نہیں لاسکے وغیرہ اس دن ان پر اللہ کی لعنت و پھٹکار ہوگی اور ان کا ٹھکانہ بُرا ہوگا یعنی جہنم۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا
اور (آپ کے قبل) ہم موسیٰ کو ہدایت نامہ (یعنی توریت) دے چکے ہیں اور پھر ہم نے

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿٥٣﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿٥۴﴾
وہ کتاب بنی اسرائیل کو پہنچائی تھی کہ وہ ہدایت اور نصیحت (کی کتاب) تھی اہل عقل (سلیم) کے لئے

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

سو آپ صبر کیجئے، بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے (اس) گناہ کی (جس کو مجازاً گناہ کہہ دیا) معافی مانگیئے

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ۝۵۵

اور شام و صبح اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے

تفسیر ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم نے موسیٰؑ کو کتاب ہدایت یعنی توریت عطا فرمائی اور پھر اسکا وارث بنی اسرائیل کو بنایا یہ کتاب شمع ہدایت و نصیحت ہے عقلمندوں اور سمجھداروں کیلئے۔ اللہ تعالیٰ نے جسطرح حضرت موسیٰؑ اور انکی قوم کو آخرکار کامیابی عطا فرمائی اور آپکے مخالف فرعون اور اسکی قوم کو رسوا و ذلیل کیا اسی طرح اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپکی اور آپکے ماننے والوں کی یقیناً مدد کی جائیگی آپ کامیاب ہونگے اور آپکے مخالفین ناکام ہوں گے آپ توبہ و استغفار کرتے رہیئے اور صبح و شام برابر اللہ کی تسبیح و تحمید کرتے رہیئے تاکہ آپ کے ماننے والے بھی یہی طریقہ اختیار کریں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ

(اور) جو لوگ بلا کسی سند کے کہ انکے پاس موجود ہو، خدائی آیتوں

بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ

میں جھگڑے نکالا کرتے ہیں، ان کے دلوں میں نری بڑائی (ہی بڑائی) ہے کہ وہ اس تک کبھی پہنچنے

بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۵۶

والے نہیں۔ سو آپ اللہ کی پناہ مانگتے رہیئے بیشک وہی ہے سب کچھ سننے والا سب کچھ دیکھنے والا

تفسیر ان آیات میں ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کی آیات جیسے توحید باری تعالیٰ، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا پیغمبروں کے معجزات وغیرہ میں خواہ مخواہ بلا کسی سند و دلیل کے جھگڑتے ہیں اور ان عقائد کو نہ ماننے کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کے اندر بڑائی اور تکبر ہے جو ان کو حق کے سامنے جھکنے اور رسول کا اتباع کرنے سے روکتا ہے وہ چاہتے ہیں

اقوال و تحقیق وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ ،، استغفار کا حکم آپ کو دے کر درحقیقت آپکی امت کو استغفار کی طرف متوجہ کیا گیا ہے گویا کہ آیت کے اس ٹکڑے میں مخاطب آپکو کیا گیا ہے اور حکم آپ کی امت کو دیا گیا ہے

محمد یعقوب غفرلہ، ولوالدیہ

کہ ہم رسول سے اونچے ہو کر رہیں (اور ان) پر غالب رہیں مگر اللہ تعالیٰ (انکی یہ خواہش) کبھی پوری نہ ہونے دیگا وہ مغلوب ہی رہیں گے اللہ انکو رسوا و ذلیل کرے گا۔
اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ انکی شرارتوں سے اللہ کی پناہ طلب کیجئے وہی انکی شرارتوں سے آپ کو محفوظ رکھے گا بلا شبہ وہ سب کچھ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ
بالیقین آسمانوں اور زمین کا (ابتداءً) پیدا کرنا آدمیوں کے (دوبارہ) پیدا کرنے کی نسبت بڑا کام ہے ولیکن اکثر آدم (ی)

النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ
(اتنی بات) نہیں سمجھتے - اور بینا نابینا اور (ایک) وہ لوگ جو

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِىْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾
ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اور (دوسرے) بدکار باہم برابر نہیں ہوتے تم لوگ بہت ہی کم سمجھتے ہو

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
قیامت تو ضرور ہی آکر رہے گی اس (کے آنے) میں کسی طرح کا شک ہے ہی نہیں مگر اکثر لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِىْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ
نہیں مانتے - اور تمہارے پروردگار نے فرما دیا ہے کہ مجھ کو پکارو میں تمہاری درخواست قبول کروں گا جو

الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ ع
لوگ (صرف) میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب (مرتے ہی) ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہونگے

مرنیکے بعد انسان کو دوبارہ پیدا کیا جائیگا

یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ بلا شک و شبہ آسمان و زمین کا پیدا کرنا انسان کے پیدا کرنے کے مقابلہ میں بہت عظیم کام ہے مشرکین بھی اسکو مانتے ہیں کہ آسمان و زمین کو اللہ نے پیدا کیا ہے بس جس ذات نے اتنے بڑے آسمان و زمین پیدا کر دیئے اس کیلئے انسان کو پہلی بار یا مرنیکے بعد دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے مگر تعجب ہے کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو اس بات کو نہیں مانتے کہ اللہ تعالیٰ مرنیکے بعد انسان کو دوبارہ پیدا کرے گا۔
اس کے بعد ارشاد ہے کہ ایک شخص اندھا ہے جس کو علم دین کی روشنی حاصل نہیں جسکی وجہ سے اسکو حق کا راستہ نظر نہیں آیا اور دوسرا شخص آنکھوں والا ہے جس کو علم دین کی روشنی حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ حق کے راستہ پر چلتا ہے

فمن اظلم

کیا یہ دونوں شخص برابر ہو سکتے ہیں؟ اور اسی طرح نیکو کار مومن اور بدکار کافر برابر ہو سکتے ہیں ہرگز نہیں! بس قیامت جو بلاشک و شبہ ضرور آئیگی اس دن ان دونوں کا فرق معلوم ہو جائیگا جب ان میں ایک طبقہ کو جنت میں اور دوسرے کو دوزخ میں داخل کر دیا جائیگا۔

ان آیات کے اخیر میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے میرے بندو اپنی ضروریات میں تم مجھے پکارو[1] (میرے غیر کو نہیں) میں تمہاری درخواست قبول کروں گا تمہارا کام بنا دوں گا اور یاد رکھو جو لوگ میری عبادت سے (میری طرف متوجہ ہونے اور مجھ سے دعا مانگنے سے) بوجہ غرور و تکبر کے اعراض کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل کر دیئے جائیں گے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے (نفع کے) لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور اسی نے دن کو (دیکھنے کے لئے) روشن

اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

بنایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کا لوگوں پر بڑا ہی فضل ہے و لیکن اکثر آدمی (ان نعمتوں کا)

لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿٦١﴾ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا

شکر نہیں کرتے۔ یہ اللہ ہے تمہارا رب وہ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اس کے سوا کوئی

هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ الَّذِیْنَ

لائق عبادت نہیں سو (بعد اثبات توحید کے) تم لوگ شرک کر کے کہاں الٹے چلے جا رہے ہو اسی طرح وہ

كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾

(پہلے) لوگ بھی الٹے چلا کرتے تھے جو اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے۔

تفسیر ارشاد ہے کہ اے لوگو اللہ نے تمہارے فائدے کیلئے رات بنائی تاکہ اسکی تاریکی اور ٹھنڈ میں اپنی نیند پوری کر کے راحت و آرام حاصل کر سکو اور دن کو روشنی والا بنایا تاکہ تم اس میں آسانی سے روزی حاصل کر سکو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بہت ہی فضل و کرم فرماتے ہیں اللہ ہی سب چیزوں کو پیدا فرماتا ہے بس جب اللہ تعالیٰ اتنی زبردست قدرت والا اور تم پر احسان فرمانے والا ہے تو اے لوگو تم کو صرف اللہ ہی کی بندگی کرنی چاہیئے افسوس تم الٹے چلے جا رہے ہو کہ تمام چیزیں استعمال تو کرتے ہو اللہ کی پیدا کی ہوئی اور پرستش کرتے ہو اس کے غیر کی سنو تم سے پہلے لوگ بھی اسی طرح الٹے چلا کرتے تھے اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کیا کرتے تھے دیکھ لو ان کا انجام کیا ہوا اسکو قرآن کریم نے

[1] اس مضمون دعا کی مکمل تفصیل احقر کی کتاب تقریر ایسے کیجیے حصہ دوم ص۳ تا ص۸ پر ملاحظہ فرمائی جائے۔ محمد یعقوب غفرلہ و لوالدیہ

جگہ جگہ بیان فرمادیا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ

اللہ ہی ہے جس نے زمین کو (مخلوق کا) قرار گاہ بنایا، اور آسمان کو (مثل)

بِنَآءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ

چھت (کے) بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا۔ اور تم کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٤﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ

(بس) یہ اللہ ہے تمہارا رب سو بڑا عالی شان ہے اللہ جو سارے جہان کا پروردگار ہے۔ وہی (ازلی ابدی) زندہ ہے

اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ

والا ہے، اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں سو تم (سب) خالص اعتقاد کر کے اسکو پکارا کرو۔ تمام خوبیاں اسی اللہ کے لئے ہیں، جو

الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٥﴾ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ

پروردگار ہے تمام جہان کا، آپ (ان مشرکوں کو سنانے کے لئے) کہ دیجئے کہ مجھ کو اس سے ممانعت کردی گئی ہے کہ میں (ان شرکاء) کی

دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

عبادت کروں جنکو خدا کے سوا تم پکارتے ہو۔ جبکہ میرے پاس میرے رب کی نشانیاں آچکیں۔ اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں (صرف)

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٦٦﴾

رب العالمین کے سامنے گردن جھکاؤں

اللہ کی قدرت کی نشانیاں

ان آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کی ذات وہ ہے جس نے زمین کو مثل قبہ کے تمہارے رہنے کی جگہ بنایا اور اس کے اوپر مثل چھت کے آسمان بنایا اور پوری مخلوق میں تم کو سب سے اچھی شکل وصورت والا بنایا اور سب سے اچھی صاف ستھری اور عمدہ روزی تمکو عطا فرمائی۔ اے لوگو! اللہ کی ذات تمام خوبیوں والی عظیم الشان ہے وہی سارے جہاں کا پروردگار ہے بس تمکو چاہیئے کہ سچے دل سے صرف اللہ ہی کی بندگی کرو۔

شان نزول

حضرت ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ وغیرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اے محمد تم اپنی بات (یعنی اللہ ہی بندگی کے لائق ہے) کو چھوڑ دو اور اپنے باپ دادا کے طریقہ پر چلو (یعنی بتوں کی پرستش کرو) اس پر یہ آیت قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ الخ نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیا ہے کہ

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ان مشرکین سے فرما دیجئے مجھے ان بتوں کی پرستش سے منع کر دیا گیا ہے جن کو تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو اور آخر میں ان بتوں کی پرستش کیسے کر سکتا ہوں جبکہ توحید و قدرت خداوندی پر میرے پاس واضح دلائل آچکے ہیں بس مجھے تو یہی حکم ہے کہ میں صرف دونوں جہاں کے مالک اللہ جل شانہٗ کی بندگی کروں۔

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ

وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ

نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کر کے (ماں کے پیٹ سے) نکالتا ہے پھر (تم کو زندہ رکھتا ہے)

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ

تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ اور کوئی کوئی تم میں سے پہلے ہی مر جاتا ہے

وَلِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۶۷ هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ

اور تاکہ تم سب (اپنے اپنے) وقت مقرر (مقدر) تک پہنچ جاؤ اور (یہ سب کچھ اسلئے کیا گیا) تاکہ تم لوگ سمجھو۔ وہی ہے جو جلاتا ہے،

۷/۱۲ ع وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۶۸

اور مارتا ہے، پھر جب وہ کسی کام کو (دفعتہً) پورا کرنا چاہتا ہے سو بس اسکی نسبت (اتنا) فرما دیتا ہے کہ ہو جا سو وہ ہو جاتا ہے

انسان کی پیدائش کے مراحل

اللہ کی ذات وہ زبردست قدرت والی ہے جس نے تم کو یعنی تمہاری اصل باپ حضرت آدم ؑ کو پیدا کیا پھر تم کو نطفہ یعنی قطرۂ منی جس کی اصل مٹی ہے سے پیدا کیا جو بعد میں خون کے لوتھڑے کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور پھر اسکو مکمل بچہ بنا کر ماں کے پیٹ سے پیدا کرتا ہے پھر یہ بچہ بچپے سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوتا ہے اور پھر اس کو موت آتی ہے بعض آدمی جوانی یا بوڑھاپے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں. بہرحال ہر ایک کو اپنی مقررہ عمر تک پہونچ کر موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے بس اللہ تعالیٰ پہلے تمکو زندہ کرتا یعنی پیدا کرتا ہے اور پھر موت دیدیتا ہے اور اس کے لئے یہ کام کچھ مشکل بھی نہیں کیونکہ وہ جب کسی چیز کو وجود بخشنا چاہتا ہے تو کُنْ فرما دیتا ہے بس وہ ہو جاتا ہے جب اللہ کے لفظ کُنْ فرمانے سے وہ سب کچھ وجود میں آجاتا ہے جو وہ چاہتا ہے تو اے ناسمجھ انسان مرنے کے بعد تجھے دوبارہ زندہ کرنا اس کیلئے کیا مشکل ہے کچھ بھی نہیں بس ذرا اس پر غور کر سوچ اور سمجھ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝۶۹ اَلَّذِيْنَ

کیا آپ نے ان لوگوں (کی حالت) کو نہیں دیکھا جو اللہ تعالیٰ کی آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں (حق سے) کہاں پھرے چلے جا رہے ہیں۔ جن

كَذَّبُوا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۷۰

لوگوں نے اس کتاب (یعنی قرآن) کو جھٹلایا اور اس چیز کو بھی جو ہم نے اپنے پیغمبروں کو دیکر بھیجا تھا سو ان کو ابھی (یعنی قیامت میں) بہت

اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ۝۷۱ فِي الْحَمِيْمِ ۥ

قریب ہے، معلوم ہوا جاتا ہے۔ جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں ان کو گھسیٹتے ہوئے کھولتے پانی میں لے

ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ۝۷۲ ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

جاوینگے، پھر یہ آگ میں جھونک دیئے جاوینگے۔ پھر ان سے پوچھا جاوے گا کہ (وہ معبود) غیر اللہ کہاں گئے جن کو تم شریک

تُشْرِكُوْنَ ۝۷۳ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا

(خدائی) ٹھیراتے تھے۔ وہ کہیں گے کہ وہ تو سب ہم سے غائب ہو گئے بلکہ ہم اس کے قبل کسی کو

مِنْ قَبْلُ شَيْـــًٔا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۴ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ

بھی نہیں پوجتے تھے اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو غلطی میں پھنسائے رکھتا ہے۔ یہ (سزا) اسکے بدلہ میں ہے

تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۝۷۵ اُدْخُلُوْٓا

کہ تم دنیا میں ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اس کے بدلہ میں ہے کہ تم اتراتے تھے۔ جہنم کے دروازوں

اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۶

میں گھسو (اور) ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہو سو متکبرین کا وہ برا ٹھکانہ ہے (اور جب ان سے اس طرح انتقام لیا جاویگا)

اللہ کے احکامات کو جھٹلانیکا انجام

ارشاد ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو ہماری آیات میں جھگڑے نکالتے ہیں یعنی بلا وجہ ان کا انکار کرتے ہیں بس جن لوگوں نے قرآن کریم کو جھٹلایا اور ان احکامات ومعجزات کو جھٹلایا جو ہمارے پیغمبر لیکر آئے تھے انکو اس کے انجام کا پتہ ابھی چل جائیگا یعنی جلد ہی قیامت کے دن انکی گردنوں میں طوق ڈالے جائیں گے اور انہیں زنجیریں پہنا دی جائیں گی اس کا ایک سرا طوق میں ہوگا اور دوسرا سرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا فرشتے انکو گھسیٹے ہوئے کھولتے پانی میں لے جاکر ڈالدیں گے پھر انکو آگ میں پھینک دیا جائیگا اس کے بعد ان سے پوچھا جائیگا آج تمہارے وہ معبود کہاں گئے جنکی تم دنیا میں پوجا کرتے تھے اور تم نے انکو اللہ کا شریک قرار دے رکھا تھا آج وہ تمہاری مدد کیوں نہیں کرتے مشرکین کہیں گے وہ تو ہم سے غائب ہو گئے اور سچ بات تو یہ ہے کہ ہم دنیا میں کسی کو پوجتے ہی نہ تھے یعنی حقیقت میں ان کا کوئی وجود ہی نہ تھا وہ تو ایک تصوری یا ہاتھوں سے بنائے ہوئے تھے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ جب وہ آج ہماری کچھ مدد نہیں کر رہے ہیں تو ان کا ہونا نہ ہونے کے برابر ہے

گویا کہ وہ ہم سے غائب ہیں جیسے تھے ہی نہیں۔ اس کے بعد ان سے کہا جائیگا کہ تم دنیا میں بڑی خوشیاں مناتے پھرتے تھے غرور و تکبر کرتے اور اکڑتے پھرتے تھے آج اسکی سزا بھگتو اور اب ہمیشہ جہنم میں پڑے رہو جو برا ٹھکانہ ہے۔

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

تو آپ (چندے) صبر کیجئے بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ پھر جس (عذاب) کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں، اس میں سے کچھ تھوڑا سا

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

(عذاب) اگر ہم آپ کو دکھلادیں۔ یا اسکے نزول کے قبل ہی ہم آپ کو وفات دے دیں سو ہمارے ہی پاس ان کو آنا ہوگا۔ اور ہم نے

رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ

آپ سے پہلے بہت سے پیغمبر بھیجے جن میں سے بعضے تو وہ ہیں کہ ان کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعضے وہ ہیں جن کا ہم نے

لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

آپ سے قصہ بیان نہیں کیا، اور (اتنا امر سب میں مشترک ہے کہ) کسی رسول سے یہ نہ ہو سکا کہ کوئی معجزہ بدون اذنِ الٰہی کے

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ

ظاہر کر سکے پھر جس وقت اللہ کا حکم (نزول عذاب کے لئے) آوے گا ٹھیک ٹھیک فیصلہ ہو جاوے گا، اور

هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿٧٨﴾ ع

اس وقت اہل باطل خسارہ میں رہ جاوینگے۔

احکامِ الٰہی کو جھٹلانیوالوں پر عذاب کا آنا یقینی ہے

پچھلی آیات میں اللہ و رسول اور قرآن کے نہ ماننے والوں کا انجام بیان کر کے ان آیات میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ فکرمند نہ ہوں جب ان کافرین و مشرکین کے سامنے سب کچھ کھول کر رکھ دیا گیا اور یہ پھر بھی نہیں مانتے تو اللہ نے ان سے جو عذاب کا وعدہ کیا ہے آپ اس کا انتظار کیجئے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے یہ عذاب ان پر آپکی زندگی میں بھی آسکتا ہے جیسے جنگ بدر، فتح مکہ وغیرہ میں ہوا اور آپکی وفات کے بعد بھی، بہرحال یہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے آخرکار انکو مرنے کے بعد ہمارے ہی پاس آنا ہے اس وقت انکو ان کے کئے کی پوری پوری سزا دیدی جائیگی۔

اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ہیں کچھ کا قصہ ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے کچھ کا نہیں (یہ اللہ کی اپنی مصلحت ہے) اس کے بعد فرمایا کہ تمام رسول ہمارے حکم کے تابع ہیں اپنی مرضی سے معجزہ دکھانا کسی کو عذاب دینا وغیرہ ان کے بس میں نہیں بس جس وقت عذاب ہونے کا حکم اللہ کی طرف سے ہو جائیگا خواہ دنیا میں یا آخرت میں تو اس وقت منصفانہ فیصلہ کر کے باطل پرست اور منکرین و مشرکین کو ذلت و رسوائی اور ناکامی کا منہ دیکھنا پڑیگا اور رسولوں اور انکے ماننے والوں کو

منزل ۶

سرخ روئی اور کامیابی نصیب ہو گی ۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے مواشی بنائے تا کہ ان میں بعض

مِنْهَا وَ مِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَیْهَا

سے سواری لو اور ان میں بعض ایسے ہیں کہ ان کو کھاتے بھی ہو۔ اور تمہارے لئے ان میں اور بھی بہت فائدے ہیں

حَاجَةً فِیْ صُدُوْرِكُمْ وَ عَلَیْهَا وَ عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾

اور (اس لئے بنائے) تا کہ تم ان پر اپنے مطلب تک پہنچو جو تمہارے دلوں میں ہے اور ان پر (بھی) اور کشتی پر بھی لدے پھرتے ہو

وَ یُرِیْكُمْ اٰیٰتِهٖ فَاَیَّ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿۸۱﴾ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا

اور ان کے علاوہ تمکو اپنی اور بھی نشانیاں دکھلاتا رہتا ہے سو تم اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نشانیوں کا انکار کرو گے کیا ان لوگوں نے ملک میں

فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

چل پھر کر نہیں دیکھا کہ جو (مشرک) لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا کیسا انجام ہوا

كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَ اَشَدَّ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِی الْاَرْضِ فَمَا اَغْنٰى

(حالانکہ) وہ لوگ ان سے زیادہ تھے اور قوت میں اور نشانیوں میں (بھی) جو کہ زمین پر چھوڑ گئے ہیں بڑھے ہوئے تھے

عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۸۲﴾

سو ان کی زیہ تمام تر کمائی ان کے کچھ بھی کام نہ آئی

احسان خداوندی

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ کس قدر عظیم احسان ہے کہ اس نے مختلف قسم کے جانور پیدا فرمائے انہیں سے کچھ تو انسان کی سواری کے کام آتے ہیں اور کچھ کھانے کے کام آتے ہیں اور بھی بہت سے فائدے ان سے حاصل ہوتے ہیں جیسے انکی کھال بال اور اون کو انسان اپنے بہت سے کاموں میں لاتا ہے اے لوگو تم خشکی میں جانوروں پر سفر کر کے اور دریاؤں میں کشتی پر سفر کر کے اپنے دینی و دنیوی منافع حاصل کرتے ہو دیکھو کشتی کس طرح دریا کے سینے کو چیرتی ہوئی دوڑی چلی جاتی ہے بس اللہ تعالیٰ تم کو اپنی قدرت کی مختلف نشانیاں دکھاتے ہیں آخر تم کون کونسے نشان قدرت کا انکار کرو گے اور اے اللہ کی قدرت و توحید کا انکار کرنے والو کیا تم نے اپنے ملک میں گھوم کر نہیں دیکھا کہ جو تم سے پہلے شرک کرنیوالے تھے ان کا کیا انجام ہوا جبکہ وہ لوگ تم سے تعداد میں بھی زیادہ تھے اور طاقت

وقدرت میں بھی بڑھے ہوئے تھے دیکھ لو انکی عمارات کیسی بلند و مستحکم ہوتی تھیں وہ پہاڑوں میں کیسے مضبوط و خوبصورت محلات بناتے تھے آج بھی تم انکی الٹی ہوئی بستیاں دیکھ سکتے ہو بس انکی یہ تمام ترقیاں کچھ کام نہ آئیں اور نہ یہ چیزیں انکو اللہ کے عذاب سے بچا سکیں۔

فَلَمَّا جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ

غرض جب اُن کے پیغمبر ان کے پاس کھلی دلیلیں لیکر آئے،

فَرِحُوۡا بِمَا عِنۡدَهُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ وَحَاقَ بِهِمۡ مَّا كَانُوۡا بِهٖ

تو وہ لوگ اپنے (اس) علم (معاش) پر بڑے نازاں ہوئے جو ان کو حاصل تھا اور ان پر وہ عذاب آپڑا جس کے

يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۸۳﴾ فَلَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗ وَ

ساتھ تمسخر کرتے تھے۔ پھر جب اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے (اب) ہم خدائے واحد پر ایمان لائے اور

كَفَرۡنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشۡرِكِيۡنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمۡ يَكُ يَنۡفَعُهُمۡ اِيۡمَانُهُمۡ

ان سب چیزوں سے ہم منکر ہوئے جن کو ہم اسکے ساتھ شریک ٹھہراتے تھے۔ سو اُن کو ان کا یہ ایمان لانا نافع نہ ہوا، جب

لَمَّا رَاَوۡا بَاۡسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِىۡ قَدۡ خَلَتۡ فِىۡ عِبَادِهٖ ۚ وَ

اُنہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا اللہ تعالیٰ نے اپنا یہی معمول مقرر کیا ہے جو اسکے بندوں میں پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے، اور

خَسِرَ هُنَالِكَ الۡكٰفِرُوۡنَ ﴿۸۵﴾

اس وقت کافر خسارہ میں رہ گئے

ع ۱۴ ۹

انبیاءؑ کو جھٹلانے کا انجام جب ان مشرکین و منکرین کے پاس اللہ کے رسول توحید و قدرتِ خداوندی کے واضح دلائل لیکر تشریف لائے تو انھوں نے اپنے علم کو جو مادی، دنیوی اور ظاہری ترقی کا انھیں حاصل تھا اس کے مقابلہ میں انبیاء علیہم السلام کے علم کو حقیر سمجھا اور انبیاء کو جھٹلادیا تو انبیاء نے انکو اللہ کے عذاب سے ڈرایا انھوں نے اس عذاب کا مذاق اڑایا اور جب اللہ نے وہ عذاب ان پر نازل فرمادیا اور اسکو انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تو کہنے لگے ہم ایک اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ پر ایمان لاتے ہیں اور ان تمام چیزوں کا انکار کرتے ہیں جن کو ہم نے اللہ کے شریک قرار دے رکھا تھا مگر انکا یہ ایمان قبول نہ ہوا کیونکہ عذاب سامنے آجانیکے بعد ایمان قابل قبول نہیں۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہمیشہ سے یہی ہوتا آیا ہے کہ جب ہمارے پیغمبر دین کی دعوت دیتے ہیں اور نہ ماننے پر ہمارے عذاب سے ڈراتے ہیں تو منکرین ہمارے عذاب کا مذاق اڑاتے ہیں اور جب ہمارا عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں تو

پھر اپنی غلطی کا اقرار کر کے توبہ کرتے ہیں اور ایمان قبول کرتے ہیں مگر ہم عذاب سامنے آجانیکے وقت کا ایمان قبول نہیں کرتے
اور انجام کار وہ تباہ و برباد ہو جاتے ہیں ۔

سُوْرَۃُ حٰمٓ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ وَّھِیَ — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰیَۃً وَّسِتُّ رُکُوْعَاتٍ
سورۂ حم سجدہ مکہ میں نازل ہوئی — شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں — اسمیں چون آیتیں اور چھ رکوع ہیں

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﴿۲﴾ کِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰیٰتُہٗ
حم — یہ کلام رحمن رحیم کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے — یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں صاف صاف

قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ﴿۳﴾ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَکْثَرُھُمْ
بیان کی گئی ہیں یعنی ایسا قرآن ہے جو عربی (زبان میں) ہے — ایسے لوگوں کے لئے (نافع ہے) جو دانشمند ہیں۔ بشارت دینے والا ہے اور نہ ماننے والوں

فَھُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۴﴾ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْٓ اَکِنَّۃٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ
کیلئے) ڈرانے والا ہے۔ سو اکثر لوگوں نے (اس سے) روگردانی کی پھر وہ (بوجہ اعراض کے) سنتے ہی نہیں — اور وہ لوگ کہتے ہیں کہ جس بات کی طرف آپ ہم کو بلاتے

وَفِیْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَبَیْنِکَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ﴿۵﴾ الثلثۃ
ہیں ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ (لگ رہی) ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان میں ایک حجاب ہے سو آپ اپنا کام کئے — جائیے ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔

قرآن صحیفۂ رحمت و ہدایت

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بہت ہی بڑی مہربانی اور رحمت ہے جو انکی ہدایت کیلئے ایسی عظیم الشان اور بے مثال کتاب نازل فرمائی ہے جسمیں مضامین کو واضح طور پر یکجا بھی بیان کیا گیا ہے اور توحید، رسالت، عقائد، احکام و قصص وغیرہ ہر ایک مضمون کو الگ الگ بھی بیان کیا گیا ہے اور مثالوں سے سمجھایا گیا ہے ۔ اس عظیم کتاب کو اللہ تعالیٰ نے عربی زبان میں نازل فرمایا ہے تاکہ اس کے اولین مخاطب قریش عرب اسکو آسانی سے سمجھ سکیں اور پھر دوسروں کو اچھی طرح سمجھا سکیں مگر قرآن کے اسقدر واضح ہونیکے باوجود اس سے وہی لوگ فیض حاصل کرتے ہیں جنہیں سچی طلب ہو اور عقل و سمجھ ہو ۔

اس قرآن کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ یہ اپنے ماننے والوں کو جنت کی خوشخبری سناتا ہے اور نہ ماننے والوں کو عذاب جہنم سے ڈراتا ہے افسوس ان تمام باتوں کے باوجود قریش اور عرب کے اکثر لوگوں نے قرآن کو ماننے سے انکار و اعراض کیا اور اس کو سننا تک گوارہ نہ کیا بلکہ جب ان کو قرآن سنایا جاتا ہے تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے دل غلاف میں بند ہیں اور ہمارے کانوں میں ڈاٹ ہے یعنی جو قرآن آپ ہمیں سنانا چاہتے ہیں اسکی آواز ہمارے کان تک نہیں پہونچتی کیونکہ ہمارے کانوں میں ڈاٹ لگی ہوئی ہے اور اگر قرآن کسی طرح ہمارے کان تک پہونچ بھی جائے تو پھر اسے ہمارے دل قبول نہیں کرتے کیونکہ ہمارے دل غلاف میں بند ہیں حاصل یہ کہ آپ کتنی ہی کوشش کرلیں مگر ہم نہ قرآن کو سنیں گے اور نہ اس پر

عمل کریں گے اور اس سے بھی بڑھ چڑھ کر انھوں نے یہ بات کہی کہ بس آپ اپنے دین پر قائم رہیئے ہم اپنے دین پر قائم رہیں گے اور ایک تفسیر اسکی یہ کی گئی ہے کہ آپ اپنے مشن (دین) کی تبلیغ کیجئے اور ہم اسکو ناکام کرنیکی تدبیریں کرتے رہیں گے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ

آپ فرما دیجئے کہ میں بھی تم ہی جیسا بشر ہوں، مجھ پر یہ وحی نازل ہوتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی

وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝۶

معبود ہے سو اس (معبود برحق) کی طرف سیدھے باندھ لو اور اس سے معافی مانگو اور ایسے مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝۷ اِنَّ

جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہی رہتے ہیں (اور برخلاف ان کے) جو

٨٧٥ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝۸ ع

لوگ ایمان لے آئے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے (آخرت میں) ایسا اجر ہے جو (کبھی) موقوف ہونے والا نہیں

تفسیر مشرکین عرب کے اس سخت جواب میں کہ "آپ اپنے دین پر قائم رہیئے ہم اپنے طریقہ پر قائم رہیں گے" آپنے بڑی نرمی سے فرمایا اے میری قوم کے لوگو تم کو ایمان پر مجبور کر دینا تو میرے بس کی بات نہیں کیونکہ میں بھی تمہارے ہی جیسا ایک انسان ہوں بس فرق اتنا ہے کہ مجھ پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوتی ہے جسمیں مجھے بتایا جاتا ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہے اور وہ ہے اللہ کی ذات بس فقط اسی کی بندگی کرو اور اپنے گناہوں شرک وغیرہ کی اللہ سے معافی مانگو اسکے بعد مشرکین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ جو لوگ عبادت و بندگی میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک قرار دیتے ہیں اور ضرورتمندوں کو زکوٰۃ و خیرات بھی نہیں دیتے یعنی نہ اللہ کا حق ادا کرتے ہیں اسکی بندگی کرکے اور نہ بندوں کا حق ادا کرتے ہیں انکی ضرورت پوری کرکے۔ اور مرنیکے بعد دوبارہ زندہ ہو کر حساب و کتاب دینے کے بھی قائل نہیں بس ان کیلئے ہلاکت و تباہی ہے اور جہنم ہمیشہ کیلئے ان کا ٹھکانہ ہے۔

بعض مفسرین رح نے یہاں زکوٰۃ کے لغوی معنی پاکیزگی مراد لئے ہیں اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ مشرکین اپنے نفس کو باطل عقائد اور گندے اخلاق سے پاک و صاف نہیں کرتے اس صورت میں وہ اعتراض بھی ختم ہو جائیگا کہ جب مشرکین زکوٰۃ دینے کے مکلف ہی نہیں تو پھر ان سے کیوں کہا جا رہا ہے کہ تم زکوٰۃ نہیں دیتے۔

مشرکین کی بدحالی کا ذکر کرنیکے بعد اب ان آیات کے آخیر میں مومنین کی خوشحالی کا ذکر ہے کہ جو لوگ ایمان لے آئے اور اعمال صالحہ کئے انکو آخرت میں ایسی نعمتیں دی جائیں گی جو کبھی ختم نہ ہونگی۔

بعض مفسرین رح نے اس کا یہ مطلب بیان فرمایا ہے کہ جو بندہ کسی نیک عمل کو پابندی سے کرتا ہے اور پھر بیماری سفر

یا کسی اور مجبوری و معذوری کی وجہ سے نہیں کرپاتا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم فرماتے ہیں کہ اس کے اس عمل کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں اس وقت تک برابر لکھتے رہو جب تک کہ اسکی مجبوری و معذوری دور نہ ہو جائے۔

چنانچہ بخاری شریف میں ابو موسیٰ اشعری رضؓ سے مروی ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (مومن) بندہ جب بیمار ہو جاتا ہے یا سفر کی حالت میں ہوتا ہے تو اس کیلئے ویسے ہی اعمال لکھے جاتے ہیں جیسے وہ حالتِ قیام اور حالتِ صحت میں کیا کرتا تھا

قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَتَجۡعَلُوۡنَ

آپ فرمائیے کہ کیا تم لوگ ایسے خدا (کی توحید) کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو (باوجود اتنی وسعت کے) دو روز میں پیدا کر دیا اور تم اسکے

لَهٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۚ ﴿۹﴾ وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ مِنۡ

شریک ٹھیراتے ہو یہی سارے جہان کا رب ہے اور اس نے زمین میں اس کے اوپر پہاڑ بنا دیئے،

فَوۡقِهَا وَبٰرَكَ فِيۡهَا وَقَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِىۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً

اور اس (زمین) میں فائدہ کی چیزیں رکھ دیں اور اس میں اس (کے رہنے والوں) کی غذائیں تجویز کر دیں۔ چار دن میں (ہوا جو) شمار

لِّلسَّآئِلِيۡنَ ﴿۱۰﴾ ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ

میں (پورے ہیں) پوچھنے والوں کیلئے۔ پھر آسمان (کے بنانے) کی طرف توجہ فرمائی اور وہ (اس وقت) دھواں سا تھا سو اس سے اور زمین

لِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰٮهُنَّ

سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی سے ، دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں۔ سو دو روز میں

سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا

اس کے سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب اپنا حکم (فرشتوں کو) بھیج دیا اور ہم نے

السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَحِفۡظًا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ﴿۱۲﴾

اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت دی اور (استراق شیاطین سے) اس کی حفاظت کی یہ تجویز ہے (خدائے) زبردست واقف الکل کی

آسمان و زمین وغیرہ کو چھ دن میں پیدا کیا گیا

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مشرکین و کافرین سے کہہ دیجئے کیا تم ایسے خدا کی توحید کا انکار کرتے ہو جس نے اسقدر لمبی چوڑی زمین کو دو دن میں[1] پیدا کر دیا اور زمین پر پہاڑ بنائے جو زمین کیلئے میخوں کا کام دیتے ہیں اسکو ہلنے نہیں دیتے ورنہ زمین مثل ہنڈولے کے ہلتی رہتی

---

[1] اس مضمون کی مزید تفصیلات سورہ بقرہ آیت ۲۹ آسان تفسیر آلمٓ جز اول صـ۳۸ تا صـ۴۰ پر ملاحظہ کی جائے۔ محمد یعقوب عفرلہٗ ولوالدیہ

اوراس پر رہنا سہنا کھیتی وباغبانی کرنا سب دشوار ہوجاتا اوراس زمین میں تمہارے فائدے کی چیزیں رکھ دیں جن کو تم اپنی ضرورت کے اعتبار سے نکالتے رہتے ہو چنانچہ انسان جتنی بھی چیزیں استعمال کرتا ہے وہ تمام زمین ہی سے نکالی ہوئی ہیں ایک چیز بھی ایسی نہیں جو اس نے بغیر زمین کے دیئے بنالی ہو یہ سب اللہ تعالیٰ نے چار دن کے برابر وقت میں بنادیا یعنی دو دن میں زمین اور دو دن میں پہاڑوں اور جو کچھ ان میں نفع کی چیزیں معدنیات پانی کے چشمے وغیرہ ہیں کو پیدا فرمایا بس جو آپ سے پوچھے تو اس سے فرمادیجئے یہ کل چار دن میں ہوا جیسا کہ یہودیوں نے آپ سے سوال کیا تھا۔

زمین وپہاڑ وغیرہ کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ آسمان کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ اس وقت دھواں سا تھا یعنی آسمان کا میٹریل جو زمین کی موجودہ صورت سے پہلے بن چکا تھا وہ دھویں کی شکل میں تھا بس دو دن کے برابر وقت میں اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنادیئے اس طرح آسمان وزمین اور پہاڑ وغیرہ کو چھ دن میں مکمل کردیا اور پھر آسمان وزمین سے فرمایا کہ تمہیں ہماری اطاعت وفرمانبرداری تو ضرور کرنی ہے خواہ خوشی سے کرو یا زبردستی ان دونوں نے عرض کیا اے اللہ العلمین ہم آپکی اطاعت خوشی بخوشی کریں گے اور اطاعت حضرت ابن عباس رضؓ کے قول کے مطابق یہ تھی کہ میں نے بندوں کے لئے جو منافع اور فائدے تم دونوں کے اندر پیدا کئے ہیں انکو ظاہر کردو حضرت ابن عباس رضؓ نے یہ بھی فرمایا کہ اللہ نے آسمان کو حکم دیا اپنے سورج چاند اور ستاروں کو نمودار کر اور اے زمین تو اپنے اندر دریاؤں کو جاری کر اور درختوں اور پھلوں کو نکال اور جس آسمان کے متعلق جو حکم تھا وہ کردیا یعنی چونکہ ساتوں آسمانوں پر فرشتے آباد ہیں اسلئے ہر آسمان کے فرشتوں کو جو حکم کرنا مناسب تھا وہ حکم ہر ایک آسمان کے فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے کردیا اور پھر فرمایا کہ ہم نے اس قریب والے آسمان کو ستاروں سے زینت بخشی دیکھئے رات کے وقت ان چمکتے ہوئے ستاروں سے آسمان کسقدر بارونق ہوجاتا ہے اور پھر آسمان کو کس قدر محفوظ کردیا کہ وہاں تک کسی کی رسائی اور پہونچ نہیں ہوتی شیاطین کو آسمانی خبریں چوری کرنے سے روکنے کیلئے وہاں فرشتوں کا زبردست پہرہ لگادیا گیا ہے یہ نظام ایک زبردست اور باخبر ذات اللہ جل شانہٗ کا قائم کیا ہوا ہے اس میں کوئی خلل اندازی نہیں کرسکتا بس کیا تم ایسی زبردست اور طاقت وقدرت والی ذات کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہو جبکہ اللہ ہی کی ذات دونوں جہاں کی خالق ومالک ہے۔

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً مِّثْلَ صٰعِقَةِ

پھر اگر دلائل توحید سن کر بھی یہ لوگ (توحید سے) اعراض کریں تو آپ کہہ دیجئے کہ میں تم کو ایسی آفت سے ڈراتا

عَادٍ وَّثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ

ہوں جیسی عاد وثمود پر (شرک وکفر کی بدولت) آفت آئی تھی جبکہ انکے پاس انکے آگے سے بھی اور انکے پیچھے سے بھی پیغمبر

خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً

آئے کہ بجز اللہ کے اور کسی کو مت پوجو انہوں نے جواب دیا کہ اگر ہمارے پروردگار کو (یہ) منظور ہوتا

فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝١٤

(کہ کسی کو پیغمبر بنا کر بھیجے) تو فرشتوں کو بھیجتا سو ہم اس (توحید) سے بھی منکر ہیں جسکو دیکر (بزعم خود تم) بھیجے گئے ہو۔

تفسیر اے کفار مکہ اگر تم توحید کے ایسے مستحکم دلائل سنکر بھی ایمان لانے سے اعراض کرتے ہو تو میں تمہیں ایسے سخت عذاب سے ڈراتا ہوں جیسا قوم عاد و ثمود پر آیا تھا اور یہ عذاب ان پر اس وقت آیا تھا جب ان کے پاس رسول آگے[1] اور پیچھے سے آئے یعنی رسولوں نے بے پناہ محنت کر کے انکو سمجھایا کہ اللہ کے سوا کسی کو مت پوجو وہ کہنے لگے اگر ہمارے رب کو یہ منظور ہوتا کہ ہمارے پاس اپنا پیغمبر بھیجے تو وہ کسی فرشتے کو اپنا پیغمبر و رسول بنا کر ہمارے پاس بھیجتا بس آپ جو توحید کی دعوت ہمارے پاس لیکر آئے ہیں ہم اس کو نہیں مانتے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ

پھر وہ جو عاد کے

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ

لوگ تھے وہ دنیا میں ناحق کا تکبر کرنے لگے اور کہنے لگے وہ کون ہے جو قوت میں ہم سے زیادہ ہے (آگے جواب ہے کہ) کیا ان کو یہ نظر نہ آیا

الَّذِىْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝١٥

کہ جس خدا نے انکو پیدا کیا وہ ان سے قوت میں بہت زیادہ ہے اور ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ

تو ہم نے ان پر ایک ہوائے تند ایسے دنوں میں بھیجی جو منحوس تھے تاکہ ہم ان کو اس

عَذَابَ الْخِزْىِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى

دنیوی حیات میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھا دیں اور آخرت کا عذاب اور زیادہ رسوائی کا

وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝١٦ وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى

سبب ہے اور ان کو مدد نہ پہنچے گی۔ اور وہ جو ثمود تھے تو ہم نے ان کو (پیغمبر کے ذریعہ سے) رستہ بتلایا سو انہوں نے

[1] حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ نے فرمایا آگے پیچھے سے مراد جان توڑ کوشش کرنا ہے جیسے کوئی اپنے کسی عزیز کو اگر کسی مصیبت و ہلاکت کی طرف جاتا دیکھے تو وہ کبھی آگے سے آکر اس کو روکتا ہے کبھی پیچھے سے پکڑ کر۔ ——— محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا

گمراہی کو بمقابلہ ہدایت کے پسند کیا، پس ان کو عذاب سراپا ذلت کی آفت نے پکڑ لیا، ان کی بدکرداریوں کی وجہ سے اور ہم نے (اس

يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾

عذاب سے) ان لوگوں کو نجات دی جو ایمان لائے اور (ہم سے) ڈرتے تھے۔

قوم عاد کی تباہی

قوم عاد زمین پر ناحق تکبر کرتی تھی اور جب اسکو عذاب سے ڈرایا گیا تو کہنے لگی طاقت و قوت میں ہم سے کوئی بڑھا ہوا نہیں بس ہم اپنی طاقت سے عذاب کو دفع کر دیں گے ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا انکو معلوم نہیں کہ جس خدا نے انکو پیدا کیا ہے وہ ان سے طاقت میں بہت زیادہ ہے مگر اس کے باوجود بھی جب وہ ہماری آیتوں کا انکار کرتے رہے تو ہم نے ان پر ایک طوفانی آندھی منحوس یعنی مصیبتوں کے دنوں میں بھیجدی صاحب تفسیر مظہری نے لکھا ہے کہ تین سال تک اللہ تعالیٰ نے انکو بارش سے محروم رکھا اور بغیر بارش کے تیز ہوائیں چلتی رہیں۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ طوفانی آندھی ان پر ایک ہفتہ تک مسلط رہی آخر شوال میں بدھ سے شروع ہوا اور بدھ ہی نے دن ختم ہوا بہرحال یہ آندھی ان پر اس لئے بھیجی گئی تھی تاکہ اس دنیوی زندگی میں ہم انکو ذلت و رسوائی کا عذاب چکھائیں اور آخرت کا عذاب جو انکو دیا جائیگا وہ تو بہت ہی ذلت و رسوائی کا ہوگا کہ اولین و آخرین تمام مخلوقات جمع ہونگی اس وقت انکی کرتوتیں سب کے سامنے آئینگی اور یہ مارے ذلت و رسوائی کے سر بھی نہ اٹھا سکیں گے اور اس وقت انکی کوئی مدد کرنیوالا بھی نہ ہوگا یعنی اپنے جن معبودان باطل کے متعلق ان کا عقیدہ تھا کہ یہ ہماری مدد کریں گے آخرت میں وہ بھی کام نہ آئیں گے۔

قوم ثمود کی ہلاکت

اور قوم ثمود کا معاملہ یہ ہوا کہ جب اللہ نے اپنے رسول کے ذریعہ انکو دین حق کا راستہ دکھایا تو انھوں نے اسکو اختیار کرنا پسند نہ کیا بلکہ اس کے مقابلہ میں گمراہی کے راستہ پر چلنا پسند کیا تو بس انکی بدکرداریوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے انکو ذلت آمیز عذاب نے آپکڑا چنانچہ سخت قسم کا زلزلہ آیا جس کے ساتھ ہولناک آواز بھی تھی اس سے ان کے جگر پھٹ گئے اور منہ کے بل گر کر دم توڑ دیئے اللہ نے اپنے فضل سے ان لوگوں کو اس عذاب سے بچائے رکھا جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرے۔

وَيَوْمَ يُحْشَرُ

اور (انکو وہ دن بھی یاد دلایئے) جس دن اللہ کے دشمن

اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ

(یعنی کفار) دوزخ کی طرف جمع کرنے (کے لئے موقف میں) لائے جاویں گے۔ پھر وہ روکے جائیں گے (تاکہ بقیہ بھی آجائیں) یہاں تک

عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٢٠﴾
کہ جب وہ اسکے قریب آجاوینگے تو ان کے کان اور آنکھیں اور ان کی کھالیں ان پر ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ۭ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ
اور (اسوقت) وہ لوگ (متعجب ہوکر) اپنے اعضاء سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف میں کیوں گواہی دی وہ (اعضا) جواب دیں گے کہ ہم

اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٢١﴾
کو اس اللہ نے گویائی دی جس نے ہر (گویا) چیز کو گویائی دی۔ اور اسی نے تم کو اول بار پیدا کیا تھا، اور اسی کے پاس پھر لائے گئے ہو

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَآ
اور تم (دنیا میں) اس بات سے تو اپنے آپ کو چھپا ہی نہ سکتے تھے کہ تمہارے کان اور آنکھیں

اَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُوْدُكُمْ وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ
اور کھالیں تمہارے خلاف میں گواہی دیں و لیکن تم اس گمان میں رہے کہ اللہ تعالےٰ کو تمہارے بہت سے

كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾ وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ
اعمال کی خبر بھی نہیں۔ اور تمہارے اسی گمان نے جو کہ تم نے اپنے رب کے ساتھ

بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾ فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ
کیا تھا تم کو برباد کیا پھر تم (ابدی) خسارہ میں پڑ گئے۔ سو (اس حالت میں) اگر یہ لوگ صبر کریں تب بھی

مَثْوًى لَّهُمْ ۭ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾ وَ
دوزخ ہی ان کا ٹھکانہ ہے اور اگر وہ عذر کرنا چاہیں گے تو بھی مقبول نہ ہوگا۔ اور ہم نے (دنیا میں)

قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاۗءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ
ان کے لئے کچھ ساتھ رہنے والے شیاطین مقرر کر رکھے تھے۔ سو انہوں نے ان کے اگلے پچھلے اعمال ان کی نظر میں

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ
مستحسن کر رکھے تھے۔ اور ان کے حق میں بھی ان لوگوں کے ساتھ اللہ کا قول (یعنی وعدۂ عذاب) پورا ہو کر رہا۔ جو ان سے پہلے

الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢٥﴾ ع ١٧ ٣
جن و انسان (کفار) ہو گزرے ہیں بیشک وہ (سب) بھی خسارہ میں رہے

آخرت میں انسان کے اعضا گواہی دینگے

قیامت کے دن فرشتے اللہ کے دشمنوں یعنی کافرین و مشرکین کو اکٹھا کر کے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور مجرموں کی انکے جرم کے مطابق الگ الگ جماعتیں بنا دی جائیں گی اور جب یہ دوزخ کے قریب پہونچ جائیں گے تو فریاد کریں گے کہ ہم نے تو دنیا میں کوئی برا کام کیا ہی نہیں پھر ہمیں دوزخ میں کیوں بھیجا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے انکے اعضا کی گواہی پیش کی جائے جن کے ذریعہ سے گناہ کئے تھے چنانچہ ہر ایک عضو گواہی دیگا کان کہیں گے تم نے ہمارے ذریعہ فحش باتیں، چغلیں اور گانے و موسیقی وغیرہ سنی تھی آنکھیں بولیں گی تم نے ہمارے ذریعہ نامحرموں اور خواہش بھڑکا دینے والے نظاروں کو خوب دیکھا تھا غرضیکہ اسی طرح ہر ہر عضو وہ سب کچھ بول دے گا جو اس سے کیا گیا تھا جب اپنے ہی اعضا کو اپنے خلاف گواہی دیتا ہوا پائیں گے تو حیران ہو جائینگے

اسوقت کافر و فاسق سخت غصہ کی حالت میں اپنے اعضا کو مخاطب کر کے کہیں گے کمبختو جب ہم زبان سے انکار کر رہے تھے تو تم پر ایسی کیا آفت آئی جو تم نے بولنا شروع کر دیا آخر یہ بولنا تمہیں سکھایا کس نے؟ اعضا جواب دیں گے جس ذات نے ہر بولنے والے کو بولنے کی طاقت و قدرت دی آج اسی نے ہمیں بولنے کا حکم دیا بس جب وہ قادر مطلق ذات بلوانا چاہے تو کس کی مجال ہے کہ نہ بولے۔

اے کافرین و فاسقین کے گروہ دنیا میں تم گناہ کرتے وقت پردہ کیا کرتے تھے مگر یہ پتہ نہ تھا کہ ہاتھ پاؤں وغیرہ سب سن رہے ہیں یہ قیامت کے دن سب کچھ بتا دیں گے بس تمہارے طرز عمل سے تو یوں ظاہر ہوتا تھا گویا تم یہ سمجھتے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے اعمال کی خبر نہیں اسی لئے لوگوں سے چھپ چھپ کر گناہ کیا کرتے تھے بس اللہ کے متعلق اسی گمان نے تم کو یہاں تک پہونچایا ہے اب صبر کرو تو بھی تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے ایسا نہیں کہ صبر کرنیکی وجہ سے تم پر رحم کر دیا جائے جیساکہ عام طور پر دنیا میں ہوا کرتا تھا اور اگر معذرت و توبہ کرو تو بھی تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے کیونکہ اب معذرت و توبہ کا وقت ختم ہوا بس اب تو ہر حال میں تمکو جہنم میں ہی رہنا ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہم نے ان کافرین و مشرکین کے ساتھ رہنے والے کچھ شیاطین مقرر کر رکھے تھے یہ شیاطین ان پر احکامات الٰہی کا انکار کرنیکی وجہ سے مقرر کئے گئے تھے بس انھوں نے مشرکین کی نظر میں اگلے پچھلے اعمال کو بہتر و خوبصورت بنا رکھا تھا اس لئے وہ اس پر جمے رہے۔ اگلے پچھلے اعمال سے مراد دنیا کی چیزیں اور خواہشات کا اتباع کرنا اور آخرت کی زندگی اور قیامت کا انکار کرنا ہے بس اس انکار آخرت کیوجہ سے ان پر اللہ کا وعدۂ عذاب پورا ہو کر رہا اور اسی طرح انسے پہلی والی قوموں پر بھی عذاب الٰہی نازل ہوا جسکی وجہ سے یہ اور وہ دونوں خسارہ میں رہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اور یہ کافر (باہم) یہ کہتے ہیں،

لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

کہ اس قرآن کو سنو ہی مت اور اگر پیغمبر سنانے لگیں تو اسکے بیچ میں غل مچا دیا کرو۔ شاید اس تدبیر سے تم ہی غالب رہو،

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ

سو ہم ان کافروں کو سخت عذاب کا مزہ چکھادیں گے اور ان کو ان کے

اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ

(ایسے) بُرے بُرے کاموں کی سزا دیں گے۔ یہی سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی

النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

یعنی دوزخ ان کے لئے وہاں ہمیشگی کا مقام ہوگا۔ اس بات کے بدلہ میں کہ وہ ہماری آیتوں کا انکار

يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ

کیا کرتے تھے۔ اور (جب مبتلائے عذاب ہوں گے تو) وہ کفار کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو وہ

اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا

دونوں شیطان اور انسان دکھا دیجئے جنہوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا ہم ان کو اپنے پیروں کے تلے ڈال دیں تاکہ

مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

وہ خوب ذلیل ہوں۔

کفّار کا تلاوتِ قرآن کیوقت شور مچانا

کفار مکہ نے جب دیکھا کہ قرآن کا اثر لوگوں پر ہونے لگا ہے تو اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے تم قرآن کو سنو ہی نہیں اور جب کوئی اسے پڑھے تو خوب شور وغل مچانا شروع کردو تاکہ اسکی آواز دب جائے اور لوگ سن ہی نہ سکیں ایسا کرنے سے امید ہے کہ تم ہی غالب وکامیاب رہو گے۔

انکے اس پلان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ قرآن کی طرف دھیان و توجہ نہیں کرتے اور جنھوں نے اسکے نہ ماننے کی ٹھان لی ہے ہم انکو ضرور بالضرور سخت عذاب دیں گے یہ ہمارے دشمن جو ہماری آیتوں کا انکار کر رہے ہیں ہم انکو ہمیشہ کیلئے جہنم میں ڈالدیں گے۔ جب یہ عذاب میں مبتلا کر دیئے جائیں گے تو اللہ تعالیٰ سے فریاد کریں گے الٰہ العٰلمین ہمیں وہ انسان وجن دکھا دیجئے جو ہمیں دنیا میں بہکایا کرتے تھے تاکہ ہم انھیں اپنے پاؤں کے نیچے کچلیں اور ایسا ذلیل کریں جو یاد رکھیں آج ہم انہی کی وجہ سے اس عذاب میں پھنسے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا

جن لوگوں نے (دل سے) اقرار کر لیا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر (اس پر) مستقیم رہے

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا

ان پر فرشتے اتریں گے کہ تم نہ اندیشہ کرو اور نہ رنج کرو اور تم جنت (کے ملنے)

بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي

پر خوش رہو جس کا تم سے (پیغمبروں کی معرفت) وعدہ کیا جایا کرتا تھا اور ہم تمہارے رفیق تھے

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ

دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی رہیں گے۔ اور تمہارے لئے اس (جنت) میں جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا

وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ ط نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾ ع

موجود ہے۔ اور نیز تمہارے لئے اس میں جو مانگو گے موجود ہے۔ یہ بطور مہمانی کے ہوگا غفور رحیم کی طرف سے

رحمتِ خداوندی کے مستحق

جن لوگوں نے اللہ کو اپنا رب تسلیم کر کے اسکی وحدانیت کا اقرار کیا اور پھر اس کے احکامات کے مطابق سیدھے سیدھے زندگی گذاری تو ان پر اللہ کی طرف سے رحمت کے فرشتے اتریں گے یعنی ایسے لوگوں کے پاس موت کے وقت، قبر میں پہونچنے کے وقت، قبر سے اٹھنے کے وقت فرشتے آئیں گے اور انکو ہر طرح سے تسلّی و تشفّی دیں گے اور جنت کی خوشخبری سنائیں گے اور کہیں گے اب ڈرنے اور گھبرانیکی ضرورت نہیں دنیا کے غم و فکر سے تمہیں مکمل چھٹکارا مل چکا ہے جنت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے تم سے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ کیا تھا اسکو آج پورا کر دیا ہے بس اب ہمیشہ عیش و آرام کے ساتھ جنت میں مزے کرو یہاں تمہیں وہ سب کچھ فوری ملیگا جس کی تمہیں خواہش و تمنا ہوگی چنانچہ بیہقی میں حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہیکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم جنت میں پرندہ (کا گوشت کھانے) کی جیسے ہی خواہش کرو گے فوراً ہی وہ بھنے بھنائے (جنتی کے دسترخوان) پر گر پڑیں گے۔ اور اللہ رب العزت کیطرف سے تمہاری مہمانداری کی جائیگی یہ کس قدر عزت و فخر کی بات ہے کہ بندۂ ناچیز کو رب ذوالجلال کی مہمانی نصیب ہو جائے فالحمد للہ
اور فرشتے ان سے یہ بھی کہتے ہیں، ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق و غمگسار رہے اور اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے اور آخرت میں بھی رفیق و ہمدرد رہیں گے وہاں تمہاری شفاعت یا اعزاز و اکرام کا انتظام کریں گے۔

اقوال و تحقیق!

ثُمَّ اسْتَقَامُوْا "استقامت کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا استقامت یہ ہیکہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار نہ دو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہیکہ تم تمام احکام میں اوامر و نواہی پر سیدھے جمے رہو لومڑی کیطرح ادھر ادھر نہ جاؤ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہیکہ تم خالص اللہ کیلئے عمل کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہیکہ ایمان قبول کرنیکے بعد ادائے فرائض پر قائم رہے۔ خلاصہ خلفاء اربعہ کے فرمان کا وہی نکلتا ہے جو ہم اوپر تفسیر میں لکھ چکے ہیں کہ ایمان لا کر احکامات الٰہی کے مطابق مرتے دم تک زندگی گذارے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ
اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور (خود بھی) نیک عمل کرے اور کہے

اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾ وَلَا تَسْتَوِى الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ
کہ میں فرمانبرداروں سے ہوں — اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (بلکہ ہر ایک کا اثر جدا ہے تو آپ

اِدْفَعْ بِالَّتِىْ هِىَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِىْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ
آپ (مع اتباع) نیک برتاؤ سے (بدی کو) ٹال دیا کیجئے - پھر یکایک آپ میں اور جس شخص میں عداوت تھی وہ ایسا ہو جاوے گا

كَاَنَّهٗ وَلِىٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾ وَمَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَ
جیسا کوئی دلی دوست ہوتا ہے - اور یہ بات انہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے مستقل (مزاج) ہیں - اور

مَا يُلَقّٰهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ﴿۳۵﴾ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ
یہ بات اسی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑا صاحبِ نصیب ہے - اور اگر (ایسے وقت میں) آپ کو شیطان

الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۶﴾
کی طرف سے کچھ وسوسہ آنے لگے تو (فوراً) اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا ہے خوب جاننے والا ہے

دعوت و تبلیغ میں صبر سے کام لیا جائے

ارشاد ہے کہ اس شخص سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے یعنی سب سے بہتر اسی شخص کی بات ہو گی جو لوگوں کو اللہ کے ایک ماننے کی دعوت دے اور خود اس پر کاربند رہ کر نیک اعمال کرے۔ اور فخر کے ساتھ اپنی بندگی اور مسلم ہونیکا اعلان کرے۔

دعوت و تبلیغ میں عام طور پر مشکلات و تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر آپکی امت کو تعلیم دی گئی ہے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی بس انسان کو چاہیئے کہ بدی سے بچکر نیکی اختیار کرے اور اسطرح اپنے نیک برتاؤ سے بدی کو ٹال دے یعنی اگر کوئی آپکے ساتھ برائی سے پیش آرہا ہے تو آپ اس کے ساتھ جہاں تک ممکن ہو بھلائی سے پیش آئیں اسطرح باہمی رنجش ختم ہو کر آپس میں گہری دوستی و ہمدردی ہو جائیگی۔

مگر اس طریقہ کو وہی لوگ اختیار کر سکتے ہیں جنہیں برداشت کی طاقت ہو صبر اور حوصلہ سے کام لیں اور جنمیں یہ صفت و خصلت پیدا ہو جائے تو سمجھ لو وہ بڑے ہی خوش نصیب ہیں اور اگر ایسے وقت میں شیطان کوئی وسوسہ ڈالے مثلاً شیطان دل میں یہ بات ڈالے کہ تو اس سے کمزور تو نہیں جو اسکی غلط بات سن رہا ہے بڑھ کر جواب دے" تو ایسے وقت میں اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ تمہاری دعا کو سننے والا اور تمہاری نیت کو جاننے والا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا

اور منجملہ اس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے رات اور دن ہے اور سورج ہے اور چاند ہے (اے لوگو) تم نہ

لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ

سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو اور (صرف) اس خدا کو سجدہ کرو جس نے ان (سب) نشانیوں کو پیدا کیا

كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝٣٧ فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ

اگر تم کو خدا کی عبادت کرنا ہے - پھر اگر یہ لوگ تکبر کریں تو جو فرشتے آپ کے رب

رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ۝٣٨

کے مقرب ہیں وہ شب و روز اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور وہ (اس سے ذرا) نہیں اکتاتے ،

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا

اور منجملہ اس کی (قدرت و توحید کی) نشانیوں کے ایک یہ ہے کہ (اے مخاطب) تو زمین کو دیکھتا ہے کہ دبی دبائی پڑی ہے

الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ

پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ ابھرتی ہے اور پھولتی ہے (اس سے ثابت ہوا کہ) جس نے اس زمین کو زندہ کر دیا

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝٣٩

وہی مردوں کو زندہ کر دے گا بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

قدرتِ خداوندی کی نشانیاں

اللہ کی توحید و قدرت کی بے شمار نشانیوں میں سے رات دن اور چاند و سورج بھی ہیں جن سے ظاہر ہے کہ ان کو بنانیوالی کوئی بہت ہی عظیم قدرت والی ذات ہے بس حقیقت میں وہی عبادت و بندگی کی مستحق ہے چاند و سورج تو اللہ کی مخلوق اور اسکے محکوم ہیں یہ کسی بھی طرح بندگی کے لائق نہیں بس اگر تمہیں اللہ کی بندگی کرنی ہے تو وہ اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ تمام چیزوں کو چھوڑ کر صرف اللہ کے سامنے اپنا سر جھکاؤ۔

اگر کافرین و مشرکین بوجہ تکبر و عار کے اللہ کی بندگی نہیں کرتے تو یہ انکی ناسمجھی اور بیوقوفی ہے کیونکہ فرشتے جو ان سے ہزارہا درجہ مکرم و معظم ہیں وہ رات دن اللہ کی بندگی کرتے ہیں اور اس سے نہ وہ اکتاتے ہیں اور نہ عار و شرم محسوس کرتے ہیں۔

ذرا غور تو کرو اللہ کی ذات وہ زبردست قدرت والی ہے جو مردہ زمین پر آسمان سے پانی برسا کر اس سے مختلف قسم کی چیزیں پیدا فرما دیتی ہے بس وہ اسی طرح مردہ انسان کو آخرت میں زندہ کر دے گا اور اس سے اس کے کئے کا پورا پورا حساب و کتاب لے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا
بلاشبہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں ،

لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن يَأْتِي آمِنًا
وہ لوگ ہم پر مخفی نہیں ہیں سو بھلا جو شخص نار میں ڈالا جاوے وہ اچھا ہے یا وہ شخص جو قیامت کے روز

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۖ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٤٠﴾
امن وامان کے ساتھ (جنت میں) آئے جو جی چاہے کرلو وہ تمہارا سب کیا ہوا دیکھ رہا ہے ۔

آیاتِ قرآنی میں کج روی کی سزا

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جو لوگ ہماری آیتوں میں کج روی کرتے ہیں یعنی ہماری آیتوں سے اعراض وانکار کرتے ہیں اور اس اعراض وانکار کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ظاہر میں تو ان آیتوں کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان کے معنیٰ ومطلب اپنی طرف سے گھڑ کر ایسا ٹیڑھا مطلب نکالتے ہیں جو قرآن وسنت کی صراحت اور جمہور امت کے خلاف ہے جس سے ان آیتوں کا مطلب ہی بدل جاتا ہے ایسے لوگ اللہ سے چھپے ہوئے نہیں یعنی ان کے اس باطنی کفر کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے وہ انکو جہنم کا عذاب دیگا اب خود سوچ لو جو شخص جہنم میں ڈالا جائیگا وہ اچھا ہے یا وہ شخص اچھا ہے جو قیامت کے دن امن وسلامتی کے ساتھ جنت میں داخل کیا جائیگا بس تمہارا جو جی چاہے کرلو اللہ تمہاری سب حرکات دیکھ رہا ہے بس ایکدن اکٹھی سزا دیدے گا۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ عَزِيزٌ ﴿٤١﴾
جو لوگ اس قرآن کا جب کہ وہ ان کے پاس پہنچتا ہے، انکار کرتے ہیں (ان میں خود تدبر کی کمی ہے) اور یہ

لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِن بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۖ تَنزِيلٌ
(قرآن) بڑی باوقعت کتاب ہے ۔ جسمیں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ اس کے پیچھے کی طرف سے

مِّنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿٤٢﴾ مَّا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ
یہ خدائے حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ، آپ کو وہی باتیں (تکذیب وایذا کی) کہی جاتی ہیں ، جو آپ سے پہلے رسولوں

مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾
کو کہی گئی ہیں آپ کا رب بڑی مغفرت والا اور دردناک سزا دینے والا ہے

منکرین قرآن کا انجام

جو لوگ قرآن کریم کا انکار کرتے ہیں یعنی خواہ مخواہ اپنی کج روی کی وجہ سے اسمیں شبہات پیدا کرتے ہیں حالانکہ اسمیں جھوٹ کی گنجائش کسی طرف سے نہیں یہ احکم الحاکمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے اسمیں جھوٹ کسی طرف سے نہیں آسکتا کیونکہ اسکی حفاظت کا ذمہ خود خدا نے لے رکھا ہے۔ بس باطل کی کیا مجال جو اس کے قریب بھی آسکے بس یہ لوگ بلاوجہ اس میں شبہات پیدا کر کے عذاب الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے کہ منکرین کا جو معاملہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپکے ساتھ ہے یہی معاملہ ان منکرین کا ہر زمانہ کے رسولوں کے ساتھ رہا ہے ہمارے رسول انکو ہدایت پر لانے کی کوشش کرتے رہے اور یہ انکو تکالیف پہونچانے میں لگے رہے آخر ہمارے رسولوں نے صبر کیا بس اسی طرح آپ بھی صبر کرتے رہیئے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ لوگ توبہ و استغفار کر کے ہدایت قبول کریں گے اور کچھ اپنی غلط روش پر قائم رہ کر مستحق عذاب ہوں گے۔

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ

اور اگر ہم اس کو عجمی (زبان کا) قرآن بناتے تو یوں کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف کیوں نہیں بیان کی گئیں یہ کیا بات کہ

وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ

عجمی کتاب اور عربی رسول آپ کہہ دیجئے کہ یہ قرآن ایمان والوں کے لئے تو راہ نما اور شفا ہے اور جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ

ایمان نہیں لاتے اُن کے کانوں میں ڈاٹ ہے۔ اور وہ قرآن اُن کے حق میں نابینائی ہے یہ لوگ (بوجہ عدم

يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيْدٍ ﴿٤٤﴾

انتفاع کے ایسے ہیں کہ گویا) کسی بڑی دور جگہ سے پکارے جا رہے ہیں (کہ آواز سنتے ہوں مگر سمجھتے نہ ہوں)

کفار مکہ کی عجیب حالت

کفار مکہ کی بھی عجیب حالت تھی کہ ایمان سے اعراض کرنیکے مختلف حیلے بہانے تلاش کرتے تھے منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں کیوں نازل نہیں ہوا کیونکہ کمال تو یہ تھا کہ قرآن عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں ہوتا تب ہی یہ معجزہ بنتا اور بفرض محال اگر یہ عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں ہوتا تو پھر یہ اعتراض کرتے کہ جس پر قرآن نازل ہوا ہے وہ عربی اور جو قوم اسکی سب سے پہلے مخاطب ہے وہ عربی اور اسکو کتاب دی گئی دوسری زبان میں، بھلا وہ اسکو کیسے سمجھ سکتے ہیں اور کس طرح دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں۔

حاصل یہ کہ قرآن عربی ہے تو کہتے ہیں عجمی کیوں نہیں اور اگر عجمی ہوتا تو کہتے عربی کیوں نہیں۔

قرآن کی دو صفات

بس اس طرح کے لغو اور بیہودہ اعتراضات کا سلسلہ کبھی ختم نہیں ہو سکے گا بس اتنی بات ضرور ہے اور اس کا تجربہ ہر شخص کرسکتا ہے کہ یہ عظیم کتاب اپنے ماننے والوں اور ایمان لانے والوں کو ہدایت پر لے آتی ہے یعنی زندگی کے ہر شعبہ میں ایسا راستہ بتاتی ہے جو اس کیلئے مفید وکارآمد ہو۔
اس قرآن کی ایک صفت و خوبی یہ بھی ہے کہ یہ شفاء ہے کہ امراض باطنہ کفر و شرک، حسد و کینہ، غرور و تکبر، حرص و لالچ اور اخلاق رزیلہ وغیرہ سے پاک وصاف کرکے شفاء عطا کرتا ہے۔ یہ قرآن جس طرح روحانی امراض کیلئے شفاء ہے اسی طرح جسمانی امراض کیلئے بھی شفاء ہے چنانچہ اسکی آیات سے یقین کامل کے ساتھ علاج کیا جائے تو شفاء ہوتی ہے۔
بس یہ کفار قرآن کی طرف سے اندھے اور بہرے ہیں ان کو قرآن کی روشنی میں کچھ نظر نہیں آتا ان کا یہ حال ہے جیسے کسی کو دور سے آواز دی جائے تو وہ سنتا نہیں اور اگر سن بھی لے تو کچھ سمجھتا نہیں بس اسی طرح ان کا حال ہے کہ یہ قرآن کی ہدایت سے اس قدر دور ہو گئے ہیں کہ حق بات ان کے کان میں پڑتی ہی نہیں اگر پڑ بھی جائے تو اس کا مطلب صحیح نہیں سمجھتے

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ

اور ہم نے موسیٰؑ

فَاخْتُلِفَ فِیْهِ ؕ وَلَوْلَا کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِیَ

کو بھی کتاب دی تھی سو اسمیں بھی اختلاف ہوا۔ اور اگر ایک بات نہ ہوتی جو آپ کے رب کی طرف سے پہلے ٹھہر چکی ہے (کہ پورا

بَیْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۴۵﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

عذاب آخرت میں ملے گا) تو ان کا فیصلہ (دنیا ہی میں) ہوچکا ہوتا اور یہ لوگ اس کی طرف سے ایسے شک میں ہیں جس نے ان کو تردد میں

فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ ﴿۴۶﴾

ڈال رکھا ہے جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے نفع کیلئے اور جو شخص برا عمل کرتا ہے اسکا وبال اسی پر پڑیگا اور آپکا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں

حضورؐ کو تسلی

ان آیات میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دینے کیلئے فرمایا کہ جیسے آپکی قوم قرآن میں اختلاف کررہی ہے اسی طرح آپ سے پہلے حضرت موسیٰؑ کی قوم نے توریت میں کیا پھر دیکھ لو ان کا کیا انجام ہوا۔ بس اے کفار مکہ اگر ہم یہ قانون نہ بناتے کہ پورا عذاب آخرت میں دیں گے تو اب تک تمہارا قطعی فیصلہ ہوچکا ہوتا یعنی مکمل عذاب تم پر اسی دنیا میں آجاتا اسی وجہ سے تم آخرت اور عذاب کی طرف سے شک میں پڑے ہوئے ہو حالانکہ آخرت میں ضرور فیصلہ ہوکر رہے گا جس کا یہ اصول ہے کہ جو شخص نیک عمل کرتا ہے وہ اپنے فائدہ کیلئے کہ اس کے بدلہ آخرت میں اسکو جنت ملے گی اور جو شخص برے عمل کرتا ہے تو اس کا وبال اسی پر پڑے گا کہ آخرت میں اسکو دوزخ ملے گی یاد رکھو اللہ کی ذات وہ ہے جو اپنے کسی بندے پر ظلم نہیں کرتی اس کے یہاں

انصاف ہے کہ جو جیسے اعمال کرے گا اس کو ویسا بدلہ دے دیا جائے گا۔

الحمد للہ پارۂ فمن اظلم ۲۴ کی تفسیر بحسن وخوبی مکمل ہوئی،

تفسیر ھذا
ذیلی کتب تفاسیر سے مستفاد ہے

۱ بیان القرآن ۲ معارف القرآن
۳ فوائد عثمانیہ (ترجمہ شیخ الہند)
۴ تفسیر مظہری ۵ تفسیر ابن کثیر
وغیرہم

تمام کسی دینی و درسی کتب صرف ایک خط لکھ کر طلب فرمائیں
ادارہ دعوت وتبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمتیی راوہ سہارنپور

گذارش!

آسان تفسیر کی ممبری کیلئے اپنے احباب ومتعلقین کے پتے ارسال فرماکر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔ تفسیر بذریعہ وی، پی روانہ کردی جائیگی۔

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

رحمت کے خزانے

یہ مبارک کتاب اعمال حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیث پاک کا عظیم مجموعہ ہے۔ جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے استاذ محترم، محدث جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسب ضرورت احادیث پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے

یہ ایک ایسی پُر اثر کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پُر امید کر کے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لت پت لوگ کس طرح توبہ کر کے ولی اللہ بن گئے، ایسے پُر اثر واقعات پر مشتمل اصلاحی وانقلابی کتاب ہے، اس کو مولانا محمد اسحاق ملتانی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

تلخیص بخاری شریف

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری'' کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ ''تلخیص بخاری شریف'' میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ وتشریح آسان و عام فہم انداز میں بالخصوص عام اردو داں طبقہ کے لیے مستند و معتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کر کے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔

''تلخیص بخاری شریف'' کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مکمل معلومات حاصل کرنے، اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

گذارش: خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ **فجزاکم اللہ۔**

ادارہ دعوت و تبلیغ

گلی نمبر ۲، آلی کی چنگی، منڈی سمیتی روڈ، سہارنپور، موبائل نمبر: 09837002261 ,09837375773

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابر امت کی قدیم و جدید مستند و معتبر تفاسیر کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔ جس کو نہایت آسان و عام فہم زبان اور مختصر و جامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے، ترجمہ کلام پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا ہے۔ الحمدللہ یہ تفسیر بتیس (۳۲) قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخرالزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات و حالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح ونجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس و عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ الحمدللہ یہ کتاب سولہ (۱۶) قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

تلخیص بخاری شریف

بخاری شریف جس کے متعلق فرمایا گیا ہے ''اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح البخاری'' کہ قرآن کریم کے بعد کتابوں میں سب سے زیادہ صحیح کتاب بخاری شریف ہے۔ ''تلخیص بخاری شریف'' میں صحیح بخاری شریف کی منتخب احادیث پاک کا ترجمہ و تشریح آسان و عام فہم انداز میں بالخصوص عام اردو داں طبقہ کے لیے مستند و معتبر شروحات بخاری شریف وغیرہ کتب سے اخذ کرکے مولانا محمد یعقوب قاسمی (سابق استاذ حدیث و تفسیر دارالعلوم سہارنپور) نے ترتیب دیا ہے۔

''تلخیص بخاری شریف'' کو اپنے وقت کے عظیم اکابرین نے اپنی قیمتی تقریظات سے مزین فرمایا ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کرکے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔
مکمل معلومات حاصل کرنے، اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

گذارش: خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ **فجزاکم اللہ۔**

ادارہ دعوت وتبلیغ

گلی نمبر ۲، آلی کی چنگی ہمنڈی سمیتی روڈ، سہارنپور، موبائل نمبر: 09837375773
09837002261

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

رحمت کے خزانے

یہ مبارک کتاب اعمال حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیث پاک کا عظیم مجموعہ ہے۔ جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے استاذ محترم، محدث جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسب ضرورت احادیث پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

توبہ کا دروازہ کھلا ہے

یہ ایک ایسی پُر اثر کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی وسیع رحمت سے پُر امید کر کے گناہوں سے سچی توبہ کرنے پر مجبور کرتی ہے نیز بڑے بڑے گناہوں سے لت پت لوگ کس طرح توبہ کر کے ولی اللہ بن گئے، ایسے پُر اثر واقعات پر مشتمل اصلاحی وانقلابی کتاب ہے، اس کو مولانا محمد اسحاق ملتانی صاحب نے مرتب فرمایا ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

تاریخ حرمین شریفین

شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے فیض یافتہ حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس عظیم الشان کتاب ''تاریخ حرمین شریفین'' میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ زادہما اللہ شرفہما کے فضائل و تاریخ کو بہت عمدہ انداز میں تفصیل کے ساتھ جمع کیا ہے، جس کے ضمن میں چاہ زم زم کے نمودار ہونے، مکہ معظمہ کے آباد ہونے، بیت اللہ شریف کی تعمیر ہونے، مقام ابراہیم، حجر اسود وغیرہ نیز مسجد نبوی کی تعمیر، مقام صفہ اور مدینہ طیبہ کی مختلف تاریخی مساجد اور مقامات مقدسہ کی تاریخ و تعارف بڑے دلچسپ انداز میں بیان کی ہے۔ الحمد للہ یہ مکمل کتاب آٹھ قسطوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

ان کتابوں کو آپ فون کر کے گھر بیٹھے پوسٹ مین سے وی، پی رجسٹری، پارسل کے ذریعہ حاصل کر سکتے ہیں۔ مکمل معلومات حاصل کرنے، اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

گذارش: خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعت دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ۔

﴿ادارہ دعوت و تبلیغ﴾

گلی نمبر ۲، آلی کی چنگی، منڈی سمیتی روڈ، سہارنپور، موبائل نمبر: 09837002261 ,09837375773

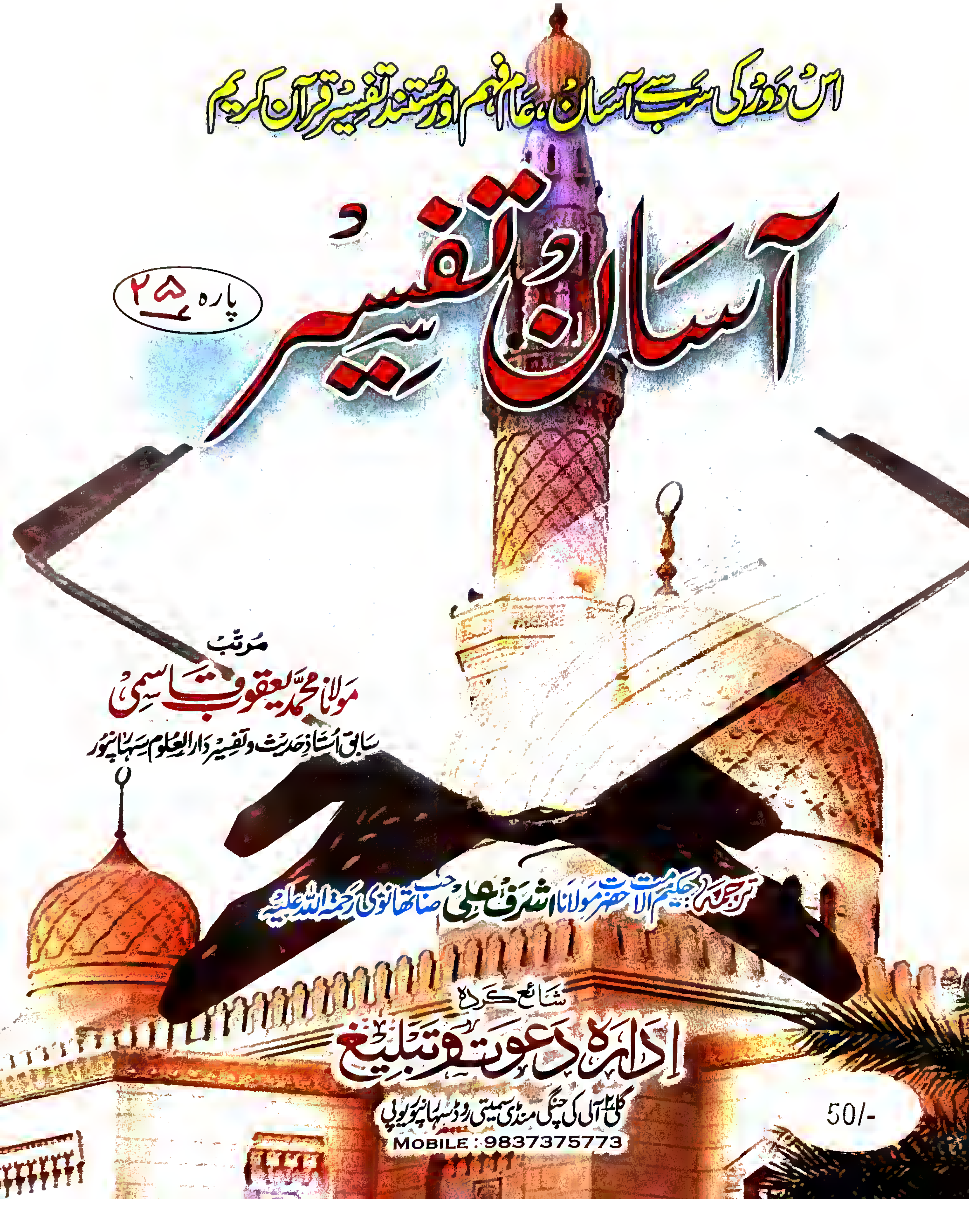

اس دور کی سب سے آسان، عام فہم اور مستند تفسیر قرآن کریم

آسان تفسیر

پارہ ۲۵

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

سابق استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم سہارنپور

ترجمہ: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شائع کردہ

ادارہ دعوت وتبلیغ

گلی آلی کی چنگی منڈی سمیتی روڈ سہارنپور یوپی

MOBILE : 9837375773

50/-

باسمہ تعالیٰ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ

اور ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کیلئے آسان کردیا ہے سو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنیوالا ہے

قرآن شریف کی آسان تفسیر

اردو

قدیم و جدید مستند و معتبر کتب تفاسیر کے ماخذ کی روشنی میں

ترجمہ قرآن شریف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرتب

مولانا محمد یعقوب قاسمی

فاضل دارالعلوم دیوبند

ادارہ دعوت و تبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی سہارنپور یوپی ۲۴۷۰۰۱

ظہیر انور قاسمی

اِلَیۡهِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَةِ ؕ وَمَا تَخۡرُجُ مِنۡ ثَمَرٰتٍ مِّنۡ اَکۡمَامِهَا وَ

قیامت کے علم کا حوالہ خدا ہی کی طرف دیا جاسکتا ہے　اور کوئی پھل اپنے　خول میں سے　نہیں نکلتا　اور

مَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰی وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَیَوۡمَ یُنَادِیۡهِمۡ اَیۡنَ شُرَکَآءِیۡ ۙ

نہ کسی عورت کو حمل رہتا ہے اور نہ وہ بچہ جنتی ہے مگر یہ سب اسکی اطلاع سے ہوتا ہے اور جس روز اللہ تعالےٰ ان مشرکین

قَالُوۡۤا اٰذَنّٰکَ ۙ مَا مِنَّا مِنۡ شَهِیۡدٍ ﴿۴۷﴾ وَضَلَّ عَنۡهُمۡ مَّا کَانُوۡا یَدۡعُوۡنَ

کو پکاریگا (اور کہیگا) کہ میرے شریک (اب) کہاں ہیں۔ وہ کہینگے کہ (اب تو) ہم آپ سے یہی عرض کرتے ہیں کہ ہم میں (اس عقیدہ کا) کوئی مدعی نہیں۔ اور

مِنۡ قَبۡلُ وَظَنُّوۡا مَا لَهُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۴۸﴾

جن جن کو یہ لوگ پہلے سے (یعنی دنیا میں) پوجا کرتے تھے وہ سب غائب ہو جاوینگے

قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں

کفار و مشرکین کو جب قیامت کے عذاب سے ڈرایا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے آخر وہ قیامت آئیگی کب؟ یہاں انکو جواب دیا گیا کہ قیامت کا علم صرف اللہ ہی کو ہے اسکے علاوہ بڑے سے بڑے پیغمبر اور فرشتے کو بھی معلوم نہیں کہ قیامت کب آئیگی۔ اور اللہ کے ہر علم کا یہ حال ہے کہ کوئی دانہ اپنے خوشے سے اور کوئی پھل اور میوہ وغیرہ اپنے خول سے باہر نہیں آتا مگر یہ کہ اسکی خبر اللہ کو ہوتی ہے، اور اسی طرح عورت یا کسی بھی مادہ جانور کے پیٹ میں جو بچہ موجود ہے اور جو چیز وہ جن رہی ہے سب کا علم اللہ کو ہے غرضیکہ آسمان و زمین کا ایک ذرّہ بھی اسکے علم سے باہر نہیں

اور قیامت کے دن اعلان ہوگا تم دنیا میں جنکو میری خدائی میں شریک ٹھہراتے تھے آج انکو بلاؤ کہاں ہیں تاکہ تمکو مصیبت سے بچاسکیں، مشرکین کہیں گے اب تو ہم آپ سے ہی عرض کرتے ہیں کہ اس عقیدہ کا ہم میں کوئی نہیں، مطلب یہ کہ جب عذاب آنکھوں سے سامنے دیکھیں گے تو شرک سے بیزاری کا اظہار کریں گے، اور دنیا میں جن جن کو پوجا کرتے تھے وہ سب غائب ہو جائیں گے تو مشرکین سمجھ لیں گے جو کچھ حرکتیں ہم نے دنیا میں کی ہیں آج ایک ایک کا بدلہ دینا پڑیگا بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔

لَا یَسۡـَٔمُ الۡاِنۡسَانُ مِنۡ دُعَآءِ

اور یہ لوگ سمجھ لیں گے کہ انکے لئے کہیں بچاؤ کی صورت نہیں۔

الْخَيْرِ وَإِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾ وَلَئِنْ أَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا

آدمی ترقی کی خواہش سے اس کا جی نہیں بھرتا اور اگر اسکو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو نا امید ہراساں ہو جاتا ہے۔ اور اگر ہم اسکو کسی تکلیف کے بعد

مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَآ أَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً

جو کہ اس پر واقع ہوئی تھی اپنی مہربانی کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو میرے لئے ہونا ہی چاہیئے تھا اور میں قیامت کو آنیوالا

وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ إِلٰى رَبِّيٓ إِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ

نہیں خیال کرتا اور اگر میں اپنے رب کے پاس پہنچایا بھی گیا تو میرے لئے اس کے پاس بھی بہتری ہی ہے سو ہم ان منکروں کو ان کے (سب)

كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ وَإِذَآ أَنْعَمْنَا

سب کردار ضرور بتلا دیں گے اور ان کو سخت عذاب کا مزہ چکھا دیں گے۔ اور جب ہم آدمی کو

عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

نعمت عطا کرتے ہیں تو (ہم سے اور ہمارے احکام سے) منہ موڑ لیتا ہے اور کروٹ پھیر لیتا ہے اور جب اسکو تکلیف پہنچتی ہے تو خوب لمبی چوڑی دعائیں کرتا ہے

انسان کی حرص کا عالم

ارشاد ہے کہ انسان عیش و آرام اور راحت وصحت کی طلب میں لگا رہتا ہے اور اسکی حرص کا یہ عالم ہے کہ کتنی بھی عیش اسکو مل جائے پھر بھی مزید کی خواہش رہتی ہے یہ چاہتا ہے کہ ساری دنیا کی راحت و دولت اسکو مل جائے اور اگر کسی وقت کوئی تکلیف و پریشانی آجائے تو ناامید ہو کر آس توڑ کر بیٹھ جاتا ہے، اسکو اللہ پر بھروسہ ویقین نہیں، صرف ظاہری اسباب ہی کو سب کچھ سمجھتا ہے، اگر اس تکلیف و پریشانی کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسکی حالت بہتر بنادے تو کہتا ہے میں تو اسکا مستحق تھا ہی کیونکہ میں نے اسی طرح کی تدبیریں اختیار کیں اور خوب محنت کی، اور اس نشے میں وہ ایسا مست ہوتا ہے کہ اللہ اور اسکے فضل کو بھول کر کہتا ہے کہ میں نہیں مانتا کہ قیامت آئیگی اور اگر اے مومنو تمہارے کہنے کے مطابق آ بھی گئی اور مجھے اللہ کے پاس جانا پڑ گیا تو ہم وہاں بھی اسی طرح مزے کریں گے، کیونکہ اگر اللہ ہم سے ناراض ہوتا تو ہم یہاں مزے نہ اڑاتے، بس ہم یہاں بھی مزے اڑا رہے ہیں اور وہاں بھی مزے اڑائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں آج تم اپنے کفر وغرور پر مگن ہو لو ہمارے پاس آکر پتہ چل جائیگا کہ ہم منکرین ومتکبرین کو کیسی سخت سزا دیتے ہیں۔

بس انسان کی عجیب حالت ہے کہ جب اسپر اللہ کی رحمتوں کی بارش ہوتی ہے تو یہ لاپروائی کرتا ہے اور اللہ کی طرف سے توجہ ہٹالیتا ہے اور جب وہ رحمتیں چھن جاتی ہیں اور پریشانی گھیر لیتی ہے تو پھر اللہ سے

خوب لمبی چوڑی دعائیں مانگتا ہے، اے انسان تجھے شرم نہیں آتی کہ راحت کے وقت میں تو اللہ سے منہ موڑ لیتا ہے اور مصیبت کے وقت میں اس سے مانگتا ہے۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ

آپ کہیے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر یہ قرآن خدا کے یہاں سے آیا ہو (اور) پھر تم اس کا کرو انکار تو ایسے شخص

اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِیْ شِقَاقٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۲﴾ سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ

سے زیادہ کون غلطی میں ہوگا جو (حق سے) ایسی دور دراز مخالفت میں پڑا ہو۔ ہم عنقریب ان کو (اپنی قدرت کی) نشانیاں ان کے گرد و نواح

فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ؕ اَوَلَمْ یَكْفِ بِرَبِّكَ

میں بھی دکھادیں گے اور خود ان کی ذات میں بھی یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جاویگا کہ وہ قرآن حق ہے (تو) کیا آپ کے رب کی یہ بات (آپ کی

اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ

حقیت کی شہادت کے لئے) کافی نہیں کہ وہ ہر چیز کا شاہد ہے یاد رکھو کہ وہ لوگ اپنے رب کے روبرو جانے کی طرف سے شک میں

رَبِّهِمْ ؕ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ ﴿۵۴﴾ ع ۲ ۱۰

پڑے ہیں۔ یاد رکھو کہ وہ ہر چیز کو (اپنے علم کے) احاطہ میں لئے ہوئے ہے

منکرین قرآن کا انجام

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما رہے ہیں کہ آپ ان منکرین قرآن سے فرما دیجئے، سوچو اگر یہ قرآن واقعی اللہ کی طرف سے ہو (جیسا کہ حقیقت ہے) اور تم اسکا انکار کر رہے ہو تو اللہ کے یہاں تمہارا کیا حال ہو گا، اس انکار کی تمہیں کیسی سخت سزا دی جائیگی، اور اس مخالفت وانکار کی وجہ سے تم راہ حق اور ہدایت سے کسقدر دور چلے گئے ہو۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ ہم عنقریب ان منکرین کو اپنی قدرت کی نشانیاں خود انکی جانوں میں اور انکے چاروں طرف سارے عرب بلکہ ساری دنیا میں دکھادیں گے، جس سے قرآن کی حقانیت و صداقت واضح ہوکر انکے سامنے آجائیں گی، اور وہ نشانیاں یہ ہیں کہ قرآن کی پیشین گوئی کے مطابق اسلام کی فتوحات کا سلسلہ ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود شروع ہو جائیگا، چنانچہ جنگ بدر اور فتح مکہ وغیرہ میں کفار مکہ نے یہ نشانیاں اپنی آنکھ سے دیکھ لیں، ان تمام نشانیوں کو دیکھ کر بھی اگر کوئی قرآن کی حقانیت و صداقت کا انکار کرے تو قرآن کی صداقت اور آپکی نبوت کیلئے اللہ کی گواہی کافی ہے، جو ہر چیز پر گواہ ہے یہ منکرین مرنے کے بعد زندہ ہو کر میدان محشر میں اللہ کے سامنے حاضری اور حساب وکتاب کو نہیں مانتے اسی لئے قرآن کی

صداقت اور آپ کی نبوت کا انکار کرتے ہیں، مگر انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ کو ہر ہر چیز کا علم ہے، ان منکرین قرآن و نبوت کی ایک ایک حرکت کا علم بھی اللہ کو ہے بس وہ انہیں انکی حرکتوں کے مطابق سخت سزا دیگا۔ .... الحمد للہ سورۂ حٰمٓ سجدہ کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ☆☆☆☆☆

سُوۡرَةُ الشُّوۡرٰی مَکِّیَّةٌ وَّهِیَ ثَلٰثٌ وَّخَمۡسُوۡنَ اٰیَةً وَّخَمۡسُ رُکُوۡعَاتٍ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۂ شوریٰ مکہ میں نازل ہوئی شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔ اسمیں ترپن آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ کَذٰلِكَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡكَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكَ

حٰمٓ عٓسٓقٓ ۔ اسی طرح آپ پر اور جو (پیغمبر) آپ سے پہلے ہو چکے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ جو زبردست حکمت والا

اللّٰهُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَهُوَ

ہے (دوسری سورتوں اور کتابوں کی) وحی بھیجتا رہا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہی سب سے

الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۴﴾ تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِهِنَّ وَالۡمَلٰٓئِکَةُ

برتر اور عظیم الشان ہے ۔ کچھ بعید نہیں کہ آسمان اپنے اوپر سے (کہ ادھر ہی سے بوجھ پڑتا ہے) پھٹ پڑیں اور (وہ) فرشتے

یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّهِمۡ وَیَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ

اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اہل زمین کے لئے معافی مانگتے ہیں خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی

اللّٰهَ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵﴾

معاف کرنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

سورۂ شوریٰ کی ابتدائی آیات کی تفسیر

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جس طرح آپ پر یہ سورۂ شوریٰ نازل ہو رہی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ آپ پر دوسری سورتیں وحی کے ذریعہ بھیجتا رہا ہے، اور آپ سے پہلے رسولوں پر بھی اسی طرح وحی بھیجتا رہا ہے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے اور آسمان و زمین میں جو کچھ ہے سب کا مالک ہے اسکے بعد فرمایا کہ کچھ بعید نہیں آسمان اپنے اوپر سے پھٹ پڑیں کیونکہ ادھر ہی سے بوجھ پڑتا ہے۔

(۱) بعض مفسرینؒ نے فرمایا کہ اللہ کی عظمت و بزرگی اور جلال کی وجہ سے آسمان پھٹ پڑیں کچھ بعید نہیں

(۲) اور بعض مفسرینؒ نے فرمایا کہ مشرکین کی اس گستاخی کی وجہ سے کہ اللہ کے اولاد ہے آسمان پھٹ پڑیں کچھ بعید نہیں۔

(۳) اور بعض مفسرینؒ نے فرمایا کہ آسمان میں اتنی کثرت سے فرشتے ہیں کہ ان کے بوجھ کی وجہ سے

آسمان پھٹ پڑیں کچھ بعید نہیں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان میں ایسی آواز ہونے لگی جیسی کسی چیز پر بوجھ پڑنے سے ہوا کرتی ہے اور اسمیں ایسی ہی آواز ہونی چاہئے کیونکہ تمام آسمانوں میں چار انگلیوں کے برابر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں کوئی فرشتہ اپنی پیشانی ٹیک کر سجدہ میں نہ ہو۔

بس اللہ کے فضل وکرم اور فرشتوں کے استغفار اور تسبیح و تحمید کی برکت سے یہ نظام تھما ہوا ہے، اور یہ فرشتے زمین والوں کے گناہ بخشواتے رہتے ہیں یعنی دعا کرتے ہیں اے اللہ مومنوں کی خطاء و غلطی کو معاف فرمادے اور کفار کو ایک دم پکڑ کر تباہ و برباد نہ کر دینا، بس اللہ تعالی فرشتوں کی دعا قبول فرماتے ہیں بلا شبہ اللہ تعالی معاف کرنے والے اور مہربانی فرمانے والے ہیں۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ اللّٰهُ

اور جن لوگوں نے خدا کے سوا دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں اللہ

حَفِیْظٌ عَلَیْهِمْ ۖ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ۞۶ وَكَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ

ان کو دیکھ بھال رہا ہے ۔ اور آپ کو ان پر کوئی اختیار نہیں دیا گیا ۔ اور ہم نے اسی طرح آپ پر (یہ) قرآن

اِلَیْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ یَوْمَ

عربی وحی کے ذریعہ سے نازل کیا ہے تاکہ آپ (سب سے پہلے) مکہ کے رہنے والوں کو اور جو لوگ اس کے آس پاس ہیں انکو ڈرائیں اور

الْجَمْعِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ۭ فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَفَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ ۞۷ وَلَوْ

جمع ہونے کے دن سے ڈرائیں جس (کے آنے) میں ذرا شک نہیں ایک گروہ جنت میں (داخل) ہوگا اور ایک دوزخ میں ہوگا اور

شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ یُّدْخِلُ مَنْ یَّشَآءُ فِیْ

اگر اللہ تعالی کو منظور ہوتا تو ان سب کو ایک ہی طریقہ کا بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں

رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ ۞۸ اَمِ اتَّخَذُوْا

داخل کرلیتا ہے۔ اور (ان) ظالموں کا (قیامت کے روز) کوئی حامی مددگار نہیں۔ کیا ان لوگوں نے خدا کے سوا

مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِیُّ وَهُوَ یُحْیِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى

دوسرے کارساز قرار دے رکھے ہیں۔ سو اللہ ہی کارساز ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہی

ع ۹

كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ ۝٩

ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

مشرکین اللہ کی نظر میں ہیں

جو لوگ اللہ کے ساتھ خدائی میں دوسروں کو شریک کرتے ہیں وہ اللہ کی نظر میں ہیں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے انکے متعلق کچھ باز پرس نہ ہوگی، اللہ انسے وقت آنے پر خود بدلہ لے لیگا۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے آپ پر قرآن عربی زبان میں نازل فرمایا ہے تاکہ آپ اہل مکہ اور اسکے آس پاس رہنے والوں کو قیامت کے جن سے ڈرائیں، جس دن اللہ تعالیٰ حساب وکتاب کے بعد لوگوں کے دو گروہ بنادیں گے، ایک جنت میں جائیگا اور دوسرا دوزخ میں، اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو دونوں کو ایک ہی گروہ بناسکتے تھے لیکن اللہ نے بہت سی حکمتوں کی وجہ سے ایک گروہ نہیں بنایا۔ بس اللہ جسکو چاہتا ہے اپنی رحمت یعنی ایمان میں داخل کرلیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے کفر وشرک پر چھوڑ دیتا ہے اور ان ظالموں کا جو کفر وشرک میں مبتلا ہیں قیامت کے دن کوئی حامی ومددگار نہ ہوگا۔

اے مشرکین وکافرین اگر تمہیں اپنا رفیق ومددگار بنانا ہے تو اللہ تعالیٰ کو بناؤ جو سارے کام بنا سکتا ہے وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے حتی کہ مردوں کو بھی زندہ کریگا، یہ تمہارے عاجز ومجبور رفیق (بت وغیرہ) تمہاری کیا مدد کرسکتے ہیں۔

وَمَا اخۡتَلَفۡتُمۡ فِيۡهِ مِنۡ شَيۡءٍ فَحُكۡمُهٗۤ اِلَى

اور جس جس بات میں تم (اہل حق کے ساتھ) اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىۡ عَلَيۡهِ تَوَكَّلۡتُ ۖۗ وَاِلَيۡهِ اُنِيۡبُ ۝١٠ فَاطِرُ

سپرد ہے۔ یہ اللہ میرا رب ہے میں اسی پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں وہ

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ جَعَلَ لَكُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِكُمۡ اَزۡوَاجًا وَّمِنَ

آسمانوں کا اور زمین کا پیدا کرنیوالا ہے اس نے تمہارے لئے تمہاری جنس کے جوڑے بنائے اور (اسی طرح) مواشی

الۡاَنۡعَامِ اَزۡوَاجًا ۚ يَذۡرَؤُكُمۡ فِيۡهِ ؕ لَيۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَيۡءٌ ۚ وَهُوَ

کے جوڑے بنائے (اور) اس (جوڑے ملانے) کے ذریعہ سے تمہاری نسل چلاتا رہتا ہے کوئی چیز اسکے مثل نہیں۔ اور وہی

السَّمِيۡعُ الۡبَصِيۡرُ ۝١١ لَهٗ مَقَالِيۡدُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ يَبۡسُطُ

ہربات کا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اسی کے اختیار میں ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی جس کو چاہے

الرِّزۡقَ لِمَنۡ يَّشَآءُ وَيَقۡدِرُ ۚ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ﴿۱۲﴾

زیادہ روزی دیتا ہے اور جس کو چاہے کم دیتا ہے۔ بیشک وہ ہر چیز کا پورا جاننے والا ہے

جھگڑوں کا فیصلہ قرآن و حدیث کے ذریعہ کیا جائے

ان آیات میں ارشاد ہے کہ اے لوگو تمہیں اپنے تمام جھگڑے اور معاملات اللہ ہی کے سپرد کرنے چاہئیں عقائد ہوں یا احکامات، عبادات ہوں یا معاملات، بس اللہ جو فیصلہ اپنی کتاب میں یا اپنے رسول کی زبانی فرمادے اسکو بلا کسی حیل وحجت کے مان لینا چاہئے اسمیں بلاوجہ کے شک و شبہات نہ نکالے جائیں، چنانچہ قرآن کی اس آیت "فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ" میں فرمایا گیا ہے کہ اگر تم میں کوئی جھگڑا ہو تو اسے اللہ اور اسکے رسول کی طرف لے جاؤ، یعنی اپنے جھگڑوں کا فیصلہ قرآن و حدیث کے ذریعہ کرو۔

اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ اللہ میرا رب ہے اور میں ہمیشہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور ہر معاملہ میں اللہ ہی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات وہ عظیم قدرت والی ہے جسنے آسمان و زمین کو پیدا کیا اور اے لوگو تمہیں جوڑے جوڑے بنایا اور اسی طرح تمام جانداروں کے جوڑے بنائے تاکہ تم سب کی نسل پھیلتی رہے۔

اور اللہ ذات و صفات میں ایسا کامل ہے کہ کوئی چیز اس جیسی نہیں وہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے اور اللہ ہی کے قبضہ میں سب کچھ ہے وہ جسکو جسقدر چاہتا ہے روزی دیتا ہے، بس ہمیں اپنی تمام حاجتیں اسی سے طلب کرنی چاہئیں اور اسکے حکم اور فیصلے بھی ایسے صحیح ہیں کہ اسکے فیصلوں کے سامنے کسی کے فیصلے کی کوئی حیثیت ہی نہیں، اسلئے ہمیں صرف اللہ ہی کی بات ماننی چاہئے۔

شَرَعَ لَكُمۡ مِّنَ الدِّيۡنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوۡحًا وَّالَّذِىۡۤ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ وَمَا

اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے واسطے وہی دین مقرر کیا جس کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور جس کو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجا ہے

وَصَّيۡنَا بِهٖۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَمُوۡسٰى وَعِيۡسٰٓى اَنۡ اَقِيۡمُوا الدِّيۡنَ وَ

اور جس کا ہم نے ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو (مع ان سب کے اتباع کے) حکم دیا تھا اور انکی امم کو یہ کہا تھا کہ اسی دین کو

لَا تَتَفَرَّقُوۡا فِيۡهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الۡمُشۡرِكِيۡنَ مَا تَدۡعُوۡهُمۡ اِلَيۡهِ ؕ اَللّٰهُ يَجۡتَبِىۡۤ

قائم رکھنا اور اسمیں تفرقہ نہ ڈالنا۔ مشرکین کو وہ بات بڑی گراں گزرتی ہے جسکی طرف آپ انکو بلا رہے ہیں۔ اللہ اپنی طرف

اِلَيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ وَيَهۡدِىۡۤ اِلَيۡهِ مَنۡ يُّنِيۡبُ ﴿۱۳﴾ وَمَا تَفَرَّقُوۡۤا اِلَّا

جس کو چاہے کھینچ لیتا ہے اور جو شخص (خدا کی طرف) رجوع کرے اسکو اپنے تک رسائی دیدیتا ہے اور وہ لوگ بعد اسکے کہ انکے

مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡيًۢا بَيۡنَهُمۡ ؕ وَلَوۡلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتۡ

پاس علم پہنچ چکا تھا۔ آپس کی ضد اضدی سے باہم متفرق ہوگئے اور اگر آپکے پروردگار کی طرف سے ایک وقت

مِنۡ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِىَ بَيۡنَهُمۡ ؕ وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اُوۡرِثُوا

معین تک (کے لئے مہلت دینے کی) ایک بات پہلے قرار نہ پاچکتی تو (دنیا ہی میں) ان کا فیصلہ ہوچکا ہوتا۔ اور جن لوگوں کو ان کے بعد

الۡكِتٰبَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ لَفِىۡ شَكٍّ مِّنۡهُ مُرِيۡبٍ ﴿۱۴﴾ فَلِذٰلِكَ فَادۡعُ ۚ

کتاب دی گئی ہے (مراد اس سے مشرکین عہد نبوی کے ہیں) وہ اسکی طرف سے ایسے (قوی) شک میں پڑے ہیں جسنے (انکو) تردد میں ڈال رکھا

وَاسۡتَقِمۡ كَمَاۤ اُمِرۡتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَهُمۡ ۚ وَقُلۡ اٰمَنۡتُ بِمَاۤ اَنۡزَلَ

سو آپ اسی طرف (انکو برابر) بلاتے رہیئے اور جسطرح آپ کو حکم ہوا ہے (اس پر) مستقیم رہیئے اور ان کی (فاسد) خواہشوں پر نہ چلیئے اور

اللّٰهُ مِنۡ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرۡتُ لِاَعۡدِلَ بَيۡنَكُمۡ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمۡ ؕ لَنَاۤ

آپ کہہ دیجیے کہ اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میں سب پر ایمان لاتا ہوں۔ اور مجھ کو یہ (بھی) حکم ہوا ہے کہ (اپنے اور) تمہارے درمیان میں عدل رکھوں

اَعۡمَالُنَا وَلَكُمۡ اَعۡمَالُكُمۡ ؕ لَا حُجَّةَ بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمۡ ؕ اَللّٰهُ يَجۡمَعُ بَيۡنَنَا ۚ

اللہ ہمارا بھی مالک ہے اور تمہارا بھی مالک ہے۔ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہماری تمہاری کچھ بحث نہیں۔ اللہ ہم سب کو جمع

وَاِلَيۡهِ الۡمَصِيۡرُ ؕ ﴿۱۵﴾

کریگا اور (اسمیں شک ہی نہیں کہ) اسی کے پاس جانا ہے

اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرمارہے ہیں اے امت محمدیہ ہم نے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا ہم نے نوح (علیہ السلام) کو حکم دیا تھا، اور جو ہم نے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے پاس وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جسکا حکم ہم نے (حضرت) ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، (علیہم السلام) کو دیا تھا اور انکی امتوں کو یہ کہا تھا کہ اس دین کو قائم رکھنا اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ اصل دین ہمیشہ سے ایک ہی رہا ہے۔ توحید، رسالت، بعثت، عقائد وغیرہ سب کے یکساں رہے ہیں بس کچھ فرق فروعات میں حسب ضرورت ہوتا رہا ہے، حاصل یہ کہ دین اسلام جو امت محمدیہ کیلئے مقرر کیا گیا ہے یہ کوئی نیا دین نہیں تمام انبیاء کا دین یہی رہا ہے۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جس دین کیطرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں وہ مشرکین کو بہت

گراں گذرتا ہے، گویا آپ کوئی نئی اور انوکھی چیز پیش کر رہے ہیں، حالانکہ توحید کی دعوت ہر زمانہ میں تمام ہی نبی پیش کرتے آئے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں، بس حکمت الٰہی جسکی ہدایت کی ہو وہی ہدایت پاسکتا ہے، اور جو گناہ کر کر کے اپنے دل کو سیاہ کر چکے ہیں انہیں دین و توحید نیا اور انوکھا معلوم ہوتا ہے۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ تفرقہ بازی سے منع کرنے کے بعد بھی جو لوگ تفرقہ بازی میں مبتلا رہے اسکی وجہ یہ نہیں کہ صحیح بات ان تک نہیں پہونچی یا انہوں نے انکو سمجھا نہیں بلکہ ذاتی اغراض وخواہشات اور ضد وہٹ دھرمی کی وجہ سے یہ تفرقہ بازی پیدا ہوئی ہے۔ اگر اللہ کی طرف سے عذاب وسزا کا ایک وقت مقرر نہ ہو چکا ہوتا یعنی قیامت کا دن تو ان پر اس جرم عظیم کی وجہ سے دنیا ہی میں عذاب مسلط کر دیا جاتا، فرقہ پرستوں کی جڑ اکھاڑ دی جاتی اور حق پرستوں کا غلبہ کر دیا جاتا۔

امم سابقہ کے بعد جن لوگوں کو کتاب دی گئی یعنی مشرکین مکہ کی طرف جو قرآن کریم نازل فرمایا گیا وہ اسکی طرف سے زبردست شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں جو انکے ایمان لانے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے، مگر آپ برابر توحید اور دین حق کی دعوت دیتے رہیئے، وہ مخالفت کر کے آپکو اس سے روکنا چاہتے ہیں مگر آپ راہ مستقیم پر قائم رہیئے اور انکی خواہشات ومرضیات پر نہ چلیئے اور انسے فرما دیجئے کہ جس چیز کی میں تمکو دعوت دے رہا ہوں خود بھی اسپر ایمان لا چکا ہوں چنانچہ اللہ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا سب پر ایمان ہے اور اللہ نے مجھے یہ بھی حکم دیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں یعنی جو اختلافات اور تفرقہ بازی تم نے پیدا کر رکھی ہے میں اسکا منصفانہ فیصلہ کر دوں اور جس طرح تمکو اللہ کی اطاعت کی طرف بلاؤں اسی طرح خود بھی اللہ کا مکمل فرمانبردار رہوں۔

اگر یہ صاف ستھری اور واضح بات بھی تمہاری سمجھ میں نہ آئے تو بس اللہ جو ہم سب کا مالک وحاکم ہے اور ایک دن ہم سبکو اسکی عدالت میں حاضر ہونا ہے وہ خود فیصلہ فرما دیگا تم سے بحث وتکرار کرنا فضول ہے ہمارا کام تو تبلیغ کرنا ہے وہ تمکو برابر کئے جائیں گے۔

وَالَّذِيْنَ يُحَاۗجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ (کے دین) کے بارے میں (مسلمانوں سے) جھگڑے نکالتے ہیں بعد

اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

اسکے کہ وہ مان لیا گیا ان لوگوں کی حجت ان کے رب کے نزدیک باطل ہے اور ان پر غضب (واقع ہونے والا) ہے۔

وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۝۱۶ اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ

اور ان کے لئے (قیامت کو) سخت عذاب (ہونیوالا) ہے اللہ ہی ہے جسنے (اس) کتاب (یعنی قرآن) کو اور انصاف کو نازل فرمایا۔

وَمَا يُدۡرِيۡكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيۡبٌ ﴿۱۷﴾ يَسۡتَعۡجِلُ بِهَا الَّذِيۡنَ

اور آپ کو (اسکی) کیا خبر عجب نہیں کہ قیامت قریب ہو (مگر) جو لوگ اس کا یقین نہیں رکھتے۔

لَا يُؤۡمِنُوۡنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مُشۡفِقُوۡنَ مِنۡهَا ۙ وَيَعۡلَمُوۡنَ

اس کا تقاضہ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ یقین رکھنے والے ہیں وہ اس سے ڈرتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں

اَنَّهَا الۡحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِيۡنَ يُمَارُوۡنَ فِى السَّاعَةِ لَفِىۡ ضَلٰلٍۢ بَعِيۡدٍ ﴿۱۸﴾

کہ وہ برحق ہے یاد رکھو کہ جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں بڑی دُور کی گمراہی میں (مبتلا) ہیں۔

تفسیر ارشاد ہے کہ جو لوگ اللہ کے دین کے بارے میں مسلمانوں سے اختلاف کرتے اور جھگڑتے ہیں باوجودیکہ دین اسلام اور قرآن کریم کی حقانیت ظاہر ہو چکی ہے اور بہت سے سمجھدار لوگ اس دین کو قبول کر چکے ہیں اور بہت سے لوگ قبول نہ کرنے کے باوجود بھی دین اسلام کی حقانیت اور سچائی کا اقرار کرتے ہیں۔

مگر افسوس اہل کتاب یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے بلا کسی دلیل و حجت کے جھگڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے نازل ہوئی اور ہمارے پیغمبر تمہارے پیغمبر سے پہلے تشریف لائے اسلئے ہم تم سے بہتر ہیں اور ہمارا دین تمہارے دین سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اہل کتاب کی ان بے بنیاد باتوں کی وجہ سے ان پر ہمارا سخت عذاب آنے والا ہے۔

اور اللہ ہی نے قرآن کریم کو نازل فرمایا جو برحق ہے یعنی صحیح عقائد اور اچھے اعمال کی تعلیم دیتا ہے اور میزان کو نازل فرمایا، میزان یعنی ترازو اس سے مراد، عدل وانصاف ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر ہر معاملہ میں عدل وانصاف پر قائم رہنے کا حکم نازل فرمایا ہے۔

واقعۂ شان نزول: ایک مرتبہ جناب رسول مقبول ﷺ نے قیامت کا ذکر کیا اسوقت آپکے پاس کچھ مشرک لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے بطور تکذیب کہا یہ بھی بتایئے قیامت کب آئیگی؟ اسپر یہ آیت وَمَا يُدۡرِيۡكَ. الآیۃ نازل ہوئی کہ جن لوگوں کو قیامت کا یقین نہیں وہ اسکے جلد آنے کے طلبگار ہیں اور جو لوگ قیامت کے آنے کا یقین رکھتے ہیں وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں، بس جو لوگ قیامت کے بارے میں جھگڑتے ہیں وہ صریح گمراہی میں مبتلا ہیں۔

بہرحال قیامت کا آنا برحق ہے اس دن ہر شخص کو اسکے کئے کا پورا پورا بدلہ دیدیا جائیگا۔

اَللّٰهُ لَطِیۡفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿۱۹﴾

اللہ تعالیٰ (دنیا میں) اپنے بندوں پر مہربان ہے جس کو (جس قدر) چاہتا ہے روزی دیتا ہے اور وہ قوت والا اور زبردست ہے

مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ حَرۡثَ الۡاٰخِرَۃِ نَزِدۡ لَهٗ فِیۡ حَرۡثِهٖ ۚ وَ مَنۡ کَانَ

جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو۔ ہم اس کو اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے۔ اور جو

یُرِیۡدُ حَرۡثَ الدُّنۡیَا نُؤۡتِهٖ مِنۡهَا وَ مَا لَهٗ فِی الۡاٰخِرَۃِ مِنۡ نَّصِیۡبٍ ﴿۲۰﴾

دُنیا کی کھیتی کا طالب ہو، تو ہم اس کو کچھ دُنیا (اگر چاہیں) دے دیں گے اور آخرت میں اسکا کچھ حصہ نہیں۔

اللہ اپنی مصلحت سے جس قدر روزی چاہتا ہے دیتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے جسکو جسقدر چاہتا ہے روزی عطا فرما دیتا ہے یعنی اپنی حکمت و مصلحت کے مطابق جسکے مناسب حال جتنی روزی سمجھتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔

اور فرمایا کہ جو شخص آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اسکو اسکی کھیتی میں ترقی دیں گے، اعمال صالحہ کھیتی ہیں اور ان پر ثواب پھل ہے بہر حال جو جسقدر اعمال صالحہ کریگا ہم اسکو اسی قدر ثواب عطا کریں گے، اور اسمیں ترقی وزیادتی کریں گے کہ ایک کے بدلہ دس اور دس سے بھی بڑھا کر بدلہ سات سو گنا تک عطا فرمائیں گے، جیسے ایک دانہ سے ایک پودا پیدا ہو اور اس ایک پودے میں سات بالیاں ہوں اور ہر بال میں سو دانے ہوں۔

اور جو شخص دنیا کی کھیتی کا طالب ہو یعنی اسکی تمام تر کوشش و عمل دنیا ہی کی چاہ و دولت کیلئے ہو اور آخرت کیلئے کچھ کوشش نہ ہو تو ہم اسکو دنیا میں کچھ دیدیتے ہیں جتنا اسکے لئے مقدر کیا ہے، بس آخرت میں اسکے لئے کوئی حصہ نہیں کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے۔

ایک مجرب عمل ہے

مولانا شاہ عبد الغنی پھولپوریؒ نے فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ سے منقول ہے کہ جو شخص صبح کو ستر مرتبہ یہ آیت: اَللّٰهُ لَطِیۡفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرۡزُقُ مَنۡ یَّشَاءُ وَهُوَ الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ. پڑھا کرے وہ رزق کی تنگی سے محفوظ رہے اور فرمایا کہ بہت مجرب عمل ہے۔

اَمۡ لَهُمۡ شُرَکٰٓؤُا شَرَعُوۡا لَهُمۡ مِّنَ الدِّیۡنِ مَا لَمۡ یَاۡذَنۡۢ بِهِ اللّٰهُ ؕ

کیا ان کے کچھ شریک (خدائی) ہیں جنہوں نے ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی خدا نے اجازت نہیں دی اور اگر

وَ لَوۡ لَا کَلِمَۃُ الۡفَصۡلِ لَقُضِیَ بَیۡنَهُمۡ ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ لَهُمۡ

(خدا کی طرف سے) ایک قول فیصل (ٹھہرا ہوا) نہ ہوتا تو (دنیا ہی میں) ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور (آخرت میں) ان ظالموں کو ضرور

عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ﴿۲۱﴾ تَرَی الظّٰلِمِیۡنَ مُشۡفِقِیۡنَ مِمَّا کَسَبُوۡا وَ هُوَ

دردناک عذاب ہوگا۔ (اس روز) آپ ان ظالموں کو دیکھیں گے کہ اپنے اعمال (کے وبال) سے ڈر رہے ہوں گے اور وہ

وَاقِعٌۢ بِهِمْ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ

(وبال) ان پر (ضرور) پڑ کر رہے گا اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے وہ بہشتوں کے باغوں میں (داخل)

الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾

ہوں گے وہ جس چیز کو چاہیں ان کے رب کے پاس ان کو ملے گی یہی بڑا انعام ہے

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ

یہی ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں کو دے رہا ہے جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے آپ (ان سے)

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ

یوں کہئے کہ میں تم سے کچھ مطلب نہیں چاہتا بجز رشتہ داری کی محبت کے - اور جو شخص کوئی نیکی

حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾

کرے گا - ہم اس میں اور خوبی زیادہ کر دیں گے - بیشک اللہ بڑا بخشنے والا بڑا قدردان ہے -

دین حق متعین کر دیا گیا

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دین حق کو مقرر ومتعین فرمادیا ہے اب کسی بھی ہستی کو اسمیں ردو بدل کرنے کا حق حاصل نہیں کیونکہ یہ احکم الحاکمین کا فیصلہ ہے۔

اور مشرکین نے جو اللہ کے دین حق کے خلاف غلط راہ اختیار کر رکھی ہے انکی اس سرکشی پر اللہ کا عذاب دنیا ہی میں ان پر کبھی کا آچکا ہوتا اگر اللہ نے فیصلہ کا دن (قیامت عذاب وثواب کیلئے) مقرر نہ فرمایا ہوتا، بس ان مشرکین کو آخرت میں دردناک عذاب دیا جائیگا اور آپ ان مشرکین کو قیامت کے دن دیکھیں گے کہ وہ اپنے کئے ہوئے کاموں یعنی شرک ونافرمانی کی سزا سے ڈر رہے ہونگے مگر انکے ڈرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا انکے گناہ کی سزا انکو ضرور مل کر رہے گی۔

اور انکے برخلاف جو لوگ ایمان قبول کر چکے اور اعمال صالحہ کئے وہ جنت کے باغوں میں ہونگے اور انکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ سب کچھ ملیگا جسکی وہ خواہش کریں گے مومنین صالحین کو اسی چیز کی خوشخبری دی جارہی ہے کہ آخرت میں تمکو یہ چیز ضرور ملے گی اور یہی اللہ کا بڑا فضل ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان مشرکین مکہ سے فرمادیجئے کہ میں اس دعوت وتبلیغ پر تم سے کوئی معاوضہ وبدلہ نہیں چاہتا بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری کا تعلق ہے تم اسکو قائم رکھو اسکے حقوق کی رعایت رکھو، جو بات میں کہوں اسکو سنو اور سمجھو اور تمکو جس بات میں شبہ ہو اسکو باہمی گفتگو سے دور کرلو اور اگر بفرض محال میری بات تمکو غلط لگے تو اپنی بات مجھے سمجھادو،

غرضیکہ آپس میں ایک دوسرے سے خیر خواہی کا تعلق ہونا چاہئے یہ نہیں کہ بلا سوچے سمجھے عداوت ودشمنی اختیار کرلی جائے۔

اسکے بعد پھر مومنین کو خوشخبری دی جارہی ہے کہ اے مومنو تم میں سے جو شخص بھی نیک کام کریگا ہم اسکے عمل سے زیادہ ثواب دیں گے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے اور قدرداں ہیں کہ ایک عمل پر دس اور ستر بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى

کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ انہوں نے خدا پر جھوٹ بہتان باندھ رکھا ہے۔ سو خدا اگر چاہے تو آپ کے دل پر بند لگادے۔

قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ

اور اللہ تعالیٰ باطل کو مٹایا کرتا ہے اور حق کو اپنے احکام سے ثابت کیا کرتا ہے۔ وہ دلوں کی

بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾

باتیں جانتا ہے۔

کفار مکہ کے ایک اعتراض کا جواب

کفار و مشرکین مکہ ایک اعتراض یہ بھی کیا کرتے تھے کہ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے ہیں کہ یہ قرآن اللہ کی کتاب ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

اسکا جواب یہاں یہ دیا گیا کہ اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف جھوٹ منسوب کرتے تو اللہ کو اسپر پوری پوری قدرت ہیکہ جھوٹے کے دل پر مہر لگادے، بس اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے دل پر مہر لگادیتے جس سے قرآن آپ کے دل میں ہی نہ آتا اور جو دل میں آگیا اسکو بھلادیتے۔

اور اگر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پر بہتان تراشی کرتے تو اللہ تعالیٰ اس بہتان اور جھوٹ کو مٹادیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ جھوٹ اور باطل کو مٹادیتے ہیں وہ زیادہ وقت نہیں چل پاتا اور حق کو وحی و معجزہ وغیرہ کے ذریعہ ثابت کردیتے ہیں، بلاشبہ اللہ تعالیٰ تو دلوں کی باتوں کو خوب جاننے والے ہیں۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ

اور وہ ایسا رحیم ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور

يَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ

وہ تمام گناہ (گذشتہ) معاف فرمادیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس (سب) کو جانتا ہے۔ اور ان لوگوں کی عبادت قبول

اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيۡدُهُمۡ مِّنۡ فَضۡلِهٖ ؕ وَالۡكٰفِرُوۡنَ

کرتا ہے جو ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک عمل کئے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ (ثواب) دیتا ہے اور جو لوگ کفر

لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ۞ ۲۶

کر رہے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے۔

واقعۂ شانِ نزول

قُلۡ لَّاۤ اَسۡـئَلُكُمۡ. الخ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ شیطانی خیال پیدا ہوا کہ (نعوذ باللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد ہمیں اپنے رشتہ داروں کے اتباع و پیروکاری پر آمادہ کرنا چاہتے ہیں، اسوقت حضرت جبرئیل امین تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتلایا کہ کچھ لوگوں کے دلوں میں آپکے متعلق اسطرح کے غلط خیال پیدا ہوگئے ہیں اور اللہ نے آیت "اِنَّهٗ عَلِيۡمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ" نازل فرمائی، جب آپ نے یہ آیت لوگوں کو سنائی تو غلط خیال رکھنے والوں نے توبہ کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور سچے ہیں۔

یہ واقعہ پیش آنے پر اللہ تعالی نے یہ آیت "وَهُوَ الَّذِيۡ يَقۡبَلُ التَّوۡبَةَ" نازل فرمائی جسمیں فرمایا گیا ہے کہ اللہ ایسا رحیم ہے کہ وہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور پچھلے تمام گناہ معاف کر دیتا ہے (سچی توبہ کرنے پر) اور وہ اپنے بندوں کی دعاء سننا اور قبول کرتا ہے، اور مؤمنین کو انکے اعمال سے زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے، اور جو لوگ کافر ہیں اللہ کو نہیں مانتے انکے لئے آخرت میں سخت عذاب ہے۔

وَلَوۡ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزۡقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوۡا

اور اگر اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں کے لئے روزی فراخ کر دیتا تو وہ دُنیا

فِى الۡاَرۡضِ وَلٰـكِنۡ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيۡرٌۢ

میں شرارت کرنے لگتے۔ لیکن جتنا رزق چاہتا ہے انداز (مناسب) سے (ہر ایک کے لئے) اُتارتا ہے وہ اپنے بندوں

بَصِيۡرٌ ۞ ۲۷ وَهُوَ الَّذِىۡ يُنَزِّلُ الۡغَيۡثَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا قَنَطُوۡا وَيَنۡشُرُ

(کے مصالح) کو جاننے والا (اور ان کا حال) دیکھنے والا ہے۔ اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور

رَحۡمَتَهٗ ؕ وَهُوَ الۡوَلِىُّ الۡحَمِيۡدُ ۞ ۲۸ وَمِنۡ اٰيٰتِهٖ خَلۡقُ السَّمٰوٰتِ

اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہ (سب کا) کارساز قابلِ حمد ہے اور منجملہ اس (کی قدرت) کی نشانیوں کے پیدا کرنا ہے آسمانوں

وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰى جَمْعِهِمْ

کا اور زمین کا اور ان جانداروں کا جو اس نے آسمان و زمین میں پھیلا رکھے ہیں اور وہ ان (خلائق) کے جمع کر لینے

اِذَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ ﴿۲۹﴾ ع

پر بھی جب وہ (جمع کرنا) چاہے قادر ہے

واقعۂ شان نزل

تفسیر مظہری میں امام بغویؒ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت خباب بن ارتؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ بنو قریظہ، بنو نظیر، اور بنو قینقاع بہت مالدار ہیں تو ہمارے دلوں میں بھی مالدار ہونے کی خواہش پیدا ہوئی اسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "وَلَوْ بَسَطَ" نازل فرمائی جسمیں فرمایا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمام بندوں کی روزی فراخ کر دیتے تو وہ دنیا میں شرارت وفساد کرنے لگتے، بس اللہ تعالیٰ اندازہ کے مطابق ہر ایک کیلئے جتنی روزی مناسب سمجھتا ہے عطا فرماتا ہے۔

امیر وغریب بنانے میں اللہ کی حکمت

اگر سب ہی مالدار ہوتے تو کوئی کسی سے نہ دبتا مقابلہ کیلئے تیار رہتا اور نہ ہی کوئی کسی کا کچھ کام کرتا بس دنیا کا نظام بگڑ جاتا۔

چنانچہ تفسیر مظہری میں حضرت انسؓ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ میرے کچھ مومن بندے ایسے ہیں جنکے ایمان کو صرف مال ہی درست رکھ سکتا ہے، اگر میں انکو محتاج بنادوں تو انکا ایمان بگڑ جائے، اور کچھ مومن بندے ایسے ہیں کہ غربت ہی انکے ایمان کو درست رکھ سکتی ہے، اگر میں انکو مالدار بنادوں تو مال انکے ایمان کو بگاڑ دے، اسی طرح صحت وبیماری کے متعلق بھی فرمایا، بس اللہ تعالیٰ تو اپنے بندوں کے حالات ومزاج سے پوری طرح واقف ہے لہذا وہ جسکے لئے جو مناسب سمجھتا ہے عنایت فرماتا ہے،

اللہ کی ذات ایسی رحیم وکریم ہے کہ وہ بسااوقات لوگوں کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش برساتی ہے یعنی قحط کے وقت لوگوں کی مدد فرماتی ہے، بلاشبہ وہی سب کے کام بناتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وجود وقدرت اور وحدانیت کی بیشمار نشانیوں میں سے آسمان وزمین اور جانداروں (فرشتوں، انسانوں، جنوں اور جانوروں) کا پیدا کرنا ہے، جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین میں پھیلا رکھا ہے اور اللہ اسپر پوری قدرت رکھتا ہے کہ آسمان وزمین میں ان پھیلی ہوئی چیزوں کو جب چاہے ایک جگہ جمع کر دے چنانچہ قیامت کے دن سب کو بآسانی جمع فرمادیگا۔

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ

اور تم کو (اے گناہگارو) جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے

اَیۡدِیۡکُمۡ وَ یَعۡفُوۡا عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿۳۰﴾ وَ مَاۤ اَنۡتُمۡ بِمُعۡجِزِیۡنَ فِی الۡاَرۡضِ

ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت سے تو درگذر ہی کر دیتا ہے　اور تم زمین میں (پناہ لے کر اس کو) ہرا نہیں سکتے

وَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مِنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ﴿۳۱﴾

اور خدا کے سوا　تمہارا کوئی　بھی حامی　و　مددگار　نہیں۔

انسان کو جو تکلیف پہونچتی ہے وہ اسکے اعمال کی وجہ سے پہونچتی ہے

اس آیت پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اے گناہ گارو تمہیں جو کچھ مصیبت و تکلیف پہونچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں سے کئے ہوئے کاموں سے پہونچتی ہے اور وہ بھی ہر گناہ پر نہیں بلکہ بعض گناہوں کی وجہ سے، اور زیادہ تر گناہوں سے تو اللہ تعالیٰ درگذر ہی فرمادیتا ہے، اور اگر اللہ تعالیٰ ہر ہر گناہ پر مواخذہ کرنے لگے تو مجرم اور گناہ گار اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتے اور نہ ہی کوئی اللہ کے مقابل تمہارا مددگار بن کر کھڑا ہو سکتا ہے کہ اللہ کی گرفت وعذاب سے بچالے۔

مسند احمد میں امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا لوگو آؤ تمہیں قرآن کریم کی ایک افضل ترین آیت سناتا ہوں اور پھر یہی آیت "وَمَآ اَصَابَکُمۡ" تلاوت کی اور پھر حدیث سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے سامنے یہی آیت تلاوت فرمائی اور میرا نام لیکر فرمایا اے علی سُن میں اسکی تفسیر بھی تجھے بتادوں، تمہیں جو بیماریاں، سختیاں، بلائیں اور آفتیں دنیا میں پہونچتی ہیں وہ سب بدلہ ہے تمہارے اپنے اعمال بد کا، اور اللہ کا حلم اس سے بہت زیادہ ہے کہ پھر انہی گناہوں پر آخرت میں بھی سزا دے اور وہ زیادہ تر گناہ معاف فرمادیتا ہے، بس اسکے کرم سے یہ بالکل ناممکن ہے کہ دنیا میں معاف کی ہوئی خطاؤں پر آخرت میں پکڑے (یعنی جن اعمال بد کی سزا اللہ تعالیٰ بندہ کو دنیا ہی میں دے چکا ہے یا معاف کر چکا ہے اب یہ ناممکن ہے کہ پھر دوبارہ آخرت میں بھی ان اعمال پر سزا و عذاب دے)

مسند احمد کی ایک اور روایت میں ہے کہ جب مومن بندے کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور انکے کفارہ کا کوئی عمل اسکے پاس نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسکو کسی رنج و غم اور مصیبت و پریشانی میں مبتلا کر دیتے ہیں اور وہی اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، صاحب تفسیر بیضاویؒ نے لکھا ہے کہ اللہ کے وہ مقرب بندے جو گناہ گار نہ ہوں ان پر مصیبت و پریشانی دوسری وجہ سے آتی ہے مثلاً یہ کہ بندہ مصیبت پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ اسکے اجر و ثواب میں اضافہ فرمادے وغیرہ۔

حضرت حسنؓ سے مروی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جسکے قبضہ میں میری جان ہے لکڑی کی ذرا سی خراش، قدم کا پھسلنا، کسی رگ کا پھڑکنا کسی نہ کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور ہر گناہ پر ایسا نہیں ہوتا بلکہ زیادہ تر گناہ تو اللہ معاف ہی فرمادیتا ہے۔

وَمِنۡ اٰیٰتِہِ

اور منجملہ اس کی نشانیوں کے

الۡجَوَارِ فِی الۡبَحۡرِ کَالۡاَعۡلَامِ ؕ﴿۳۲﴾ اِنۡ یَّشَاۡ یُسۡکِنِ الرِّیۡحَ فَیَظۡلَلۡنَ

جہاز ہیں سمندر میں (ایسے اُونچے) جیسے پہاڑ ۔ اگر وہ چاہے ہوا کو ٹھہرا دے تو وہ (کشتی جہاز) سمندر کی

رَوَاکِدَ عَلٰی ظَہۡرِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّکُلِّ صَبَّارٍ شَکُوۡرٍ ﴿ۙ۳۳﴾

سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جاویں بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر (یعنی مومن) کے لئے

اَوۡ یُوۡبِقۡہُنَّ بِمَا کَسَبُوۡا وَ یَعۡفُ عَنۡ کَثِیۡرٍ ﴿۫۳۴﴾ وَّ یَعۡلَمَ الَّذِیۡنَ

یا ان جہازوں کو ان کے اعمال (بد کفر وغیرہ) کے سبب تباہ کر دے اور (ان میں) بہت سے آدمیوں سے درگزر کر جاوے اور (اس تباہی

یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَہُمۡ مِّنۡ مَّحِیۡصٍ ﴿۳۵﴾

کے وقت) ان لوگوں کو جو کہ ہماری آیتوں میں جھگڑے نکالتے ہیں معلوم ہو جاوے کہ (اب) انکے لئے کہیں بچاؤ نہیں۔

جہاز بھی اللہ کی قدرت کی ایک نشانی ہے

اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی وہ جہاز ہیں جو سمندر میں پہاڑوں کی طرح دکھائی دیتے ہیں، بس ان پہاڑ جیسے جہازوں کا پانی کی سطح پر چلانا اللہ کی قدرت سے ہے کیونکہ پانی اور ہوا بھی اللہ کے حکم کے تابع ہیں، اگر اللہ چاہے تو ہوا کو روک دے جسکی وجہ سے جہاز سمندر میں رکے کھڑے رہیں چل نہ پائیں جس سے مسافر ہلاک ہو جائیں، اور اگر اللہ چاہے تو تیز طوفانی ہوا چلا کر مسافروں کے اعمال بد اور کفر و شرک کی وجہ سے انہیں ہلاک کر دے، اور اب اس ہلاکت و تباہی کے وقت ان لوگوں کو معلوم ہو جائے جو اللہ کی آیتوں کا انکار کر کے کفر و شرک اختیار کئے ہوئے ہیں کہ اب ہمارے لئے کوئی بچاؤ کا راستہ نہیں کیونکہ کافرین و مشرکین بھی ایسے وقت میں اپنے معبودان باطل کو عاجز و مجبور سمجھ لیتے ہیں۔

مگر اللہ تعالیٰ اپنی عادت اور صفت رحمٰن و رحیم کی بنا کر زیادہ تر لوگوں سے عفو و درگذر کا معاملہ فرماتے ہیں جس سے وہ بچ جاتے ہیں۔

فَمَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنۡ

سو جو کچھ تم کو دیا

شَیۡءٍ فَمَتَاعُ الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ۚ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰہِ خَیۡرٌ وَّ اَبۡقٰی لِلَّذِیۡنَ

دلا یا گیا ہے وہ محض (چند روزہ) دنیوی زندگی کے برتنے کے لئے ہے اور جو (اجر و ثواب آخرت میں) اللہ کے یہاں ہے وہ بدرجہا اس

اٰمَنُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾ وَالَّذِیْنَ یَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ

سے بہتر ہے اور زیادہ پائیدار وہ ان لوگوں کے لئے ہے جو ایمان لے آئے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں اور جو کہ کبیرہ گناہوں سے اور

الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ یَغْفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَالَّذِیْنَ

(ان میں) بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں۔ اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں ۔ اور جن لوگوں نے

اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ

کہ اپنے رب کا حکم مانا اور وہ نماز کے پابند ہیں ۔ اور ان کا ہر کام (جسمیں بالتعیین نص نہ ہو) آپس کے مشورہ سے

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ ﴿۳۸﴾ وَالَّذِیْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْیُ

ہوتا ہے۔ اور ہم نے جو کچھ ان کو دیا ہے اسمیں سے خرچ کرتے ہیں ۔ اور جو ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم واقع ہوتا ہے

هُمْ یَنْتَصِرُوْنَ ﴿۳۹﴾ وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا

تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں۔ اور برائی کا بدلہ برائی ہے۔ ویسی ہی پھر (بعد اجازت انتقام کے) جو شخص معاف

وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَی اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۰﴾ وَلَمَنِ

کرے اور اصلاح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے۔ واقعی اللہ تعالےٰ ظالموں کو پسند نہیں کرتا ۔ اور جو اپنے

انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَیْهِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ ﴿۴۱﴾ اِنَّمَا

اوپر ظلم ہو چکنے کے بعد برابر کا بدلہ لے لے سو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں ۔ الزام

السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ

صرف ان لوگوں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں۔ اور ناحق دنیا میں سرکشی

بِغَیْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ

(اور تکبر) کرتے ہیں ایسوں کے لئے دردناک عذاب (مقرر) ہے ۔ اور جو شخص صبر کرے اور معاف کر دے

ع ۴ / ۵
اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۴۳﴾

یہ البتہ بڑے ہمت کے کاموں میں سے ہے۔

آخرت کی زندگی اصل ہے

دنیا کی زندگی اور یہاں کا عیش و آرام چندروزہ ہے، اصل زندگی آخرت کی ہے آخرت کا عیش و آرام دنیا کے عیش و آرام سے ہزارہا

گنا زیادہ بہتر بھی ہے اور ہمیشہ رہنے والا بھی۔ بس سمجھداری یہی ہے کہ انسان کو اصلی گھر آخرت کی فکر ہونی چاہئے اور اسی کی تیاری میں لگے رہنا چاہئے۔

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ دنیا کیلئے اتنی محنت کر جتنا تجھے یہاں رہنا ہے اور آخرت کے لئے اتنی محنت کرنا جتنا تجھے وہاں رہنا ہے۔

آخرت کی زندگی کو کامیاب بنانے کیلئے چند اہم کام

آخرت کی زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے یہاں چند باتیں ذکر کی گئی ہیں۔

(۱) ایمان مضبوط ہو، تاکہ دنیوی لذتوں کے ترک پر صبر آسان ہو۔

(۲) اللہ کی ذات پر کامل بھروسہ ہو تاکہ صبر پر اللہ کی پوری پوری مدد و نصرت حاصل ہو سکے۔

(۳) کبیرہ گناہوں اور فحش کاموں سے پرہیز کرے۔

(۴) غصہ پر قابو رکھے تاکہ کسی پر ظلم و زیادتی نہ ہو بلکہ عفو و درگذر سے کام لے جو اللہ کو بہت پسند ہے

(۵) اللہ کی مکمل فرمانبرداری کرے بالخصوص سب سے زیادہ اہم عبادت نماز کا اہتمام۔ ہے۔

(۶) ہر اہم کام میں مشورہ کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ بھی اپنے صحابہ کرامؓ سے اہم امور میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔

(۷) اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اسمیں سے کچھ اللہ کی رضاجوئی کیلئے خرچ کرے۔

(۸) منصف مزاج ہو کہ اگر کوئی ظلم و زیادتی کرے تو باوجود مکمل قوت و طاقت کے اس سے صرف اتنا ہی بدلہ لے جتنی اسپر ظلم و زیادتی ہوئی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے یعنی جتنا مالی یا جسمانی نقصان کسی نے تمکو پہونچایا ہے اسی قدر تم بھی اسے نقصان پہونچا سکتے ہو اسمیں زیادتی کرنا جائز نہیں، اور معاف کردینا اور صلح کرلینا زیادہ بہتر و افضل ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے دشمنوں کو اکثر و بیشتر معاف ہی فرمادیا کرتے تھے۔

اسکے بعد فرمایا کہ جو لوگ کسی پر ناحق ظلم و زیادتی کرتے ہیں انکے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ

اور جس کو اللہ تعالےٰ گمراہ کر دے تو اسکے بعد اس شخص

مِنۡ وَّلِىٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ‌ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ

کا (دنیا میں بھی) کوئی چارہ ساز نہیں۔ اور آپ (ان) ظالموں کو دیکھیں گے جس وقت کہ ان کو عذاب کا معائنہ ہوگا

يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِيۡلٍ‌ ۚ‏ ﴿۴۴﴾ وَتَرٰٮهُمۡ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا

کہتے ہوں گے کیا (دنیا میں) واپس جانے کی کوئی صورت ہے؟ اور (نیز) آپ ان کو اس حالت میں دیکھیں گے کہ وہ

خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيْنَ

دوزخ کے روبرو لائے جاویں گے ۔مارے ذلت کے جھکے ہوئے ہونگے سست نگاہ سے دیکھتے ہوں گے اور (اسوقت) ایمان

اٰمَنُوْۤا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْۤا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ

والے کہیں گے کہ پورے خسارہ والے وہ لوگ ہیں جو اپنی جانوں سے اور اپنے متعلقین سے (آج) قیامت کے روز خسارہ

الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿۴۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُمْ

میں پڑے ۔ یاد رکھو کہ ظالم (یعنی مشرک و کافر) لوگ عذاب دائمی میں رہیں گے ۔ اور (وہاں) ان کے

مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ

کوئی مددگار نہ ہوں گے جو خدا سے الگ (ہوکر) ان کی مدد کریں ۔اور جس کو خدا گمراہ کردے

فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ ؕ

اس (کی نجات) کے لئے کوئی رستہ ہی نہیں ۔

کافرین کی آخرت میں بُری حالت ہوگی

ارشاد ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ اسکے اعمال بد کے سبب گمراہ کردے تو پھر دنیا میں اسکا کوئی کارساز اور مددگار نہیں کہ اسکو راہ ہدایت پر لے آئے اور آخرت میں بھی اسکا برا حال ہوگا، چنانچہ قیامت کے دن جس وقت یہ عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے تو مارے حسرت وافسوس کے کہیں گے کیا ہمارے لئے دنیا میں واپس جانے کی کوئی صورت ہے۔

اور جب یہ ظالم دوزخ کے سامنے لائے جائیں گے اور عذاب کو دیکھیں گے تو ذلت کی وجہ سے انکے سر جھکے ہوئے ہونگے اور سہمے ہوئے مجرم کی طرح ترچھی نگاہوں سے ادھر ادھر دیکھ رہے ہونگے۔

ان ظالموں کو اس حالت میں دیکھ کر اہل ایمان کہیں گے آج حقیقی خسارہ و نقصان میں یہی لوگ ہیں جو خود بھی مستحق جہنم ہوئے اور اپنے ان متعلقین کو بھی مستحق جہنم بنایا جو کفر و شرک میں انکی پیروی کرتے تھے، بس اب یہ اپنے کفر و شرک کی وجہ سے ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہیں گے، اور آج انکے لئے کوئی یار و مددگار نہ ہوگا۔ جو انکو عذاب الٰہی سے بچاسکے۔

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

تم اپنے رب کا حکم مان لو قبل اس کے کہ ایسا دن

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۚ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ

آ پہنچے جس کے لئے خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا۔ نہ تم کو اس روز کوئی پناہ ملے گی اور نہ تمہارے بارہ میں

مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۭ اِنْ

کوئی (خدا سے) روک ٹوک کرنے والا ہے پھر اگر یہ لوگ (یہ سن کر بھی) اعراض کریں تو ہم نے آپکو ان پر نگران کرکے نہیں بھیجا

عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ

(جس سے کہ آپکو اپنی بازپرس کا احتمال ہو) آپکے ذمہ تو صرف (حکم کا) پہنچا دینا ہے اور ہم جب (اس قسم کے) آدمی کو اپنی عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾

تو وہ اس پر خوش ہو جاتا ہے۔ اور اگر (ایسے) لوگوں پر ان کے ان اعمال کے بدلہ میں جو پہلے اپنے ہاتھوں کر چکے ہیں، کوئی مصیبت آ پڑتی ہے

قیامت کے ہولناک مناظر سے ڈرا کر دین کی دعوت

پچھلی آیات میں کافرین کو قیامت کے ہولناک حالات و عذاب سے ڈرایا گیا تھا

اب ان آیات میں انسے کہا جا رہا ہے کہ تم اپنے رب کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ قیامت کا دن آ پہونچے۔ اس دن اللہ کا عذاب نافرمانوں کے سروں سے ٹل نہ سکے گا اور نہ ہی عذاب میں تاخیر ہوگی جیسا کہ دنیا میں سزا اور عذاب میں ڈھیل دیدی جاتی ہے۔

اور میدان محشر میں مجرموں کو کوئی پناہ گاہ بھی نہیں مل سکے گی کہ اللہ کے عذاب سے اپنے آپ کو بچا لیں، اور نہ ہی تمہارے بارے میں اللہ سے کوئی روک ٹوک کرنے والا ہوگا کہ یہی پوچھ لے کہ انکا یہ برا حال کیوں بنایا جا رہا ہے۔

اے محمد (ﷺ) اگر کافرین و مشرکین یہ سب باتیں سنکر بھی ایمان قبول نہ کریں تو آپ انکی طرف سے فکرمند اور غمگین نہ ہوں کیونکہ ہم نے آپکو انکا نگراں بنا کر نہیں بھیجا کہ انکے بارے میں آپ سے بازپرس ہو، بس آپکا کام تو ہماری بات ان تک پہونچانا ہے، اور وہ آپ پہونچا چکے۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ زیادہ تر لوگوں کا یہ حال ہے کہ جب ہم ان پر اپنا انعام فرماتے ہیں کہ ان پر خوشحالی آتی ہے تو وہ ہمارا شکر ادا کرنے کے بجائے اترانے لگتے ہیں، اور جب انکے اعمال بد کے سبب تنگ دستی و پریشانی آتی ہے تو وہ ہماری ناشکری کرنے لگتے ہیں گویا کہ ان پر کبھی اچھا وقت آیا ہی نہ تھا، حالانکہ ایسے وقت میں انسان کو خوب توبہ و استغفار کرنا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ عبادت و اطاعت کرنی چاہئے۔

لِلّٰهِ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ

تو آدمی ناشکری کرنے لگتا ہے۔ اللہ ہی کی سلطنت ہے، آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جس کو چاہتا ہے

اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّكُوۡرَ ﴿۴۹﴾ اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُكۡرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ

بیٹیاں عطا فرماتا ہے، اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے - یا ان کو جمع کر دیتا ہے بیٹے بھی اور بیٹیاں بھی

وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ﴿۵۰﴾

اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بیشک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے -

اللہ کی قدرت کا ایک منظر

آسمان و زمین کا خالق و مالک اور حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہ جس چیز کو چاہے پیدا کرے اور جس چیز کو چاہے پیدا نہ کرے وہ جسکو[1] چاہے صرف لڑکیاں دے اور جسکو[2] چاہے صرف لڑکے دے اور جسکو[3] چاہے دونوں عطا فرما دے (چاہے ایک ایک کر کے یا جڑوا) اور جسکو[4] چاہے کچھ بھی نہ دے نہ لڑکا نہ لڑکی بانجھ بنا دے۔

بہر حال اللہ تعالیٰ ہر چیز سے خوب واقف ہے اور پوری قدرت والا ہے لہذا جسکے جو مناسب سمجھتا ہے اسکو وہ عطا فرما دیتا ہے۔

فائدہ:- یہاں اللہ تعالیٰ نے بچوں کی اقسام ذکر کرنے میں پہلے لڑکی کا ذکر فرمایا ہے اس سے بعض علماء جیسے حضرت واثلہ بن اسقعؓ نے یہ اخذ کیا ہے کہ جس عورت سے پہلے لڑکی پیدا ہو وہ مبارک ہے۔

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ

اور کسی بشر کی (حالتِ موجودہ میں)

اَنۡ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحۡیًا اَوۡ مِنۡ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوۡ یُرۡسِلَ رَسُوۡلًا

یہ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام فرما وے مگر (تین طریق سے) یا تو الہام سے یا حجاب کے باہر سے یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ

فَیُوۡحِیَ بِاِذۡنِهٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیۡمٌ ﴿۵۱﴾ وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَیۡنَاۤ

وہ خدا کے حکم سے جو خدا کو منظور ہوتا ہے پیغام پہنچا دیتا ہے۔ وہ بڑا عالیشان ہے بڑی حکمت والا (بھی) ہے - اور اسی طرح ہم نے

اِلَیۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا ؕ مَا كُنۡتَ تَدۡرِیۡ مَا الۡكِتٰبُ وَ لَا الۡاِیۡمَانُ

آپ کے پاس بھی وحی یعنی اپنا حکم بھیجا ہے، آپ کو نہ یہ خبر تھی کہ کتاب (اللہ) کیا چیز ہے اور نہ یہ خبر تھی کہ ایمان (کا انتہائی کمال)

وَلٰکِنۡ جَعَلۡنٰہُ نُوۡرًا نَّہۡدِیۡ بِہٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا ؕ وَ اِنَّکَ

کیاہے ولیکن ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنایا جسکے ذریعہ سے ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں اور اسمیں کوئی

لَتَہۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰہِ الَّذِیۡ لَہٗ مَا فِی

شبہ نہیں کہ آپ ایک سیدھے رستہ کی ہدایت کر رہے ہیں ۔ یعنی اس خدا کے رستہ کی کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِلَی اللّٰہِ تَصِیۡرُ الۡاُمُوۡرُ ﴿۵۳﴾ ع ۵

ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ۔ یاد رکھو سب امور اسی کی طرف رجوع ہوں گے ۔

شان نزول ان آیات میں سے پہلی آیت کا شان نزول صاحب مظہریؒ نے علامہ بغویؒ کے حوالہ سے یہ لکھاہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہاکہ ہم آپ پر ایمان کیسے لے آئیں جبکہ آپ نہ اللہ تعالیٰ کو دیکھتے ہیں اور نہ ہی اللہ تعالیٰ سے آمنے سامنے ہوکر کلام کرتے ہیں جیساکہ حضرت موسیٰ کا معاملہ تھا۔ آپ نے انہیں جواب دیاکہ یہ تمہاری غلط فہمی ہے نہ تو حضرت موسیٰؑ نے اللہ کا دیدار کیااور نہ ہی آمنے سامنے ہوکر ہم کلام ہوئے حضرت موسیٰؑ سے کوہ طور پر جو اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا تھاوہ پردے کے پیچھے سے تھا، اس آیت میں بھی اسی بات کو واضح فرمایا گیاہے کہ کسی بشر (حتی کہ نبی میں بھی) یہ قوت نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے آمنے سامنے ہوکر ہم کلام ہوکسے یہ اصول دنیا کے متعلق فرمایا گیاہے، آخرت میں جنتی اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہونگے۔

اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونیکی تین صورتیں بس اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کی تین صورتیں ہیں اولؔ یہ کہ اللہ تعالیٰ بلاکسی واسطے کے براہ راست خود کلام فرمائے مگر پردے کے پیچھے سے یعنی نبی اللہ کے کلام کی آواز تو سنے مگر دیدار سے مشرف نہ ہو جیساکہ حضرت موسیٰؑ نے کوہ طور پر اور حضور علیہ السلام نے شب معراج میں اللہ تعالیٰ کا کلام تو سنا مگر دیدار سے مشرف نہ ہوئے۔

دوؔم یہ کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کے واسطہ سے کلام فرمائے اسطرح کہ فرشتہ بھی سامنے نہ آئے بس کلام الٰہی کا نزول نبی اپنے قلب میں محسوس کرے۔

سوؔم یہ کہ اللہ تعالیٰ فرشتے کے واسطے سے کلام فرمائے اور باقاعدہ فرشتہ نبی کے سامنے موجود ہو اور

اقوال وتحقیق! رُوۡحًا۔ مالک بن دینارؒ، کلبیؒ اور سدیؒ نے فرمایا روح سے مراد قرآن ہے جس طرح روح سے بدن کو زندگی ملتی ہے اسی طرح قرآن سے دلوں کو زندگی ملتی ہے اسلئے قرآن کو روح فرمایا۔ ربیعؒ نے فرمایا روح سے مراد جبرئیلؑ ہیں (حاصل مظہری) محمد یعقوب قاسمی غفرلہ ولوالدیہ۔

اسطرح بات کررہے ہوں جسطرح دو آدمی آمنے سامنے ایک دوسرے سے گفتگو کرتے ہیں ایک دو مرتبہ حضرت جبرئیل امین ؑ اسی طرح اپنی اصل صورت میں حضور اقدس ﷺ کے پاس تشریف لائے ہیں اور زیادہ تر حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں تشریف لاتے تھے۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ اے محمد (ﷺ) ہم نے آپکے پاس بھی اسی طرح وحی یعنی اپنا حکم بھیجا اور آپکو نبی بنایا۔ اور اس وحی کے ذریعہ آپکو کلام کا خزانہ عطا فرمایا۔ نہیں تو وحی سے پہلے آپکو یہ بھی علم نہ تھا کہ کتاب اللہ کیا ہے اور ایمان اکمل کیا ہے، اگرچہ نفس ایمان آپکو حاصل تھا جیسا کہ ہر نبی نبوت سے پہلے مومن ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ اس قرآن کو ہمنے نور بنایا جسکے ذریعہ ہم اپنے بندوں میں سے جسکو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں قرآن کریم کے نورِ عظیم ہونے میں کوئی شبہ نہیں بس جو اندھا ہی ہو وہ اس سے نفع نہیں اٹھا سکتا جیسے منکرین وکافرین کہ وہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے اندھے ہیں اسلیئے اس نورِ عظیم سے فائدہ نہیں اٹھاپاتے۔

اور بلاشبہ اے محمد (ﷺ) اس قرآن اور وحی کے ذریعہ آپ لوگوں کو سیدھے راستے کی ہدایت کررہے ہیں یعنی اس خدائے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی بندگی کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں جسکی مِلک ہر وہ چیز ہے جو آسمان وزمین میں ہے، اور آخر کار سب کو اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے اسوقت ہر ایک کو اپنے اچھے برے عمل کا بدلہ مل جائیگا۔

☆☆☆ الحمد للہ سورۂ شوریٰ کی تفسیر مکمل ہوئی۔ ☆☆☆

سُوْرَةُ الزُّخْرُفِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّسَبْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ زخرف مکہ میں نازل ہوئی اسمیں نواسی آیتیں اور سات رکوع ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

حٰمٓ ۝۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ

حٰمٓ قسم ہے اس کتاب واضح کی - کہ ہم نے اس کو عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تاکہ (اے عرب) تم

تَعْقِلُوْنَ ۝۳ وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۴ اَفَنَضْرِبُ

(آسانی سے) سمجھ لو۔ اور وہ ہمارے پاس لوح محفوظ میں بڑے رتبہ کی اور حکمت بھری کتاب ہے۔ کیا ہم تم سے اس

عَنۡكُمُ الذِّكۡرَ صَفۡحًا اَنۡ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّسۡرِفِيۡنَ ۝۵ وَكَمۡ اَرۡسَلۡنَا

نصیحت (نامہ) کو اس بات پر ہٹالیں گے کہ تم حد (اطاعت) سے گزرنے والے ہو۔ اور ہم پہلے لوگوں میں

مِنۡ نَّبِىٍّ فِى الۡاَوَّلِيۡنَ ۝۶ وَمَا يَاۡتِيۡهِمۡ مِّنۡ نَّبِىٍّ اِلَّا كَانُوۡا بِهٖ

بہت سے نبی بھیجتے رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کے پاس کوئی نبی ایسا نہیں آیا، جس کے ساتھ انہوں نے

يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝۷ فَاَهۡلَكۡنَاۤ اَشَدَّ مِنۡهُمۡ بَطۡشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الۡاَوَّلِيۡنَ ۝۸

استہزا نہ کیا ہو۔ پھر ہم نے ان لوگوں کو جو کہ ان سے زیادہ زور آور تھے غارت کر ڈالا اور پہلے لوگوں کی یہ حالت (ہلاکت

تفسیر ارشاد ہے کہ قسم ہے واضح کتاب یعنی قرآن کریم کی جسکے الفاظ نورانی اور معانی روشن ہیں جو سب سے زیادہ فصیح وبلیغ زبان عربی میں نازل ہوا ہے تاکہ اہل عرب تم اپنی مادری زبان کی وجہ سے اس قرآن کو سیکھ کر دوسری قوموں کو سکھاؤ۔

یہ قرآن بڑی عظمت وحکمت والا ہے اللہ کے پاس لوح محفوظ میں ہے (جتنی آسمانی کتابیں ہیں وہ پہلے لوح محفوظ میں لکھی جاتی ہیں اسکے بعد بقدر ضرورت تھوڑی تھوڑی کر کے مکمل کتاب نازل فرمادی جاتی ہے۔)

بس ایسی عظیم رتبہ والی کتاب کو ضرور ماننا چاہئے اور اگر اے اہل مکہ تم اس عظیم کتاب کو نہیں مانو گے، اعراض وانکار کرو گے تو بھی ہم اسکے نزول کو نہیں روکیں گے بلکہ تمکو اسکا مخاطب بنا کر پوری کتاب نازل کریں گے تاکہ تم پر حجت قائم ہو اور مومنین اس سے فیض یاب ہوں۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ ہم آپ سے پہلے بھی نبیوں کو بھیجتے رہے ہیں باوجودیکہ انکی قوموں نے انہیں جھٹلایا، انکا مذاق اڑایا مگر ہم نے نبوت کے سلسلہ کو بند نہیں کیا۔ اور جب انکی شرارت وسرکشی زیادہ بڑھی تو ہم نے ان قوموں کو جو اے اہل مکہ تم سے زیادہ طاقتور تھیں تباہ وبرباد کر ڈالا۔

اسمیں رسول اللہ ﷺ کو تسلی دی جارہی ہے کہ آپ غمگین نہ ہوں اگر ان لوگوں نے کفر وانکار اور ظلم وزیادتی کو نہ چھوڑا تو ان پر بھی ہمارا عذاب جلد آجائیگا چنانچہ جنگ بدر وغیرہ میں انکو سخت سزائیں دی گئیں۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ خَلَقَهُنَّ

غارت کی) ہو چکی ہے۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی کہیں گے

الۡعَزِيۡزُ الۡعَلِيۡمُ ۝۹ الَّذِىۡ جَعَلَ لَـكُمُ الۡاَرۡضَ مَهۡدًا وَّجَعَلَ لَـكُمۡ

کہ انکو زبردست جاننے والے (خدا) نے پیدا کیا ہے جس نے تمہارے (آرام کے) لئے زمین کو (مثل) فرش (کے) بنایا (کہ اسپر آرام کرتے

فِيۡهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمۡ تَهۡتَدُوۡنَ ۝۱۰ وَالَّذِىۡ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ
راہیں اور اسمیں اُس نے تمہارے لئے رستے بنائے تاکہ تم منزل مقصود تک پہنچ سکو۔ اور جس نے آسمان سے پانی ایک اندازے

بِقَدَرٍ ۚ فَاَنۡشَرۡنَا بِهٖ بَلۡدَةً مَّيۡتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ۝۱۱ وَالَّذِىۡ
برسایا پھر ہم نے اس سے خشک زمین کو (اسکے مناسب) زندہ کیا۔ اسی طرح تم (بھی اپنی قبروں سے) نکالے جاؤ گے۔ اور جس نے

خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمۡ مِّنَ الۡفُلۡكِ وَالۡاَنۡعَامِ مَا
تمام اقسام بنائیں اور تمہاری وہ کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے

تَرۡكَبُوۡنَ ۝۱۲ لِتَسۡتَوٗا عَلٰى ظُهُوۡرِهٖ ثُمَّ تَذۡكُرُوۡا نِعۡمَةَ رَبِّكُمۡ اِذَا
ہو۔ تاکہ تم ان کی پیٹھ پر جم کر بیٹھو پھر جب اس پر بیٹھ چکو تو اپنے رب کی نعمت کو دل سے

اسۡتَوَيۡتُمۡ عَلَيۡهِ وَتَقُوۡلُوۡا سُبۡحٰنَ الَّذِىۡ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا
یاد کرو اور (زبان سے استحباباً) یوں کہو کہ اس کی ذات پاک ہے جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا اور ہم تو

كُنَّا لَهٗ مُقۡرِنِيۡنَ ۝۱۳ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنۡقَلِبُوۡنَ ۝۱۴
ایسے نہ تھے جو ان کو قابو میں کر لیتے۔ اور ہم کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کی قدرت اور اسکے دلائل

اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر آپ ان کفار مکہ سے پوچھیں کہ آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو وہ ضرور یہی جواب دیں گے کہ انکو ایک غالب دانا ہستی (اللہ تعالیٰ) نے پیدا کیا ہے، گویا انہوں نے اللہ کی عظیم قدرت کا اعتراف کر لیا ہے بس اب انکو چاہئے کہ صرف اس عظیم قدرت والی ذات اللہ جل شانہ کی عبادت و بندگی کریں۔

اسکے بعد اللہ کی قدرت اور اسکے دلائل کا بیان ہے ارشاد ہے کہ اللہ کی ذات وہ عظیم قدرت والی ہے جس نے اے لوگو تمہارے لئے زمین کو آرام کے لئے مثل فرش کے بنا دیا ہے اور اسمیں چلنے پھرنے کے لئے راستے بنا دیئے ہیں تاکہ تم اپنی منزل مقصود تک پہونچ سکو اور ایک شہر سے دوسرے شہر اور ایک ملک سے دوسرے ملک پہونچ کر دنیوی اور اخروی فائدے حاصل کر سکو۔

اور اس عظیم ذات نے ایک اندازہ کے مطابق پانی برسایا تاکہ اس سے تمہاری کھیتیوں، باغوں، جانوروں، کی اور خود تمہاری ضروریات پوری ہو جائیں، اور اس بارش کے ذریعہ اس عظیم ذات نے مردہ زمین کو زندہ کر دیا کہ جو کھیتیاں اور باغات وغیرہ مردہ و خشک پڑے ہوئے تھے انمیں بارش سے نئی جان

پڑ جائے اور وہ سرسبز و شاداب ہو کر لہلہانے لگیں، بس اے لوگو اللہ تعالیٰ تمکو بھی اسی طرح قبروں سے زندہ کر کے اٹھائیگا اور پھر تمہارے کئے ہوئے تمام کاموں کا پورا پورا حساب لیا جائیگا بس انسان کو اس حساب کے دن سے ڈرتے رہنا چاہئے اور بے فکری کی زندگی نہیں گذارنا چاہئے۔

اور اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اتنی طاقت و سمجھ عطا کی کہ تم جانوروں اور کشتیوں پر سوار ہو کر سفر کرنے لگے اور بھاری سے بھاری سامان ان پر رکھ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے لگے بس تمکو چاہئے کہ جب ان پر سوار ہو تو یوں کہو بلاشبہ تمام تعریفوں کی مستحق وہی ذات ہے جسنے ان طاقتور سواریوں کو ہمارے قبضہ میں کر دیا ہے ورنہ ہم میں تو اتنی طاقت و سمجھ کہاں کہ ان سواریوں کو اپنے قبضہ میں لا سکتے، اور ان پر سوار ہو کر کوچ کرتے وقت اپنے نفس کو مخاطب کر کے یوں کہا کرو کہ ایک دن ہمیں ان سواریوں کے پیدا کرنیوالے کی طرف کوچ کرنا ہے۔

بلاشبہ یہ دنیا تو مسافر خانہ ہے وقتاً فوقتاً اپنے نفس کو یہ بات ہمیں سمجھاتے رہنا چاہئے تاکہ وہ اصل گھر آخرت سے غافل نہ ہو۔

وَجَعَلُوۡا لَهٗ مِنۡ
اور ان لوگوں نے خدا کے بندوں میں سے

عِبَادِهٖ جُزۡءًا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَكَفُوۡرٌ مُّبِيۡنٌ ؕ ⑮ اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخۡلُقُ　ع ۵ / ۷
(جو مخلوق ہوتے ہیں) خدا کا جزو ٹھہرا دیا۔ واقعی انسان صریح ناشکرا ہے۔ کیا خدا نے اپنی مخلوقات میں سے بیٹیاں

بَنٰتٍ وَّاَصۡفٰكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ ⑯ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ
پسند کیں اور تم کو بیٹوں کے ساتھ مخصوص کیا حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کے ہونے کی خبر دی جاتی ہے

لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّهُوَ كَظِيۡمٌ ⑰ اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا
جس کو خدا رحمٰن کا نمونہ (یعنی اولاد) بنا رکھا ہے (مراد بیٹی ہے) تو (اسقدر ناراض ہو کر) سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے

فِى الۡحِلۡيَةِ وَهُوَ فِى الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ ⑱ وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓئِكَةَ
اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے۔ کیا جو کہ (علاوہ) آرائش میں نشو و نما پائے اور وہ مباحثہ میں قوت بیانیہ (بھی) نہ رکھے اور انہوں نے

الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ سَتُكۡتَبُ
فرشتوں کو جو کہ خدا کے بندے ہیں عورت قرار دے رکھا ہے۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت موجود تھے، ان کا یہ دعویٰ

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْأَلُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا لَوْ شَاءَ الرَّحْمَٰنُ مَا عَبَدْنَاهُمْ ۗ

لکھ لیا جاتا ہے اور (قیامت میں) ان سے باز پرس ہوگی - اور وہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اُن کی عبادت

مَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿٢٠﴾ أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا

نہ کرتے ان کو اس کی کچھ تحقیق نہیں - محض بے تحقیق بات کر رہے ہیں - کیا ہم نے انکو اس (قرآن)

مِنْ قَبْلِهِ فَهُمْ بِهِ مُسْتَمْسِكُونَ ﴿٢١﴾ بَلْ قَالُوا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا

سے پہلے کوئی کتاب دے رکھی ہے کہ یہ اس سے استدلال کرتے ہیں - بلکہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقہ

عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُهْتَدُونَ ﴿٢٢﴾ وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ

پر پایا ہے اور ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے رستہ چل رہے ہیں - اور اسی طرح ہم نے آپ سے پہلے

قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا

کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے پایا اپنے باپ دادوں

آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِمْ مُقْتَدُونَ ﴿٢٣﴾ قُلْ أَوَلَوْ جِئْتُكُمْ

کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم بھی ان ہی کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے ہیں (اس پر) انکے پیغمبر نے کہا کہ کیا اس رسم

بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ ۖ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ

آبائی ہی کا اتباع کئے جاؤ گے اگرچہ میں اس سے اچھا مقصود پر پہنچا دینے والا طریقہ تمہارے پاس لایا ہوں کہ جس پر تم نے اپنے باپ دادوں کو

النصف

ع ۲ / ۱۰ / ۸ كَافِرُونَ ﴿٢٤﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ۖ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴿٢٥﴾

پایا ہے، وہ (براہِ عناد) کہنے لگے کہ ہم تو اس دین کو مانتے ہی نہیں جس کو دے کر تم کو بھیجا گیا ہے۔ سو ہم نے اُن سے انتقام لیا سو دیکھئے

مشرکین کی گستاخیاں اور انکا انجام

پچھلی آیات میں اللہ کی ذات کا عظیم قدرت والا ہونا اور اسکے انعامات واحسانات کا ذکر تھا، انکو سنکر چاہئے یہ تھا کہ خالص اللہ کی اطاعت وبندگی اختیار کرتے مگر انہوں نے اللہ کی شان میں گستاخیاں کرنی شروع کردیں کہ اسکے اولاد ثابت کرنے لگے اولاد بھی وہ جو عام طور سے لوگ کم درجہ کی تصور کرتے ہیں یعنی لڑکی، اور اپنے خیال میں یہ لڑکی کو ایسی گھٹیا سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی انکو یہ خوشخبری دے کہ تمہارے یہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو یہ سنکر مایوس ہو جاتے ہیں اور گھٹ گھٹ کر روتے رہتے ہیں۔

اے مشرکین مکہ تمہیں شرم آنی چاہئے کہ جو چیز تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہو، احمقو! کچھ تو سوچو اگر اللہ تعالی اپنے لئے اولاد بناتا بھی تو کیا لڑکی بناتا جسکو تم اپنے لئے عیب کی چیز سمجھتے ہو اور پھر لڑکی عام طور پر لڑکوں کے مقابلہ میں جسمانی وعقلی لحاظ سے کمزور ہوتی ہے اسی لئے اسکو صنف نازک اور ناقص عقل کہا جاتا ہے۔

مشرکین مکہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ فرشتے عورتیں ہیں جبکہ اس دعوے کی انکے پاس کوئی عقلی یا نقلی دلیل بھی نہیں، اللہ تعالی نے یہ فرما کر انکے اس غلط دعوے کی تردید فرمادی کیا تم فرشتوں کی پیدائش کے وقت موجود تھے، جو تم نے دیکھ لیا کہ یہ لڑکیاں ہیں۔ بہرحال اسطرح کی بیہودہ باتیں بکنے کی وجہ سے قیامت کے دن ان سے باز پرس ہوگی۔

اسی طرح مشرکین مکہ یہ بھی کہا کرتے تھے، کہ ہم جو فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں اگر اللہ کو ہماری یہ عبادت پسند نہ ہوتی تو ہمیں نہ کرنے دیتا اس سے پتہ چلا کہ فرشتونکی عبادت سے اللہ خوش ہے پھر آپ بلاوجہ ہمیں فرشتوں کی عبادت سے روکتے ہیں، اسکی تردید اللہ تعالی نے صرف یہ فرما کر دی کہ یہ بلا تحقیق ودلیل بک رہے ہیں جسکی کوئی اہمیت نہیں۔

اسکے بعد ارشاد فرمایا کیا انکے پاس قرآن سے پہلی کوئی آسمانی کتاب ہے جسکی روشنی میں یہ اسطرح کی باتیں بنا رہے ہیں اور پھر خود ہی تردید فرمادی کہ حقیقت یہ ہے کہ انکے پاس کچھ بھی نہیں بس یہ اپنے بڑوں سے سنی سنائی بلا تحقیق ودلیل کی باتیں کر رہے ہیں۔

اخیر میں اللہ تعالی اپنے رسول کو مخاطب کر کے فرما رہے ہیں کہ اے محمد (ﷺ) ہم نے جب بھی کسی بستی میں اپنا کوئی رسول بھیجا ہے تو وہاں کے خوشحال لوگوں نے یہی بات کہنا شروع کی کہ ہمنے اپنے بڑوں کو جس طریقہ پر پایا ہے ہم اسی طریقہ پر چل رہے ہیں، پیغمبر نے ان سے فرمایا کہ میں اس سے بہتر طریقہ (دین وشریعت) لیکر تمہارے پاس آیا ہوں کیا تم اب بھی اپنے بڑوں کے ہی من گھڑت راستے پر چلتے رہو گے، انہوں نے جواب دیا کہ ہم اس دین کو مانتے ہی نہیں جو تم لیکر آئے ہو۔

اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ہم نے انکی گستاخی پر انکی گستاخی پر ان سے بدلہ وانتقام لیا۔ آپ دیکھ لیجئے ہمارے دین و پیغمبر کو جھٹلانے والوں کا کیسا برا انجام ہوا۔ بس آپ مطمئن رہئے اگر مشرکین مکہ آپ کو جھٹلاتے ہی رہے تو انکا انجام بھی برا ہوگا۔

اقوال وتحقیق! جُزۡءًا۔ بعض بندوں کو اللہ کا جز قرار دینے سے یہ مراد ہے کہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے ہیں اور ظاہر ہے کہ اولاد باپ کے نطفہ سے بنتی ہے اور نطفہ انسان کا جز ہوتا ہے اسلئے اولاد کو باپ کا جز یا ٹکڑا کیا جاتا ہے

محمد یعقوب قاسمی غفرلہ ولوالدیہ

وَاِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِیۡمُ لِاَبِیۡهِ وَقَوۡمِهٖۤ اِنَّنِیۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا

تکذیب کرنے والوں کا کیسا (برا) انجام ہوا۔ اور (وہ وقت بھی قابل ذکر ہے) جبکہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ سے اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں

الَّذِیۡ فَطَرَنِیۡ فَاِنَّهٗ سَیَهۡدِیۡنِ ﴿۲۷﴾ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً فِیۡ

(کی عبادت) سے بیزار ہوں جنکی تم عبادت کرتے ہو۔ مگر ہاں جسنے مجھ کو پیدا کیا وہی مجھکو راہنمائی کرتا ہے۔ اور وہ اس (عقیدہ) کو اپنی اولاد میں (بھی)

عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمۡ یَرۡجِعُوۡنَ ﴿۲۸﴾ بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰۤؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰی

ایک قائم رہنے والی بات کر گئے تاکہ (ہر زمانہ میں مشرک) لوگ (شرک سے) باز آتے رہیں۔ بلکہ میں نے ان کو اور انکے باپ دادوں کو (دنیا کا) خوب

جَآءَهُمُ الۡحَقُّ وَرَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَقُّ قَالُوۡا هٰذَا

سامان دیا یہاں تک کہ انکے پاس سچا قرآن اور صاف صاف بتلانے والا رسول آیا۔ اور جب انکے پاس یہ سچا قرآن پہنچا تو کہنے لگے یہ تو

سِحۡرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ﴿۳۰﴾

جادو ہے اور ہم اس کو نہیں مانتے۔

کفار مکہ کو حضرت ابراہیم کے طریقہ سے سبق لینا چاہئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ان چیزوں یعنی بتوں وغیرہ کی بندگی سے بے تعلق ہوں جنکی تم پوجا کرتے ہو بس میرا تعلق تو اس عظیم ذات اللہ تعالی سے ہے جسنے مجھے پیدا کیا ہے وہی میری دینی دنیوی تمام امور میں رہنمائی فرماتا ہے۔

حضرت ابراہیم کی اس گفتگو سے کفار مکہ کو یہ سمجھانا ہے کہ حق بات پر واضح دلائل ہونے کے بعد اگر اپنے بڑوں کے طریقہ پر چلنا کوئی اچھا کام ہوتا تو ہم سب کے بڑے بزرگ حضرت ابراہیمؑ اپنے بڑوں کے طریقہ کو نہ چھوڑتے، بس تم بھی حق کا اتباع کرو اپنے بڑونکے غلط طریقہ کو چھوڑ دو، اور اگر تمکو اپنے بڑوں کے طریقہ پر ہی چلنے کا شوق ہے تو حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ پر چلو جو اپنی اولاد کو وصیت فرما گئے تھے کہ میرے بعد اللہ کے علاوہ کسی کی پرستش مت کرنا۔

اسکے بعد کفار مکہ سے فرمایا جارہا ہے کہ ہم نے تمہارے باپ دادوں کو جو دنیا کا سامان دیا تھا وہ اسمیں مشغول ہوکر اللہ سے غافل ہوگئے، تو ہم نے دین حق اور احکام کو صاف صاف بیان کرنے والا رسول بھیجا جب رسول نے دین حق اور قرآن کے واضح احکام سنائے اور معجزات دکھائے تو کہنے لگے یہ تو جادو ہے ہم اسکو نہ مانیں گے۔

وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ

اور کہنے لگے کہ یہ قرآن (اگر کلام الٰہی ہے تو) ان دونوں بستیوں (مکہ اور طائف کے

مِّنَ الۡقَرۡیَتَیۡنِ عَظِیۡمٍ ﴿۳۱﴾ اَهُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّکَ ؕ نَحۡنُ قَسَمۡنَا

رہنے والوں) میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ کیا یہ لوگ آپکے رب کی رحمت (خاصہ یعنی نبوت) کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں دنیوی

بَیۡنَهُمۡ مَّعِیۡشَتَهُمۡ فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ

زندگی میں (تو) ان کی روزی ہم (ہی) نے تقسیم کر رکھی ہے۔ اور ہم نے ایک کو دوسرے پر رفعت دے رکھی ہے

دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِیًّا ؕ وَرَحۡمَتُ رَبِّکَ خَیۡرٌ مِّمَّا

تاکہ ایک دوسرے سے کام لیتا رہے (اور عالم کا انتظام قائم رہے) اور آپکے رب کی رحمت بدرجہا اس (دنیوی مال و متاع) سے بہتر ہے جسکو

یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۲﴾

یہ لوگ سمیٹتے پھرتے ہیں۔

کفار کے ایک اعتراض کا جواب

نزول قرآن پر کفار مکہ نے ایک اعتراض یہ بھی کیا کہ اگر اللہ تعالی کو قرآن کریم نازل کرنا ہی تھا تو مکہ وطائف کے کسی بڑے سردار پر نازل ہونا چاہئے تھا یہ کیا کہ ایک ایسے شخص پر نازل کر کے اسکو نبی بنا دیا گیا جو یتیم بھی ہے اور غریب بھی۔

اس اعتراض کا جواب اللہ تعالی نے یہ دیا ہے کہ اے کفار مکہ کیا نبی بنانے کا معاملہ ہم نے تمہارے سپرد کر دیا ہے جو اس پر بحث و تکرار کر رہے ہو کہ اسکو نبی ہونا چاہئے اسکو نہیں اور یاد رکھو امیر و غریب، خادم و مخدوم، آقاء و غلام بنانا یہ ہماری اپنی مصلحت پر موقوف ہے جسکے مناسب جو سمجھتے ہیں اسکو وہ عطا فرما دیتے ہیں، اور نبوت و رسالت وہ عظیم دولت ہے جسکے مقابلہ میں اس دولت یعنی دنیوی ساز و سامان جسکو تم سمیٹتے پھرتے ہو کوئی وقعت نہیں۔

حاصل یہ کہ جب حقیر دولت (دنیوی ساز و سامان) کی تقسیم کا معاملہ ہم نے تمہارے سپرد نہیں کیا ہے تو عظیم دولت (نبوت و رسالت) کی تقسیم کا معاملہ ہم تمہارے سپرد کیسے کر سکتے ہیں۔

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ یَّکُوۡنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلۡنَا لِمَنۡ

اور اگر یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقہ کے ہو جاوینگے تو جو لوگ خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں

لِمَنۡ يَّكۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ لِبُيُوۡتِهِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيۡهَا يَظۡهَرُوۡنَ ﴿۳۳﴾

اُن کے لئے اُن کے گھروں کی چھتیں ہم چاندی کی کر دیتے، اور (نیز) زینے بھی جن پر وہ چڑھا (اترا) کرتے ہیں۔

وَلِبُيُوۡتِهِمۡ اَبۡوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيۡهَا يَتَّكِـُٔوۡنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخۡرُفًا ؕ وَاِنۡ كُلُّ

اور اُن کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں۔ اور (یہی چیزیں) سونے کی بھی۔ اور یہ سب

ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ؕ وَالۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۳۵﴾ ع

(سازوسامان) کچھ بھی نہیں صرف دنیوی زندگی کی چند روزہ کامرانی ہے (پھر فنا آخر فنا) اور آخرت آپکے رب کے ہاں خدا ترسوں کیلئے ہے

دنیوی ترقی قابل رشک نہیں

ان آیات میں پھر یہی ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ دنیوی ساز وسامان کی اللہ کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تمام انسان کفر اختیار کرلیں گے تو اللہ تعالی کافروں کو ایسے مکانات عطا فرمادیتے جنکی چھتیں، زینے دروازے وغیرہ اور بیٹھنے لیٹنے کی چیزیں تخت ومسہری وغیرہ سبھی چاندی سونے کی ہوتیں۔

بس اگر دنیوی ساز وسامان کی اللہ کی نزدیک کوئی وقعت واہمیت ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے ایک پر کے برابر بھی ہوتی تو کافروں کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ دیتے۔

بس جو چیز اللہ کے نزدیک اسقدر حقیر وبے وقعت ہو اسکو نبوت ورسالت کیلئے ضروری قرار دینا کہاں کی عقلمندی ہے۔

اور یاد رکھو یہ دنیوی ساز وسامان تو چند روز کیلئے سبھی انسانوں کیلئے ہیں مگر آخرت کی نعمتیں صرف انہی لوگوں کیلئے ہونگی جو اللہ سے ڈر کر تقویٰ وپرہیز گاری کی زندگی اختیار کرتے ہیں۔

وَمَنۡ يَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَيِّضۡ لَهٗ شَيۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيۡنٌ ﴿۳۶﴾

اور جو شخص اللہ کی نصیحت (یعنی قرآن) سے اندھا بن جاوے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں سو وہ (ہر وقت) اسکے ساتھ رہتا ہے

وَاِنَّهُمۡ لَيَصُدُّوۡنَهُمۡ عَنِ السَّبِيۡلِ وَيَحۡسَبُوۡنَ اَنَّهُمۡ مُّهۡتَدُوۡنَ ﴿۳۷﴾

اور وہ ان کو راہِ حق سے روکتے رہتے ہیں۔ اور یہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ راہِ (راست) پر ہیں۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيۡتَ بَيۡنِىۡ وَبَيۡنَكَ بُعۡدَ الۡمَشۡرِقَيۡنِ فَبِئۡسَ

یہاں تک کہ جب ایسا شخص ہمارے پاس آوے گا تو (اس شیطان سے) کہے گا کہ کاش میرے اور تیرے درمیان میں (دُنیا میں) مشرق و

الۡقَرِيۡنُ ﴿۳۸﴾ وَلَنۡ يَّنۡفَعَكُمُ الۡيَوۡمَ اِذۡ ظَّلَمۡتُمۡ اَنَّكُمۡ فِى الۡعَذَابِ

مغرب کی برابر فاصلہ ہوتا کہ (تو) بُرا ساتھی تھا اور (ان سے کہا جاویگا کہ) جبکہ تم (دنیا میں) کفر کر چکے تھے تو آج یہ بات تمہارے کام نہ

مُشۡتَرِكُوۡنَ ﴿۳۹﴾

آوے گی کہ تم (اور شیاطین) سب عذاب میں شریک ہو۔

قرآن کریم سے اعراض کا انجام ان آیات میں ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ کی نصیحت یعنی قرآن کریم اور وحی الٰہی سے جان بوجھ کر اعراض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر ایک شیطان مسلط فرما دیتے ہیں وہ ہر وقت اسکے ساتھ رہتا ہے اور اسکے ساتھ رہنے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ وہ شیطان اس شخص کے نیکیوں سے دور اور برائیوں سے قریب کرتا رہتا ہے اور یہ شخص ان برائیوں اور گمراہیوں کو اچھے کام سمجھ کر کرتا رہتا ہے۔

شیطان کی یہ دوستی اسکو دنیا میں تو اچھی لگے گی مگر جب مر کر آخرت میں پہونچے گا تب ہوش آئیگا اور کہے گا تو بہت برا ساتھی ہے تیری دوستی نے آج مجھے جہنم تک پہونچا دیا ہے، کاش میرے، اور تیرے درمیان مشرق و مغرب کے فاصلہ کے برابر دوری ہوتی مگر آخرت میں تمہاری یہ تمنا کچھ فائدہ نہ دے گی کیونکہ اسوقت تم سب عذاب میں مبتلا ہو گے۔

وَلَنۡ يَّنۡفَعَكُمۡ. الخ۔ اس آیت کی تفسیر اکثر مفسرینؒ نے یہ فرمائی ہے کہ جب ان دونوں دوستوں (انسانوں اور انکے ساتھی شیطانوں) کا کفر ثابت ہو جائیگا اور ان سب کو جہنم میں ڈالا جائیگا تو اسوقت تم سب کا عذاب میں مبتلا ہونا ایک دوسرے کیلئے کچھ تسلی کا باعث نہ ہو گا۔ یعنی جسطرح دنیا میں دوسروں کو اپنے جیسی تکلیف میں مبتلا دیکھ کر کچھ تسلی ہو جاتی ہے کہ میں تنہا ہی اس تکلیف میں مبتلا نہیں دوسرے لوگ بھی مبتلا ہیں اس تصور سے تکلیف ذرا کم معلوم ہونے لگتی ہے۔ مگر آخرت میں یہ ذرا سی تسلی بھی نصیب نہ ہو گی کیونکہ عذاب اتنا شدید ہو گا کہ دوسرے کو دیکھنے اور اسکے متعلق سوچنے کی کچھ مہلت نہ ملے گی۔

بُری دوستی کے نتائج ان آیات میں شیطان کی بری دوستی کا ذکر ہے اس سے واضح ہو کر یہ بات سامنے آ جاتی ہے بری دوستی خواہ شیاطین جن سے ہو یا شیاطین اِنس سے بہرحال بری اور نقصان دہ ہے اسلئے ہر وقت اپنے آپکو بُرے ساتھی سے بچانا چاہئے اور اچھوں کا ساتھ اختیار کرنا چاہئے علماء و صلحاء کی مجلس و صحبت اپنانا چاہئے، کیونکہ صحبت و ساتھی کے اثرات کا اپنے اندر آنا لازمی و ضروری ہے۔

اَفَاَنۡتَ تُسۡمِعُ الصُّمَّ اَوۡ تَهۡدِى الۡعُمۡىَ وَمَنۡ كَانَ

سو کیا آپ (ایسے) بہروں کو سنا سکتے ہیں یا (ایسے) اندھوں کو اور ان لوگوں کو جو

فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذۡهَبَنَّ بِکَ فَاِنَّا مِنۡهُمۡ مُّنۡتَقِمُوۡنَ ﴿۴۱﴾ اَوۡ

صریح گمراہی میں ہیں راہ پر لا سکتے ہیں۔ پس اگر ہم (دنیا سے) آپکو اٹھالیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں۔ یا اگر

نُرِیَنَّکَ الَّذِیۡ وَعَدۡنٰهُمۡ فَاِنَّا عَلَیۡهِمۡ مُّقۡتَدِرُوۡنَ ﴿۴۲﴾ فَاسۡتَمۡسِکۡ

اُن سے جو ہم نے عذاب کا وعدہ کر رکھا ہے وہ آپ کو (بھی) دکھلا دیں تب بھی (کچھ بعید نہیں کیونکہ) ہم کو ان پر ہر طرح کی قدرت ہے

بِالَّذِیۡۤ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ ۚ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۴۳﴾ وَ اِنَّهٗ لَذِکۡرٌ لَّکَ

تو آپ اس قرآن پر قائم رہیئے جو آپ پر وحی کے ذریعہ سے نازل کیا گیا ہے آپ بیشک سیدھے راستہ پر ہیں۔ اور یہ قرآن آپکے لئے اور

وَ لِقَوۡمِکَ ۚ وَ سَوۡفَ تُسۡـَٔلُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ سۡـَٔلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِکَ

آپکی قوم کے لئے بیشک بڑے شرف کی چیز ہے اور عنقریب تم سب پوچھے جاؤ گے　اور آپ ان سب پیغمبروں سے جنکو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے

مِنۡ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلۡنَا مِنۡ دُوۡنِ الرَّحۡمٰنِ اٰلِهَةً یُّعۡبَدُوۡنَ ﴿۴۵﴾ ع ۴ / ۱۰

پوچھ لیجئے کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے سوا دوسرے معبود ٹھہرا دیئے تھے کہ ان کی عبادت کی جاوے۔

ہدایت، اللہ کے قبضہ میں ہے

ان آیات میں حضور اقدس ﷺ سے فرمایا جارہا ہے کیا آپ بہروں کو حق بات سنا سکتے ہیں یا اندھوں کو راہ ہدایت دکھا سکتے ہیں اور جو صریح گمراہی میں مبتلا ہوں انکو ہدایت پر لا سکتے ہیں یعنی جن لوگوں کا ارادہ ہی ہدایت قبول کرنیکا نہیں آپ انکو ہدایت پر نہیں لا سکتے لہذا انکے متعلق آپ غمگین نہ ہوں کہ یہ ایمان کیوں قبول نہیں کرتے، بس انکا معاملہ اللہ کے سپرد کیجئے وہی ان سے نمٹ لیگا چاہے آپ کی زندگی میں یا آپ کی وفات کے بعد بہرحال یہ لوگ اللہ کے قبضہ سے باہر نہیں جا سکتے اللہ جب چاہے گا انکو سزا دیدیگا۔

اور آپ اس قرآن پر جو آپ پر وحی کے ذریعہ نازل فرمایا گیا ہے مضبوطی سے قائم رہئے بلاشک وشبہ آپ سیدھے راستے پر ہیں کوئی کچھ بھی کہے آپ مطمئن رہئے۔

اور یہ قرآن کریم آپکے اور آپکی قوم کیلئے بڑی عزت وشرف کا باعث ہے، اسلئے اے اہل عرب تمہارے لئے خصوصاً اسکو قبول کر لینا بڑی سعادت اور دین ودنیاوی فلاح کی بات ہے اگر تم قرآن سے اعراض ہی کرتے رہو گے تو یاد رکھو جلد ہی مرنے کے بعد قیامت کے دن ہر شخص سے اسکے اعمال کے متعلق سوال ہوگا کوئی کسی کی طرف سے جواب دہ نہ ہوگا۔ اور اے محمد (ﷺ) آپ کا کام تو صرف ہمارے احکام پہونچا دینا ہے جو آپ احسن طریقہ پر پہونچا چکے ہیں۔

بہرحال توحید کو قرآن کریم نے جابجا عقلی اور نقلی دلائل سے خوب ثابت کر دیا ہے اب یہاں رسول

اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کفار کو سنایا جارہا ہے کہ ہمارے پہلے رسولوں سے معلوم کرلو یعنی انکی کتابوں سے تحقیق کرلو۔ اس سے واضح طور پر ثابت ہو جائیگا کہ سبھی رسولوں نے توحید کا حکم دیا ہے کسی نے بھی شرک کی اجازت نہیں دی۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىْ رَسُوْلُ رَبِّ

اور ہم نے موسیٰؑ کو اپنے دلائل دے کر فرعون کے اور اس کے امراء کے پاس بھیجا تھا سو انہوں نے (ان لوگوں کے پاس

الْعٰلَمِيْنَ ﴿۴۶﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَمَا

آکر) فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے (پیغمبر ہو کر آیا) ہوں۔ پھر جب موسیٰؑ اُن کے پاس ہماری نشانیاں لے کر آئے تو وہ یکایک (ان پر لگے

نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا ۖ وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ

ہنسنے۔ اور ہم اُن کو جو نشانی دکھلاتے تھے۔ وہ دوسری نشانی سے بڑھ کر ہوتی تھی۔ اور ہم نے ان لوگوں کو عذاب میں پکڑا تھا

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ

تاکہ وہ (اپنے کفر سے) باز آجاویں۔ ۲ اور انہوں نے کہا کہ اے جادوگر ہمارے لئے اپنے رب سے اس بات کی دعا کر دیجئے جس کا اُس نے آپ

اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾

عہد کر رکھا ہے ہم ضرور راہ پر آجاوینگے۔ پھر جب ہم نے وہ عذاب اُن سے ہٹا دیا تب ہی انہوں نے (اپنا عہد توڑ دیا،

تفسیر:- اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون اور اسکے امراء کی طرف رسول بنا کر بھیجا تاکہ انہیں توحید اختیار کرنے اور شرک سے بچنے کی تعلیم دیں، اپنے رسول کو اللہ تعالیٰ نے معجزے بھی عطا فرمائے جیسے ہاتھ کا روشن ہونا اور لاٹھی کا اژدھا بن جانا، غیرہ مگر انہوں نے اپنے نبی کی قدر نہ کی آپکو جھٹلایا اور معجزات کا مذاق اڑایا تو اللہ نے ان پر عذاب نازل فرمایا تاکہ انہیں عبرت حاصل ہو اور حضرت موسیٰؑ کی نبوت کو سچ جان کر تسلیم کریں۔

چنانچہ کبھی ان پر طوفان کا عذاب آیا کبھی ٹڈیوں کا کبھی جوؤں کا کبھی مینڈک کا کبھی خون کا کبھی کھیتی و باغات اور جان و مال میں کمی ہو جانے کا ان عذابات کا تفصیلی ذکر آسان تفسیر پارہ ع۹ - ص۱۹ پر موجود ہے۔

غرضیکہ جب بھی کوئی عذاب آتا تو گھبرا جاتے اور سخت پریشانی کی حالت میں حضرت موسیٰ سے خوشامد کرتے اور کہتے کہ آپ دعا کر کے اس عذاب کو ہٹوا دیجئے ہم وعدہ کرتے ہیں آپکے بتلائے ہوئے راستے پر چلیں گے اور جب عذاب ہٹ جاتا تو پھر اپنی سرکشی پر قائم رہتے۔

وَنَادٰی فِرۡعَوۡنُ فِیۡ قَوۡمِہٖ قَالَ یٰقَوۡمِ اَلَیۡسَ لِیۡ مُلۡکُ مِصۡرَ وَ
اور فرعون نے اپنی قوم میں منادی کرائی یہ بات کہی کہ اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میری نہیں ہے ، اور

ہٰذِہِ الۡاَنۡہٰرُ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِیۡ ۚ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵۱﴾ اَمۡ اَنَا خَیۡرٌ مِّنۡ
یہ نہریں میرے (محل کے) پائین میں بہ رہی ہیں ۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو۔ بلکہ میں (ہی) افضل ہوں

ہٰذَا الَّذِیۡ ہُوَ مَہِیۡنٌ ۬ۙ وَّ لَا یَکَادُ یُبِیۡنُ ﴿۵۲﴾ فَلَوۡ لَاۤ اُلۡقِیَ عَلَیۡہِ اَسۡوِرَۃٌ
اس شخص سے جو کہ کم قدر ہے اور قوت بیانیہ بھی نہیں رکھتا ۔ تو اسکے سونے کے کنگن کیوں

مِّنۡ ذَہَبٍ اَوۡ جَآءَ مَعَہُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ مُقۡتَرِنِیۡنَ ﴿۵۳﴾ فَاسۡتَخَفَّ قَوۡمَہٗ
نہیں ڈالے گئے یا فرشتے اس کے جلو میں پرا باندھ کر آتے ہوتے غرض اس نے (ایسی باتیں کر کرکے) اپنی قوم کو مغلوب کر دیا

فَاَطَاعُوۡہُ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا قَوۡمًا فٰسِقِیۡنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّاۤ اٰسَفُوۡنَا انۡتَقَمۡنَا
اور وہ اسکے کہنے میں آگئے وہ لوگ (کچھ پہلے سے بھی) شرارت کے بھرے تھے ۔ پھر جب ان لوگوں نے ہم کو غصہ دلایا ۔ تو ہم نے ان سے

ع ۱۱ ۵ مِنۡہُمۡ فَاَغۡرَقۡنٰہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۵۵﴾ۙ فَجَعَلۡنٰہُمۡ سَلَفًا وَّ مَثَلًا لِّلۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۵۶﴾
بدلہ لیا ۔ اور ان سب کو ڈبو دیا ۔ اور ہم نے اُن کو آئندہ آنے والوں کے لئے خاص طور کے متقدمین اور نمونہ (عبرت) بنا دیا ۔

فرعون کو اپنی خدائی کی فکر ہوئی

فرعون کو یہ ڈر ہوا کہ کہیں موسیٰؑ کے معجزات دیکھ کر میری قوم مسلمان نہ ہو جائے اور میری خدائی جاتی رہے اسلئے فرعون نے اپنی قوم میں یہ منادی کرائی کہ اے لوگو کیا تم نہیں دیکھ رہے ہو کہ پورے ملک مصر پر میری حکومت ہے اور یہ نہریں جو میرے محل کے نیچے بہہ رہی ہیں سب میری ہیں (فرعون دریاء نیل سے نہر کاٹ کر اپنے باغ میں لایا تھا)

اقوال وتحقیق! ساحر - علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ ساحر انکی زبان میں بڑے عالم کو کہتے تھے اور اس زمانہ میں سحر کے علم کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

حضرت تھانویؒ نے لکھا ہے کہ ساحر کا لفظ بدحواسی کی حالت میں نکل جاتا ہوگا ورنہ ایسی عاجزانہ درخواست کے موقع پر یہ شرارت کا لفظ بولنا مستبعد معلوم ہوتا ہے

اور علامہ شبیر احمد عثمانیؒ نے جو تفسیر فرمائی ہے اس سے ان دونوں مفسرینؒ کے اقوال میں تطبیق بھی ہو جاتی ہے لکھتے ہیں کہ ساحر انکے محاورہ میں عالم کو کہتے تھے کیونکہ بڑا علم انکے نزدیک سحر ہی تھا شاید اس خوشامد کے موقع پر حضرت موسیٰؑ کو بظاہر تعظیمی لقب سے پکارا ہو اور خبث باطنی سے اشارہ اسطرف بھی کیا ہو کہ ہم تجھکو نبی اب بھی نہیں سمجھتے صرف ایک ماہر جادوگر سمجھتے ہیں۔

محمد یعقوب قاسمی غفرلہٗ ولوالدیہ

اور موسیٰؑ کے پاس نہ عزت و دولت ہے اور نہ ہی صاف بول سکتا ہے۔

فرعون کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میرے پاس عزت و دولت اور سلطنت سبھی کچھ ہے اور موسیٰؑ کے پاس نہ عزت ہے نہ دولت ہے یہاں تک کہ صاف بول بھی نہیں سکتا۔

غرضیکہ میری حیثیت موسیٰؑ کے مقابلہ میں بہت بلند و بالا ہے وہ معمولی حیثیت بلکہ بے حیثیت ہے بس سوچو وہ افضل ہے یا میں وہ قابل اتباع ہے یا میں ؟

اور سوچو جب وہ اپنے آپکو اللہ کا پیغمبر بتاتا ہے تو اسکے ہاتھ میں سونے کے کنگن کیوں نہیں اور اسکے ساتھ فرشتے بھی نہیں جو پے در پے جلوس بنا کر موسیٰ کے ساتھ آتے جس سے یہ باور ہوتا کہ ہاں یہ اللہ کا پیغمبر ہے۔

فرعون نے اپنے رواج کے مطابق یہ بات کہی کیونکہ وہ جب کسی کو اپنا امیر و وزیر بناتا تو اسکو سونے کے کنگن پہناتا تھا اور جب دربار کرتا تو فوج قطار در قطار کھڑی رہتی تھی۔

غرضیکہ اسطرح کی باتیں کر کے فرعون نے ان پر قوم کو بہکایا اور کچھ گندے خیال کے لوگ پہلے سے قوم میں موجود ہی تھے بس اسطرح سے فرعون اور اسکی قوم نے کفر و سرکشی پر قائم رہ کر جب اللہ کو غضبناک کر دیا تب اللہ نے ان پر عذاب نازل فرما کر فرعون اور اسکی قوم کو دریاء نیل میں غرق کر دیا۔ اور آئندہ آنے والی قوموں کیلئے انکے اس واقعہ کو عبرت و نصیحت کا نمونہ بنا دیا۔

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾ وَ

اور جب عیسیٰ ابن مریم کے متعلق ایک عجیب مضمون بیان کیا گیا تو یکایک آپ کی قوم کے لوگ اس سے (مارے خوشی کے) چلانے لگے۔ اور

قَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ

(اس معترض کے ساتھ ہو کر) کہنے لگے کہ ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسیٰؑ ان لوگوں نے جو یہ (مضمون عجیب) آپ سے بیان کیا ہے تو محض جھگڑنے

خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي

کی غرض سے بلکہ یہ لوگ ہیں ہی جھگڑالو۔ عیسیٰؑ تو محض ایک ایسے بندے ہیں جن پر ہم نے فضل کیا تھا اور انکو بنی اسرائیل کیلئے ہم نے اپنی قدرت

إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾

کا ایک نمونہ بنایا تھا۔

حضرت موسیٰؑ کے زبان میں لکنت تھی جسکی وجہ سے آپ صاف نہیں بول پاتے تھے آپ نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے آپکی زبان صاف فرما دی مگر فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کرنے کیلئے آپ کی وہی پہلی حالت لکنت والی بیان کی۔

محمد یعقوب قاسمی غفرلہ ولوالدیہ

شان نزول

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ ﷺ نے کفار قریش سے فرمایا اللہ کے سوا جسکی بھی عبادت کی جاتی ہے اسمیں کوئی خیر نہیں۔
اس حدیث کو لیکر کفار قریش کے کچھ لوگوں نے اعتراض کیا کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کی عبادت کرتے ہیں مگر حضرت عیسیٰؑ کے متعلق آپ بھی مانتے ہیں کہ انمیں خیر ہی خیر ہے، یہ اعتراض سنکر پوری قوم قریش خوشی کے مارے جھوم اٹھی اور اعتراض کرنے والوں کے ساتھ ہو گئی اور کہنے لگی بتایئے آپ کے نزدیک ہمارے معبود زیادہ بہتر ہیں یا عیسیٰؑ۔

کفار قریش کے اعتراض کا جواب

یہاں اسکا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ لوگ جھگڑالو ہیں ہر بات میں جھگڑا اوُ اعتراض پیدا کر کے شرک کی راہ تلاش کرتے ہیں یہاں پر بھی انہوں نے حضور پاک ﷺ کے فرمان کا غلط مطلب نکال کر اعتراض کھڑا کر دیا ہے، ظاہر ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جنکی عبادت کی جائے اگر وہ اپنی عبادت سے لوگوں کو نہیں روکتے اور اس سے اپنی بیزاری کا اظہار نہیں کرتے جیسے شیاطین و بت وغیرہ، انکے متعلق فرمایا گیا ہے کہ انمیں کوئی خیر نہیں، اور حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ان آیات میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ وہ اللہ کے مقبول بندے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا خاص انعام واکرام فرمایا ہے اور قوم بنی اسرائیل کی ہدایت کیلئے آپکو دولت نبوت سے سرفراز فرما کر مبعوث فرمایا آپ خود اپنے بندے ہونے کا اقرار کرتے تھے اور ساری عمر لوگونکو اللہ کی بندگی کی دعوت و تعلیم دیتے رہے، اللہ ایسے مقرب بندے کو شیاطین و بت وغیرہ کے ہم پلہ وہم درجہ قرار دینا کسقدر بے وقوفی اور گمراہی کی بات ہے۔ (العیاذ باللہ)

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

اور اگر ہم چاہتے تو ہم تم سے فرشتوں کو پیدا کر دیتے کہ وہ زمین پر یکے بعد دیگرے رہا کرتے۔ اور وہ

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ

(یعنی عیسیٰؑ) قیامت کے یقین کا ذریعہ ہیں تو تم لوگ اس (کی صحت) میں شک مت کرو اور تم لوگ میرا اتباع کرو۔ یہ سیدھا

مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٢﴾

رستہ ہے۔ اور تم کو شیطان (اس راہ پر آنے سے) روکنے نہ پائے وہ بے شک تمہارا صریح دشمن ہے۔

نصاریٰ کے ایک مغالطہ کا جواب

یہاں نصاریٰ کے ایک مغالطہ کا جواب دیا گیا ہے جسکی وجہ سے انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو اپنا معبود بنا رکھا تھا وہ یہ کہ انہوں نے آپ کے بغیر باپ کے پیدا ہونے کو آپکی خدائی کی دلیل مان رکھا تھا اللہ تعالیٰ نے یہاں اسکی

تردید فرمائی ہے کہ عیسیٰ کو تو ہم نے بغیر باپ کے ہی پیدا کیا ہے ہم کو تو اس سے بھی زیادہ پر قدرت ہے دیکھو ہم نے حضرت آدمؑ کو بغیر باپ اور بغیر ماں کے پیدا کر دیا ہے اور اگر ہم چاہیں تو اس سے بھی زیادہ خلاف عادت چیزوں میں اپنی قدرت دکھا سکتے ہیں کہ تم انسانوں سے فرشتوں کو پیدا کر دیں جس طرح اب تمہاری نسل چلتی ہے پھر انکی نسل تم سے اسی طرح چلتی رہے۔

اور حضرت عیسیٰؑ تو قوم بنی اسرائیل کیلئے ایک نشانی ہیں اللہ کی قدرت و وحدانیت کو تسلیم کرنے کی، کہ بغیر باپ کے پیدا ہوئے اور پھر عجیب و غریب معجزے دکھائے اور پھر آپکا دوبارہ آنا قیامت کی نشانی ہوگا یعنی حضرت عیسیٰؑ کے دوبارہ نزول سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ اب قیامت بالکل قریب ہے جیسا کہ احادیث متواترہ میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آخری زمانہ میں آسمان سے تشریف لائیں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ وغیرہ۔

(نزول عیسیٰؑ کے موضوع پر کچھ تفصیلات سورۂ اعراف اور سورہ مائدہ میں دیکھ لی جائیں)

اسکے بعد ارشاد ہے کہ قیامت کے آنے میں شک مت کرو۔ اور میں تمکو جو سیدھی راہ ایمان کی بتلا رہا ہوں اسپر چلو ایسا نہ ہو کہیں تمہارا ازلی دشمن شیطان تمکو صحیح راستہ سے روک کر گمراہ کر دے۔

وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم
اور جب عیسیٰؑ معجزے لے کر آئے تو انہوں نے (لوگوں سے) کہا کہ میں تمہارے پاس سمجھ کی باتیں لے کر آیا ہوں اور تاکہ بعض باتیں

بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ
جن میں تم اختلاف کر رہے ہو تم سے بیان کر دوں تو تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ بیشک اللہ ہی میرا بھی رب ہے

رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ
اور تمہارا بھی رب ہے سو اسی کی عبادت کرو یہی (توحید) سیدھا رستہ ہے۔ سو مختلف گروہوں نے

الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ
(اس بارے میں) باہم اختلاف ڈال لیا۔ سو ان ظالموں کے لئے ایک پُر درد دن کے عذاب سے بڑی خرابی

أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ
ہے۔ یہ لوگ بس قیامت کا انتظار کر رہے ہیں۔ کہ وہ ان پر دفعۃً آ پڑے اور ان کو

لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾ الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾ ع ۶/۱۲
خبر بھی نہ ہو۔ تمام (دنیوی) دوست اس روز ایک دوسرے کے دشمن ہو جاویں گے بجز خدا سے ڈرنے والوں کے

حضرت عیسیٰ کی واضح تعلیمات

حضرت عیسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا میں تمہارے پاس واضح قسم کے معجزات لیکر آیا ہوں جیسے مردہ کو زندہ کردینا کوڑھی کو صحیح کردینا وغیرہ اور دینی امور میں جو اختلافات تم نے آپس میں پیدا کر رکھے ہیں انمیں جو حق ہے اسے ظاہر کرنے کیلئے آیا ہوں بس اللہ کا رسول ہونے کی وجہ سے تم میری اطاعت کرو، بلاشک وشبہ اللہ تعالیٰ میرا بھی رب ہے اور تم سب کا بھی بس ہم سب پر صرف اسی کی بندگی کرنا فرض ہے، اسکے علاوہ ہمیں کسی کے سامنے سر نہیں جھکانا چاہئے۔

مگر اسکے باوجود قوم بنی اسرائیل میں اختلاف پڑگئے یہودیوں نے تو آپکو رسول ماننے ہی سے صاف انکار کردیا اور نصاریٰ نے آپ کو مانا مگر انمیں سے بھی آگے چلکر کئی فرقے بن گئے کوئی کہتا حضرت عیسیٰؑ اللہ کے بیٹے ہیں کوئی کہتا تین خداؤں میں سے ایک خدا ہیں اور کوئی کہتا حضرت عیسیٰ ہی خدا ہیں غرضیکہ حضرت عیسیٰ کی اصل تعلیمات پر کوئی قائم نہ رہا، بلکہ آپ کی صاف اور واضح تعلیمات کے منکر ہوگئے، اسکی سزا انکو قیامت کے دن دردناک عذاب کی صورت میں دی جائیگی۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ جب اسقدر صاف تعلیمات اور واضح معجزات دیکھکر بھی یہ لوگ منکر ہوگئے تو بس اب یوں سمجھا جائے کہ یہ قیامت کے منتظر ہیں کہ وہ اچانک انکے سر پر آجائے مگر یاد رکھو اس دن کوئی کسی کے کام نہیں آئیگا سواء ایمانداروں اور پرہیزگاروں کے سب میں افراتفری پڑی ہوگی۔

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِيْنَ

(اور مومنین کو حق تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی کہ) اے میرے بندو تم پر آج کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے۔

اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

(یعنی وہ بندے جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تھے اور (ہمارے) فرمانبردار تھے۔ تم اور تمہاری (ایماندار) بیبیاں خوش بخوش جنت میں

تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا

داخل ہو جاؤ۔ ان کے پاس سونے کی رکابیاں اور گلاس لائے جاویں گے۔ (یعنی غلمان لادینگے) اور وہاں

مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ

وہ چیزیں ملیں گی جن کو جی چاہے گا اور جن سے آنکھوں کو لذت ہوگی۔ اور تم یہاں ہمیشہ رہوگے۔ اور

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ

(ان سے کہا جاوے گا کہ) یہ وہ جنت ہے جس کے تم مالک بنادیئے گئے ہو اپنے (نیک) اعمال کے عوض میں (اور) تمہارے لئے اسمیں

كَثِيۡرَةٌ مِّنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ﴿۷۳﴾

بہت سے میوے ہیں جن میں سے کھاتے ہو۔

فرمانبرداروں کیلئے جنت کے مزے

ان آیات میں ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے اپنے رسول کی اطاعت کی اور اپنے رب کی فرمانبرداری کی ان سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیگا آج تم پر کسی قسم کا غم وخوف نہیں پورے راحت وسکون کے ساتھ رہو اور تم مع اپنی نیک بیویوں کے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور پھر جنت میں انکے پاس کھانے پینے کیلئے سونے کے برتن لائے جائیں گے اور انہیں جنت میں وہ تمام چیزیں ملیں گی جنکو انکا دل چاہے گا۔ اور ایسے مناظر دیکھنے کو ملیں گے جس سے انکی آنکھیں لذت یاب ہوں جیسے حوریں وغیرہ۔ اور ان سے کہا جائیگا تمہارے اعمال صالحہ کی وجہ سے ہم نے تمہیں اس جنت کا ہمیشہ کیلئے مالک بنادیا ہے، اور یہاں جو پھل فروٹ اور میوے وغیرہ تم کھارہے ہو یہ سب بھی تمہارے ہیں۔

اِنَّ الۡمُجۡرِمِيۡنَ فِىۡ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوۡنَ ﴿۷۴﴾

بیشک نافرمان (یعنی کافر) لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے۔

لَا يُفَتَّرُ عَنۡهُمۡ وَهُمۡ فِيۡهِ مُبۡلِسُوۡنَ ﴿۷۵﴾ وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَلٰـكِنۡ كَانُوۡا

وہ (عذاب) اُن سے ہلکا نہ کیا جاوے گا، اور وہ اسی میں مایوس پڑے رہیں گے۔ اور ہم نے ان پر (ذرا) ظلم نہیں کیا لیکن یہ خود ہی

هُمُ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۷۶﴾ وَنَادَوۡا يٰمٰلِكُ لِيَـقۡضِ عَلَيۡنَا رَبُّكَ ‌ؕ قَالَ اِنَّكُمۡ

ظالم تھے۔ اور پکاریں گے کہ اے مالک تمہارا پروردگار (ہم کو موت دیکر) ہمارا کام ہی تمام کردے وہ (فرشتہ)

مّٰكِثُوۡنَ ﴿۷۷﴾

جواب دے گا کہ تم ہمیشہ اسی حال میں رہو گے۔

نافرمانوں کیلئے دوزخ کا عذاب

ان آیات میں ارشاد ہے کہ جن لوگوں نے اپنے رسولوں کو جھٹلایا اپنے رب کی نافرمانی کی کھل کر کفر وشرک کیا انکو ہمیشہ کیلئے جہنم کے انگاروں میں ڈالدیا جائیگا یہ عذاب نہ ان سے کم ہوگا اور نہ ہی ختم۔ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہم کسی پر ظلم نہیں کرتے یہ ہیشگی کا عذاب انہوں نے خود ہی مول لیا ہے کفر وشرک کرکے۔ ہم نے تو انہیں دنیا میں جنت ودوزخ دونوں کے راستے دکھادیئے تھے اور اپنے رسولوں کے ذریعہ انکو سمجھا بھی دیا تھا مگر انہوں نے سرکشی کرکے جہنم کا راستہ خود چنا ہے۔

بہرحال جب انہیں یقین ہو جائیگا کہ اب جہنم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تو دوزخ کے داروغہ جسکا نام مالک ہے اسکو پکار کر کہیں گے کہ اپنے رب سے کہہ کر ہمارا اتنا کام کرادو کہ ہماری موت آجائے تو اس عذاب سے چھٹکارہ مل جائے۔ مالک انہیں جواب دیگا۔ یہاں موت ممکن نہیں اب تو ہمیشہ تمکو اسی عذاب کی حالت میں زندگی گذارنی ہوگی۔

لَقَدۡ جِئۡنٰکُمۡ بِالۡحَقِّ وَ لٰکِنَّ اَکۡثَرَکُمۡ لِلۡحَقِّ کٰرِهُوۡنَ ﴿۷۸﴾

ہم نے سچا دین تمہارے پاس پہنچایا لیکن تم میں اکثر آدمی سچے دین سے نفرت رکھتے ہیں

اَمۡ اَبۡرَمُوۡۤا اَمۡرًا فَاِنَّا مُبۡرِمُوۡنَ ﴿ۚ۷۹﴾ اَمۡ یَحۡسَبُوۡنَ اَنَّا لَا نَسۡمَعُ سِرَّهُمۡ وَ

ہاں کیا انہوں نے کوئی انتظام درست کیا ہے سو ہم نے بھی ایک انتظام درست کیا ہے۔ ہاں کیا ان لوگوں کا یہ خیال ہے کہ ہم انکی چپکی

نَجۡوٰىهُمۡ ؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَیۡهِمۡ یَکۡتُبُوۡنَ ﴿۸۰﴾

چپکی باتوں کو اور اُن کے مشوروں کو نہیں سنتے۔ ہم ضرور سنتے ہیں اور ہمارے فرشتے اُن کے پاس ہیں وہ بھی لکھتے ہیں۔

نافرمانوں کی حالتِ بد

سرکش و نافرمان لوگوں کی حالت بیان کی جارہی ہے کہ جب ہم نے اپنے رسولوں کے ذریعہ انکے سامنے دین حق پیش کیا تو اسے ماننا تو درکنار انمیں سے اکثر نے اس دین حق سے نفرت کی دین اور دینداروں کو ہر قسم کا نقصان پہونچانے کے درپے رہے چنانچہ ارشاد ہے کیا ان کفار مکہ نے دین اسلام کو نقصان پہنچانے کا کوئی پختہ انتظام کر لیا ہے۔ سو وہ یاد رکھیں ہم نے بھی انہیں عذاب دینے کا پختہ انتظام کر لیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ کے انتظام کے آگے کسی کا انتظام کیا چل سکتا ہے چنانچہ کفار مکہ مغلوب و ناکام ہوئے اور محمد عربی اور دین اسلام غالب و کامیاب رہا۔

آگے ارشاد ہے کہ کیا کفار مکہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم انکی خفیہ تدبیریں اور مشورے نہیں سنتے، کیوں نہیں، ضرور سب سنتے ہیں، اور ہمارے فرشتے انکی تمام کارروائیاں لکھتے رہتے ہیں قیامت کے دن انکی یہ فائل ہمارے سامنے پیش ہوگی تب ہم انکو سخت عذاب دیں گے۔

قُلۡ اِنۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ

آپ کہئے اگر خدائے رحمان

وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ ﴿۸۱﴾ سُبۡحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ رَبِّ

کے اولاد ہو تو سب سے اوّل اسکی عبادت کرنیوالا میں ہوں۔ آسمانوں اور زمین کا مالک جو کہ عرش کا بھی مالک ہے، ان باتوں

اَلۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ﴿۸۲﴾ فَذَرۡهُمۡ يَخُوۡضُوۡا وَيَلۡعَبُوۡا حَتّٰى يُلٰقُوۡا

سے منزہ ہے جو یہ (مشرک) لوگ بیان کر رہے ہیں۔ تو آپ ان کو اسی شغل اور تفریح میں رہنے دیجئے یہاں تک کہ اُن کو اپنے

يَوۡمَهُمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِىۡ فِى السَّمَآءِ اِلٰـهٌ وَّفِى

اس دن سے سابقہ واقع ہو جس کا اُن سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ اور وہی ذات ہے جو آسمان میں بھی قابل عبادت ہے۔ اور زمین میں بھی

الۡاَرۡضِ اِلٰـهٌ ؕ وَهُوَ الۡحَكِيۡمُ الۡعَلِيۡمُ ﴿۸۴﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِىۡ لَهٗ مُلۡكُ السَّمٰوٰتِ

قابل عبادت ہے۔ اور وہی بڑی حکمت والا اور بڑے علم والا ہے اور وہ ذات بڑی عالیشان ہے جسکے لئے آسمان اور زمین کی اور

وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ۚ وَعِنۡدَهٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيۡهِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۵﴾

جو مخلوق اسکے درمیان میں ہے اسکی سلطنت ثابت ہے۔ اور اس کو قیامت کی (بھی) خبر ہے۔ اور تم سب اسی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے

اللہ اولاد سے پاک ہے

مشرکین مکہ کہا کرتے تھے کہ فرشتے اللہ کی اولاد ہیں اسی لئے ہم انکی بندگی کرتے ہیں اسکی تردید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعہ اعلان کرایا کہ آپ فرما دیجئے اگر بفرض محال اللہ کے اولاد ہوتی تو سب سے پہلے میں اسکی عبادت کرتا مگر کسی بھی عقلی و نقلی دلیل سے اللہ کے اولاد ثابت نہیں بلکہ قرآن و حدیث میں واضح طور پر اولاد کی نفی کی گئی ہے بس بڑا ظالم ہے وہ جو اللہ کے اولاد ثابت کر کے اللہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے انہی آیات میں اللہ تعالیٰ خود تردید فرما رہے ہیں کہ ہماری ذات پاک و بے نیاز ہے اس چیز یعنی اولاد سے جو یہ لوگ ہمارے لئے بیان کرتے ہیں۔

اسکے بعد نبی کریم ﷺ کو مخاطب کر کے ارشاد ہے کہ جب یہ لوگ حق واضح ہونے کے باوجود بھی اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتے تو آپ انہیں یوں ہی دنیوی مشغلوں میں پھنسا رہنے دیجئے یہاں تک کہ ہمارے وعدے کا دن یعنی قیامت آجائے اسوقت ہم انسے ہر ہر بات کی باز پرس کریں گے۔

بلاشبہ آسمان و زمین میں عبادت کی مستحق تنہاء اللہ کی ذات ہے اور ایک دن سب کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ اسلئے انسان کو غور کرنا چاہیئے کہ جب تمام انسان و جن اللہ کے سامنے موجود ہونگے میں کیا جواب دونگا کہ میں نے تیری بندگی کیوں نہیں کی۔

وَلَا يَمۡلِكُ الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنۡ شَهِدَ

اور خدا کے سوا جن معبودوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ سفارش (تک) کا اختیار نہ رکھیں گے، ہاں جن لوگوں نے حق بات (یعنی کلمہ ایمان)

بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٦﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ

کا اقرار کیا تھا اور وہ تصدیق بھی کیا کرتے تھے۔ اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ ان کو کس نے پیدا کیا ہے تو یہی کہیں گے کہ اللہ نے

فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿٨٧﴾ وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٨٨﴾ فَاصْفَحْ

سو یہ لوگ کدھر الٹے جاتے ہیں۔ اور اس کو رسول کے اس کہنے کی بھی خبر ہے کہ اے میرے رب یہ ایسے لوگ ہیں کہ ایمان نہیں لاتے۔ تو

عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ۭ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٨٩﴾

آپ ان سے بے رخ رہیئے۔ اور یوں کہہ دیجئے کہ تم کو سلام کرتا ہوں، سو انکو ابھی معلوم ہو جاوے گا

معبودان باطل کی کمزوری

کفار کے معبودان باطل جنکے متعلق وہ یہ خیال جمائے بیٹھے ہیں کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں یہاں فرمایا جارہا ہے یادرکھو نہ یہ سفارش کرسکیں گے، اور نہ انکی سفارش کسی کے کام آئیگی۔ بس اللہ کے دربار میں سفارش وہی کرسکے گا جو معرفت الہی سے سرشار ہو اور صرف انہیں کے حق میں کرسکے گا جو صاحب ایمان ہوں۔ بس کفار کا اپنے معبودان باطل سے سفارش کی توقع رکھنا اپنے کو دھوکہ میں ڈالنا ہے۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ اگر آپ ان کافرین سے پوچھیں کہ تمہارا خالق کون ہے؟ تو وہ یہی جواب دیں گے ہمکو پیدا کرنے والا اللہ ہے۔ مگر افسوس خالق اللہ کو مانتے ہیں اور پرستش اللہ کے علاوہ کی کرتے ہیں، کسقدر بے شرمی و بے غیرتی کی بات ہے نبی کریم ﷺ نے اپنی قوم کی اس بے غیرتی کی شکایت اپنے رب سے کی کہ میری یہ قوم ایمان نہیں لاتی، اللہ تعالی نے اپنے رسول کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا آپ ان سے منہ پھیر لیجئے اور کہہ دیجئے میرا سلام لو۔ یعنی آپ انکو تبلیغ کرہی چکے ہیں اب بھی یہ نہیں مانتے تو آپ انکو انکے حال پر چھوڑ دیجئے عنقریب انکو اپنے کئے کا پتہ چل جائیگا جب قیامت میں سخت سزا پائیں گے۔

☆☆☆ الحمدللہ سورہ زخرف کی تفسیر مکمل ہوئی ☆☆☆

سُوْرَةُ الدُّخَانِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ تِسْعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّثَلٰثُ رُكُوْعَاتٍ　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ دخان مکہ میں نازل ہوئی　شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں　اسمیں انسٹھ آیتیں اور تین رکوع ہیں

حٰمٓ ﴿١﴾ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ﴿٢﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا

حٰم۔ قسم ہے اس کتاب واضح کی کہ ہم نے اسکو (لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر) ایک برکت والی رات (یعنی شب قدر) میں اتارا ہے ہم آگاہ

مُنْذِرِيْنَ ﴿٣﴾ فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ﴿٤﴾ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۭ اِنَّا كُنَّا

کرنیوالے تھے۔ اس رات میں ہر حکمت والا معاملہ ہماری پیشی سے حکم ہو کر طے کیا جاتا ہے۔ ہم بوجہ رحمت کے جو آپ کے

مُرۡسِلِیۡنَ ۝۵ رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۝۶ رَبِّ السَّمٰوٰتِ

رب کی طرف سے ہوتی ہے آپ کو پیغمبر بنانے والے تھے بیشک وہ بڑا سننے والا بڑا جاننے والا ہے۔ جو کہ مالک ہے آسمانوں

وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَهُمَا ۘ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ ۝۷ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ یُحۡیٖ وَیُمِیۡتُ ؕ

اور زمین کا اور جو (مخلوق) ان دونوں کے درمیان ہے اس کا بھی۔ اگر تم یقین لانا چاہو۔ اسکے سوا کوئی لائق عبادت کے نہیں۔

رَبُّكُمۡ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ۝۸ بَلۡ هُمۡ فِیۡ شَكٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ ۝۹

وہی جان ڈالتا ہے اور وہی جان نکالتا ہے، وہ تمہارا بھی پروردگار ہے اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے۔ بلکہ وہ شک میں ہیں کھیل میں مصروف ہیں۔

سورۂ دخان کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کی رات میں سورۂ دخان پڑھ لے تو صبح کو اسکے گناہ معاف ہو چکے ہونگے۔ اور حضرت امامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے جمعہ کی رات یا دن میں سورۂ دخان پڑھ لی اللہ تعالی اسکے لئے جنت میں گھر بنائیں گے۔

ان آیات میں ارشاد ہے کہ قسم ہے واضح کتاب یعنی قرآن کریم کی ہم نے اسکو مبارک رات میں نازل فرمایا ہے۔ مبارک رات سے مراد شب قدر ہے جیسا کہ اس آیت اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ فِیۡ لَیۡلَةِ الۡقَدۡرِ میں اسکی تصریح ہے الحاصل اس رات میں قرآن کریم لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل فرمایا گیا اور پھر تئیس سال میں بقدر ضرورت تھوڑا تھوڑا محمد عربی ﷺ پر نازل ہوا۔

بہر حال قرآن کریم کی قسم کھا کر اللہ تعالی فرما رہے ہیں کہ ہم نے اس قرآن کو برکت والی رات میں نازل فرمایا ہے اور اس رات میں ہر اہم معاملہ کا فیصلہ کیا جاتا ہے چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ شب قدر میں آئندہ سال میں ہونے والے تمام واقعات لوح محفوظ سے نقل کر لئے جاتے ہیں۔ خیر و شر، روزی، موت، یہاں تک کہ فلاں شخص اس سال حج کریگا۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ ہم رسولوں کو بھیجنے والے ہیں تاکہ وہ ہماری آیات پڑھ کر ہمارے بندوں کو سنائیں اور سمجھائیں جسکی انہیں سخت ضرورت ہے، اور یہ تمہارے رب کیطرف سے رحمت ہے۔ اس رحمت کو بھیجنے والا قرآن کو نازل فرمانے والا اور رسولوں کو مبعوث کرنے والا اللہ ہے جو آسمان و زمین اور تمام چیزونکا خالق و مالک ہے بس معبود حقیقی بھی اللہ ہی ہوا اسکے علاوہ کوئی دوسرا عبادت و بندگی کے مستحق نہیں اسی کو یہ طاقت و قدرت ہے کہ جسکو چاہے زندہ کردے اور جسکو چاہے مار دے۔ تمہاری اور تمہارے باپ دادوں کی پرورش و تربیت کرنے والا بھی اللہ ہی ہے۔

بس تمام تفصیلات کھول کھول کر تمہارے سامنے بیان کر دی گئی ہیں جو ایک ایسی واضح حقیقت ہے

جسمیں شک و شبہ کی قطعاً گنجائش نہیں مگر افسوس تم لوگ پھر بھی شک میں پڑے ہوئے ہو اور دنیوی کھیل کود میں مشغول ہو آخرت کی کوئی فکر ہی نہیں۔

فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۰﴾ یَّغْشَی النَّاسَ ؕ هٰذَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۱﴾

سو آپ (ان کے لئے) اس روز کا انتظار کیجیے کہ آسمان کی طرف ایک نظر آنے والا دھواں پیدا ہو۔ جو ان سب لوگوں پر عام ہو جائے یہ (بھی)

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَنّٰی لَهُمُ الذِّكْرٰی وَقَدْ

ایک دردناک سزا ہے اے ہمارے رب ہم سے اس مصیبت کو دور کر دیجیے ہم ضرور ایمان لے آویں گے۔ ان کو (اس سے) کب نصیحت ہوتی ہے

جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ﴿۱۴﴾ اِنَّا

حالانکہ (اسکے قبل) انکے پاس ظاہر شان کا پیغمبر آیا۔ پھر بھی یہ لوگ اس سے سرتابی کرتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ (کسی دوسرے بشر کا) سکھایا ہوا ہے

كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِیْلًا اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ ﴿۱۵﴾ یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ

دیوانہ ہے۔ ہم چندے اس عذاب کو ہٹا دیں گے تم پھر اپنی اسی حالت پر آ جاؤ گے۔ جس روز ہم بڑی سخت پکڑ

الْكُبْرٰی ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۶﴾

پکڑیں گے (اس روز) ہم (پورا) بدلہ لے لیں گے۔

کافرین کیلئے بالآخر عذاب کا نزول

ان آیات میں ارشاد ہے کہ جب یہ کافرین حق واضح ہو جانے کے بعد بھی ماننے کیلئے تیار نہیں تو آپ انکے لئے اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان کیطرف نظر آنے والا دھواں پیدا ہو گا سب لوگوں پر چھا جائیگا یہ دردناک عذاب ہو گا بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ. اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو تمام لوگوں کو گھیر لیگا مومنین پر اسکا اثر کم، نزلہ زکام جیسا ہو گا اور کافرین پر اتنا سخت ہو گا کہ یہ دھواں انکے دماغ تک میں گھس جائیگا اور انہیں بے ہوش کر دیگا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس آیت میں قرب قیامت والا دھواں مراد نہیں بلکہ جب کفار قریش نے ایمان قبول نہیں کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ستانے لگے تو آپؐ نے انکے لئے بددعا فرمائی الٰہی ان پر ایسا قحط مسلط کر جیسا حضرت یوسف کے زمانہ میں کیا تھا چنانچہ پھر ان پر ایسی خشک سالی آئی کہ انہوں نے ہڈیاں اور مردار جانور چابنے شروع کر دیئے اور آسمان کیطرف نظر اٹھاتے تو دھویں کے سوا کچھ نظر نہ آتا۔ ایک روایت میں ہے کہ مسلسل بھوکا رہنے کی وجہ سے چکر آنے لگے اور جب آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تو دھواں نظر آتا۔ شدت بھوک اور خشک سالی کی وجہ سے آسمان و زمین کے درمیان دھواں سا نظر

آتا ہے جو بارش نہ ہونیکی صورت میں آسمان پر گرد و غبار چڑھ جانے کی وجہ سے دھواں محسوس ہوتا ہے۔
بہر حال جب مسلسل فاقوں والا دردناک عذاب ان پر آیا تو انہوں نے گھبرا کر رسول اللہ ﷺ سے خوشامدانہ طور پر عرض کیا آپ اس مصیبت کو ہم سے ہٹا دیجئے ہم آپ سے وعدہ کرتے ہیں ضرور ایمان لے آئیں گے آپ کی دعاء سے اللہ تعالیٰ نے انسے یہ قحط و بھوک کا عذاب ہٹا دیا تو یہ پھر اپنے وعدے سے ہٹ گئے اور ایمان نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ قیامت کے دن ہم تمکو سختی کے ساتھ پکڑیں گے اسوقت تم سے بدلہ لیں گے۔

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ

اور ہم نے اُن سے پہلے قوم فرعون کو آزمایا تھا اور (وہ آزمائش یہ تھی کہ) اُن کے پاس ایک

رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿١٧﴾ اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۭ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٨﴾ وَّ

معزز پیغمبر آئے تھے۔ کہ ان اللہ کے بندوں (یعنی بنی اسرائیل) کو میرے حوالہ کردو۔ میں تمہاری طرف خدا کا فرستادہ ہو کر آیا ہوں دیانتدار

اَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٩﴾ وَاِنِّيْ عُذْتُ

ہوں۔ اور یہ (بھی فرمایا) کہ تم خدا سے سرکشی مت کرو۔ میں تمہارے سامنے ایک واضح دلیل (اپنی نبوت کی) پیش کرتا ہوں۔ اور میں اپنے پروردگار اور

بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾ وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾

تمہارے پروردگار کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تم لوگ مجھ کو پتھر (یا غیر پتھر) سے قتل کرو۔ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو تم مجھ سے الگ ہی رہو۔

فرعونیوں کی سرکشی

اے کفار مکہ ہم نے تم سے پہلے فرعون اور اسکی قوم کو آزمایا کہ دیکھیں یہ بُرے کاموں سے باز آتے ہیں یا نہیں کفر چھوڑ کر ایمان قبول کرتے ہیں یا نہیں اس غرض سے ہم نے انکے پاس ایک باعزت رسول موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا انہوں نے انسے کہا اللہ کے بندوں کو اپنا بندہ مت بناؤ۔ بنی اسرائیل کو اپنی غلامی سے نجات دو انکو میرے حوالے کردو میں جہاں مناسب سمجھوں انہیں لے جاؤں۔ اور دیکھو تم سرکشی مت کرو جو بات میں کہوں اسکو مانو میں اپنے رسول ہونے پر واضح دلیل معجزات تمکو دکھا چکا ہوں مگر قوم نے نہ مانا اور آپکے قتل کا پروگرام بنانے لگے تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا تم مجھے دھمکیاں نہ دو میں ان سے ڈرنے والا نہیں کیونکہ میرا بھروسہ تو اس ذات حق پر ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی بس اگر تم میری بات نہیں مانتے اللہ پر ایمان نہیں لاتے تو مجھ سے الگ ہی رہو مجھے ستا کر اپنا عذاب زیادہ مت کرو، بنی اسرائیل کو لیکر مجھے نکل جانے دو۔

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ فَاَسْرِ بِعِبَادِیْ لَیْلًا اِنَّكُمْ

تب موسیٰؑ نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ بڑے سخت مجرم لوگ ہیں ۔ تو اب میرے بندوں کو تم رات ہی رات میں لے کر چلے جاؤ۔

مُّتَّبَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ؕ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَمْ تَرَكُوْا

تم لوگوں کا تعاقب ہوگا - اور تم اس دریا کو سکون کی حالت میں چھوڑ دینا ان کا سارا لشکر ڈبو دیا جاوے گا۔ وہ لوگ کتنے ہی

مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ﴿۲۵﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِیْمٍ ﴿۲۶﴾ وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِیْهَا

باغ اور چشمے (یعنی نہریں) اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات - اور آرام کے سامان جن میں وہ خوش رہا کرتے تھے

فٰكِهِیْنَ ﴿۲۷﴾ كَذٰلِكَ ۫ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِیْنَ ﴿۲۸﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَیْهِمُ السَّمَآءُ

چھوڑ گئے - (یہ قصہ) اسی طرح ہوا اور ہم نے ایک دوسری قوم کو انکا مالک بنا دیا۔ سو نہ تو ان پر آسمان اور

وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَلَقَدْ نَجَّیْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنَ

زمین کو رونا آیا۔ اور نہ اُن کو مہلت دی گئی - اور ہم نے بنی اسرائیل کو سخت ذلّت کے عذاب یعنی

الْعَذَابِ الْمُهِیْنِ ﴿۳۰﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِیًا مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۳۱﴾

فرعون (کے ظلم و ستم) سے نجات دی واقعی وہ بڑا سرکش (اور) حد (عبودیت) سے نکل جانے والوں میں

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَاٰتَیْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰیٰتِ

سے تھا۔ اور (اسکے علاوہ) ہم نے بنی اسرائیل کو اپنے علم کی رو سے (بعض امور میں) تمام دنیا جہان والوں پر فوقیت دی اور ہم نے اُن کو

مَا فِیْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِیْنٌ ﴿۳۳﴾

ایسی نشانیاں دیں جن میں صریح انعام تھا ۔

حضرت موسیٰ کی فرعونیوں کیلئے بد دعاء

جب فرعونی حضرت موسیٰ کو تکلیفیں پہونچانے سے باز نہ آئے اور برابر آپکو جھٹلاتے رہے اور اللہ کی نافرمانی و سرکشی کرتے رہے تو حضرت موسیٰؑ نے اپنے رب سے دعاء کی الٰہی یہ بڑے سخت مجرم لوگ ہیں ان پر کسی نصیحت کا اثر نہیں ہو رہا ہے آپ انکے اور میرے درمیان فیصلہ فرما دیجئے۔ تب اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اے موسیٰ تم میرے نیک بندوں بنی اسرائیل کو یہاں سے راتوں رات نکال کر لے جاؤ۔ کیونکہ دن میں فرعونی تمہارا پیچھا کریں گے اس لئے تم رات میں کافی دور نکل جاؤ گے۔ اور راستہ میں جو دریائے نیل آئیگا تم اسمیں اپنا عصا مارنا اسمیں خشک راستے بن جائیں گے تم ان راستوں سے دریا کو پار کر لینا اور پار ہو کر ان راستوں کو

اس ڈر سے ختم مت کرنا کہ فرعونی اس راستہ سے دریا پار کر کے ہمیں پکڑلیں گے، کیونکہ ہمیں اسی دریا میں فرعون اور اسکی قوم کو غرق کرنا ہے۔

بہرحال جب فرعونی حضرت موسیٰ کا پیچھا کرتے کرتے اس دریا کے کنارے پہونچے تو دریا میں خشک راستے بنے ہوئے دیکھ کر یہ دریا میں داخل ہو گئے، اور جب دریا کے بیچو بیچ پہونچے تو اللہ تعالیٰ نے دریا کو ہموار ہونے کا حکم دیدیا جس سے فرعون اور اسکی پوری قوم دریائے نیل میں غرق ہو گئی۔

اسکے بعد ارشاد ہیکہ وہ لوگ کتنے ہی باغات اور کتنے ہی چشمے نہریں اور کتنی ہی کھیتیاں اور کتنے ہی عمدہ مکانات اور کتنے ہی دوسرے آرام کے مختلف قسم کے سامان جس میں وہ خوش رہا کرتے تھے چھوڑ گئے اور ہمنے ان تمام چیزونکا مالک دوسری[1] قوم بنی اسرائیل کو بنادیا۔

یہ لوگ اللہ کے نافرمان تھے اللہ ان سے ناراض تھا اسلیئے انکے مرنے پر نہ آسمان وزمین روئے، اور نہ ہی انہیں عذاب سے کچھ مہلت دی گئی کہ کچھ دن اور جی لیتے تو عذاب سے بچے رہتے۔

کسی کی موت پر آسمان وزمین کا رونا

فَمَابَكَتْ عَلَيْهِمْ. الخ۔ اس آیت کا مطلب حضرت ابن عباسؓ سے معلوم کیا گیا تو آپ نے فرمایا ہر شخص کیلئے آسمان میں ایک دروازہ ہے جس سے اسکا رزق اترتا ہے اور اعمال اوپر چڑھتے ہیں جب یہ مومن شخص مرجاتا ہے تو وہ آسمانی دروزاہ بند کر دیا جاتا ہے۔ یہ دروازہ اس مومن بندے کو یاد کر کے روتا ہے۔ اور دنیا میں جس مقام پر وہ نماز پڑھتا اور اللہ کا ذکر کرتا تھا جب زمین اس مقام پر اس مومن بندہ کو نہیں پاتی تو اسکے فراق میں روتی ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے ایک روایت میں دو دروازوں کا ذکر بھی آیا ہے ایک سے رزق اترتا ہے اور دوسرے سے اعمال چڑھتے ہیں۔

حضرت شریح بن خضرمیؒ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مومن سفر کی حالت میں مرجاتا ہے اسکے متعلقین اسکے پاس نہیں ہوتے تو اسپر آسمان وزمین روتے ہیں ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ آسمان وزمین کسی کافر کی موت پر نہیں روتے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کو اپنا احسان یاد دلا رہے ہیں کہ ہم نے تمکو ایک زبردست ظالم وجابر، سرکش ومتکبر شخص فرعون کے ظلم وستم سے نجات دی۔ اور اپنے علم وحکمت کی رو سے کچھ معاملات میں تمکو دنیا جہاں والوں پر فوقیت دی جیسے اس قوم میں سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کا مبعوث ہونا ایک مدت دراز تک آسمان سے تیار کھانا (من وسلوی) اترنا و دیگر ناز برداری وغیرہ۔

---

[1] دوسری قوم سے مراد بنی اسرائیل ہے اسکی تصریح سورۂ شعراء میں ہے اور اسپر جو اعتراض ہے اسکا جواب بھی وہیں ہے
محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

ان انعامات خداوندی کا اگر دوسرا رخ دیکھا جائے تو اسکی قدرت کاملہ واضح ہو کر سامنے آتی ہے مثلاً اس کمزور قوم کو ایسے طاقتور بادشاہ کے مقابلہ میں کامیابی عطا فرمانا جو اپنے آپ کو خدا کہلاتا تھا۔ بلاکسی محنت ومشقت کے آسمان سے عمدہ ولذیذ تیار کھانا اترنا وغیرہ۔

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا

یہ لوگ کہتے ہیں کہ اخیر حالت بس یہی ہمارا

الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾ فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾

دُنیا کا مرنا ہے اور ہم دوبارہ زندہ نہ ہونگے۔ سوائے مسلمانو! اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ دادوں کو (زندہ کرکے)

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ اَهْلَكْنٰهُمْ ۡ اِنَّهُمْ كَانُوْا

لاموجود کرو۔ یہ لوگ (قوت وشوکت میں) زیادہ بڑھے ہوئے ہیں یا تبع (شاہ یمن) کی قوم اور جو قومیں ان سے پہلے ہو گذری ہیں ہم نے

مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

ان کو بھی ہلاک کرڈالا وہ نافرمان تھے۔

کفار قریش کے ایک غلط عقیدہ پر تنبیہ

ان آیات میں کفار قریش کے ایک غلط عقیدہ کا ذکر ہے اور پھر اس پر تنبیہ وتردید فرمائی گئی ہے۔ انکا عقیدہ تھا کہ مرنے کے بعد نہ ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے اور نہ ہی ہم سے کسی بات کی باز پرس ہوگی اور نہ ہی کسی قسم کا حساب وکتاب ہوگا۔

کفار قریش رسول اللہ ﷺ اور مومنین سے کہا کرتے تھے اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادا ابتک کیوں زندہ ہو کر نہیں آئے اگر واقعی تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو انکو زندہ کرکے دکھاؤ۔

کفار قریش کو معلوم تھا کہ مسلمانوں کا عقیدہ زندہ ہو کر اٹھنے کا قیامت میں ہے نہ کہ دنیا میں پھر بھی اسطرح کی بیہودہ باتیں کرتے تھے، بہر حال انکے اسطرح کے متکبرانہ کفریہ کلمات پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا جارہا ہے، کہ ذرا سوچو طاقت وقدرت اور شان وشوکت میں تم بڑھے ہوئے ہو یا قوم تُبَّع[1]۔

تبع یمن کے بادشاہ کا لقب تھا اسکی حکومت سبا اور حضر موت وغیرہ تمام جگہوں پر تھی مگر یہ قوم اللہ کی نافرمانی وسرکشی کی وجہ سے تباہ ہوگئی۔ اور جو قومیں انسے پہلے ہو چکی ہیں جیسے قوم عاد وثمود وغیرہ ان سبکو بھی

[1] جیسے مصر کے بادشاہ کو فرعون، فارس کے بادشاہ کو کسریٰ اور روم کے بادشاہوں کو قیصر کہتے تھے اسی طرح یمن کے بادشاہ کو تبع کہا جاتا تھا۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

اللہ تعالیٰ نے انکی نافرمانی و سرکشی کی وجہ سے تباہ کرڈالا۔ بس اے کفار قریش اگر تم بھی اپنے غلط عقیدوں سے باز نہ آئے ایمان قبول کر کے اللہ کی فرمانبرداری نہیں کی تو تم بھی اسی طرح تباہ و ہلاک کردیئے جاؤ گے۔

وَمَا خَلَقۡنَا السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ وَمَا بَیۡنَہُمَا لٰعِبِیۡنَ ﴿۳۸﴾ مَا

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان میں ہے، اسکو اس طور پہ نہیں بنایا کہ ہم

خَلَقۡنٰہُمَاۤ اِلَّا بِالۡحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَہُمۡ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۹﴾ اِنَّ یَوۡمَ الۡفَصۡلِ

فعل عبث کرنے والے ہوں۔ (بلکہ) ہم نے ان دونوں کو کسی حکمت ہی سے بنایا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ بیشک فیصلہ کا دن (یعنی

مِیۡقَاتُہُمۡ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۴۰﴾ یَوۡمَ لَا یُغۡنِیۡ مَوۡلًی عَنۡ مَّوۡلًی شَیۡئًا وَّلَا ہُمۡ

قیامت کا دن) ان سب کا وقت مقرر ہے۔ جس دن کوئی علاقہ والا کسی علاقہ والے کے ذرا کام نہ آوے گا اور نہ اُن کی

یُنۡصَرُوۡنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ اللّٰہُ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الرَّحِیۡمُ ﴿۴۲﴾ ع ۲ ۱۳ ۱۵

کچھ حمایت کی جاویگی۔ ہاں مگر جس پر اللہ رحم فرمائے وہ (اللہ) زبردست ہے مہربان ہے

دنیا کو کھیل کود کیلئے نہیں بنایا گیا

ان آیات میں اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں کہ ہمنے آسمان و زمین اور جو کچھ انمیں ہے اسکو یونہی بلا کسی مقصد کے کھیل کود اور تماشہ کیلئے نہیں بنایا بلکہ اسکو بنانے میں بڑی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں مثلاً لوگ اپنی قدرت کو پہچانیں کہ اتنی عظیم چیزیں اللہ نے بنادی ہیں اور پھر انکو توڑ کر دوبارہ بنانا کچھ مشکل نہیں، بس انسان کو مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرنا بھی اسکے لئے کچھ مشکل نہیں۔ بس ایک دن اللہ تعالیٰ سبکو زندہ کر کے حساب و کتاب لیگا اور مومنین کو جنت میں اور کافرین کو دوزخ میں بھیج دیگا۔

اے لوگو یاد رکھو اس دن (قیامت میں) کوئی کسی کے کام نہ آئیگا اور نہ کوئی کسی طرح کی مدد و نصرت کرسکے گا بس جس پر اللہ کی رحمت ہو جائیگی وہی کامیاب ہوگا۔

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوۡمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الۡاَثِیۡمِ ﴿۴۴﴾ کَالۡمُہۡلِ ۚ یَغۡلِیۡ فِی الۡبُطُوۡنِ ﴿۴۵﴾ کَغَلۡیِ

بیشک زقوم کا درخت　بڑے مجرم (یعنی کافر) کا کھانا ہوگا۔ جو (کہ بد صورت ہونے میں) تیل کی تلچھٹ جیسا ہوگا (اور) وہ پیٹ میں ایسا کھولیگا

الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوۡہُ فَاعۡتِلُوۡہُ اِلٰی سَوَآءِ الۡجَحِیۡمِ ﴿۴۷﴾ ثُمَّ صُبُّوۡا فَوۡقَ

جیسا تیز گرم پانی کھولتا ہے۔ (اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو پکڑو پھر گھسیٹتے ہوئے دوزخ کے بیچوں بیچ تک لیجاؤ۔ پھر اسکے سر کے اوپر

رَأۡسِهٖ مِنۡ عَذَابِ الۡحَمِیۡمِ ﴿۴۸﴾ ذُقۡ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡكَرِیۡمُ ﴿۴۹﴾ اِنَّ

تکلیف دینے والا گرم پانی چھوڑ دو لے چکھ تو بڑا معزز و مکرم ہے۔ یہ

هٰذَا مَا كُنۡتُمۡ بِهٖ تَمۡتَرُوۡنَ ﴿۵۰﴾

وہی چیز ہے جس میں تم شک کیا کرتے تھے۔

جہنمیوں کا کھانا زقوم ہوگا

آخرت میں کافرین کا کھانا زقوم[1] کا درخت ہوگا جو صورت میں ایسا براہوگا جیسے تیل کی تلچھٹ وہ پیٹ میں ایسا کھولے گا جیسے تیز گرم پانی کھولتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو اللہ سے ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اگر زقوم کی ایک بوند زمین پر ٹپکادی جائے تو دنیا والوں کی زندگی تلخ کردے، سوچو کیا ہوگا ان لوگوں جنکا کھانا ہی زقوم ہوگا۔

اسکے بعد فرشتوں کو حکم ہوگا اس کو گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچوں بیچ تک لیجاؤ اور پھر اسکے سر پر کھولتا ہوا پانی ڈالو جو اسکے دماغ میں اتر جائے اور اس سے بطور طنز واستہزا کہا جائیگا لے مزہ چکھ تو وہی ہے جو دنیاء میں اپنے کو بڑا عزت والا سمجھتا تھا، اور پھر دوزخیونکو مخاطب کرکے کہا جائیگا یہ عذاب جسمیں تم پڑے ہوئے ہو وہی ہے جس سے تمہیں دنیا میں ڈرایا جاتا تھا اور تم اسپر یقین نہیں کرتے تھے بلکہ مذاق اڑاتے تھے اور کہتے تھے کہ مرنے کے بعد نہ کوئی زندگی ہے اور نہ عذاب۔

اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ مَقَامٍ اَمِیۡنٍ ﴿۵۱﴾

بیشک خدا سے ڈرنے والے امن (چین) کی جگہ میں ہوں گے۔

فِیۡ جَنّٰتٍ وَّعُیُوۡنٍ ﴿۵۲﴾ یَّلۡبَسُوۡنَ مِنۡ سُنۡدُسٍ وَّاِسۡتَبۡرَقٍ

یعنی باغوں میں اور نہروں میں (اور) وہ لباس پہنیں گے باریک اور دبیز ریشم کا

مُّتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۵۳﴾ كَذٰلِكَ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِیۡنٍ ﴿۵۴﴾ یَدۡعُوۡنَ فِیۡهَا

آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔ (اور) یہ بات اسی طرح ہے۔ اور ہم ان کا گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والیوں سے بیاہ کریں گے۔ (اور) وہاں اطمینان سے

بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِیۡنَ ﴿۵۵﴾ لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡهَا الۡمَوۡتَ اِلَّا الۡمَوۡتَةَ

ہر قسم کے میوے منگاتے ہوں گے۔ (اور) وہاں وہ بجز اس موت کے جو دنیا میں آچکی تھی اور موت کا ذائقہ بھی نہ

[1] زقوم۔ کیا ہے اسکی تفصیل آسان تفسیر پارہ ۲۳، صـ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

الاولیٰ ووقٰھم عذاب الجحیم ﴿۵۶﴾ فضلا من ربک ذٰلک

چکھیں گے (یعنی مریں گے نہیں) اور اللہ تعالٰے ان کو دوزخ سے بچالیگا۔ یہ سب کچھ آپکے رب کے فضل سے ہوگا۔ بڑی

ھو الفوز العظیم ﴿۵۷﴾ فانما یسرنٰہ بلسانک لعلھم یتذکرون ﴿۵۸﴾

کامیابی یہی ہے۔ سو ہم نے اس قرآن کو آپ کی زبان (عربی) میں آسان کردیا ہے تاکہ یہ لوگ نصیحت قبول

فارتقب انھم مرتقبون ﴿۵۹﴾ ع ۱۶

کریں۔ تو (اگر یہ لوگ نہ مانیں تو) آپ منتظر رہیئے یہ لوگ بھی منتظر ہیں۔

جنتیونکے عیش و آرام کافرین کی بدحالی کا ذکر کرنے کے بعد اب مؤمنین کی خوشحالی کا ذکر ہے ارشاد ہے کہ بلاشبہ اللہ سے ڈرنے والے امن و چین کی جگہ جنت کے باغوں اور نہروں میں ہونگے، وہاں آرام دہ باریک ریشم کا لباس پہنیں گے اور ایک جنتی دوسرے جنتی کے سامنے بلا تکلف بیٹھا ہوا خوشی کے عالم میں مزے کی باتیں کررہا ہوگا۔ اور انکو گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں دی جائیں گی۔ اور جس میوے کو انکا دل چاہے گا وہ فوراً انکو مل جائیگا۔ اور یہ ہمیشہ اسی راحت و آرم میں رہیں گے دنیا کی طرح وہاں موت قریب بھی نہیں آئیگی۔ بس اللہ نے ان مومنین پر اپنا فضل فرماکر دوزخ سے نجات دی اور جنت انکا ٹھکانہ بنادیا، بلاشبہ اصل کامیابی یہی ہے۔

اسکے بعد قرآن کریم کے متعلق ارشاد ہے کہ ہم نے اے قریش مکہ قرآن کو عربی زبان میں نازل فرماکر تمہارے لئے آسان کردیا ہے تاکہ تم اسکو سمجھ کر نصیحت حاصل کرو، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر یہ لوگ قرآن کی نصیحت کو نہیں مانتے تو آپ انتظار کیجئے جلد ہی ان پر عذاب آجائیگا۔ یہ تو اس انتظار میں ہیں کہ آپ پر کوئی پریشانی آئے مگر انہی کا حال خراب ہونے والا ہے۔ الحمدللہ سورۂ دخان کی تفسیر، کمل ہوئی ☆☆

سورۃ الجاثیۃ مکیۃ وھی سبع و ثلٰثون اٰیۃ و اربع رکوعات بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۂ جاثیہ مکہ میں نازل ہوئی ہیں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں سینتیس آیتیں اور چار رکوع ہیں

حٰمٓ ﴿۱﴾ تنزیل الکتٰب من اللہ العزیز الحکیم ﴿۲﴾ ان فی السمٰوٰت

حٰم۔ یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے آسمانوں اور

والارض لاٰیٰت للمؤمنین ﴿۳﴾ وفی خلقکم وما یبث من دآبۃ

زمین میں اہل ایمان کے استدلال کے لئے بہت سے دلائل ہیں اور (اسی طرح) خود تمہارے اور ان حیوانات کے پیدا کرنے میں جنکو زمین میں

اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

پھیلا رکھا ہے دلائل ہیں اُن لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔ اور (اسی طرح) یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں اور اس (مادہ)

مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ تَصْرِیْفِ

رزق میں جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اتارا پھر اس (بارش) سے زمین کو تروتازہ کیا۔ اسکے خشک ہوئے پیچھے اور (اسی طرح) ہواؤں

الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾

کے بدلنے میں دلائل ہیں ان لوگوں کے لئے جو عقل (سلیم) رکھتے ہیں

اللہ کی قدرت کی نشانیاں

ان آیات میں اللہ کی قدرت و توحید کی چھ نشانیوں کو ذکر فرمایا گیا ہے۔ (۱) آسمان و زمین (۲) تمام جانور (۳) خود تمہارا اپنا وجود (۴) رات دن کا بدلنا۔ (۵) آسمان سے بارش آنے اور اس سے مردہ زمین کے زندہ ہو کر غلہ و پھل وغیرہ پیدا کرنا۔ (۶) ہواؤں کا بدلنا کبھی مشرق سے چلتی ہے اور کبھی مغرب سے۔

ان تمام چیزوں میں دلائل قدر و توحید موجود ہیں ان لوگوں کیلئے جو اہل ایمان ہیں، اہل عقل ہیں، اور یقین رکھنے والے ہیں کہ وہ ان چیزوں میں غور کریں تو انہیں واضح طور پر معلوم ہو جائیگا کہ ان تمام چیزوں کو بنانا اور اس پورے نظام کو مستحکم طریقے سے چلانا ضرور کسی زبردست قدرت والے کے قبضہ کی بات ہے اور وہ اللہ کی ذات ہے۔ بس عقلاً و نقلاً صرف وہی ذات حقیقتاً مستحق بندگی ہے۔ اسکے علاوہ کسی دوسرے کے سامنے سر جھکانا اسکی نعمتوں کی ناشکری ہے جس پر یہ انسان سزا کا مستحق ہے۔

تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَیْكَ بِالْحَقِّ

یہ اللہ کی آیتیں ہیں جو صحیح صحیح طور پر ہم آپ کو پڑھ کر سناتے ہیں

فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰیٰتِهٖ یُؤْمِنُوْنَ ﴿۶﴾ وَیْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِیْمٍ ﴿۷﴾

تو پھر اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد اور کون سی بات پر یہ لوگ ایمان لاویں گے۔ بڑی خرابی ہوگی ہر ایسے شخص کیلئے جو جھوٹا ہو

یَّسْمَعُ اٰیٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰی عَلَیْهِ ثُمَّ یُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ یَسْمَعْهَا

نافرمان ہو۔ جو خدا کی آیتوں کو سنتا ہے جب کہ اسکے روبرو پڑھی جاتی ہیں (اور) پھر بھی وہ تکبر کرتا ہوا (اپنے کفر پر) اسطرح اڑا رہتا ہے

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ﴿۸﴾ وَ اِذَا عَلِمَ مِنْ اٰیٰتِنَا شَیْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا

جیسے اسنے ان کو سنا ہی نہیں۔ سو ایسے شخص کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے۔ اور جب وہ ہماری آیتوں میں سے کسی آیت کی خبر

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ﴿٩﴾ مِّن وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يُغْنِي عَنْهُم مَّا

ہاتھ ہے تو اسکی ہنسی اڑاتا ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے (آخرت میں) ذلت کا عذاب ہے۔ اُن کے آگے جہنم (آرہا) ہے اور (اسوقت) نہ تو

كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۖ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠﴾

انکے وہ چیزیں ذرا کام آویں گی جو (دنیا میں) کما گئے تھے اور نہ وہ جن کو انہوں نے اللہ کے سوا کارساز (اور معبود) بنا رکھا تھا۔ اور انکے لئے

هَٰذَا هُدًى ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ﴿١١﴾ ع

بڑا عذاب ہوگا۔ یہ قرآن سرتاسر ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کی (ان) آیتوں کو نہیں مانتے ان کے لئے سختی کا دردناک عذاب ہوگا

نافرمانوں کیلئے ہلاکت ہے

ان آیات میں ارشاد ہے کہ ہلاکت و تباہی ہے ہر اس شخص کیلئے جو اللہ کی باتیں سنتا ہے، اللہ کے احکام پڑھکر اسکو سنائے جاتے ہیں مگر یہ سننے کے بعد بھی ایسا ہو جاتا ہے جیسے اسنے سنا ہی نہیں، غرور و تکبر اور ضد کی وجہ سے مانتا نہیں۔

اور ان لوگوں کا یہ حال ہے کہ جب ہمارے دین کی باتیں سنتے ہیں تو انکا مذاق اڑاتے ہیں بس انکو سزا بھی ذلت والی دی جائیگی۔ یہ لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے، وہاں نہ انکی اولاد کام آئیگی نہ مال اور نہ وہ جھوٹے معبود جنکی یہ دنیا میں پوجا کرتے تھے بس انہیں بڑا زبردست عذاب بھگتنا پڑیگا۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ یہ قرآن سراسر ہدایت ہے جو اسکی آیتوں کا انکار کریگا تو اسکے لئے دردناک عذاب ہے

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ فِيهِ بِأَمْرِهِ وَلِتَبْتَغُوا

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے دریا کو مسخر بنایا تاکہ اس کے حکم سے اس میں کشتیاں چلیں اور تاکہ تم

مِن فَضْلِهِ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿١٢﴾ وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي

اس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور (اسی طرح) جتنی چیزیں آسمانوں میں ہیں اور جتنی چیزیں

الْأَرْضِ جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿١٣﴾ قُل لِّلَّذِينَ

زمین میں ہیں ان سب کو اپنی طرف سے مسخر بنایا۔ بے شک ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے دلائل ہیں جو غور کرتے رہتے ہیں

آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا

آپ ایمان والوں سے فرما دیجئے کہ ان لوگوں سے درگذر کریں جو خدا کے معاملات کا یقین نہیں رکھتے۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ایک قوم کو (یعنی

يَكْسِبُونَ ﴿١٤﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ

مسلمانوں کو) ان کے عمل کا صلہ دے۔ جو شخص نیک کام کرتا ہے سو اپنے ذاتی نفع کے لئے اور جو شخص برا کام کرتا ہے اس کا وبال اسی پر پڑتا ہے۔

اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر تم کو اپنے پروردگار کے پاس لوٹ کر جانا ہے

اللہ نے سمندر کو بھی تمہارے تابع کر دیا

اللہ کی ذات وہ عظیم قدرت والی ہے جس نے اپنے حکم سے سمندر کو تمہارے تابع کر دیا ہے تم اسمیں کشتیاں اور جہاز بلا تکلف لئے پھرتے ہو اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں پہونچ کر تجارت کرتے ہو، اور اس سمندر میں جانوروں کا شکار کرتے ہو اور اسکی تہہ سے قیمتی ہیرے موتی وغیرہ نکالتے ہو، بس یہ سب منافع حاصل کرتے وقت تم اللہ کی عظیم ذات کو مت بھولو اور یہ یقین رکھو کہ یہ سب کچھ عطا کرنے والی اللہ کی ذات ہے ورنہ ہم میں اتنی ہمت کہاں کہ سمندر کی گہرائیوں میں گھس سکیں۔

اور اسی طرح اللہ تعالی نے اپنے حکم و قدرت سے ہر اس چیز کو جو آسمان و زمین میں ہے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے تاکہ تم انسے فائدہ اٹھاسکو اور انمیں غور و فکر کر کے اللہ کی قدرت و وحدانیت کا یقین کر کے اسکی بندگی اختیار کرو۔

کفار کی بیہودہ حرکتوں اور زیادتیوں پر بعض مرتبہ مسلمانوں کو غصہ آجایا کرتا تھا، اسلئے اس آیت قُل لِلَّذِیْنَ۔الخ۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ انکو ہدایت فرمائی گئی کہ اے مومنو تم ان لوگونسے درگذر کرو جو اللہ کے معاملات یعنی قیامت اور حساب وکتاب پر یقین نہیں رکھتے، تاکہ اللہ تعالی تمہارے اعمال صالحہ کا اچھا صلہ یعنی جنت تمکو عطا فرمائے۔ اللہ تعالی کا اصول ہے کہ جو شخص نیک اعمال کرتا ہے تو اسکا نفع اسی کو ملتا ہے اور جو شخص اعمال بد کرتا ہے اسکا نقصان اسی کو اٹھانا پڑتا ہے، اے لوگو تم سبکو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہاں تم سب کو اپنے اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ مل جائیگا۔

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب (آسمانی) اور حکمت (یعنی علم احکام) اور نبوت دی تھی

وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾

اور ہم نے ان کو نفیس نفیس چیزیں کھانے کو دی تھیں - اور ہم نے ان کو دُنیا جہان والوں پر فوقیت دی۔

اقوال وتحقیق! ایّام اللہ۔ سے مراد اکثر مفسرینؒ کے نزدیک اللہ تعالی کے وہ معاملات ہیں جو اللہ آخرت میں انسانوں کے ساتھ کریگا جیسے جزاوسزا وغیرہ۔ ایّام کا لفظ معاملات کے معنی میں عربی میں بکثرت استعمال ہوتا ہے۔

محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ

وَاٰتَیۡنٰهُمۡ بَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ ۚ فَمَا اخۡتَلَفُوۡۤا اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ

اور ہم نے ان کو دین کے بارے میں کُھلی کُھلی دلیلیں دیں۔ سو انہوں نے علم ہی کے آنے کے بعد باہم اختلاف کیا۔

الۡعِلۡمُ ۙ بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ ؕ اِنَّ رَبَّكَ یَقۡضِیۡ بَیۡنَهُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فِیۡمَا

بوجہ آپس کی ضد اضدی کے۔ آپ کا رب ان کے آپس میں قیامت کے روز ان امور میں (عملی)

كَانُوۡا فِیۡهِ یَخۡتَلِفُوۡنَ ﴿۱۷﴾

فیصلہ کرے گا جن میں یہ باہم اختلاف کیا کرتے تھے

بنی اسرائیل پر انعامات خداوندی

بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے بیشمار انعامات و احسانات فرمائے انمیں سے بعض کا ان آیات میں ذکر فرمایا جا رہا ہے ارشاد ہے کہ ہم نے انکو اپنی مقدس کتاب توریت عطا فرمائی بکثرت انبیاء علیہم السلام انمیں مبعوث فرمائے۔ حکومت سے نوازہ، اور کھانے کیلئے عمدہ قسم کی غذائیں عطا فرمائیں حتی کہ آسمانی کھانا منّ، سلویٰ بھی انکو عنایت فرمایا گیا۔ اور دنیا جہان والوں پر انہیں فضیلت عطا فرمائی گئی۔ اور دین کے معاملہ میں انہیں کھلی کھلی دلیلیں دی گئی مگر انہوں نے واضح دلائل و معجزات کے بعد بھی اصل کتاب کو چھوڑ کر خواہش نفس اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے مختلف فرقے بنالیے۔ بس اللہ تعالیٰ انکے درمیان قیامت میں عملی فیصلہ فرمادیں گے۔

ثُمَّ جَعَلۡنٰكَ عَلٰی شَرِیۡعَةٍ مِّنَ الۡاَمۡرِ فَاتَّبِعۡهَا

پھر ہم نے آپ کو دین کے ایک خاص طریقہ پر کر دیا سو آپ اسی طریقہ پر

وَلَا تَتَّبِعۡ اَهۡوَآءَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمۡ لَنۡ یُّغۡنُوۡا عَنۡكَ مِنَ

چلے جائیے اور ان جہلاء کی خواہشوں پر نہ چلیئے - یہ لوگ خدا کے مقابلہ میں آپ کے ذرا کام

اللّٰهِ شَیۡـًٔا ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِیۡنَ بَعۡضُهُمۡ اَوۡلِیَآءُ بَعۡضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِیُّ الۡمُتَّقِیۡنَ ﴿۱۹﴾

نہیں آسکتے - اور ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور اللہ دوست ہے اہل تقویٰ کا

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًی وَّرَحۡمَةٌ لِّقَوۡمٍ یُّوۡقِنُوۡنَ ﴿۲۰﴾

یہ قرآن عام لوگوں کے لئے دانشمندیوں کا سبب اور ہدایت کا ذریعہ ہے اور یقین (یعنی ایمان) لانیوالوں کیلئے بڑی رحمت کا سبب ہے

اقوال وتحقیق: حُكۡمَۃ۔ اسکا ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ نے حکومت فرمایا ہے اور حضرت تھانویؒ نے حکمت فرمایا ہے۔ یہ دونوں ہی چیزیں اللہ تعالیٰ نے انکو عطا فرمائی تھیں۔ محمد یعقوب غفرلہ ولوالدیہ۔

تفسیر پچھلی آیات میں بیان تھا کہ بنی اسرائیل میں مختلف فرقے بن گئے، یہاں رسول اللہ ﷺ سے فرمایا جارہا ہے کہ ہم نے آپکو دین کے ایک راستہ پر جو صحیح ہے قائم کردیا ہے، بس آپ اور آپ کے امتیوں کو چاہئے کہ اس راستہ پر مضبوطی سے قائم رہیں کبھی بھول کر جاہلوں نادانوں کے راستے پر نہ چلیں، مثلاً انکی خواہش ہے کہ آپ دعوت و تبلیغ ترک کردیں یا مسلمانونمیں ایسا ہی اختلاف پڑجائے جیسے بنی اسرائیل میں ہے۔

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ. الخ۔ اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب بناکر تعلیم وہدایت آپ کے امتیوں کو دی گئی ہے چنانچہ یہ لوگ اللہ کے مقابلہ میں آپ کے ذرا بھی کام نہیں آسکتے یعنی جو لوگ آپ کو دین حق سے ہٹا کر اپنے طریقہ پر چلانا چاہتے ہیں وہ آپکو ذرا بھی اللہ کے عذاب سے نہیں بچاسکتے اور یہ ظالم و کافر لوگ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں آپ انکو دوست نہ بنائیں کیونکہ پرہیزگاروں کا دوست اور ناصر و مددگار اللہ ہے۔

ان آیات کے اخیر میں ارشاد ہے کہ یہ قرآن جو ہم نے آپ پر یہ نازل فرمایا ہے عام لوگوں کیلئے کام کی باتیں بنانے والا اور کامیابی کی راہ سمجھانے والا ہے۔ اور قرآن پر یقین رکھنے والوں یعنی ایمان والوں کیلئے ہدایت کا ذریعہ اور بڑی رحمت کا سبب ہے۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ

یہ لوگ جو بُرے بُرے کام کرتے ہیں کیا یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جنہوں نے ایمان اور عمل صالح اختیار کیا

۲ ع ۱۰ ۱۸ **سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾**

کہ ان سب کا جینا اور مرنا یکساں ہوجاوے یہ بُرا حکم لگاتے ہیں

واقعہ شان نزول مشرکین مکہ کہا کرتے تھے اے مسلمانوں تمہارے کہنے کی مطابق اگر قیامت آئی بھی تو ہم آخرت میں بھی تم سے بہتر ہی رہیں گے جس طرح یہاں دنیا میں ہم تم سے برتر ہیں اسپر یہ آیت نازل ہوئی جسمیں فرمایا گیاہیکہ مشرکین کا یہ خیال کہ ہم غلط کام کرنے والوں مشرکین و کافرین کو ان لوگوں کے برابر رکھیں گے جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے اور ان سب کا یعنی کافرین و مومنین کا جینا مرنا برابر ہوگا یعنی مشرکین جیسے دنیوی زندگی میں مزے کررہے ہیں آخرت کی زندگی میں بھی مزے کریں گے اور مومنین جیسے دنیوی لذتوں سے فیضیاب نہیں ہورہے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی محروم رہیں گے۔ ایسا ہرگز نہیں مشرکین کا یہ خیال اور فیصلہ بالکل غلط ہے۔

بہرحال اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار مومنین کو انعامات سے نوازیں گے اور نافرمان مشرکین و کافرین کو عذاب دیں گے۔

وَخَلَقَ اللّٰہُ السَّمٰوٰتِ

اور اللہ تعالٰے نے آسمانوں اور

وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰی کُلُّ نَفْسٍ بِمَا کَسَبَتْ وَھُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

زمین کو حکمت کے ساتھ پیدا کیا۔ اور تاکہ ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ دیا جاوے اور ان پر ذرا ظلم نہ کیا جائیگا۔

اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَہٗ ھَوٰىہُ وَاَضَلَّہُ اللّٰہُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی

سو کیا آپ نے اس شخص کی حالت بھی دیکھی جس نے اپنا خدا اپنی خواہش نفسانی کو بنا رکھا ہے۔ اور خدا تعالے نے اسکو باوجود سمجھ بوجھ کے گمراہ

سَمْعِہٖ وَقَلْبِہٖ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِہٖ غِشٰوَۃً فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْۢ بَعْدِ

کر دیا ہے اور خدا تعالٰی نے اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ہے۔ سو ایسے شخص کو بعد خدا کے (گمراہ کر

اللّٰہِ اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

دینے کے) کون ہدایت کرے کیا تم پھر بھی نہیں سمجھتے

آسمان و زمین کو پیدا کرنیکی ایک حکمت

اللہ تعالی نے جو یہ آسمان و زمین پیدا فرمائے ہیں انمیں ایک خاص حکمت یہ ہے کہ لوگ انمیں غور و فکر کر کے انکے خالق کو پہچانیں اور مانیں اور اسکی بندگی اختیار کریں اور سوچیں سمجھیں کہ جس عظیم ذات نے اتنے بڑے آسمان و زمین بنا دیئے ہیں وہ ہم انسانوں کو آسانی سے مرنے کے بعد زندہ کر دیگا۔ اور پھر آخرت میں ہر شخص اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پائے گا۔

اسکے بعد ارشاد ہے کہ جو شخص اپنی خواہشات نفسانی کو اپنا حاکم و معبود ٹھہرا لے کہ حق کو چھوڑ کر خواہش نفس کا غلام اور پیرو ہو جائے تو اللہ تعالی اسکو اسکی اختیار کی ہوئی گمراہی پر چھوڑ دیتے ہیں پھر اسکی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اسکے کان، دل، آنکھ وغیرہ حق دیکھنے اور سننے سے اندھے اور بہرے ہو جاتے ہیں، بس جس شخص کو اللہ تعالی اسکے گناہوں کی وجہ سے گمراہ کر دے پھر کونسی طاقت ہے جو اسکو ہدایت پر لے آئے۔ بس اے کافرین و مشرکین تم ان باتوں پر غور نہیں کرتے یعنی ان حالات پر تمہیں غور و فکر کر کے صحیح نتیجہ نکالنا چاہئے۔

وَقَالُوْا مَا ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنْیَا نَمُوْتُ وَنَحْیَا

اور یہ (بعث کے منکر) لوگ یوں کہتے ہیں کہ بجز ہماری اس دنیوی حیات کے اور کوئی حیات

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا

نہیں ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمکو صرف زمانہ (کی گردش) سے موت آجاتی ہے اور ان لوگوں کے پاس اس پر کوئی دلیل نہیں محض اٹکل سے

يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ

ہانک رہے ہیں۔ اور جس وقت (اس بارہ میں) انکے سامنے ہماری کھلی کھلی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو انکا اس پر بجز اسکے اور کوئی جواب نہیں ہوتا

قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾ قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ

کہ کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادوں کو (زندہ کرکے ہمارے سامنے) لے آؤ اگر تم سچے ہو۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ تم کو زندہ رکھتا ہے پھر (جب چاہے گا تم

ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ع۵ ۱۹

کو موت دیگا پھر قیامت کے دن جس (کے وقوع) میں ذرا شک نہیں تم کو جمع کرے گا۔ لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

مرنے کے بعد دوبارہ پیدا ہونا ہے

ان آیات میں ارشاد ہے کہ منکرین قیامت کہتے ہیں اس دنیوی زندگی کے سوا کوئی زندگی نہیں ہمارا جینا مرنا یہی ہے یعنی اس دنیا ہی میں ہم پیدا ہوئے اور اسی میں مر جاتے ہیں، انکے کہنے کا حاصل یہ ہے کہ دنیا کی اس زندگی کے بعد کوئی دوسری زندگی نہیں یعنی مر کر دوبارہ زندہ نہ کئے جائیں گے اور ہمکو موت زمانہ کی گردش سے آتی ہے یعنی زمانہ گذرنے کے ساتھ ساتھ آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے ایسا نہیں کہ ہمکو مارنے والی کوئی ذات ہو جیسے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ جلاتا اور مارتا ہے۔

اور جب انکو قرآن کریم کی آیات اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے دلائل سنائے جاتے ہیں تو یہ کہتے ہیں ہم کسی دلیل کو نہیں مانتے اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو ہمارے مرے ہوئے باپ دادوں کو زندہ کرکے دکھادو، تب ہم تسلیم کریں گے کہ ہاں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا حق ہے۔

اے منکرین قیامت ذرا سوچو جس ذات نے تمہیں بغیر مادہ و نمونہ کے پیدا کیا اور پھر مار دیا تو دوبارہ زندہ کرکے سب انسانوں کو ایک جگہ اکٹھا کر دینا اسکے لئے کیا مشکل ہے۔ مگر افسوس اس آسان سی بات کو بھی اکثر آدمی نہیں سمجھتے۔

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ

اور اللہ ہی کی سلطنت ہے آسمانوں میں اور زمین میں۔ اور جس روز قیامت قائم ہوگی،

يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۣ كُلُّ اُمَّةٍ

اس روز اہل باطل خسارہ میں پڑیں گے۔ اور (اس روز) آپ ہر فرقہ کو دیکھیں گے کہ (مارے خوف کے) زانو کے بل گر پڑیں گے

تُدۡعٰۤی اِلٰی كِتٰبِهَا ؕ اَلۡیَوۡمَ تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا

ہر فرقہ اپنے نامۂ اعمال (کے حساب) کی طرف بلایا جائیگا۔ آج تمکو تمہارے کئے کا بدلہ ملے گا۔ (اور کہا جاویگا کہ) یہ (نامۂ اعمال) ہمارا

یَنۡطِقُ عَلَیۡكُمۡ بِالۡحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسۡتَنۡسِخُ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۹﴾ فَاَمَّا

دفتر ہے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے۔ اور ہم (دنیا میں) تمہارے اعمال کو (فرشتوں سے) لکھواتے جاتے تھے۔ سو جو لوگ

الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُدۡخِلُهُمۡ رَبُّهُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِهٖ ؕ

ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کئے تھے تو ان کو ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا

ذٰلِكَ هُوَ الۡفَوۡزُ الۡمُبِیۡنُ ﴿۳۰﴾

اور یہ صریح کامیابی ہے۔

تفسیر اس سے پہلے بیان ہوا کہ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کو زندہ کر کے ایک جگہ جمع فرمائیں تو اسکو مشکل کام نہ سمجھا جائے کیونکہ آسمانوں وزمین میں اللہ ہی کی حکومت و سلطنت ہے بس وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔

قیامت کے دن منکرین قیامت وغیرہ باطل فرقے خسارہ و نقصان میں ہونگے اور اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہر باطل فرقے کو دیکھیں گے کہ وہ خوف کی وجہ سے گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے، اور ہر فرقہ اپنے اعمال کے حساب کی طرف بلایا جائیگا اور اس سے کہا جائیگا اسکو پڑھکر خود اپنا حساب سمجھ لے تو کیا کیا دنیا میں کر کے آیا ہے۔ آج تمکو تمہارے کئے کا پورا پورا بدلہ مل جائیگا۔ اور انسے کہا جائیگا یہ اعمالنامہ ہمارا لکھوایا ہوا ہے ہم دنیا میں تمہارے اعمال فرشتوں سے لکھواتے رہتے تھے جو تمہارے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک بول رہا ہے۔

بہر حال حساب و کتاب کے بعد ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت یعنی جنت میں داخل فرمادیگا۔ بلا شبہ یہی اصل کامیابی ہے۔ سمجھدار کو اسی کامیابی کیلئے کام کرنا چاہئے۔

وَ اَمَّا الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا ۟ اَفَلَمۡ تَكُنۡ اٰیٰتِیۡ

اور جو لوگ کافر تھے (ان سے کہا جاوے گا) کیا میری آیتیں تم کو پڑھ پڑھ کر

تُتۡلٰی عَلَیۡكُمۡ فَاسۡتَكۡبَرۡتُمۡ وَ كُنۡتُمۡ قَوۡمًا مُّجۡرِمِیۡنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِذَا قِیۡلَ

نہیں سنائی جاتی تھیں سو تم نے (ان کو قبول کرنے سے) تکبر کیا تھا اور تم (اس وجہ سے) بڑے مجرم تھے۔ اور جب (تم سے) کہا

اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ السَّاعَۃُ لَا رَیۡبَ فِیۡہَا قُلۡتُمۡ مَّا نَدۡرِیۡ مَا

جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں ہے ۔ تو تم کہا کرتے تھے کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت

السَّاعَۃُ ۙ اِنۡ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحۡنُ بِمُسۡتَیۡقِنِیۡنَ ﴿۳۲﴾ وَ بَدَا لَہُمۡ

کیا چیز ہے ۔ محض ایک خیال سا تو ہم کو بھی ہوتا ہے ۔ اور ہم کو یقین نہیں ۔ اور (اسوقت) انکو ان کے

سَیِّاٰتُ مَا عَمِلُوۡا وَ حَاقَ بِہِمۡ مَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ ﴿۳۳﴾ وَ قِیۡلَ

تمام برے اعمال ظاہر ہو جاوینگے اور جس (عذاب) کے ساتھ وہ استہزا کیا کرتے تھے وہ ان کو آگھیرے گا ۔ اور (ان سے)

الۡیَوۡمَ نَنۡسٰىکُمۡ کَمَا نَسِیۡتُمۡ لِقَآءَ یَوۡمِکُمۡ ہٰذَا وَ مَاۡوٰىکُمُ النَّارُ وَ

کہا جاوے گا کہ آج ہم تم کو بھلائے دیتے ہیں جیسا تم نے اپنے اس دن کے آنے کو بھلا رکھا تھا ، اور (آج) تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے

مَا لَکُمۡ مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ ﴿۳۴﴾ ذٰلِکُمۡ بِاَنَّکُمُ اتَّخَذۡتُمۡ اٰیٰتِ اللّٰہِ ہُزُوًا وَّ غَرَّتۡکُمُ

اور کوئی تمہارا مددگار نہیں ۔ یہ (سزا) اس وجہ سے ہے کہ تم نے خدا تعالیٰ کی آیتوں کی ہنسی اڑائی تھی اور تم کو دنیوی

الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا ۚ فَالۡیَوۡمَ لَا یُخۡرَجُوۡنَ مِنۡہَا وَ لَا ہُمۡ یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۳۵﴾

زندگی نے دھوکہ میں ڈال رکھا تھا ۔ سو آج نہ تو یہ لوگ دوزخ سے نکالے جاویں گے اور نہ ان سے خدا (کی خفگی) کا تدارک چاہا جاویگا

فَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ رَبِّ الۡاَرۡضِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿۳۶﴾ وَ لَہُ

سو تمام خوبیاں اللہ ہی کے لیے ہیں جو پروردگار ہے آسمانوں کا اور پروردگار ہے زمین کا پروردگار تمام عالم کا ۔ اور اسی کو

الۡکِبۡرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۪ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳۷﴾ ع

بڑائی ہے آسمانوں و زمین میں اور وہی زبردست حکمت والا ہے ۔

منکرین قیامت کو تنبیہ

ان آیات میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن کافرین و مشرکین اور منکرین قیامت کو تنبیہ کی جائیگی کیا تمکو میری آیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں جن میں تمکو کھول کھول کر ایک ایک بات سمجھائی گئی مگر تم نے غرور و تکبر کیا اور ان واضح باتوں کا انکار کر کے بڑے مجرم بن گئے، اور جب تمکو قیامت کے بارے میں سمجھایا جاتا تھا تو تم بڑی بے پروائی سے کہہ دیا کرتے تھے ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے۔

الغرض دنیا میں کیے ہوئے تمام اعمال ان پر ظاہر ہو جائیں گے اور جس عذاب کا یہ مذاق اڑایا

کرتے تھے وہ انکو آگھیر لیگا۔ اور اللہ تعالی ان سے فرمائیں گے آج ہم تمکو بھلائے دیتے ہیں۔ (یعنی اپنی رحمت سے محروم کئے دیتے ہیں) جیسے تم نے قیامت کے دن کو بھلائے رکھا تھا بس اب تمہارا ٹھکانا جہنم ہے اور یہ سزا تمہیں اسلئے دی گئی ہے کہ تم ہماری آیتونکا مذاق اڑایا کرتے تھے اور دنیا کی زندگی کو سب کچھ سمجھکر اسمیں ایسے مگن تھے کہ آخرت اور قیامت کو بالکل ہی بھول گئے تھے۔
بس تمام تعریفونکا مستحق اللہ ہے جو آسمان و زمین سارے جہاں کا رب ہے۔ اور زبردست حکمت والا ہے۔

الحمدللہ ''پارہ اِلَیۡهِ یُرَدُّ'' کی تفسیر بحسن وخوبی مکمل ہوئی۔

☆☆☆☆☆

ہر قسم کی دینی ودرسی کتب صرف ایک خط لکھ کر طلب فرمائیں

تفسیر ھذا
ذیلی کتبِ تفاسیر سے مستفاد ہے

۱ بیان القرآن ۲ معارف القرآن
۳ فوائد عثمانیہ (ترجمہ شیخ الہندؒ)
۴ تفسیر مظہری ۵ تفسیر ابن کثیر
وغیرہم

ادارہ دعوت وتبلیغ گلی ۲ آلی کی چنگی منڈی سمیتی (اردو سٹاک نمبر)

گذارش!

آسان تفسیر کی ممبری کیلئے اپنے احباب ومتعلقین کے پتے ارسال فرماکر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔ تفسیر بذریعہ دی۔پی روانہ کردی جائیگی۔

قسط وار شائع ہونے والی تین عظیم الشان کتابیں

رحمت کے خزانے

یہ کتاب اعمالِ حسنہ کی ترغیب سے متعلق حدیثِ پاک کا عظیم مجموعہ ہے جس کو علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے اُستادِ محترم محدثِ جلیل امام شرف الدین دمیاطی علیہ الرحمہ نے ''**المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح**'' کے نام سے ترتیب دیا ہے۔ یہ کتاب اہل عرب کثرت سے اپنے مطالعہ میں رکھتے ہیں۔

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ نے اس کا اُردو ترجمہ ''رحمت کے خزانے'' کے نام سے کیا ہے۔ موصوف نے ترجمہ کے ساتھ حسبِ ضرورت احادیثِ پاک کی مختصر و عام فہم تشریح بھی فرمائی ہے اور احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔

الحمدللہ یہ مکمل کتاب قسطوں میں چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔

آسان تفسیر

قرآن کریم کے نزول کا اصل مقصد اس کو سمجھ کر عمل کرنا ہے۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے آسان تفسیر کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ یہ تفسیر اکابرِ اُمت کی قدیم وجدید مستند و معتبر تفاسیر کا خلاصہ و نچوڑ ہے۔ جس کو نہایت آسان و عام فہم زبان اور مختصر و جامع انداز میں مولانا محمد یعقوب قاسمی نے قلمبند کیا ہے۔ ترجمہ کلام پاک حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ الحمدللہ یہ تفسیر ۳۲ قسطوں میں مکمل ہو چکی ہے۔

تذکرۃ الانبیاء

اس کتاب میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزماں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم تک مشہور پیغمبروں کے واقعات وحالات اور ان کے ماننے والوں کی فلاح ونجات اور جھٹلانے والوں کا انجام تفصیل کے ساتھ مستند طور پر سلیس و عام فہم انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ الحمدللہ یہ کتاب سولہ قسطوں میں تیار ہو چکی ہے۔

[illegible] پوسٹ مین سے وی، پی، رجسٹری، پارسل کے ذریعہ [illegible] مزید معلومات حاصل کرنے اور ان کتابوں کو طلب کرنے کے لیے ہمارے موبائل نمبر پر رابطہ قائم فرمائیں۔

نوٹ:- خواہش مند حضرات کے مکمل پتے روانہ فرما کر اشاعتِ دین میں تعاون فرمائیں۔ فجزاکم اللہ

IDARA DAWAT-O-TABLEEGH

Gali No. 2, Aali ki Chungi, Mandi Samiti Road, Saharanpur-247001 (U.P.) Mob.: 9837375773